Title - KANAZZUL AKHIRAT MAROOF BA SHARIYAT NAAMA.

Creator - Mohd. Abdul Hameed Khan.

Publisher - Kouttchana Azizi Press (Agra)

Date - 1309 H.

Pages - 260

Subjects -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسم تاریخی موسوم بہ

کنز الآخرۃ

۱۳۰۹ھ

معروف بہ

شریعت نامہ

تصنیف لطیف جناب مولانا چودھری محمد عبدالحمید خاں صاحب مدظلہ

رئیس قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

باجازت خاص جناب مصنف صاحب ممدوح خاکسار محمد عبدالرؤف خاں ہاتف نے

باہتمام منشی عبدالعزیز خاں پرنٹر و منیجر

کارخانہ عزیزی پریس آگرہ میں طبع کرائی

فہرست مضامین کنز الآخرۃ بقید عنوان مضمون و نمبر صفحات مصنفہ جناب مولانا چودہری محمد عبدالحمید خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید بابت اشاعت اول کنز الآخرۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

امابعد یہ خاکسار ذرہ بیمقدار امیدوار رحمت پروردگار سبحان السید محمد عبدالحمید عفی عنہ متوطن قصبہ سہاور ضلع ایٹہ قسمت آگرہ عرض کرتا ہے کہ جبکہ ۱۲۹۹ھ قدسی میں اس احقر نے صرف و نحو کو ختم کرکے شرح وقایہ عربی شروع کیا اور اسکے ساتھ دوسرے وقت مشکوٰۃ شریف کا درس لیا چونکہ یہ احقر ہمیشہ سے ضعیف القویٰ ودائم المرض و نیز ضعف دماغ و آشوب چشم میں مبتلا رہتا تھا بدیں وجہ اکثر سبق ناغہ ہوا کرتے تھے کہ بعض اوقات چار چار چھ چھ ماہ تک مسلسل کتاب دیکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی جس سے استفادات علمیہ میں سخت نقصان پہنچتا تھا و بفحوائے لِکُلِّ شَیْءٍ اٰفَۃٌ وَلِلْعِلْمِ اٰفَاتٌ ط تعلیم میں بہت حرج واقع ہوتا تھا پس بہ سبب ضعف دماغ و استیلاء سہو و نسیان و عدم قوت حافظہ و انقطاع سلسلہ درس و تدریس مسائل فقہیہ یاد نہیں رہتے تھے جس کی شکایت میں اکثر اپنے اوستاد حضرت مولٰنا و بالفضل اولانا و سیدنا و معتمدنا المدعو بہ حافظ امیر حسن ثانی سہسوانی انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے کیا کرتا تھا ایک روز حضرت مولٰنا مرحوم و مغفور نے فرمایا کہ مسائل کی یادداشت اور اسکی سہولت و تحفظ و تذکرہ کی تدبیر بہت اچھی ہے کہ جو سبق روزانہ تم پڑھو اُسکا ترجمہ اُردو میں نظم کرتے جاؤ اس سے مسائل کی یادداشت تم کو بخوبی بنی رہیگی کیونکہ ان مفہومات عربیہ و مسائل فقہیہ کو ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے اور ان کے مشکل منثورہ کو سلک نظم میں پرونے میں جو تدبر و غور تمکو کرنا پڑیگا تو بخوبی نہایت آسانی سے جلد تر ہر جزئی و کلی مسئلہ ذہن میں راسخ اور نقش اُسکا لوح حافظہ میں ثابت ہو جائیگا اور آخر میں وہ ایک کتاب منظوم و مستقل ہو جائیگی کہ جو دیگر فارسی و اُردو خواں طالبعلموں کو بہت فائدہ بخشے گی۔ خاص کر اُن لڑکیوں کو جو کہ قرآن مجید پڑھنے کے بعد اُردو مسئلہ مسائل کی ضروری کتابیں پڑھنا چاہتی ہیں اُنکو یہ نفع عظیم بخشے گی۔ کیونکہ اس میں تمام ضروری مسائل نظم ہو جائینگے اور نظم کا یاد کرنا بہ نسبت نثر کے بہت آسان ہے اور ایسی کوئی کتاب جامع نظم اُردو میں آجتک نہیں ہے کہ جسمیں جمیع ضروری مسائل عبادات و معاملات کے موجود ہوں پس یہ رسالہ منظوم اس مقصد کیواسطے نہایت مناسب و فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ چونکہ اس زمانہ میں مجھکو ایک گونہ شعر اشعار سے شوق بھی تھا تو حضرت اُستاد کا یہ ارشاد میرے دل میں سرایت کر گیا اور اسی وقت میں نے شرح وقایہ کو لیکر کتاب الطہارت باب الوضو سے نظم میں ترجمہ بامحاورہ کرنا شروع کر دیا اور جو ترجمہ کہ روزانہ میں نظم کرتا تھا وہ حضرت مولانا کو ملاحظہ کراتا تھا مولٰنا اس کی اصلاح فرماتے تھے اور نیز مسائل کی مطابقت کنز الدقائق و درمختار سے کرنے جاتے تھے اور واجبات و سنن و مستحبات نماز و حج وغیرہ میں اکثر مطابق درمختار کے تحریر کراتے تھے کیونکہ شرح وقایہ میں یہ باتیں ایسی بسط و تفصیل کے ساتھ نہیں ہیں جسطرح کہ درمختار میں ہیں۔ اور مسائل مختلف فیہ امام اعظم و صاحبین رحمہم اللہ میں یا تو وہ درمختار کے مفتیٰ بہ مسئلہ کے بموجب عمل کرنیکا حکم دیتے تھے یا اپنا اور اپنے اُستاد حضرت مولانا مولوی تراب علی صاحب مرحوم لکھنوی کا معمول بہ قرار دیکر اُسکے موافق ہدایت فرماتے تھے اور یہ احقر اسی کے مطابق نظم کے پیرایہ میں لاکر زیب صفحہ قرطاس کرتا تھا چنانچہ اسی اصول کے موافق یہ سلسلہ ماہ صفر ۱۳۰۱ھ تک جاری رہا اور رسالہ ہذا کتاب الفرائض کے آخر تک منظوم ہوکر تیار ہو گیا۔ کتاب الفرائض سراجی شریف سے ترجمہ کیگئی ہے۔ رسالہ ہذا کے عبادات تو قریب قریب سب نظم کرلئے گئے ہیں ولیکن معاملات میں البتہ ضروری ضروری باتیں کارآمد لیگئی ہیں اور باقی کو بہ سبب طوالت کے چھوڑ دیا گیا ہے۔ من بعد حضرت مولٰنا کو یکایک سفر گجرات پیش آیا اور یہاں سے رخصت ہوکر ۱۳۰۱ھ تک گجرات و بڑودہ و ملک متوسط کے سفر میں حضرت مولٰنا سیاحت فرماتے رہے اور یہ سلسلہ درس و تدریس و نظم رسالہ کا معرض التوا میں پڑ گیا۔ بالآخر ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ کو میری والدہ ماجدہ مرحومہ نے سفر آخرت قبول فرمایا کہ باران رحمت بر وے برسے اسوقت مولٰنا موصوف بہ تعزیت مرحومہ پھر یہاں تشریف لائے اور رسالہ منظوم کی بابت فرمایا کہ وہ کہاں ہے اُس کو تلاش کرا کر نکلوایا تو فرمایا کہ اس میں حمد و نعت اور لکھو اور اسی کے ذیل میں عقاید کے ضروری مسائل بھی شامل کرو اُس کے بعد اُسپر نظر ثانی کرکے صاف کرو اور پھر اس کو بیادگار اپنی والدہ مرحومہ کے چھپوا دو تاکہ ہر ایک مسلمان کے وہ کارآمد و فائدہ بخش ہو اور تمہاری والدہ کی روح کو ثواب پہنچے چنانچہ اسوقت کتاب الایمان سے کتاب الصلوٰۃ تک پھر نظم کیا گیا اور مولانا موصوف نے اسکا تاریخی نام کنز الآخرۃ اسوقت تجویز فرمایا اور اس ناچیز نے اسکا دوسرا نام عمیر تاریخی تحفۂ لطیف نامہ رکھا اور یہ دونوں نام عنوان کتاب پر درج کئے گئے۔ بعد ازاں مولٰنا موصوف نے اس نسخہ کے چھپنے کی تاکید بہ عجلت فرما کر مکان کو تشریف لیگئے اور وہ رسالہ پھر حیز تاخیر میں پڑ گیا اور رسالہ ہذا کو پر نظر ثانی کرکے صاف کرنے اور سواد سے بیاض میں لانے کی نوبت نہ

پہنچی، حتی کہ اس کے تھوڑے زمانہ کے بعد یہ ریاست سہاور بہ علت زیرباری قرضہ زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس آگئی اور حسب الحکم حضرت والد ماجد قبلہ و کعبہ جناب چودہری صاحب مرحوم و مغفور مالک ریاست یہ ناچیز اُسکا منیجر و مہتمم قرار دیا گیا اور یہ سلسلہ کورٹ کا ۳۱ اگست ۱۹۰۹ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ تک برابر قایم رہا اور اُس دوران میں کثرت کار کی وجہ سے ایک بار بھی رسالہ مذکور پر تکرار نظر کی یا مطالعہ کی نوبت نہیں آئی حالانکہ اس درمیان میں مولانا صاحب کے متعدد خطوط بھی آئے اور دو ایک مرتبہ مولانا موصوف خود بھی تشریف لائے اور رسالہ کی جلدی اشاعت کی "تاکید شدید فرمائی ولیکن رسالہ مذکور پر نظر ثانی کرنا اور اُس کے محکوک و مشکوک حروفوں کو صاف کرکے مکرر تحریر کرنا اُسوقت تک میسر نہیں ہوا جبتک کہ کورٹ آف وارڈس کا طوفان بے تمیزی میرے سر پر جوش زن رہا۔

مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يُدْرِكُهُ ۔۔۔ تَجْرِي الرِّيَاحُ بِمَا لَا تَشْتَهِي السُّفُنُ

آخرالامر خدا خدا کرکے ۳۱ اگست ۱۹۰۹ء کو ریاست سہاور قرضہ سے پاک ہوکر کورٹ آف وارڈس سے واگذاشت ہوئی اور سرکاری جوابدہی سے محکوبجات ملی اگرچہ ریاست کے کام سے پھر بھی سبکدوشی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ جناب چودہری صاحب مرحوم و مغفور نے سلسلہ کام کا بدستور میرے ہی ذمہ بمصداق - قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند، کے قایم رکھا مگر تاہم وہ جوابدہی اور کثرت کار کہ جو سرکاری ضابطہ میں منسلک ہونے سے رہتی تھی وہ اب نہیں رہی اور ایک گونہ کام سے فارغ البالی اور آزادی حاصل ہوئی۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس اطمینان کے حاصل ہونے پر مولانا صاحب ممدوح کا وصال ہوچکا تھا۔ اور اس بنا پر اب خود مجھ کو نہایت عجلت و فکر ان کی تعمیل ارشاد و تکمیل وصیت کی نسبت لاحق ہوئی۔ بعد واگذاشتگی کورٹ اول میں نے جناب قبلہ و کعبہ چودہری صاحب مرحوم و مغفور سے اسبوقت رسالہ مذکور کے صرفہ اشاعت کے واسطے عرض کیا چنانچہ مرحوم و مغفور نے اسی وقت مبلغ ایک ہزار روپیہ تک اُس کی اشاعت میں صرف کردینے کی منظوری عطا فرمائی اور میں نے اس حکم مسرت بخش کے حاصل ہوجانے پر فوراً رسالہ مذکور کو نکال کر نظر ثانی کرنا اور صاف کرکے تحریر کرنا شروع کردیا اور بجائے اس کے مسائل کی توضیح اور اشعار کی تشریح میں حواشی اضافہ کرکے حاشیہ کتاب پر درج کرتا گیا اگرچہ یہ نظر ثانی اور حاشیہ نگاری بھی نہایت تردد و بے اطمینانی کے ساتھ وقوع میں آئی کیونکہ ایسا موقع اب بھی مجھ کو ہاتھ نہ آیا کہ میں اس کام کو بالکل یکسو اور مطمئن ہوکر انجام دیتا کسواسطے کہ پھر بھی ریاست کا کام اور اہل معاملہ کا ہجوم ہمہ وقت اسمیں خلل انداز و جمعیت خاطر میں تفرقہ پرداز ہوتا تھا مگر بایں ہمہ جیسا کچھ کہ مجھ سے ہوسکا نظر سرسری کے ساتھ قلم برداشتہ لکھتا گیا اور رسالہ مذکور کو صاف کرکے حاشیہ چڑھاتا گیا اور اگرچہ اس پر بھی بعض اوقات ایک ایک دو دو ماہ کا وقفہ درمیان اس میں پڑتا رہا تاہم اس کام کو اب میں نے چھوڑا نہیں اور موقع بہ موقع کئے گیا تا آنکہ اسی دوران میں ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء کو بوقت ظہر میرے والد ماجد عالیجناب قبلہ و کعبہ چودہری محمد نور اللہ خاں صاحب بہادر مالک ریاست سہاور نَوَّرَ اللهُ تُرْبَتَهُ نے اپنا ظل عاطفت ہم پس ماندگان کے سر سے اُٹھا کر داعی اجل کو لبیک جا پکارا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن ۔ اُس وقت دفعتًا کوہ ہم و غم میرے سر پر آن ٹوٹا اور تمام عالم تیرہ و تار مجھ کو نظر آنے لگا اور جو خیالات و وساوس کہ ابتک مطلقًا میرے وہم و گمان میں بھی نہ گذرے تھے اب باد صرصر کی طرح میرے دل و دماغ میں سرایت کرکے مجکو بیچین کرنے لگے اور داعی اجل کی مہیب آواز میرے کانوں میں بھی سرسراہٹ پیدا کرنے لگی اُسوقت میں نے نہایت عجلت کے ساتھ اس رسالہ منظوم کے موائد و حاشیہ کو نیم تخت اٹھا کر اور اس شر نورس کو نیم رس لیکر صاحب مطبع عزیزی آگرہ کی خدمت میں بھیجدیا اور اُن کو ہدایت کی کہ وہ فوراً اس کی طبع شروع کرادیں۔ رسالہ مذکور کے آخری اجزا جو صاف ہونے کو رہ گئے تھے وہ اس دوران طبع میں صاف کرکے اور حاشیہ چڑھا کر میں روانہ کرتا رہا۔ چنانچہ بفضلہ و کرمہ اب یہ رسالہ طبع ہوکر تیار ہوگیا۔ چونکہ بہ سبب قلت فرصت و واقعات مندرجہ بالا رسالہ ہذا کی طبع میں بہت عجلت کیگئی ہے اور جس طرح پر کہ میرا دل چاہتا تھا اُس طرح پر اس کی تکمیل نہیں ہوئی ہے بہ نوجہ صاحبان اہل علم و فضل کی خدمت بابرکت میں گذارش ہے کہ رسالہ ہذا کو از اول تا آخر حرف بحرف ملاحظہ فرما کر اور اُس کے حسن و قبح پر نظر غائر ڈال کر جو جو نقائص و فروگذاشتیں کہ اس میں پیدا ہوں وہ براہ کرم قلمبند کرکے مجھ کو اُن سے اطلاع بخشیں میں بحد و نہایت اُن کا ممنون و شکر گذار ہونگا اور جن جن نقائص پر کہ متعدد فقہا و بالغ النظر کا اتفاق ہوگا انکی رسالہ مذکور میں ترمیم کرونگا۔ اور بعد ترمیم اگر خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو مزید مہلت عطا فرمائی تو رسالہ مذکور انشاء اللہ مکرر طبع کراکر شائع کرونگا وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ وَهُوَ حَسْبِي وَلَا مُيَسِّرَ سِوَاهُ ۔ فقط

حررہ عبدالحمید عفی عنہ بماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۰ھ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مسمّٰی باسم تاریخی

گلزار آخرۃ

۱۳۰۹ھ

معروف بہ

شریعت نامہ

تصنیف جناب تقدس مآب مولینا چودھری محمد عبدالحمید خاں صاحب

رئیس قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

باجازت خاص مصنف صاحب

محمد عبدالرؤف خاں صاحب ہاتف نے

باہتمام منشی عبدالعزیز خاں پرنٹر

کارخانہ عزیزی پریس آگرہ میں چھپوائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی

ستائش ہے مخصوص اُس اللہ کو — نور بخشا جس نے مہر و ماہ کو
ہے وہ فرد و قادر و حیّ و صمد — لم یلد لم یولد و واحد احد
وہ صفات و ذات میں سب سے بڑا — اور نہیں مثل اُسکے کوئی دوسرا
ممتنع[۵۱] بالذات ہے اُس کا نظیر — کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا الْقَدِیْرُ
حادثوں سے وہ پاک ہے اور لازوال — ہے قدیمی ذات اُسکی ذوالجلال
ہیں صفات و ذات سب اُسکے قدیم — ہے وہ بیچون و چگون بےخوف و بیم
وہ[۵۲] یگانہ ہے صفات و ذات میں — حکم میں - افعال میں ہر بات میں
وہ نہ کھاتا[۵۳] ہے نہ پیتا ہے - اخی — اور نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے کبھی

[۵۱] ممتنع بالذات ہے الخ - یعنی حق سبحانہ تعالےٰ کا نظیر و مثل ممتنع بالذات ہے کیا معنی کہ غیر ممکن ہے مثل اُس کا کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا ہے اور سوائے اُس قادر برحق کے تمام چیزیں ہلاک فنا ہونیوالی اور حادث ہیں بقا و قدامت اُسی کی ذات بابرکات کے واسطے لازمی و قطعی ہے اور اُس کے بارے میں چون و چرا کرنا ناجائز ہے - منہ۔

[۵۲] وہ یگانہ ہے الخ - یعنی وہ حق سبحانہ تعالیٰ ذات و نیز صفات میں یکتا ہے کہ نہ اُس کی سی ذات دوسری ذات ہے اور نہ جیسی اُس کی صفات ہیں ویسی دوسرے میں صفات ہو سکتی ہیں نہ اُس کا سا حکم کسی دوسرے کا حکم ہے نہ اُس کا حکم اٹل ہے اور نہ اُس کا سا فعل کسی دوسرے کا فعل ہے کہ وہ اپنے فعل میں مختار کامل ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اُس کا مانع و مزاحم نہیں ہو سکتا یہ بات ہرگز کسی اور کو نہیں حاصل ہے کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے اُسے پورا ہی کرلے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایک کام کا ارادہ کرتا ہے - لیکن کسی طرح اُس کو پورا نہیں کر سکتا عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ پس یہ بات بھی اُسی کے اختیار و قبضۂ قدرت میں ہے کہ کسی کے ارادے کو پورا کرے یا نہ کرے غرضکہ وہ قادر مطلق ہر بات میں یکتا و بے مثل ہے - منہ

[۵۳] وہ نہ کھاتا ہے - الخ یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے اوپر جو کہا گیا کہ وہ ہر بات میں یکتا ہے اُس کا یہ بیان ہے کہ وہ نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے اور نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے وہ قائم و دائم ہے اور یہ اُسی کے ساتھ خاص ہے - منہ ۱۲

قائم و دائم ہے اور واجب[۵۱] وجود — ساری چیزوں کی اسی سے ہے نمود

[۵۲] ہے وہی خلاق مخلوقات کا — ہے وہی رزاق مرزوقات کا

[۵۳] سب کا خالق ہے نہیں مخلوق وہ — سب کا رازق ہے نہیں مرزوق وہ

[۵۴] وہ کسی کا بھی نہیں محتاج ہاں — اسکے سب محتاج ہیں خرد و کلاں

پاک[۵۵] ہے ہر حاجت و ہر عیب سے — سب کی وہ حاجت روا ہے غیب سے

مالک ملک زمین و آسمان — خالق کون و مکان این و آن

[۵۶] خالق انکا ان سے پہلے جیسے تھا — انکے ہونے پر بھی ویسا ہی رہا

گھٹتا اور بڑھتا نہیں وہ لم یزل — دائما یکساں ہے وہ عز و جل

ہے منزہ[۵۷] جسم سے وہ پاک ذات — بے[۵۸] زمان و بے مکان و بے جہات

جسم[۵۹] و جوہر سے عرض سے پاک ہے — مادہ سے اور مرض سے پاک ہے

[۶۰] ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ اور منہ اسکے سب — ہیں صفاتی جیسے ہیں انکی سب

---

۵۱ واجب وجود الخ۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ لم یزل لایزال واجب الوجود ہے اور وجود ذاتی اسی سے خاص ہے کہ بغیر کسی موجد کے بذات خود موجود ہے باقی تمام ماسوا اسکے وجود با وجود سے موجود ہے پس مرتبہ وجود ذاتی میں تمام عالم معدوم ہے اسی لئے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ فرمایا اور مرتبہ وجود عطائی میں عالم کا وجود حق ہے محض وہم و خیال نہیں ہے جیسا کہ بعض فرقہ باطلہ و ملاحدہ کا عقیدہ فاسدہ ہے۔ منہ ۵۲ ہے وہی خلاق۔ الخ۔ یعنی وہی حی قیوم واجب الوجود جملہ زمین و آسمان و ما فیہا و جمیع کائنات و مخلوقات کا پیدا کرنیوالا ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ كُنْ فَيَكُونُ سے روشن ہے اور وہی رزاق و قادر مطلق تمام جانداروں کا رزق بخشنے والا اور روزی رساں ہے جیسا کہ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا سے ظاہر ہے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ اس پر شاہد ہے ؎ چناں پہن خوان کرم گسترد۔ کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد۔ منہ ۵۳ سب کا خالق ہے الخ۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جمیع کائنات کا خالق ہے اور وہ خود مخلوق نہیں ہے کیونکہ اسکی ذات بابرکات قدیم ہے اور قدیم کی صفت یہی ہے کہ وہ مخلوق نہ ہو اور اسیطرح وہ سب جاندار چیزوں کی پرورش کرتا ہے اور ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے اور وہ خود بذاتہٖ خاص رزق سے بے نیاز ہے۔ منہ ۵۴ وہ کسی کا بھی نہیں۔ الخ۔ یعنی وہ بے نیاز کسی غیر کا کسی کام میں محتاج نہیں ہے اور تمام مخلوق اسکی ہر بات میں محتاج ہے خواہ کوئی فقیر ہو خواہ کوئی امیر کبیر ہو بغیر اس کی مدد و اعانت کے کسی کا کچھ کام نہیں ہو سکتا وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۱۲ منہ۔ ۵۵ پاک ہے ہر حاجت۔ الخ یعنی وہ حق سبحانہ تعالیٰ ذوالمجد والکرم ہر قسم کی حاجت و ضرورت سے پاک ہے کہ حاجت بھی عیب ہے اور وہ ہر عیب سے منزہ ہے اور وہ قاضی الحاجات سب حاجتمندوں کی حاجتوں کا غیب سے پورا کرنے والا ہے کہ کسی کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہمارا یہ کام کیسے اور کہاں سے ہوا اور اس کی قدرت سے بے شائبہ گمان وہ کام پورا ہو جاتا ہے الحق کہ این بجز حق دیگرے کے می کند۔ منہ ۱۲ ۵۶ خالق انکا ان سے پہلے۔ الخ یعنی زمین و آسمان و مکان و جمیع کائنات و موجودات کا خالق جیسا کہ وہ ان چیزوں کے خلق کرنے سے پہلے تھا بعینہ ویسا ہی اب بھی ان چیزوں کی پیدائش کے بعد ہے۔ ان چیزوں کے پیدا کرنے سے اسکی ذات مستجمع صفات میں کچھ کمی یا بیشی نہیں ہوئی کیونکہ وہ لم یزل ایسا عالی ذات ہے کہ جسمیں گھٹنے اور بڑھنے کی کوئی بات نہیں ہے وہ عز و جل ہمیشہ در ہمیشہ اور ابد الآباد یکساں قایم و دایم ہے جل جلالہٗ۔ منہ ۵۷ ہے منزہ جسم سے الخ یعنی وہ بیچون و بیچگون جسم سے مطلقاً پاک ہے۔ کیونکہ جسم اسکو کہتے ہیں کہ جسمیں طول و عرض و عمق لازمی ہو اور ان باتوں کیواسطے زمانیت و مکانیت و جہت لازم ہے اور وہ پاک ذات ان سب سے مبرا ہے پس جو لوگ کہ یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی اور جسموں کیطرح ایک جسم ہے وہ لوگ مجسمہ ہیں اور کافر ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ جسم تو ہے مگر اور جسموں کیطرح نہیں ہے جسکے واسطے کہ طول و عرض و عمق لازم ہے وہ بھی گمراہ و بہکے ہوئے ہیں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ ہر معنی کے ہر قسم کے جسم سے بالکل منزہ و مبرا ہے۔ منہ ۵۸ بے زمان و بے مکان و الخ۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جس طرح جسم سے منزہ ہے اسیطرح زمان و مکان و جہات سے بھی یکسر منزہ و پاک ہے کہ یہ سب چیزیں حادث ہیں اور جسم کیواسطے لازمی ہیں اسکو انکی کچھ ضرورت نہیں ہے یہ سب چیزیں اسی نے پیدا کی ہیں انکے پیدا کرنے سے پہلے جیسا وہ تھا ویسا ہی اب بھی ہے وہ بدلا نہیں اور وہ ہمیشہ ویسا ہی رہیگا [illegible] کہ وہ بذاتہٖ خاص اور ہے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

یا٥١ درکہہ میں جسقدر اُسکے صفات	وہ نہ عین ذات ہیں نے غیر ذات
ہے کلام٥٢ اُسکا بغیر آواز کے	بے حدوث و بے زباں بے ساز کے
کذب٥٣ اُسکا ممتنع بالذات ہے	قول امکاں تہمت و بدبات ہے
پاک ہے وہ سارے عیبوں سے سدا	ہے نہ اُسکی ابتدا نے انتہا
اوّل٥٤ و آخر وہی معبود ہے	ظاہر و باطن وہی موجود ہے
ہے٥٥ وہی ہر چیز کا شاہد بصیر	کچھ نہیں پوشیدہ تجھ سے ای خبیر
جانتا٥٦ ہے راز ہائے سینہ کو	دیکھتا ہے دل میں حُب و کینہ کو
ہے٥٧ وہی اللہ علّام الغیوب	حال کا ماضی کا مستقبل کا خوب
دیکھتا ہے اور وہ سنتا ہے خوب	جانتا ہے اور چھپاتا ہے عیوب
وہ مجیب٥٨ العرض و الدعوات ہے	بالیقین وہ قاضی حاجات ہے
ہے٥٩ وہی موجد حقیقی بالیقین	بے مشیت اُسکے کچھ ہوتا نہیں

٥١ یا درکہہ ہیں۔ الخ۔ یعنی یہ بات بہی یاد رکہہ کہ حق تعالیٰ کی جس قدر صفات ہیں وہ عین ذات ہیں کہ ذات و صفات بالکل ایک ہوں کہ اُن میں کچھ فرق نہو اور نہ وہ غیر ذات ہیں کہ اُس سے بالکل علیحدہ و منفک ہوں اور یہ اور ہوں اور وہ اور ہوں بلکہ مثلاً مثل آب و حباب کے سمجھنا چاہئے اور زیادہ اُس کے سمجھنے کے درپے ہرگز نہیں ہونا چاہئے تاکہ غیر حق کو حق نہ سمجھنے لگے یہاں ملائکہ و قدسیوں کی عقول بہی گم و حیرت زدہ ہیں تا بہ بشر خاکی چہ رسد۔ بیت نہ ادراک در کنہ ذاتش رسد ٭ نہ فکرت بغور صفاتش رسد ٭ واللہ اعلم بالصواب ١٢۔ منہ ٥٢ ہے کلام اُسکا الخ۔ یعنی باری تعالیٰ کے کلام میں آواز نہیں ہے کہ آواز آلہ مخلوق سے پیدا ہوتی ہے اور وہ اُس سے پاک ہے کیا خوب نظامی نے کہا ہے کہ ع۔ کلامیکہ بے آلہ آمد شنید۔ کہ ایسا کلام حق سبحانہ کا ہے۔ اور وہ کلام نہ حادث ہے نہ ساختہ ہے بلکہ وہ اُس کی صفت قدیمہ ہے کہ اُسکی ذات سے قائم اور نفس ذات کو لازم جس طرح اُس کی اور سب صفات ہیں کہ نہ عین خالق ہیں نہ مخلوق ١٢۔ منہ ٥٣ کذب اُسکا ممتنع الخ۔ یعنی کذب باری تعالیٰ کے ممتنع بالذات ہے کہ وہ قطعی غیر ممکن ہے امکان کذب کا جو قول نامعقول ہے وہ بہت بیجا اور بد ہے اور ذات بابرکات مستجمع صفات باری تعالیٰ پر تہمت و بہتان لگاتا ہے کیونکہ کذب بہت بڑا عیب ہے کہ جس کے مرتکب پر لعنت وارد ہے اور کوئی عیب اُس کی ذات میں اصلاً ممکن نہیں ہے پس ایسے سخت عیب سے اُسکی ذات پاک کو متہم کرنا کس درجہ مقبوح و معیوب ہے۔ محال کی قدرت محال ہے ورنہ وہ اپنے فنا پر بہی قادر ہو اور اگر یہ ہو تو پھر اُسکا عدم بہی ممکن ہو اور اگر ایسا ہو تو پھر اُسکا وجود بہی واجب نہ رہے اور جب یہ ہو تو خدا خدا نہ رہے استغفر اللہ عما یقولون۔ کذب باری ممتنع بالذات قدرت باری متسع للجہات دونوں نہیں سمجھنا منافات عقل کی کوتاہی دین کی تباہی کا باعث ہے فتدبر و تامل ١٢۔ منہ ٥٤ اول و آخر۔ الخ۔ یعنی خداوند عالم ایسا اول ہے کہ جس سے اول کوئی نہیں ہے اور اسی طرح آخر میں اُس کے ساتھ کوئی نہیں کیونکہ وہ قدیم ہے اور قدیم کی صفت یہ ہے کہ جس کی نہ ابتدا ہو نہ انتہا ہو اور ظاہر و باطن میں بہی اُسی کا جلوہ موجود ہے کہ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن اُسی معبود واجب الوجود کی شان ہے۔ منہ ٥٥ ہے وہی ہر چیز کا شاہد۔ الخ۔ یعنی یہ صفت بہی اُسی کی ہے کہ وہ ہر شے کو دیکہہ رہا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ و حق ہے اور نیز وہ ہر چیز پر شاہد ہے کہ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ وارد ہے۔ اور طبقات ارض و سموات میں کوئی شے اُس سے مخفی نہیں ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ١٢ ٥٦ ہے وہی اللہ الخ۔ یعنی وہ معبود ایسا علیم و بصیر ہے کہ ہر ایک کے دلوں کے بہیدوں کو بہی خوب جانتا ہے کہ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اُسکا ارشاد ہے ١٢۔ منہ ٥٧ ہے وہی اللہ۔ الخ موجود اور گذشتہ اور آئندہ تینوں زمانہ کا حال وہی عالم الغیب خوب جانتا ہے اور نیز اپنے بندوں کے عیبوں سے واقف ہے اور اُنکی پردہ پوشی کرتا ہے کہ وہ ستار ہے ١٢ ٥٨ وہ مجیب العرض الخ۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ دعاؤں کا قبول کرنیوالا اور حاجات پورا کرنے والا ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ اُس پر شاہد ہے ١٢۔ منہ ٥٩ ہے وہی موجد حقیقی۔ الخ یعنی تمام باتوں کا پیدا کرنیوالا

می جہاند برق را با کر و فر — می دواند ابر را بے پا و پر

گاہ زاں ابر آب ہا آرد ہمی — گاہ از وے ژالہ ہا بارد ہمی

ہرچہ[۵۱] خواہد می کند پروردگار — لیک بے حکمت نباشد ہیچ کار

کرد پیدا[۵۲] جملہ چیز از حکمتش — باز ناپیدا کند از قدرتش

جملہ[۵۳] خوبی ہا و اوصاف و کمال — ہست بس در ذات آں پاک ذوالجلال

کچھ احاطہ اُسکی قدرت کا نہیں — قادر مطلق ہے رب العالمین

کچھ نہیں ہیں فہم و ادراک و شعور — جو حقایق ہیں کریں اُسکے عبور

ہیں[۵۴] دلیلیں گو کہ لاکھوں معتبر — جو دلالت کرتی ہیں اللہ پر

بے دلیل و حجت و برہان و لیک — ہمنے پہچانا ہی وہ معبود ایک

بشک و بے شبہ بحق بالیقیں — ایک ہی اللہ رب العالمین

خالق[۵۵] ہر خیر و شر اللہ ہی — لیک کاسب اُسکا عبداللہ ہی

[illegible]

۵۱ ہرچہ خواہد۔الخ۔یعنی خداوندعالم جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اُس کا مانع و مزاحم نہیں ہے یَفْعَلُ اللّٰہُ مَایَشَاءُ اُسی کی شان ہے مگر جو کام وہ کرتا ہے وہ بغیر حکمت کے نہیں کرتا یعنی کہ اُس میں کچھ نہ کچھ حکمت ضرور ہوتی ہے اور وہ کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ۔منہ ۱۲ ۵۲ کرد پیدا جملہ چیز الخ یعنی جسقدر کائنات و موجودات ہیں وہ سب اُسی حکیم مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے پیدا کی ہے اور پھر وہی قادر برحق ایک نہ ایک روز ان سب کو نابود فنا کر دے گا اور پھر سوائے اُس حی قیوم کے تمام زمین و آسمان وَمَافِیْہِمَا میں کچھ باقی نہ رہے گا کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ ۵۳ جملہ خوبیہا و الخ۔ یعنی تمام خوبیاں اور اوصاف کاملہ اور کمالات نامحدود حق سبحانہ کی ذات بابرکات میں موجود ہیں کہ ایسے کسی دوسرے میں نہیں ہیں اور وہ صفات نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات فتفکر منہ ۱۲ ۵۴ ہیں دلیلیں الخ۔یعنی ایسے دلائل و براہین معتبر بیشمار ہیں جن سے کہ اللہ برتر کی الوہیت و وحدانیت ثابت ہوتی ہے مثلاً لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ط و کذا و کذا ۱ منہ۔ ۵۵ خالق ہر خیر و شر۔الخ۔ یعنی جملہ خیر و شر کا خالق وہی حق سبحانہ ہے کما قال اللّٰہ تعالٰی۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ط اور دوسری جگہ ہے خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وکذا و کذا۔مگر اعمال ہر خیر و شر کا کسب کنندہ بندہ ہے۔منہ ۱۲۔

ہیں مشیت[۵۱] سے خدا کی جملہ امر / اختیاری کسب پر ہے اجر و زجر

طاعت و ایماں[۵۲] سے راضی ہی وہ ہے / شرک و کفر و فسق سے ناخوش وہ ہے

اُس[۵۳] نے سب مخلوق کو پیدا کیا / خلق میں ہادی بنائے انبیا

انبیا[۵۴] حق ہیں اور اُن کے معجزے / ایک ہیں نفس نبوت میں وے

فرق[۵۵] ہے درجات میں اے ذی شعور / بعض افضل بعض سے ہیں پر ضرور

اوّل اُنکے آدم جنت مکاں / آخر اُنکے سیّدِ ہر دو جہاں

نام[۵۶] ہے جنکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفےٰ / حق ہے ہونا اُن کا ختم الانبیا

اشرف المخلوق[۵۷] ہیں سب انبیا / انبیا میں سب سے افضل مصطفےٰ

ہیں[۵۸] وہ فخر اولین و آخرین / اور وہی ہیں رحمۃ للعالمین

کیا بیاں ہوں اُنکے اوصاف و کمال / ہیں وہ محبوب خدائے ذوالجلال

علم[۵۹] اُن کو وہ کیا حق نے عطا / ما یکون ما کان جسکا جز ہوا

۵۱ ہیں مشیت سے خدا کی الخ یعنی تمام باتیں درحقیقت خداوند عز اسمہ کی مشیت اور ارادہ اور حکم اور قضا سے ہوتی ہیں لیکن بندہ کو اختیاری کسب پر جو بظاہر اُسکو دیا گیا ہے سزا معصیت و جزا طاعت رکھی گئی ہے رَضِینَا بِقَضَائِہٖ ۔ گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ ۔ تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست ۔ مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ ۔ منہ ۵۲ طاعت و الخ ۔ یعنی حق سبحانہ ایمان اور طاعت یعنی فرمانبرداری بندہ سے راضی و خوش ہے اور اس کے شرک کفر میں مبتلا ہونے سے سخت بیزار و ناخوش ہے کہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ط اسی کا ارشاد ہے اور اس کے بعد دیگر فسق و فجور و نافرمانی سے بھی ناخوش ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۳ اُس نے سب مخلوق کو ۔ الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ نے تمام ذی عقل مخلوق کو پیدا کرکے انہیں انبیا علیہم السلام کو رہبر و ہادی بناکر مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ اُن کو راہ راست بتائیں اور شرک و کفر کی قعر ہلاکت سے بچائیں اگر اس پر بھی اُنکا کہنا نہ مانیں تو اپنے کئے کی سزا پائیں ۔ منہ ۱۲ ۵۴ انبیا ۔ الخ یعنی جسقدر انبیا آدم علیہ السلام ابو البشر سے لیکر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک مبعوث ہوئے وہ سب حق ہیں ۔ یہاں سے بعد بیان وحدانیت و صفات حق سبحانہ و عز اسمہ نے جو جو اور امورات کہ نص قطعی سے ثابت ہیں اور جن پر اہل حق کا اجماع ہے اور جن پر ایمان لانا اور یقین رکھنا فرض ہے اُنکا بیان حق کہنا سے شروع ہوا کیا معنی کہ یہ امورات ہیں جنہیں شک و شبہ کو مطلق راہ نہیں ہے ۔ کلمہ حق یہاں تصدیق کلام کی ہے اور چونکہ وحدانیت حق سبحانہ کی بعد نبوت و رسالت کی تصدیق لازمی ہے کہ بغیر اسکے حق و باطل کی تمیز نہیں ہوسکتی ہے لہذا اول جملہ انبیا کی حقانیت بیان کی گئی جملہ انبیا کی نبوت برحق ہے اور اُن کے معجزے بھی حق ہیں معجزہ خرق عادات کا نام ہے کہ جس سے نبی کی نبوت ظاہر ہوتی ہے اور وہ باعث گرویدگی خلق کا ہوتا ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۵ فرق ہے درجات میں الخ ۔ یعنی جملہ انبیا علیہم السلام رتبہ نبوت میں تو سب ایک ہیں کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ ولیکن بعض بھی بعضوں پر فضیلت رکھتے ہیں کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط منہ ۱۲ ۵۶ نام ہے جنکا الخ یعنی تمام انبیا میں سب سے پچھلے نبی سید عالم فخر اولاد آدم ہیں جنکا نام نامی و اسم گرامی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اُنکا خاتم الانبیا ہونا حق ہے اگر اُنکو کوئی خاتم الانبیا نہ سمجھے یا اُنکے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز جانے یا خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا کے سوا نبی بالذات یا افضل وغیرہ کے بتائے تو وہ کافر ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور یہ اُسکے معنی بیان فرمائے جو کہ حق سبحانہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ارشاد فرمایا ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط منہ ۱۲ ۵۷ اشرف المخلوق ہیں الخ ۔ یعنی جسقدر انبیا حضرت آدم سے لیکر خاتم الانبیا تک گذرے ہیں وہ سب کے سب جملہ مخلوقات میں اشرف و معزز ہیں کیا معنی کہ جملہ ملائکہ مقربین و جن و انس وغیرہم سب کائنات سے وہ اشرف و اعلیٰ ہیں اور اُن سب انبیا میں نبی آخر الزماں حضرت ابو القاسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل و اکرم ہیں کیونکہ فرمایا حضرت نے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ اور فرمایا حق سبحانہ نے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ الخ ۔ منہ ۵۸ ہیں وہ فخر ۔ الخ ۔ یعنی ہمارے پیمبر تمام انبیائے اولین و آخرین کے فخر ہیں اور اسی وجہ سے ہر ایک نبی نے آپکی امت میں ہونے کی اپنے لئے تمنا کی ہے اور یہ تمنا حضرت عیسیٰ روح اللہ کی پوری ہوئی ہے کہ وہ آپ کی امت میں داخل ہوکر آسمان سے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ نمبر ۵۹ میں دیکھیں)

کردیا ہے[۵۱] اُن پہ روشن لاکلام	ختم تک دُنیا و مافیہا تمام
ہو الم نشرح سے جو سینہ کھلا	شرح اُنکے علم کی کب ہو بھلا
جن کو ہو انّا فتحنا کا خطاب	اُنکی فتح و معرفت کا کیا حساب
جن کے دلمیں ہو فاوحیٰ کی ندا	پس فراست کا ہو اُنکے ذکر کیا
نصِ مازاغ البصر ہو جنکی شان	پھر بصیرت کا ہو اُنکے کیا بیان
جو کریں تنقیص شانِ شاہِ دین	لعنۃ اللہ علیہم اجمعین
مصطفےٰ[۵۲] ہی ہیں قیامت میں شفیع	ہے اُنھیں کا حصّہ یہ شانِ رفیع
فاتحِ[۵۳] بابِ شفاعت ہیں وہی	کہف اربابِ شفاعت ہیں وہی
جو کبائر[۵۴] والے بے توبہ مریں	وہ کریم اُنکی شفاعت بھی کریں
وہ نہوں شافع ہمارے گرو ہاں	کہیے ہمسوں کا ٹھکانا پھر کہاں
اک اشارے[۵۵] میں قمر کو شق کیا	ہاں کیا۔ بیشک کیا۔ الحق کیا

۵۱ کردیا ہے اُنپہ روشن الخ۔ طبرانی نے معجم کبیر میں عبد اللہ بن عمر فاروق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَ اِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ جِلْیَانًا مِّنَ اللّٰہِ جَلَّاہُ لِیْ کَمَا جَلَّاہُ لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِیْ۔ بیشک اللہ نے میرے سامنے دُنیا کو اُٹھالیا تو میں ساری دنیا کو اور جو کچھ اُسمیں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو میں ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ میں اپنی اس ہتیلی کو۔ اللہ کیطرف کی روشنی ہے کہ اُس نے میرے لئے کی جیسی اُس نے مجھ سے اگلے انبیا کے لئے کی تھی ۱۲ منہ

۵۲ مصطفےٰ ہی ہیں۔ الخ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ مِّنْ قَبْلِیْ (الی قولہ) وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں ازانجملہ شفاعت کا منصب ہے کہ یہ بھی خاص مجھی کو ملا ۱۲ منہ

۵۳ فاتح بابِ شفاعت الخ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ سب سے پہلے شفیع میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔ یہ حدیث صحیح مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَھُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرَ فَخْرٍ۔ جب قیامت کا دن ہوگا میں تمام انبیا کا پیشوا اور اُن کا خطیب اور اُن کی شفاعتوں کا مالک ہونگا اور یہ کچھ فخر کی راہ سے میں نہیں فرماتا یہ صحیح حدیث ترمذی و ابن ماجہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ۱۲ منہ

۵۴ جو کبائر والے الخ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ میری شفاعت میرے اُن اُمتیوں کیلئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔ یہ حدیث صحیح ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے انس رضی اللہ عنہ اور ترمذی و ابن ماجہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور اس مضمون کی بکثرت حدیثیں مروی ہیں منہ ۱۲

۵۵ اک اشارے میں الخ۔ اُنگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کردینا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص معجزہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اُس کا ذکر ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ط وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ یعنی نزدیک آئی قیامت اور شق ہوگیا چاند اور کافر اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو مُنہ پھیر لیں کہ یہ جادو ہے کہ چلا آتا ہے۔ پس جن لوگوں نے کہ اپنے فلسفیانہ خیال سے اس معجزہ کو قیامت کے روز شق ہونے پر محمول کیا ہے اُنہوں نے آیۃ کے معنی بدل کر معجزہ کی تکذیب کی ہے غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالےٰ قادر مطلق تو فرمائے کہ چاند شق ہوگیا اور وہ لوگ کہیں کہ قیامت کے دن شق ہوگا۔ قیامت کے روز آسمانوں کا پھٹنا اور ستاروں کا جھڑ پڑنا مذکور ہوا ہے نہ کہ ستاروں کا شق ہونا اور اگر یہ بھی سہی تو قیامت کے روز تو سورج چاند تارے وغیرہ سب شق ہونگے پھر چاند کی تخصیص کی وجہ کیا تھی اور پھر اُس روز کون اُس کو جادو بتا سکتا ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ چاند شق تو ہو چکا مگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہ تھا یہ قول بھی انکا باجماع امت مردود ہے چاند شق ہونا یقینی ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے اور اُس کے بارہ میں علاوہ آیۃ کریمہ مذکورہ کے احادیث صحیحہ بھی وارد ہیں پس مصرعۂ دوم میں جو تاکیدات ہیں وہ انھیں منکرین کی رد میں واقع ہیں فتدبر۔ منہ ۱۲

سنگریزے ہاتھ میں گویا ہوئے	مرغ وحشی یا نبیؐ کہنے لگے
وہ کیا توحید کا مضموں عیاں	لات وعزّیٰ ہوگئے جس سے نہاں
دہو دیا ظلماتِ شرک و گبر کو	کھودیا دنیا سے ظلم و جبر کو
دینِ حق عالم میں ظاہر کردیا	اُن سے چمکا آفتاب اسلام کا
بھیج یا اللہ صلوات وسلام	بہر رسولؐ و آل واصحابش تمام
۵۱ مومنو حق ہیں تمام احکام رب	حق ہیں ارشادِ رسول اللہ سب
۵۲ حق نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ	فرض پنجم حق جہادای نیک ذات
۵۳ حق ہے معراج محمدؐ دیں پناہ	آسمانوں پر لِمَا شَاءَ الالٰہ
۵۴ مصطفےٰ کا دیکھنا۔ اللہ کو	لیلۃ الاسرا میں حق ہے اے نکو
حق ہیں توریت و زبور انجیل سب	حق ہے یہ قرآں کلامِ پاکِ رب
۵۵ ہیں صحیفے آسمانی حق تمام	اور فرشتے بھی ہیں حق اے نیکنام

۵۱ مومنو حق ہیں الخ۔ اب یہاں سے بعد اقرار وحدانیت وتصدیق رسالت اُن چیزوں کا ذکر کرنا شروع ہوا کہ جو بذریعہ رسول احکام شریعت نص قطعی سے ثابت ہیں اور جنکا منکر درحقیقت خدا ورسول پر ایمان نہیں رکھتا جس طرح اللہ ورسول پر ایمان لانا واجب ہے اسی طرح اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات وارشادات پر ایمان لانا واجب ہے اگر ایک حکم کی بھی جو کہ نص قطعی سے ثابت ہے انکار کریگا تو ایمان اُسکا معتبر نہ ہوگا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیگا اسی واسطے پیشتر بالاجمال تمام احکامات خداوندی وجملہ ارشادات نبوی کی تصدیق بیان کیگئی کہ جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے وہ سب حق ہے اب اس کے بعد بعض اُن احکامات کی تشریح کی جاتی ہے کہ جن پر اہل حق کا اجماع ہے ۱۲۔منہ ۵۲ حق نماز و الخ۔ یعنے منجملہ دیگر احکامات وارشادات خداوندی ونبوت کے فرائض خمسہ کی تصدیق لازمی ہے کہ وہ نماز و روزہ و حج وزکوٰۃ وجہاد ہیں کہ یہ سب حق ہیں اور نص قطعی سے ثابت ہیں۔ نماز اور زکوٰۃ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ سے اور روزے ماہ رمضان کے فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ اور حج وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا و وَاَنْفُسِکُمْ سے فرض کیگئی ہیں۔ منہ ۱۲ ۵۳ حق ہے معراج۔ الخ۔ یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج اس جسم بشری کے ساتھ حق ہے کیا معنی کہ لیلۃ الاسرا میں مکہ معظمہ سے بیت المقدس ہوکر آسمانوں پر حضرت کا تشریف لیجانا الی ماشاء اللہ حق ہے الی ماشاء اللہ سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں کے اوپر جہاں تک خدا کو منظور تھا وہاں تک حضرت کو لیجانا اور عجائب ملکوت وغرائب لاہوت کی سیر کرانا حق ہے مصرعہ ثانی میں جو لما شاء الالٰہ ہے تو اسمیں لام اول بمعنی (الی) کے ہے اور الٰہ بمعنی اللہ کے جس سے مراد الی ماشاء اللہ ہے پس انتہائے سیر کی بابت قطعی طور سے نہیں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کہاں تک تشریف لے گئے اور کیا کیا عجائب غرائب آپنے وہاں ملاحظہ فرمائے کہ اسمیں نص قطعی نہیں ہے اسیواسطے الی ماشاء اللہ کہا گیا اور یہی ہے عقاید کا مسئلہ۔ منہ ۱۲۔ ۵۴ مصطفےٰ کا دیکھنا۔ الخ۔ یعنی معراج کی رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق سبحانہ کو دیکھنا حق ہے۔ یہاں دیکھنے میں اختلاف ہے بعض علما وصحابہ کا قول یہ ہے کہ شب معراج میں حضرت نے اللہ تبارک وتعالےٰ کو ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور یہ قول ہے حضرت ابن عباس وکعب احبار وغیرہما رضی اللہ عنہم کا اور نظامی گنجوی نے بھی اسی کو لیا ہے جو کہا ہے کہ۔ دید خدا را نہ بچشم دگر ٭ بلکہ بدین چشم و بدین چشم و سر اور بعض علما وصحابہ کا یہ ظن ہے کہ حضرت نے حق سبحانہ کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور یہی عقیدہ ہے حضرت عائشہ رضی صدیقہ وابن مسعود وغیرہما رضی اللہ عنہم کا چنانچہ جب مسروق تابعی رحمۃ اللہ نے حضرت عائشہ رضہ سے دریافت کیا کہ آیا دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رب اپنے کو چشم ظاہر سے تو جواب دیا انہوں نے کہ کھڑے ہوگئے بال بدن میرے کے بہ سبب اس سوال تیرے کے اور جس کسی نے تجھ سے یہ کہا کہ دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو چشم ظاہر سے اُس نے بہتان کیا حضرت پر اور جو روایت کہ سورہ نجم میں رویت کی مذکور ہے اُس کے معنی یہ نہیں ہیں اسے مسروق چنانچہ اس کے بعد حضرت عائشہ رضہ نے اُن کو معانی ومطالب آیات سورہ مذکورہ کے سمجھائے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہیں فرشتے اور نبی معصوم سب
ہے فرشتوں کی غذا تسبیح رب

ہیں فرشتو نہیں نہ مردی نے زنی
اور نہیں ہے اُن میں کچھ مادہ منی

وہ نہیں کرتے خلافِ حکمِ رب
ہیں مطیعِ حکمِ حق وہ سب کے سب

انبیائے آدم افضل ہیں تمام
سب رسولوں پر فرشتوں کے مدام

اور ہیں افضل مومنینِ کاملین
سب فرشتوں سے سوائے مرسلین

ہاں۔ رسولانِ ملایک ہیں بڑے
مرتبے میں مومنینِ انس سے

نیز برحق ہیں شہیدو اولیا
حق کرامت اولیا کی بے خطا

کیا فرشتے کیا نبی کیا اولیا
سب ہیں پیارے بندگانِ کبریا

ہے شفاعت انبیا کی حق بجا
اور بزرگوں کی بھی حق روز جزا

خلق میں افضل ہیں بعد انبیا
حضرتِ بوبکر۔ تاج الاتقیا

جانشینِ مسندِ خیر الوریٰ
ہیں یہی صدیق اکبر باصفا۔

۵ ہیں فرشتے اور نبی الخ۔ یعنی فرشتے اور انبیا یہ سب معصوم ہیں کیا معنی کہ گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہیں اور اُن کا معصوم ہونا حق ہے جو کوئی سوائے انبیا اور ملائکہ کے کسی اور کو بنی آدم یا بنی جان میں سے معصوم جانے وہ بھی اہل حق کے خلاف ہے اور فرشتوں کی غذا حق سبحانہ کی تسبیح و تہلیل ہے کیا معنی کہ اگرچہ وہ ذی روح و ذی عقل ہیں اور ذی روح کے قیام حیات کے واسطے غذا درکار ہے پس ملائکہ کی غذا تسبیح و تہلیل باری تعالیٰ ہے اسکے سوا اور کچھ نہیں ہے اور یہی بات حق ہے کہ نص سے ثابت ہے۔ منہ ١٢ ۵ ہے فرشتو نہیں نہ مردی۔ الخ۔ یعنی فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت ہیں۔ ان دونوں صفات سے وہ بری ہیں اور نہ اُن میں کچھ حرص و شہوت و فساد کا مادہ ہے۔ منہ ١٢ ۵ وہ نہیں کرتے خلاف۔ الخ۔ یعنی تمام ملائکہ حق سبحانہ کے تابعدار اور فرمانبردار بندے ہیں اور اللہ برتر کے حکم کے خلاف وہ کچھ کام نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں ١٢ منہ ۵ انبیا آدم افضل ہیں۔ الخ۔ یعنی انبیائے بنی آدم ملائکہ سے بہتر و افضل ہیں۔ واضح ہو کہ جس طرح پر جن اور انسانوں میں واسطے فلاح دین و دنیا انکے کے نبی اور رسول ہوتے ہیں اسی طرح فرشتوں میں بھی واسطے تبلیغ حکم انکا اللہ الٰہی سے رسول ہوتے ہیں اور رسول بالعموم تمام افراد قوم سے افضل ہوتے ہیں لہٰذا اہل عقاید کا مسئلہ یہ ہے کہ اگرچہ ملائکہ نوری ہیں اور نیز صفات مردی و زنی سے وہ پاک ہیں اور سب کے سب معصوم بھی ہیں اور تسبیح و تہلیل کے سوا ان کا کچھ کام بھی نہیں ہے بااینہمہ ملایکہ کے رسولوں سے ہمارے انبیا علیہم السلام افضل و اشرف ہیں۔ منہ ١٢ ۵ اور ہیں افضل الخ یعنی بشر میں جو اولیا و صالحین ہیں وہ تمام فرشتوں سے سوائے رسل ملائکہ کے افضل و اشرف ہیں اور اسیواسطے انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ کا مغز خطاب بارگاہ خداوندی میں اسکو ملا ہے لہٰذا ہر فرد و بشر کو چاہیئے کہ اس پاک خطاب کی قدر کرے اور اپنے آپ میں وہ صفات پیدا کرے جو باعث اشرف المخلوقات ہونیکے اسواسطے ہوں کہ وہ کام جو بہائم سے بھی بدتر اسکو بنا دیں کہ جنکے بارہ میں اولٰئک کالانعام بل ہم اضل ارشاد ہے اُن سے اپنے آپ کو بچائے اور اُن صفات عالیہ میں جن سے کہ آدمی اشرف المخلوقات ہو جاتا ہے مقدم ایمان لاتا ہے اور اُس کے بعد تقویٰ و طہارت و سخاوت ہے سچ ہے ۔ شرف مرد بجود است و کرامت بسجود ٭ ہر کہ این ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود ٭

۵ نیز برحق ہیں الخ۔ یعنی شہدا اور اولیا کا ہونا اور اُن سے کرامت کا ہونا یہ سب حق ہے۔ منہ ١٢ ۵ کیا فرشتے الخ۔ یعنی ملائکہ اور انبیا جو کہ کامل معصوم ہیں اور تمام اولیا جو کہ محفوظ ہیں وہ اللہ کے خاص برگزیدہ دوست ہیں اور سب کے سب اللہ وحدہٗ شریک لہٗ کے بندے ہیں اور کسی بات میں اللہ کے شریک ہرگز نہیں ہیں۔ منہ ١٢ ۵ خلق میں الخ۔ یعنی جملہ انبیا و مرسل کے بعد تمام مخلوقات و کائنات میں علو مرتبت عند اللہ میں حضرت ابوبکر صدیق افضل و بہتر ہیں کیونکہ آپ تمام امت میں سب متقیوں کے سرتاج و نہایت درجہ دیندار و متقی و پرہیزگار ہیں اور کمال اتباع سنت آپ کی ذات بابرکات میں تھا بدیں وجہ آپ افضل الناس بعد الانبیا قرار پائے فرمایا خدائے برتر نے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (ترجمہ) بیشک اے مسلمانو تم سب میں اللہ کے نزدیک وہ افضل و اکرم ہے جو متقی زیادہ ہے علاوہ ازیں کہا عمر نے (باقی حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ مصطفےٰ ہیں شمس الخ یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم آفتاب دین ہیں اور یہ ابو بکر قمر دین ہیں اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ شیر ہیں اور یہ ابو بکر بمنزلہ شکر کے ہیں کیا معنی کہ ان دونوں میں یگانگت و اتصال بدرجہ کمال ہے کہ جس طرح شیر و شکر باہم یک ذات ہوتی ہیں و یا کہ شمس و قمر آمنے سامنے رہتی ہیں اور جدا نہیں ہوتے اسی طرح ابو بکر ہمہ وقت اپنے خلیل کے روبرو حاضر رہتے تھے اور کبھی جدا نہ ہوتے تھے چاند کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ سورج کے بالمقابل پھرتا رہتا ہے اور اس کے مقابلہ سے علیحدہ نہیں ہوتا اگر اس کے روبرو آفتاب کے مقابلہ میں کوئی چیز آن کر حائل ہو جاتی ہے تو اسی وقت اس کی روشنی جاتی رہتی ہے نور القمر مستفادٌ من نور الشمس یعنی چاند میں جو کچھ روشنی و آب و تاب ہے وہ آفتاب کی بدولت ہے اسی طرح ابو بکر صدیق میں یہ جو کچھ کرامت و فضیلت ہے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اور ان کی متابعت کی برکت سے ہے۔ منہ ۱۲ **۵۲** یار غار مصطفےٰ الخ یعنی یار غار و جاں نثار سید ابرار کے بھی یہی صدیق اکبر ہیں کیونکہ جب رسول خدا کو بسبب غلبۂ کفار نا ہنجار کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم صادر ہوا تو اس وقت حضرت ابو بکر صدیق کے مکان پر گئے اور حکم خدا وندی سے ان کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ چل۔ پس صدیق اکبر یہ سنتے ہی بے چون و چرا و بغیر زاد و راحلہ سب گھر بار کو چھوڑ کر رسول خدا کے ساتھ مدینہ منورہ کو چل دیے اور چونکہ کفار آپ کے درپئے آزار تھے لہٰذا آپ نے اوّل شب غار ثور میں مقام فرمایا غار کے پہنچنے سے پہلے آپ کے پائے مبارک بسبب برہنہ پا چلنے کے فرسودہ و متورم ہو گئے اس وقت صدیق اکبر نے آپکو اپنے دوش پر سوار کرا کر غار تک پہنچایا چنانچہ کسی شاعر بیگانہ نے خوب کہا ہے اور اگرچہ وہ بیگانہ ہے مگر حق کو نہیں چھپا سکا ہے بمصداق الحق ینطق [illegible]

چو بوبکر زاں حال آگاہ شد
ز خانہ بروں رفت ہمراہ شد
گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش
نبی کند نعلین از پائے خویش
بسر پنجہ آں راہ رفتن گرفت
پئے خود ز دشمن نہفتن گرفت
چو رفتند چندے ز دامان دشت
قدوم فلک سائے مجروح گشت
زہے راکب مرکب شاہوار
دوش پیش بنہاد بوبکر یار
یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضا
نشستند یک جا بہم ہر دو یار
کہ بر روئے سوراخ بود استوار
پیمبر ببوسیش نکو بنگرید
چو پائے مبارک بہ رفتن نماند
بدیدند غارے در آں تیرہ شب
بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید
بر آں رخنہ کوبید آں یار غار
وزاں پس بہ خوابید خیر البشر
رسیدش ز دنداں مارے گزند
ز درد ش چنیں گفت آں یار غار
ابوبکر آنکہ بدو شش نشاند
کہ خواندی عرب غار ثورش لقب
قبا را بدرید آں را بچید
کف پائے خود را نمود استوار
بہ پہلوئے صدیق بنہادہ سر
وزاں درد اشکش بیفتاد چند
کف پائے من خست دنداں مار
بدامان ساید بشستہ ز انگار
گرفتند در جوف آں غار جائے
بدینگونہ تا شد تمام آں قبا
در آمد رسول خدا پس بہ غار
در آمدم کف پائے آں یار غار
چو اشکش بر وئے پیمبر چکید
(بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

مصطفےٰ ہیں شمس اور یہ ہیں قمر[51] — مصطفےٰ ہیں شیر اور یہ ہیں شکر
یارِ غارِ مصطفےٰ[52] یہ ہی تو ہیں — جاں نثارِ مجتبےٰ یہ ہی تو ہیں
یار پر جس نے لٹایا گھر تمام — وہ یہی ہے خادمِ خیر الانام
جس نے سب قرباں کیئے اہل و عیال — مصطفےٰ پر وہ یہی ہے ذوالجلال
مال و جاں ہے جسکا ایثارِ نبی — وہ حبیب اللہ ہی یہ ہے سخی
لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا[53] — راہِ حق میں جان و مال و آبرو
ہے خلافت اسکی برحق بالیقین[54] — جو کرے شک مومن صادق نہیں
پھر عمر ہیں[55] پھر ہیں عثمان غنی[56] — پھر امامِ مرتضےٰ[57] حضرت علی
حیدرِ کرار شیرِ کبریا — آں علی زوجِ بتولِ پارسا
آں علی مولائے ایں امت تمام — آں علی کو بود امیرِ خاص و عام
آں علی کو بابِ شہرِ علم بود — معدنِ جود و سخا و حلم بود

۵۱ پھر حسن کی الخ - یعنی بعد علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے امام حسن بن علی مرتضیٰ کی خلافت بھی حق ہے کہ بعد شہادت حضرت مرتضیٰ کے چالیس ہزار صحابہ و تابعین کے اجماع سے خلیفہ مقرر ہوئے اور بعد گذرنے مدت چھ ماہ کے آپنے خلافت کو چھوڑ دیا اور امر حکومت کو معویہ بن ابی سفیان کے سپرد کر دیا اور اس طرح پر پورے تیس برس خلافت راشدہ کا دور قائم رہا یعنی دو برس حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت رہی اور ساڑھے دس برس حضرت فاروق اور ساڑھے بارہ برس حضرت عثمان غنی کی خلافت رہی اور ساڑھے چار برس تک علی مرتضیٰ کی خلافت اور پھر چھ مہینے تک امام حسن کی خلافت رہی یہ ملکر پورے تیس برس ہوئے اور حضرت نے فرمایا تھا کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم تصیر ملکا عضوضا یعنی میرے بعد خلافت تیس برس قائم رہیگی - پھر مملکت کٹکھنی ہو جائیگی بدینوجہ امام ہمام نے تیس برس پورے ہوتے ہی خلافت کو چھوڑ دیا جب لوگوں نے آپ سے خلافت کے چھوڑنے کا سبب دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ یعنی خلافت راشدہ جو کہ بالکل منہاج نبوت پر ہوگی میرے بعد تیس برس تک قایم رہیگی امام ممدوح نے فرمایا کہ اسوقت وہ تیس برس تک قایم رہنگی اسکو میں نے چھوڑ دیا یہاں انصاف اور کمال اتباع سنت امام ممدوح دیکھنا چاہئے کہ مدت مذکور پوری ہوتے ہی اپنے آپ خلافت سے معزول ہو گئے - اور امیر معویہ کو بلا کر وہ بوجھ اُتار دیا کہ وہ اس کے خواہشمند تھے اور چونکہ حکومت ناقص ہو چکی تھی اسیوجہ سے انہوں نے اپنے برادر عزیز حضرت امام حسین شہید کو جو ہر طرح پر اس کے قابل و مستحق تھے نہیں کیا کہ - آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگرے مپسند - فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ابنی ھذا سیدا ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین - ترجمہ یعنی تحقیق یہ بیٹا میرا حسن سید ہے اور قریب ہے کہ صلح کرا دیگا اللہ برتر اس کے درمیان دو لشکروں بڑے کے مسلمانوں میں سے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپنے امیر معاویہ کو حکومت دیکر در فتنہ و فساد بند کر دیا اور امام حسن علیہ السلام کے حسنات و برکات اس قدر ہیں کہ احاطہ بیان میں نہیں آ سکتے اور کافی ہے انکی شرافت و سیادت کے واسطے یہ بات کہ وہ راکب دوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور یہ زہر سے شہید کئے گئے ہیں۔ صلی اللہ تعالے علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم منہ

۵۱ پھر حسن کی بھی خلافت حق ہے اور	چھ مہینے پورے ہاسی سال دور
پھر خلافت راشدہ جاتی رہی	بعد اسکے مملکت قایم ہوئی
۵۲ جنتی ہونا ہے حق ای اہل دین	دس مبشر صاحبوں کا بالیقین
۵۳ ایسے ہی حق ہے بفرمان نبی	فاطمہ زہرا کا ہونا جنتی،
۵۴ جنتی ہونا ہے حق سبطین کا	ہے یہ فرمان محمد مصطفٰے
۵۵ حق ہے حب اہل بیت مصطفا	حق ہے ذکر خیر اصحاب وفا
۵۶ جنتی ہیں ازواج ختم المرسلین	ہیں وہ برحق امہات المومنین
نیز باقی سب ۵۷ صحابی نیک ہیں	متحد آپس میں ہیں سب ایک ہیں
جو کرے کچھ لعن طعن ان پر کبھی	ہے وہ بیشک رافضی یا خارجی
ہے یہ ارشاد نبی سن رکھو تم	لعنۃ اللہ علے من سبّھم
حق ہیں لوح و عرش و کرسی و قلم	حق ہے شیطان کا وجود اے نیکدم

۵۲ جنتی ہونا ہے حق الخ - یعنی عشرہ مبشرہ کا قطعی جنتی ہونا حق ہے اور وہ دس نفر ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کو حضرت نے ایک حدیث میں جنتی ہونے کی بشارت دی ہے حیث قال ابوبکر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلیؓ فی الجنۃ وطلحہ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن فی الجنۃ وسعد بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن الجراح فی الجنۃ - ترجمہ - یعنی فرمایا حضرت نے کہ ابوبکر جنتی ہے اور عمر جنتی ہے اور عثمان جنتی ہے اور علی جنتی ہے اور طلحہ جنتی ہے اور زبیر جنتی ہے اور عبد الرحمن جنتی ہے - پس جو شخص کہ ان میں سے کسی ایک کے بھی جنتی ہونے کا یقین نہ رکھے گا وہ دائرہ اہل سنت سے باہر ہے - منہ ۱۲ ۵۳ ایسے ہی حق ہے - الخ - یعنی جس طرح پر کہ عشرہ مبشرہ کا جنتی ہونا حق ہے اسی طرح پر حضرت فاطمہ زہرا کا جنتی ہونا حق ہے کہ فرمایا ہے حضرت نے انّ فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ ہی سوال قبر حق - الخ - یعنی مسلمانوں سے قبر کے اندر منکر نکیر فرشتوں کا سوال کرنا اور اس بنا پر پھر قبر کے اندر آرام و آسایش پانا یا رنج و مصیبت اٹھانا یہ سب حق ہے کہ نص صریح اس میں وارد ہے - آیا ہے کہ جب مسلمان مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو دو فرشتے جن کا نام منکر نکیر ہے اس کے پاس آتے ہیں اور بحکم خدا حیُّ قیوم اس کو زندہ کرتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں کہ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ یعنی کون ہے رب تیرا اور کیا ہے دین تیرا اور کیا کہتا تھا تو ان کے اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پس جو مسلمان کہ نیک ہوتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ اللہ میرا رب ہی اور اسلام میرا دین ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی و رسول ہیں پس یہ سنکر وہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں سو رہ مثل سو جانے دلہن کے اور اسکو سلا کر چلے جاتے ہیں اور جنت کی کھڑکی قبر میں کھل جاتی ہے اور وہ قبر مثل باغ و بہار کے اس پر ہو جاتی ہے اگر وہ بندہ مسلمان دل کا منافق ہوتا ہی تو نکیرین کے جواب میں کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں جانتا کہ اللہ کون ہی اور رسول کون ہے اور دین کیا ہی پس وہ نکیرین اس پر ناخوش ہوتے ہیں اور اس پر سختی کرتے ہیں جیسا جو کچھ کہ اللہ کو منظور ہوتا ہے العیاذ باللہ منہا - منہ ۱۲ ۵۲ ہے قیامت الخ - یعنی قیامت کا آنا حق ہی قیامت اس کا نام ہے جب تمام دنیا آسمان و زمین و مافیہا فنا ہو کر پھر تمام مخلوق بنا بر حساب کتاب سزا و جزا روز آخرت کو پھر اٹھائے جاویں گے جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ ط پس اسی دن کا نام قیامت ہے اور واضح ہو کہ قیامت کی تین قسمیں ہیں ایک صغریٰ اور دوسری وسطیٰ اور تیسری کبریٰ - صغریٰ یہ ہے کہ آدمی جس وقت مرا اس کی وہی قیامت ہو اور وسطیٰ وہ ہے کہ ایک وقت میں جتنے باشندے کہ روئے زمین پر موجود ہیں انہیں سے کوئی باقی نہ رہے سب نا پید ہوں اور کبریٰ وہ ہی جو اوپر بیان کیگئی کہ جسکا نام یوم الآخرۃ ہی قیامت قیامت کے بارہ میں نص قطعی کثیر در کثیر وارد ہیں اور منکر اس کا کافر ہے اور قیامت کے قائم ہونے سے پیشتر اس کی علامتیں اور نشانیاں ظاہر ہونا بھی حق ہیں - جن میں سے بعض کا بیان آگے اشعار میں مذکور ہی - منہ ۱۲ ۵۳ حق امام پاک مہدی - الخ - یعنی امام آخر الزماں حضرت مہدی علیہ السلام کا قرب قیامت کے پیدا ہونا اور مکہ معظمہ میں ظہور فرمانا اور زمین کو کہ تمام و کمال ظلم سے بھر گئی ہوگی عدل سے بھر دینا حق ہے اور پھر انکے آخر وقت میں دجال خبیث کذاب کا نے عیب دار کا نکلنا اور اسکا دعویٰ خدائی کرنا اور تمام زمین میں فساد برپا کرنا اور مسلمانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا حق ہے - دجال ملعون ساری دنیا میں گشت کرے گا اور دعویٰ خدائی کریگا جو کوئی اسکو جھٹلائے گا اور اس پر ایمان نہ لائیگا اس کو وہ طرح طرح کی سزائیں دیگا اور وہ سزائیں درحقیقت مومن کے واسطے نعمائے الیمہ ہوں گی اور جو کوئی اس کی تصدیق کریگا اور اس پر ایمان لائیگا وہ اس مرتد کو بہت کچھ خوش کریگا اور انواع و اقسام کی نعمتیں اسکو دیگا اور وہ عطائیں اس کی درحقیقت اس کے واسطے سخت عقوبتیں ہونگی اور وہ دجال ملعون کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر کفر کا لفظ لکھا ہوگا جس کو مومن پڑھ لیگا اور دجال ملعون سب فتنوں سے بڑا ہوگا منہ ۱۲ ۵۴ پھر نزول حضرت عیسیٰ ہے - الخ - یعنی منجملہ علامات قیامت کے حضرت عیسیٰ بن مریم کا آسمان سے زمین دنیا پر نزول کرنا اور دین محمدی کے تابع ہونا حق ہے اور احادیث صحیحہ اس باب میں (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہی سوال قبر[۵۱] حق اے دین شعار ۔۔۔ اجر و زجر قبر بھی حق کر شمار

ہی قیامت[۵۲] حق نہ کر اسمیں کلام ۔۔۔ اور علامات قیامت بھی تمام

حق[۵۳] امام پاک مہدی کا ظہور ۔۔۔ حق ہے پھر دجال کا آنا ضرور

پھر نزول[۵۴] حضرت عیسیٰ ہی حق ۔۔۔ مارنا دجال کو بھی ان کا ہے حق

ہی خروج[۵۵] دابہ حق بے خطا ۔۔۔ پھیلنا یاجوج اور ماجوج کا

حق[۵۶] ہے مغرب سے طلوع آفتاب ۔۔۔ حشر کرنا آگ کا حق ہی جناب

کانپنا[۵۷] پھٹنا زمین کا جان حق ۔۔۔ گرنا تاروں کا فلک کا ہونا شق

سب[۵۸] کا مرنا اور پھر اٹھنا قبر سے ۔۔۔ حق ہے نفخ صور دونوں بار اُسے

حق[۵۹] ہی جنت حق ہی دوزخ حق حساب ۔۔۔ حق ہی جنت کا ثواب اُسکا عذاب

حق[۶۰] ہے جوئے شہد جوئے سلسبیل ۔۔۔ حق ہی جوئے شیر و عین زنجبیل

حور و غلماں حق ہیں اور حق بالیقین ۔۔۔ نہر خمر لذۃ للشاربین

۵۱ حق ہے کوثر - الخ یعنی جنت میں حوض کوثر حق ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے انا اعطیناک الکوثر یعنی تحقیق عطا کی ہے ہمنے تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوثر جنت میں ایک نہر یا چشمہ مستطیل ہے کہ بصورت حوض واقع ہے اور پانی اسکا دودہ سے زیادہ سفید ہے اور نہایت شیریں و خوشگوار ہے کہ اگر اس میں سے ایک مرتبہ بھی کوئی پی لیوے تو پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے اور وہ نہر مخصوص نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے کہ آپ اس میں سے جس کو چاہیں گے اُس کو مرحمت فرمائیں گے اور اس کے پانی میں علاوہ خوش ذائقی کے مشک کی خوشبو آتی ہوگی اور اس حوض پر جو پیالے رکھے ہیں وہ نہایت آبدار اور مثل تاروں کے چمکدار ہیں (اللھم اسقنا منہ بیت) مجھ کو پلا انا الٰہی ایک جام ساقی کوثر سے کوثر پر تمام ۵۲ حق ہے میزان الخ - یعنی میزان جس میں کہ اعمال نیک و بد تولے جاینگے وہ حق ہے اور اسی طرح ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں کا اسی کی ذات کیواسطے گواہی دینا کہ ہم نے یا ہمارے صاحب نے یہ یہ کام کیئے تھے یہ سب حق ہے اور اسی طرح دوزخ کے اوپر پل صراط کا قایم ہونا اور اس پر عالم خلایق کا گذر ہونا اور دینداروں کا اس سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جانا اور مشرکوں اور کافروں کا اس سے کٹ کر دوزخ میں گر جانا یہ سب باتیں حق ہیں - منہ - ۱۲ ۵۳ گرم پانی الخ - یعنی دوزخیوں کو علاوہ تھوہڑ کی غذا کے گرم پانی پینا اور بچھوؤں کا ڈسنا یہ سب حق ہیں کہ ثابت ہیں نص صریح سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الحمیم لیصب علی رؤسھم فینفذ الحمیم حتی یخلص الی جوفہ فیسلت ما فی جوفہ حتی یمرق من قدمیہ وھو الصھر ثم یعاد کما کان - یعنی تحقیق گرم پانی ڈالا جائیگا دوزخیوں کے سروں پر پس گھس جائیگا وہ پانی اُن کے پیٹوں میں اور وہ کاٹ ڈالیگا اپنی تیزی و گرمی سے پیٹ کی آنتوں و جھلیوں کو اور پھر وہ پانی نکل جائیگا اُس کے قدموں کے نیچے سے اور اس جلا دینے کا نام صہر ہے اور اسی طرح یہ پانی ہر دفعہ سر سے پاؤں تک مکرر سہ کرر برابر لوٹتا پلٹتا رہیگا - اور فرمایا حق تعالیٰ نے یسقی من ماء صدید یتجرعہ ترجمہ یعنی

حق ہی کوثر حق ہے دید ارِ خدا	مومنوں کو ہو جو بے پردہ عطا
حق ہی میزاں حق ہی وزنِ نیک و بد	حق شہادت دست و پا کی ہر خود
پشت دوزخ پر ہی بر حق پل صراط	کچھ نہ کر شک اسمیں اے با احتیاط
ہی گذرگاہِ خلایق اُس کی دہار	حق ہے نیکوں کا گذرنا اُسکے پار
تیغ سے باریک اُسکی دہار ہے	مومنوں کا اُس سے بیڑا پار ہے
حق ہے لغزش کافروں کی دہار میں	کٹ کے گرنا اُس سے قعرِ نار میں
حق ہے قعرِ نار میں جملہ عذاب	دوزخی کو جیسے تھوہڑ کا لعاب
گرم پانی پیپ لو ہو چاٹنا	سانپ کا اور بچھوؤں کا کاٹنا
ہو مسلماں سے اگر کوئی گناہ	وہ صغیرہ یا کبیرہ ہو وہ خواہ
خارج از ایماں نہوگا اُس سے وہ	ہے گنہگار اپنے رب کا اُس سے وہ
سب مسلماں ہیں بالآخر جنتی	ہاویہ ماں ہی سب اہلِ کفر کی

پلایا جائیگا دوزخیوں کو زرد آب جرعہ جرعہ فرمایا حضرت نے کہ جو زرد آب کہ دوزخیوں کو پلایا جائیگا وہ بہون دیگا دوزخی کے منہ کو اور گرا دیگا پوست سر اُس کے کا اور ٹکڑا ٹکڑا کر دیگا آنتوں کو اور نکل جائیگا پھر وہ زرد آب اُسکے دُبر سے ھکذا ذکر (منہ ۱۲) ۵۴ ہو مسلماں سے اگر کوئی - الخ - یعنی اگر مسلمان آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جاوے اور وہ گناہ خواہ صغیرہ ہو جیسے کسی اجنبی عورت کیطرف دیکھنا یا کبیرہ ہو جیسے زنا کرنا یا شراب پینا تو ان باتوں سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا کیا معنی کہ کافر نہیں ہو جاتا ہے البتہ گنہگار ضرور ہوتا ہے اور خارجی کہتے ہیں کہ مرتکب گناہ کبیرہ کا فر ہو جاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ مرتکب کبیرہ نہ مسلمان رہتا ہے نہ کافر ہو جاتا ہے درمیانی حالت میں رہتا ہے لہذا یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں اور اہل حق سے خارج ہیں - منہ - ۱۲
۵۵ سب مسلماں - الخ - یعنی جو لوگ کہ سچے دل سے اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہ سب ایک نہ ایک دن جنت میں جائیں گے اور جو لوگ کہ شرک و کفر میں گرتے ہیں اور اسی حالت میں مرتے ہیں وہ قطعی دوزخی ہونگے کہ اُن کی بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے اُن کی ماں ہاویہ یعنی

۵۱ اہل ایماں کو جو کہ الخ - یعنی جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں اور اُن سے گناہ سرزد ہوئے ہیں وہ لوگ بقدر اپنے گناہ کے عذاب کے مستحق ہیں لیکن اگر اُن پر عذاب ہوگا بھی تو ایک مدت قلیل یعنی تاکسا جس کی مدت سات ہزار برس سے زیادہ نہیں ہے اور بعد بھگتنے اپنی سزا کے مقدار کے پھر وہ مومنین بہ شفاعت شفیع المذنبین دوزخ سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جاویں گے اور جنت میں داخل کئے جاویں گے اللّٰھم ارزقنا شفاعته اوّل مرة منه ۱۲ ۵۲ جس کو چاہے بخشے الخ - یعنی جس مسلمان گنہگار کو خداوند کریم چاہے تو عذاب بالکل نہ دے اور بغیر سزا دیے اُسکو اوّل ہی دفعہ بخشدیوے کیونکہ وہ غفور الرحیم بہت بڑے فضل و کرم والا ہے اُس کو کسی بات کی پرواہ نہیں ہے نہ اُس کو طاعت کی ضرورت ہے نہ معصیت سے نقصان ہے غنی حمید ہے وہ اپنے حکم کے خلاف ورزی سے البتہ ناخوش ضرور ہوتا ہے مگر وہ مختار ہے کہ جسقدر بھی کسی کے گناہ ہوں اُن سب سے درگذرے ان اللّٰہ لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالك لمن یشاء ۔ ترجمہ - کہ یعنی تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے شرک کو اور اُس کے ماسوا جس گناہ کو چاہے بخشدیوے اور معتزلہ کہتے ہیں کہ بغیر توبہ کے کبیرہ گناہ خدا معاف نہیں کر سکتا استغفر اللہ - منه ۱۲ ۵۳ حق ہے رہنا - الخ - یعنی جبکہ کفار و مشرکین دوزخ میں ڈالدیے جائیں گے اور مومنین جبکہ جنت میں داخل کردیے جائیں گے تو پھر وہ دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یعنی جنت میں رہیں گے اور دوزخی دوزخ میں پڑے رہیں گے اور پھر وہ اُن سے باہر نہیں ہوں گے - کیونکہ ان دونوں کے بارہ میں قرآن مجید میں بہت جگہ خالدین فیها وارد ہوا ہے جس کے معنی دوام کے ہیں چنانچہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے ومن یؤمن باللّٰہ ویعمل صالحًا یکفر عنه سیاته ویدخله جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدا ذالك الفوز العظیم والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئك اصحاب النار خالدین فیها وبئس المصیر ط - یعنی جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے درگذر کریگا اللہ اسکے گناہوں سے اور داخل کریگا اُس کو جنتوں میں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور پھر وہ جنتی لوگ ہمیشہ در ہمیشہ اُس میں رہیں گے اور یہ بہت بڑا ثواب ہے اور جن لوگوں نے کہ کفر کیا اور جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو وہ لوگ دوزخی ہیں اور ہمیشہ اُسی دوزخ میں پڑے رہیں گے اور دوزخ بہت بُری جگہ ہے - منه ۱۲

اہل ایماں جو کہ عصیاں کار ہیں [51]	حسب عصیاں وہ سزائے نار ہیں
جائیں بھی تو باہر آئیں گے ضرور	پھر وہ سب جنت میں جائینگے ضرور
جس کو چاہے بخشے پہلے ہی کریم [52]	کیونکہ ان اللّٰہ ذو فضل عظیم
جا کے دوزخ سے نہ نکلیں مشرکیں	اور نہ پھر جنت سے نکلیں مومنین
حق ہے رہنا کافروں کا نار میں [53]	مومنوں کا دائمی گلزار میں
کیونکہ حق میں دونوں کے ہی خالدین	حق ہے جو ہے حکم رب العالمین
حق ہیں سب فرمودۂ خیر الانام [54]	اہل حق کے یہ عقیدے ہیں تمام
جو کرے اقرار انکا برملا	اور کرے تصدیق دل سے بیخطا
ہو وہی مومن مسلماں ہے وہی	جو خلاف اسلام کے ہو وہ غوی
بالیقیں برحق یہ دین اسلام ہے	جو پھرا اس سے وہی ناکام ہے

[illegible]

۵۴ یعنی اللہ رب العالمین اور اُس کے رسُول نے جو نص صریح سے فرمایا ہے وہ سب حق ہے کہ جس میں ذرہ بھر شک و شبہ کو دخل نہیں ہے اور اہل حق کے بھی عقیدے ہیں جو بیان کئے گئے جو شخص کہ زبان و دل دونوں سے ان کی تصدیق کرے وہ ہی مسلمان ہے اور وہی مومن ہے اور ان دونوں کلموں میں کچھ مباینت نہیں ہے - منه ۱۲

اصطلاحات شریعت کا بیان

بعد ایمان خدا و مصطفیٰ ۔ فرض ہے شرع نبی کی اقتدا
جان لے کہتے ہیں کسکو حق طلب ۔ فرض و واجب یا کہ سنت مستحب
فرض ہے وہ حکم مولائے جلیل ۔ جس کی ثبت ہو کوئی قطعی دلیل
جیسے ہو قرآن میں حکم اسکا صاف ۔ یا احادیث تواتر بے خلاف
جس کا کرنا لازم و مشروع ہو ۔ ترک جسکا سخت تر ممنوع ہو
ترک پر ہو جسکے دوزخ کا عذاب ۔ اور بجا لانیمیں جس کے ہو ثواب
منکر اُس کا کافر اور تارک ہے بد ۔ جس طرح صوم و صلوٰۃ اے معتمد
ہے وہ واجب نزد احناف نبیل ۔ جسکی ثبت ہو کوئی ظنی دلیل
یعنی ایسے خلف[۱۵] کا ہو محتمل ۔ جو نہ ہمسر ہو نہ یکسر مضمحل

[۱۵] خلف کا الخ یعنی وہ دلیل حکم خلاف کا بھی احتمال رکھتی ہو وہ دلیل محتمل ہو لیکن اور خلاف محتمل مگر وہ احتمال نہ تو قوت میں دلیل کا ہمسر و برابر ہو کہ یوں شک پیدا ہوگا جس میں طرفین مساوی ہوتے ہیں اور واجب کے لئے ظن چاہئے جس میں جانب ثبوت راجح و غالب ہے اور نہ اتنا ضعیف ہو کہ بالکل مضمحل ہو جائے اور قابل التفات نہ رہے کہ ایسا احتمال بے اصل قطعیت کے منافی نہیں ہوتا تو اُس سے فرضیت ثابت ہوگی نہ کہ وجوب۔ منہ ۱۲

۵۱ کہتے ہیں سنت۔ الخ۔ یعنی سُنت اُس کو کہتے ہیں کہ جس بات کو حضور اقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا ہو یا کرنے کو فرمایا ہو یا کہ کرتے دیکھا ہو اور منع نہ فرمایا ہو۔ جس کے کرنے کا ارشاد فرمایا ہو اُس کو سنت قولی کہتے ہیں اور جس کو خود کیا ہو اور کرنے کو نہ فرمایا ہو اس کو سُنت فعلی کہتے ہیں اور جسکو کرتے دیکھا اور منع نہ فرمایا اس کو سُنت تقریری کہتے ہیں ۱۲۔ منہ

۵۲ ہیں وے سُنت کی الخ۔ یعنی سُنت جس کا بیان اوپر ہوا اُس کی دو قسمیں ہیں اوّل سُنّت ہدیٰ دوئم سُنّت زوائد۔ ہدیٰ وہ ہے جو کہ عبادات میں وارد ہو مثلاً نماز یا روزہ یا زکوٰۃ یا حج وغیرہ میں اور زوائد وہ ہے جو کہ عادات میں جاری ہو مثلاً کہانے یا پینے یا سونے یا اُٹھنے وغیرہ میں۔ پھر سُنت ہدیٰ کی بھی دو قسمیں ہیں ایک سُنت مؤکدہ۔ دوئم سُنت مستحب۔ سُنت مؤکدہ وہ ہے جس کے کرنے کی حضرت نے تاکید فرمائی ہو یا کہ اُس کو بطریق دوام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور کاہے چھوڑ بھی دیا ہو بخوف اس کے کہ کہیں وہ آپ کے دوام عمل میں لانے سے فرض نہ ہو جائے اور پھر وہ باعث تکلیف امت ہو اور ایسی سنت مؤکدہ کا تارک قابل ملامت ہے اور آخرت میں قابل عتاب روبروئے مالک حساب و کتاب ہے اور اگر اُس کے ترک پر اصرار و تکرار کرے گا یا آنکہ ہمیشہ ترک کریگا تو یہ بھی ممکن ہے کہ اُسکو کچھ عذاب دیا جائیگا اور اُس کے بجالانے میں بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور ان سب باتوں کا بیان اگلے شعروں میں بالتفصیل موجود ہے جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ولیکن بطور وضاحت تفصیل بھی کردی گئی۔ ۱۲۔ منہ۔

منکر اُسکا ضال ہے کافر نہیں	اور سزا کے مستحق ہیں تارکین
جیسے پڑھنا وتر کا بعد از عشا	یا غنی پر صدقہ عید الفطر کا
کہتے ہیں سُنّت[۵۱] اُسے حنفی سبھی	ہو جو قول و فعل و تقریر نبی
ہیں[۵۲] وے سُنت کی دو قسمیں بیاں	اک ہدیٰ ہے اک زوائد بیگماں
وہ ہدیٰ ہے جو کہ ہو طاعات میں	وہ زوائد جو کہ ہو عادات میں
پھر ہدیٰ کی بھی ہیں دو قسمیں یہ ب	اک مؤکد دوسری ہے مستحب
وہ مؤکد جسکا کرنا ہو ضرور	جسمیں ہو تاکید حضرت کی وفور
یا کیا ہو اُسکو اکثر آپ نے	اور کبھی چھوڑا ہو خوف فرض سے
تارک اُسکا ہے سزاوار عتاب	بلکہ ممکن ہے کہ ہو تھوڑا عذاب
جسکے کرنیمیں بہت کچھ ہو ثواب	جیسے سنت[۵۳] فجر کی ہیں احباب
اسکا[۵۴] اور واجب کا رتبہ ایک ہے	ہے بہت ہی فرق کم ای نیک پے

۵۳ سُنت فجر کی الخ۔ یعنی سنت مؤکدہ جس کا بیان اوپر کیا گیا اس کی مثال میں دوگانہ سنت فجر کو سمجھنا چاہیے کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں اور اُن کے پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ منہ۔

۵۴ اس کا اور واجب کا الخ۔ یعنی سنت فجر کا اور واجب کا درجہ قریب قریب برابر کے ہے کہ بعض نے تو ان کو واجب ہی کہا ہے کیا معنی کہ دوگانہ سُنت فجر اسقدر مؤکد ہیں کہ جو بسبب کثرت تاکید کے واجب کے مشابہ ہیں کہ جس سے بعض علما کو ان کے واجب ہونے کا بھی شبہہ ہے۔ منہ ۱۲

مستحب وہ جسکا کرنا خوب ہو — اور خلاف اسکا نہ کچھ معیوب ہو

جس کو رغبت[51] سے کیا شہ نے کبھی — یا بلا تاکید ترغیب اس کی دی

جس کے کرنیمیں امید اجر ہو — ترک میں جس کے نہ اصلا زجر ہو

بعد اسکے اب سمجھ یہ ہی صلاح — سن حرام و شبہ مکروہ و مباح

وہ ہوا قطعی حرام اے مومنو — جو کہ ثابت فرض کی مانند ہو

فعل جسکا سخت تر ممنوع ہو — اس سے بچنا لازم و مفروض ہو

جسکا فاعل مستحق نار ہو — خمر پینا جس طرح اے نیک خو

اور وہ ہی مکروہ[52] ہی جس کی نکیر — واجب و سنت کے مثبت کی نظیر

اسکی دو قسمیں ہیں اس کو یاد کر — ایک تحریمی ہے تنزیہی دگر

ہے وہ تحریمی جو ہو قرب حرام — اور شبہ بھی ہی مثل اسکے مدام

ترک ان دونوں کا واجب از حدیث — مرتکب عاصی مصر ان پر خبیث

[51] رغبت سے کیا۔الخ۔یعنی سنت مستحب یا کہ سنت غیر مؤکدہ وہ ہے کہ جس کو حضرت نے گاہے برغبت کیا ہو اور اکثر نہ کیا ہو یا کہ اس کے کرنے کا بلا تاکید شوق دلایا ہو اور مباح و خلاف اولیٰ اس سے خارج ہے کہ وہ نادر طور بر بیان جواز کے لئے حضرت نے کبھی کیا ہے اور سنت مستحب کے کرنے میں ثواب و اتباع سنت ہے اور نہ کرنے میں مطلق عذاب یا عتاب یا حساب نہیں ہے اور نہ تارک پر کچھ ملامت ہے منہ۔١٢

[52] اور وہ ہے مکروہ۔الخ۔یعنی مکروہ وہ فعل ہے کہ جس کے کرنے کی ممانعت ہو اور اس کی مثبت وہ نظیر ہے جو کہ واجب و سنت کی مثبت ہے کیا معنی کہ جس قسم کی نظیر سے کہ واجب ثابت ہوتا ہے اسی قسم کی نظیر سے مکروہ تحریمی یا شبہ ثابت ہوتا ہے اور جس سے مستحب مسنون ثابت ہوتا ہے اسی قسم سے مکروہ تنزیہی ثابت ہوتا ہے پس مکروہ تحریمی یا شبہ کا مرتکب قابل عذاب و عتاب ہے اور مکروہ تنزیہی کا مرتکب قابل عذاب نہیں ہے ہاں اگر اس پر کچھ تھوڑا سا مواخذہ ہو جائے تو بعید نہیں منہ۔١٢

ہی وہ تنزیہی جو ہو قرب حلال — ترک اسکا خوب ہے بے قیل و قال
جسکے کرنے میں نہو چنداں قصور — لیکن اسکا ترک اولی ہے ضرور
کہتے ہیں اسکو مباح اے نیکخو — جسکا کرنا یا نہ کرنا ایک ہو
فرض کی ضد ہے حرام[۵۱] اے معتمد — اس کا کرنا لازم اس کا فعل بد
ضد واجب جان مکروہ کبیر — ضد ہو سنت کی مکروہ صغیر
لیک جو سنت موکدہ مانئے — اس کی ضد کا نام اسارت جانئے
اور علاوہ ان سبھوں کے ہے حلال — جسکے کرنے میں نہو کچھ قیل و قال
ہو نکرنے میں بھی نقصاں کچھ ذرا — اسکے کرنے کو نہ سمجھے گر برا
جس کی حلت ہو یقینی - گو مباح — جسطرح ثابت ہے بیوہ کا نکاح
اسکا منکر[۵۲] بھی ہے کافر لا کلام — جس طرح سے منکر فرض و حرام
واجب و مکروہ تحریمی سے جو — ہوگا منکر فاسق و گمراہ ہو

۵۱ فرض کی ضد ہے حرام - الخ - کیا معنی کہ فرض کے برخلاف حرام ہے کہ اس کا نہ کرنا فرض ہے اور اسی طرح فرض کا ترک کر دینا حرام ہے غرض کہ فرض و حرام ایک دوسرے کا ضد ہے کہ اس کا کرنا اور اس کا نہ کرنا فرض ہے اور اس کا نہ کرنا اور اسکا کرنا حرام ہے اور واجب کی ضد مکروہ تحریمی ہے کہ اس کا کرنا اور اس کا نہ کرنا واجب و ضروری ہے اور اسی طرح سنت موکدہ کی ضد اسارت ہے اور اس کا نہ کرنا اور اس کا کرنا برا مستوجب عتاب ہے اور سنت غیر موکدہ کی ضد مکروہ تنزیہی ہے کہ اس کا نہ کرنا اور اس کا کرنا غیر پسندیدہ و معیوب ہے اور مستحب مندوب کی ضد ترک اولی ہے کہ اس کا کرنا اور اسکا نہ کرنا مرغوب و محبوب اور مباح تنہا ہے کہ اس کا کرنا نکرنا مساوی ہے - منہ ۵۲ اس کا منکر الخ یعنی فرض کی فرضیت اور حرام کی حرمت کا انکار جس طرح کہ کفر ہے مثلاً جو کہے کہ نماز یا صوم رمضان یا زکوٰۃ فرض نہیں دیا کہ شراب پینا اور سور کھانا یا زنا کرنا اور سود لینا حرام نہیں تو وہ قطعی کافر ہے پس اسی طرح حلال کا منکر کہ جس کی حلت دلیل قطعی سے ثابت ہے اسے حلال نہ جاننے والا بھی کافر ہوگا جیسا کہ بیوہ عورت کے نکاح کو اگر کوئی شرعاً حلال نہ سمجھے گا تو کافر ہوگا اور اگر حلال تو سمجھے ولیکن کرے نہیں تو کچھ حرج نہیں نہ کافر ہوگا نہ عاصی معیوب جانے گا تو کافر نہ ہوگا خاطی ہوگا یا یہ کہ گائے کے گوشت کو شرعاً اگر حلال نہ جانے گا تو کافر ہے اگر طبعاً اپنے مزاج کے مخالف و مضر سمجھ کر برا جانے گا تو حرج نہیں ہے - منہ ۱۲ -

٥١ پر نہیں یہ حکم الخ ۔ یعنی اگرچہ فرض و حرام کا انکار کفر اور واجب و مکروہ تحریمہ کا انکار بدعت و ضلالت ہے لیکن جو شخص کہ کسی دلیل شرعی یا شبہ سے انکار کرے اور اُس کے جواب میں دوسری دلیل شرعی پیش کرے تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے جس طرح ائمہ مجتہدین کا اختلاف کہ ایک کے نزدیک ایک چیز فرض و واجب یا حرام و مکروہ ہے اور دوسرے کے نزدیک وہ ایسی نہیں جس طرح کہ مقتدی پر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا شافعی کے یہاں واجب اور ہمارے یہاں اُس کا ترک واجب ہے یا متروک التسمیہ عمداً اُن کے نزدیک حلال اور ہمارے نزدیک حرام و مکذا و ہکذا اور ہر ایک کے پاس اُس کے ثبوت میں دلائل و براہین موجود ہیں پس ایسی صورت میں وہ انکار نہیں سمجھا جائے گا اور اُس کو اختلاف کہیں گے اور اختلاف ائمہ مجتہدین کا تو باعث رحمت ہے ہاں جو شخص کہ نفسانیت سے بلا دلیل شرعی اپنی طرف سے کسی واجب یا حرام کا انکار کرے گا اُس کے لئے کفر و بدعت کا فتویٰ ہی نافذ ہوگا ۔ منہ ١٢ ٥٢ پنج وقتی فرض ہے ۔ الخ ۔ پنج وقتی یعنی نماز فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے جیسا کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس صلوات افترضهن اللہ تعالیٰ الخ ۔ یعنی پانچوں وقت کی نمازیں فرض کیا ہے اُن کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر منہ ١٢ ٥٣ ترک کر دینا ۔ الخ یعنی پنجگانہ نماز فرض کا ترک کر دینا بہت قریب ہے طرف کفر کے نزدیک آئمہ دین کے بوجب حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا معنی کہ تارک صلوٰۃ پر خوف ہے اس بات کا کہ کہیں وہ کافر ہو جائے العیاذ باللہ جیسا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بین العبد وبین الکفر ترک الصلوٰۃ یعنی درمیان بندہ کے اور درمیان کفر کے کچھ فرق نہیں ہے جبکہ وہ نماز کو ترک کر دے منہ ١٢ ٥٤ بے نمازی واجب الخ ۔ یعنی جو شخص کہ نماز نہ پڑھتا ہو اور سمجھانے سے نماز کا پابند نہ ہو تو وہ شخص واجب التعزیر ہے کیا معنی کہ وہ اس قابل ہے کہ اس پر زجر و توبیخ زد و کوب کیا جاوے تاکہ ترک نماز سے باز آوے جیسا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین الخ ۔ اور مارو تم لڑکوں کو ترک نماز پر جبکہ وہ دس برس کی عمر کے بعد نماز نہ پڑھیں آخر حدیث تک منہ ١٢ ٥٥ چھوڑ دینا الخ ۔ یعنی ایک نماز فرض کا بھی بلا وجہ ترک کر دینا باعث ذلت و خواری کا خدا کے نزدیک ہے کہ قیامت کے روز خداوند تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا اور چاہے گا تو عذاب کریگا ۔ انشاء غفر لہ و انشاء عذبہ اور جو شخص کہ پانچوں نمازیں ترک کرے تو دیگر لوگوں کو لازم ہے کہ وہ بھی تارک صلوٰۃ کو اپنی پنچایت سے علیحدہ کر دیں اور اُس کو خوشی و غمی میں اپنے شریک نہ کریں تاکہ اُس پر دباؤ پڑے اور وہ ذلیل و خوار ہو اور پھر وہ مجبور ہو کر نماز پڑھنے لگے اور اس کا پابند ہو جائے جب وہ نماز کا پابند ہو جائے تو پھر اُسکو نہایت خوشی و مہربانی کے ساتھ اپنا شریک کر لیں اور بقول ٥ از ان محبوب تر باشی کہ بودی ۔ پر عمل کریں تاکہ دیگر تارکان صلوٰۃ کو بھی نماز کا شوق پیدا ہو ۔ منہ ١٢

پر نہیں یہ حکم [٥١] اُسکے واسطے — جو ہو منکر شبہ تاویل سے
یاد رکھو ان سب کو خوب اے پاکباز — اب بیاں کرتے ہیں احکامِ نماز

نماز کا بیان

بعد اسلام اور ایماں کے سدا — رکن اوّل ہے نماز اسلام کا
حشر کے دن جبکہ ہو ہل چل مچی — پہلے پرسش ہو نماز فرض کی
عاقل و بالغ مسلماں پر نماز — پنجوقتی [٥٢] فرض ہے اے پاکباز
ترک [٥٣] کر دینا نمازِ فرض کا — ہے قریبِ کفر نزدِ اتقیا
بے [٥٤] نمازی واجب التعزیر ہے — قتل تک اس کی سزا تحریر ہے
چھوڑ [٥٥] دینا ایک وقتی بھی نماز — باعثِ ذلت ہے پیش بے نیاز
پنجگانہ چھوڑ دے جو بے شعور — سب مسلماں بھی اسے چھوڑیں ضرور

ترک سے جبتک کہ وہ تائب نہو
بے[۵] نمازی کو عذابِ سخت ہے
بے نمازی حشر کے میدان میں
حق تعالیٰ اور رسول اللہ کا
دوسرے پیسے اُسقدر ناخوش نہیں

وہ شریکِ مومناں صاحب نہو
بے نمازی سخت ہی بدبخت ہے
جا ملیں فرعون اور ہامان میں
جتنا ناخوش بے نمازوں پر ہوا
اور نمازی سے وہ خوش ہیں بالیقیں

تارک الصلوٰۃ کو [illegible]

مُسدّس در صفتِ نماز

مومنو[۶] مفتاحِ جنت ہے نماز
اتباعِ فرض و سنت ہے نماز

خلق پر خالق کی منت ہے نماز
مسجدوں کی زیب و زینت ہے نماز

رونقِ دین عزتِ اسلام ہے
اہلِ ایماں کا اسی سے نام ہے

[۵] بے نمازی کو الخ یعنی جو شخص کہ بے نماز ہے اُس کو عذاب سخت دیا جاویگا کہ اُس کے بارے میں نہایت سخت سخت وعیدیں آئی ہیں اور بے نمازی کے بدنصیب ہونے میں کچھ شک نہیں ہے کہ قیامت کے دن اُس کو قارون و فرعون و ہامان و اُبی بن خلف کے ساتھ اُٹھائے جانے کی وعید آئی ہے العیاذ باللہ۔ منہ۔ ۱۲

[۶] مفتاح جنت۔ الخ۔ یعنی نماز جنت کے دروازے کی کنجی ہے کہ بغیر اُس کنجی کے وہ دروازہ نہیں کھلتا جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مفتاح الجنۃ الصلوٰۃ الخ یعنی کنجی جنت کی نماز ہے پس جو کوئی نماز کو پابندی اور محافظت کے ساتھ پڑھے گا جنت کا دروازہ اُس کے واسطے کھُل جاویگا اور پھر اُس کے واسطے کچھ روک ٹوک نہ ہوگی اور درحقیقت یہ نماز پنجگانہ خداوند عزاسمہ کیطرف سے بندوں کے لئے بہت بڑا احسان و فضل و کرم ہے کہ اُس کی وجہ سے طرح طرح کے انواع و اقسام [illegible] سے بری رہیں گے۔ خداوند کریم ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے توفیق محافظت نماز کی عطا کرے آمین۔ منہ ۲۰

اغنیا کو کان عظمت ہے نماز
متقی کو آب رحمت ہے نماز

بینوا کو خوان نعمت ہے نماز
فلسفی کو باب حکمت ہے نماز

عالموں کو علم کا گنجینہ ہے
عارفوں کو معرفت کا زینہ ہے

عابدوں کو بس عبادت ہے نماز
اہل ایماں کی شہادت ہے نماز

نیک بختوں کو سعادت ہے نماز
سب مسلمانوں کی عادت ہے نماز

مومنوں کی دین ہے ایمان ہے
مسلموں کی یہ بڑی پہچان ہے

واسطے مردوں کے غیرت ہے نماز
افسروں کو شان و شہرت ہے نماز

عورتوں کو ستر عورت ہے نماز
حاکموں کو فتح و نصرت ہے نماز

بادشاہوں کیلئے یہ تاج ہے

عاشقوں کیواسطے معراج ہی

اہلِ ظاہر کو شریعت ہے نماز — اہلِ باطن کو طریقت ہے نماز
اہلِ دنیا کو نصیحت ہے نماز — اہلِ مولیٰ کو حقیقت ہے نماز

سب مریدوں کیواسطے پیر ہی
مرشدوں کیواسطے اکسیر ہی

کعبۂ دیں کی عمارت ہے نماز — باغِ رضواں کی زیارت ہی نماز
خبثِ[۵۱] باطن کی طہارت ہی نماز — طالبِ حق کی بشارت ہی نماز

حاجیوں کو حج بیت اللہ ہی
راہگیروں[۵۲] کو یہ سیدھی راہ ہی

مخزنِ[۵۳] آیاتِ قرآں ہے نماز — معدنِ کلماتِ سبحاں ہی نماز
مومنوں کو دین و ایماں ہی نماز — حشر کے دن[۵۴] نور و برہاں ہی نماز

۵۱ خبثِ باطن۔ الخ یعنی تصفیۂ باطن نماز سے خوب ہوتا ہے اور طالب حق کے واسطے یہ نماز بہت بڑی بشارت ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ترجمہ یعنی فرمایا اللہ برتر نے کہ البتہ فلاحیت پائی اُن مسلمانوں نے کہ جنھوں نے اپنی نمازوں کو عاجزی اور فروتنی اور خلوص کے ساتھ ادا کیا۔ منہ ۱۲

۵۲ راہگیروں سے مراد یہاں پر رہروان راہ اسلام ہیں منہ ۱۲۔

۵۳ حشر کے دن نور۔ الخ۔ فرمایا نبی کریم نے یہ وہ آیات قرآنی کی مخزن ہے کہ اسمیں تمام قرأت قرآن وقتاً فوقتاً پڑھی جاتی ہے اور چونکہ قرآن کلام الٰہی ہے اور افضل الاذکار ہے لہٰذا نماز افضل العبادت یقینی ہوئی اور اسی طرح پر اس میں علاوہ قرأت کلام ملک العلام کے دیگر کلمات طیبات وتحیات مبارکات و تسبیحات و تحمیدات بھی شامل ہیں کہ جن سے مل کر نماز خلاصہ و مجموعہ عبادات قرار پائی منہ ۱۲۔

۵۴ حشر کے دن نور۔ الخ۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے من حافظ علیها کانت له نورًا وبرهانًا ونجاةً یوم القیامة الیٰ آخر الحدیث یعنی جس مسلمان نے محافظت کی نماز کی پس وہ نماز ہوگی واسطے اُسکے نور اور برہان اور نجات قیامت کے دن آخر حدیث تک اور اسی طرح پر ایک جگہ پر فرمایا کہ الصلوٰۃ نورٌ یعنی نماز نور ہے وہکذا وغیرہ۔ منہ ۱۲

مجمع اوراد و الاذکار ہے
منبع انوار و الاسرار ہے

دین[۵۱] شعاروں کی کمائی ہے نماز — دین و دنیا کی بھلائی ہے نماز
ذکر و فکر کبریائی ہے نماز — سچ ہے محبوب خدائی ہے نماز

زائران[۵۲] فرش کی رہبر یہ ہے
طائران عرش کی شہپر یہ ہے

وقت[۵۳] آخر کام آتی ہے نماز — مکر شیطاں سے بچاتی ہے نماز
کلمہ طیب پڑھاتی ہے نماز — خاتمہ بالخیر لاتی ہے نماز

یہ محافظ دین اور ایمان کی ہے
تازیانہ نفس اور شیطان کی ہے

سایۂ حق روز محشر ہے نماز — تشنہ لب کو آب کوثر ہے نماز

۵۱ دین شعاروں کی کمائی - الخ - یعنی جو لوگ کہ دیندار ہیں اُن کی کمائی یہی ہے کہ وہ نماز پڑھا کرتے ہیں اور اس کی محافظت کرتے ہیں کیونکہ نماز میں دین اور دنیا دونوں کی بھلائی و بہبودی ہے اور نماز کیا چیز ہے ذکر و فکر کبریائی ہے کہ اس میں ذکر حق عز اسمہ ہوتا ہے اور اسی طرف غور و فکر مبذول کیجاتی ہے اور ماسوا سے منہ پھیرا جاتا ہے اور اسی واسطے نماز اللہ تبارک و تعالےٰ کو بہت محبوب و پسند ہے جیسا کہ فرمایا حضرت نے احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الصلوٰۃ لوقتہا یعنی محبوب ترین عملوں کی اللہ تعالےٰ کے نزدیک نماز فرض ہے اپنے وقت مقررہ پر منہ ۱۲

۵۲ زائران الخ - زائران فرش سے یہاں مراد ابدال ہیں کہ جو بموجب حکم الٰہی کے ہمیشہ فرش زمین کا گشت کرتے رہتے ہیں اور وہ بڑے درجہ کے اولیا اللہ ہیں کہ جو مدام سیر و سیاحت میں رہتے ہیں گویا معنی کہ اسی نماز کی برکت سے اُن کو یہ ہدایت کا درجہ حاصل ہوا ہے اور اسی طرح پر طائران عرش کی یہ نماز شہپر ہے طائران عرش سے مراد فرشتے ہیں جنھیں اولی اجنحہ بھی کہتے ہیں اُن کے بازو ہوتے ہیں کہ جن سے وہ اُڑتے ہیں - مطلب یہ ہے کہ ملائکہ میں جو قوت پرواز ہے وہ بھی اسی کی بدولت ہے کہ وہ بھی افعال نماز بجالاتے ہیں کوئی قیام کوئی رکوع کوئی سجود کوئی قعود پس اُن سب کو بھی تقرب و تقدس افعال نماز کے ہی سبب سے حاصل ہے فتدبر منہ ۱۲

۵۳ وقت آخر کیا معنی کہ مرتے وقت نماز بہت کام آتی ہے کہ شیطان کے بہکانے سے بچاتی ہے اور کلمۂ طیب کو یاد دلاکر خاتمہ بخیر کراتی ہے اور ایمان سلامت رکھتی ہے - منہ ۱۲

قبر میں[۵۱] حامی و یاور ہے نماز
اور براق و برق پل پر ہے نماز

بیکسوں کی ہر جگہ یہ یار ہے
عاصیوں کا اس سے بیڑا پار ہے

مانع[۵۲] فحشا و منکر ہے نماز
دافع ہر فتنہ و شر ہے نماز

قامع بدعات ابتر ہے نماز
جامع برکات اکثر ہے نماز

زنگ دل کیواسطے صیقل ہے یہ
کور باطن کے لیے مشعل ہے یہ

نور ایماں سے منور ہے نماز
عطر عرفاں سے معطر ہے نماز

آسمان دیں کی اختر ہے نماز
سارے[۵۳] اعمالوں سے بہتر ہے نماز

دیں شعاروں کیلئے یہ ہیں ہے
اہل دنیا کو یہ خوش آتی نہیں ہے

---

۵۱ قبر میں حامی و یاور - الخ - یعنی جب مسلمان مرتا ہے اور قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اسوقت وہاں بھی نماز مددگار اور یاور ہوتی ہے کہ نماز کی برکت سے منکر و نکیر کے سوالات کے جوابات نمازی بخوبی دیتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے قبر میں مامون و محفوظ رہتا ہے اور تا قیامت دلہن کی مانند خواب استراحت میں آرام کرتا ہے اور تا قیامت دلہن کی مانند براق برق رفتار کی مانند بلکہ نمازی کو پار کردیتی ہے - غرضکہ نماز بیچاروں و بیکسوں و گنہگاروں کی ہر جگہ و ہر موقع پہ مدد کرتی ہے - منہ ۱۲

۵۲ مانع فحشا و منکر ہے - الخ - یہ اشارہ ہے طرف آیۃ کریمہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء و المنکر کے منہ ۱۲ -

۵۳ سارے اعمالوں سے بہتر ہے الخ - فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ ترجمہ اور خوب یاد رکھو کہ بہترین عملوں میں تمہاری نماز ہے - منہ - ۱۲

روزِ اول سے مقدر ہی نماز ‏— فرض ہر جن و بشر پر ہے نماز

پنجگانہ جو مقرر ہی نماز ‏— شربتِ قندِ مکرر ہے نماز

دل کو یہ مرغوب در محبوب ہے

باعثِ تسکینِ خاطر خوب ہے

قرۃ العین[۵۱] پیمبر ہے نماز ‏— درد و سوزِ جانِ حیدر ہے نماز

قبلۂ آلِ مطہر ہے نماز ‏— کعبۂ اصحاب سرور ہے نماز

شیوۂ ابرار و الاخیار ہے

سرمۂ چشمِ اولی الابصار ہے

جائے سرگوشی[۵۲] داور ہے نماز ‏— مطلعِ خورشید خاور ہے نماز

جلوہ گاہِ روئے دلبر ہے نماز ‏— محرمِ[۵۳] اللہ اکبر ہے نماز

سالکوں کو منزلِ مقصود ہے

---

۵۱ قرۃ العین - الخ - ھٰذا اشارۃ الی جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ [illegible] فرمایا ہے حضرت نے کہ نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے - منہ ۱۲

۵۲ جائے سرگوشی - الخ - سرگوشی کان میں چپکے چپکے بات کرنے کو کہتے ہیں یعنی نماز کیا چیز ہے نماز وہ چیز ہے کہ جس میں بندہ اپنے مالک حقیقی سے سرگوشی کرتا ہے اور مالک حقیقی حق تعالیٰ عزاسمہٗ اس بندہ کی طرف متوجہ ہو کر جو کچھ یہ اس سے کہتا ہے اس کو بخوبی سنتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان المصلی یناجی ربہٗ فلینظر ما یناجیہ بہٖ - ترجمہ - یعنی البتہ نمازی سرگوشی کرتا ہے رب اپنے سے نماز میں پس چاہیئے کہ وہ غور کرے اور سمجھے اس بات کو کہ وہ کیا سرگوشی کرتا ہے ساتھ پروردگار اپنے کے غور کرنا چاہیئے کہ نماز کا کیا رتبہ ہے کہ جس کے پڑھنے والے کو پروردگار عالم سے سرگوشی کرنے والا قرار دیا گیا - سبحان اللہ گویا کہ نماز کی حالت میں آدمی مصاحب جلیس پروردگار عالم کا ہو جاتا ہے اللھم ارزقنا

۵۳ محرم اس کو کہتے ہیں کہ جس سے کسی قسم کا پردہ نہ ہو لہٰذا آدمی جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا محرم راز بنجاتا ہے مجازاً اور اگر عارف کامل ہے تو حقیقتہً محرم بنجاتا ہے اور تمام پردے اس سے اٹھ جاتے ہیں فقط منہ ۱۲-

عارفوں کو محفل معبود ہے

چاہئے اخلاص بہر ہر نماز[51] — پڑھ حضورِ دل سے تو اکثر نماز
دہیان[52] رکھہ اس بات کا اندر نماز — دیکھتا ہے خالق برتر نماز

جو نماز اس طور پر معمول ہو
وہ نماز اللہ کو مقبول ہو

کیا کہوں کہتی ہی کیا درجے نماز — پڑہی بالکل ہیں برکت سے نماز
سارے دردوں کی دوا بخشے نماز — سوچ اپنے دلمیں کچھ اے بے نماز

خوبیوں سے اسکے جگ آگاہ ہو
حق تو یہ ہے رحمت اللہ ہو

پاک ہونا شرط[53] اس کے واسطے — ہی بیاں پاکی کا اوّل اسلئے

---

[51] چاہئے اخلاص۔ الخ۔ یعنی ہر نماز پنجگانہ کے واسطے اخلاص اور حضور قلب کا ہونا لازمی ہے کہ بغیر اس کے نماز کا اثر مترتب نہیں ہوتا۔ منہ ۱۲

[52] یعنی نماز کیحالت میں اس بات کا دہیان اور غور رکھنا چاہئے کہ جس کے سامنے قیام و قعود و رکوع و سجود یہ کرتا ہے وہ اس کو دیکھہ رہا ہے اور وہ اس کے حرکات و سکنات سے خوب خبردار ہے پس جبکہ اس کا یہ دہیان اور غور خوب کامل و پختہ ہو جائے گا تو اس کو حضور قلب و اخلاص پورا حاصل ہوگا اور خیال غیر مٹ جائیگا۔ فتدبر۔ منہ ۱۲

[53] پاک ہونا شرط ہے۔ الخ۔ یعنی نماز پڑہنے کے واسطے پاک ہونا کیا معنی کہ باوضو ہونا شرط ہے کہ بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی کیونکہ فرمایا ہے حضرت نے لا صلوٰۃ لمن لا وضوء لہ ترجمہ یعنی نہیں ہوئی نماز اس کی کہ جس کا وضو نہ ہووے پس اس سے ظاہر ہے کہ نماز کے واسطے طہارت کا ہونا شرط ہے اور اگر جنب ہو تو اس کے واسطے غسل ہی شرط ہے غسل اور وضو دونوں طہارت میں داخل ہیں اس لئے نماز سے پہلے وضو اور غسل کا بیان کیا جاتا ہے۔ منہ ۱۲

وضو کا بیان

قال اللہ تعالے

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ

اے ایمان والو جب تم نماز کا ارادہ

فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَ

کرو پس دہوؤ تم موہنوں اپنوں کو اور ہاتھوں اپنوں کو کہنیوں سمیت اور

امْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ط

مسح کرو تم اپنے سروں پر اور دہوؤ تم پیروں اپنوں کو ٹخنوں کے اوپر تک

ہیں وضو میں چار فرض اے نیک بخت
پہلے[۱] سب منہ دہونا تا زیر ذقن

ہاتھ[۲] دہونا دونوں کہنی کے سمیت
پاؤں[۳] دہونا تیسری ٹخنے سمیت

---

[۱] پہلے سب منہ - الخ - یعنی وضو میں چار چیزوں کا پاک کرنا فرض ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ میں مذکور ہے اُن چاروں میں اوّل سب سے منہ کا دہونا فرض ہے پیشانی کے اوپر بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک کا سارا بشرہ دہونا چاہئے دوم ہر دو ہاتھوں کو انگلیوں سے لیکر کہنی کے اوپر تک دہونا چاہئے اور اُنکے بعد سر پر مسح کرنا چاہئے چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور سارے سر کا مسح سنت ہو جیسا کہ آگے چل کر بیان ہوا ہے اور بعد مسح کرنے کے دونوں پاؤں کو ٹخنوں کے اوپر تک دہونا چاہئے بس اسی کا نام وضو ہے ان میں سے اگر ایک بال کے برابر بھی خشک رہجائیگا تو وضو نہیں ہوگا اشعار میں جو ہاتھوں کے بعد پاؤں کا دہونا بیان کیا گیا ہے وہ اعضاء وضو کے دہونے کی ترتیب میں اور شعر کی موزونیت کے سبب سے بیان کیا گیا ہو ورنہ ترتیب وضو میں پیشتر سر کا مسح کرکے پاؤں دہونا چاہئے کہ اس طرح پر دہونا سنت ہے - منہ ۱۲-

مسح ہے چوتھائی سر کا فرض ہاں — ان الفض ہیں بس اے مومناں
بال بھی خشک اگر رہ جائیگا — پھر وضو ہرگز نہ ہوگا آپ کا
اب یہاں سے سنتوں کا ہے بیاں — سنت اول ہے نیت بیگماں
پھر ہے بسم اللہ کا کہنا ضرور — ہاتھ دہونا بند تک پھر بے قصور
بعدہ مسواک اور پھر غرغرہ — پھر ہے استنشاق سہ سہ مرتبہ
انگلیوں کا ہاتھ پاؤں کے خلال — اور ہے داڑہی کا خلال اے باجمال
جملہ اعضا کا ہے دہونا تین بار — ساری سر پہ مسح یکبار اے نگار
مسح ہر دو کان کا پھر ایکبار — باقیماندہ آب مسح سر سے یار
شست و شو اعضا کی با ترتیب ہے — پھر ان سب کا دہونا پے بہ پے
ہیں وضو میں چند چیزیں مستحب — ایک ہے گردن کا مسح با ادب
کہنا بسم اللہ کا ہر عضو پر — خاتم اور چھلے گھمانا - پھر مگر

۵۱ پھر ہے استنشاق سہ سہ مرتبہ - الخ - استنشاق پانی سونگھکر نرم بانسے تک ناک میں چڑہانے کو کہتے ہیں سہ سہ مرتبہ مسواک اور غرغرہ و استنشاق ان تینوں باتوں سے عشق ہے یعنی مسواک کم از کم تین مرتبہ کرنا اور غرغرہ پورے تین بار اور ناک میں پانی دینا پورے تین بار مسنون ہے - منہ ۱۲ ۵۲ جملہ اعضا کا الخ - یعنی سب اعضا وضو کا تین تین بار دہونا سنت ہے ایک بار دہونا تو فرض ہے جیسا کہ پیشتر مذکور ہوچکا اور ان کو تین تین بار دہونا سنت ہے ۱۲ ۵۳ سارے سر پہ مسح یکبار - الخ یعنی تمام و کمال سر کا ایک بار مسح کرنا مسنون ہے چوتھائی سر کا مسح تو فرض ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا لیکن پورے سر کا مسح کرنا سنت مؤکدہ ہے منہ ۱۲ ۵۴ یعنی دونوں کانوں کا مسح کے باقی ماندہ پانی سے مسنون ہے منہ ۱۲ ۵۵ شست و شو اعضا کی با ترتیب ہے - الخ - یعنی تمام اعضا کا ترتیب سے یکے بعد دیگرے دہونا مسنون ہے ترتیب سے مراد وہ ترتیب ہے کہ جو آیت کریمہ میں یکے بعد دیگرے مذکور ہے - منہ ۱۲ ۵۶ پے بہ پے دہونا - الخ - یہی جملہ اعضاء وضو کا پے بہ پے دہونا مسنون ہے کیا معنی کہ ایک کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا دہوے اسکا نام پے در پے ہے - منہ ۱۲ ۵۷ کہنا بسم اللہ کا ہر عضو پر - الخ یعنی ہر عضو کے دہونے کے شروع میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے - مطلب یہ ہے کہ ابتداء وضو میں ہاتھ دہونے کے وقت ایک بار بسم اللہ کہنا تو سنت مؤکدہ ہے جیسا کہ سنتوں کے بیان میں گذر گیا اور ہر عضو کے دہونے کے وقت بسم اللہ کا ورد کہنا مستحب ہے - منہ - ۱۲ ۵۸ خاتم اور چھلے گھمانا - الخ - یعنی اگر کوئی مرد یا عورت انگوٹھی یا چھلے پہنے ہو تو اس کو حرکت دینا اور گھمانا مستحب ہے تاکہ اس کے تلے پانی کے پہنچ جانے میں کچھ شک و شبہ باقی نہ رہے - منہ

سارے اعضا کا ہو ملنا پہلی بار ۔ اور مدد کا بھی نہ لینا زینہار
ہو تیامن بھی وضو میں مستحب ۔ گفتگو کا بھی نہ کرنا ہو ادب
پانی پہنچانا ہے دونوں کو ضرور ۔ اور بھووں کو پپوٹوں اور مونچھوں
اور وضو قبلہ کی جانب بیٹھ کر ۔ اور بچے پانی کا پینا اسے پسر
اور وضو کرنا کسی اونچی جگہ سے ۔ تاکہ چھینٹوں سے نہ ہو تو مشتبہ
پھر وضو کے خاتمہ پر لا کلام ۔ بولنا کلمہ شہادت کا مدام
اور دعائے توبہ و تطہیر کو ۔ آخر کلمہ میں کرنا وصل تو
بعد اسکے پڑھ درود اے نیکنام ۔ بر محمد صد درود و صد سلام

وضو کی توڑنیوالی چیزوں کا بیان

جن سے جاتا ہے وضو اے نیک پے ۔ وہ برآمد بول ہیں اور بہر منہ قے

۵۱ سارے اعضا کا ہے ملنا - الخ - یعنی جو جو عضو کہ وضو میں دہوئے جاتے ہیں اُن کو پیشتر ہاتھوں سے مل لینا مستحب ہے تاکہ اوّل ہی مرتبہ پانی سب میں سرایت کر جاوے اور بہ آسانی تمام جوڑوں میں بالوں کی جڑوں تک پہنچتا رہے - منہ ۱۲ ۔ ۵۲ اور مدد کا بھی نہ لینا - الخ - یعنی وضو کرنے میں کسی دوسرے آدمی سے مدد کا نہ لینا بھی مستحب ہے کیا معنی کہ جب وضو کرے تو خود ہی کرے یہ نہیں کہ ایک اور آدمی پانی ڈالتا جاوے اور یہ شخص وضو کرتا جاوے کہ ایسا کرنا خلاف استحباب کے ہے اگر کسی عذر سے یا مرض کی وجہ سے دوسرے سے مدد لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے - منہ ۱۲ ۔ ۵۳ ہے تیامن بھی - الخ - تیامن سیدھی طرف سے ایک کام کے شروع کرنے کو کہتے ہیں - یعنی اعضاء وضو کے دہونے میں ہر سیدھے عضو کا پیشتر دہونا مستحب ہے منہ ۱۲ ۔ ۵۴ گفتگو - الخ - یعنی وضو کرنے میں دنیا کی بات چیت نہ کرنا مستحب ہے اور اگر ناکارا اور بیہودہ باتیں وضو کرنے میں کریگا تو سخت مکروہ ہے منہ ۱۲ ۔ ۵۵ بولنا کلمہ شہادت کا الخ - یعنی جب وضو کر چکے تو اس وقت آسمان کی طرف منہ اٹھا کر فوراً کلمہ شہادت پڑہے اور اس کے آخر میں دعاء توبہ و تطہیر کو جس طرح کہ حدیث میں وارد ہوا ہے لائے یعنی اس طرح پڑہے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين تاکہ مستحب ہو - واضح ہو کہ اس دعا کا بعد وضو کے پڑہنا نہایت ثواب ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ جو کوئی وضو کے بعد اسکو پڑہیگا اُس کے واسطے آٹھوں دروازے بہشت کے کھل جائینگے جس دروازے سے چاہے بہشت میں چلا جاوے - منہ ۱۲ ۔ ۵۶ بعد اس کے پڑھ درود الخ کیا معنی کہ کلمہ مذکورہ کے بعد درود شریف بھی ایک مرتبہ پڑہے کہ وہ بھی مستحب ہے - منہ ۱۲ ۔ ۵۷ جن سے جاتا ہے وضو - الخ - یعنی جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہیں وہ یہ ہیں پاخانہ پھرنا - پیشاب کرنا یا بھر منہ قے کرنا یا کسی زخم وغیرہ سے خون یا پیپ نکلنا یا ریح کا صادر ہونا - یا لیٹ کر سونا یا بیٹھ کر اس طرح سونا کہ دونوں چوتڑ زمین پر پورے طور پر نہ جمے ہوں یا بیہوش ہو جانا یا مست ہو جانا کسی نشہ سے یا مجنون ہو جانا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا رکوع اور سجدہ والی نماز میں کیا معنی کہ نماز جنازہ کے سوا دیگر نمازوں میں بالغ شخص کا قہقہہ مار کر ہنسنا یا ودی کا نکلنا یا مذی کا نکلنا یا آگے پیچھے سے کسی چیز کا نکلنا مثلاً منی اگرچہ بلا شہوت نکلے الخ سب باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر منی سوتے میں نکلے گی یا جاگتے میں بشہوت خارج ہوگی تو اس صورت میں بجائے وضو کے غسل فرض ہو جائیگا جیسا کہ غسل کے بیان میں آئیگا منہ ۱۲

اور نکلنا خون کا یا پیٹ کا ۔۔۔ یا کہ چھٹنا ریح کا اسے با صفا
لیٹ کر سونا ہو یا یوں بیٹھ کے ۔۔۔ دوسرین جسمیں نہوں پورے جمے
پھر ہے بیہوشی و مستی و جنوں ۔۔۔ فرج کو بے پردہ ملنا فرج کوں
یا نماز با رکوع و سجدہ میں ۔۔۔ بالغین آواز سے خندہ کریں
یا کہ نکلے آگے پیچھے سے نجس ۔۔۔ جسم ظاہر سے دیا ہو منجس

غسل کا بیان

موجبات غسل سب ہیں چار ۔۔۔ ہی نہانا جنسے فرض ای دیں شعار
اس منی کا باہر آنا عضو سے ۔۔۔ جو بہ شہوت پشت و سینہ سی گرے
مل کے دو کس یا کریں صحبت کہیں ۔۔۔ شرط کچھ انزال کی اسمیں نہیں
جبکہ غائب قدر حشفہ ہو ذکر ۔۔۔ فرج داخل یا دبر میں ای بشر

۵۱ اس منی کا الخ۔ اب یہاں سے موجبات غسل کا بیان شروع ہوا۔ موجبات غسل یعنی غسل کی فرض کرنے والی چار چیزیں ہیں اوّل اس منی کا شرمگاہ سے باہر آنا ہے جو اپنی جگہ سے جدا ہوتے وقت شہوت کے ساتھ جدا ہوئی ہو اگرچہ باہر آتے وقت شہوت نہ رہی ہو اور منی کی جگہ مرد میں پشت ہے اور عورت میں سینہ۔ کیا معنی کہ منی کا اپنی جائے پشت و سینہ سے سرکنا شہوت کے ساتھ غسل کے لئے شرط ہے شہوت کے ساتھ باہر نکلنا شرط نہیں ہے جب کبھی اس طریق پر منی اپنی جگہ سے حرکت کرکے سرکے گی اور عضو مخصوص سے باہر آئیگی خواہ بیداری میں ہو خواہ سوتے میں خواہ باختیار ہو خواہ بلا اختیار غسل فرض ہو جائیگا۔ منہ ۱۲

۵۲ مل کے دو کس الخ۔ یعنی جب کبھی دو آدمی بالغ باہم جماع کریں اور وہ دونوں خواہ مرد عورت ہوں یا کہ دونوں مرد ہوں اور مرد کا بدن بقدر حشفہ عورت کی فرج میں داخل یا عورت یا مرد کی پاخانہ کی جگہ غائب ہو جائے تو غسل ان دونوں فاعل و مفعول پر فرض ہو جاتا ہے جبکہ وہ دونوں کس بالغ ہوں اور اگرچہ ان کو انزال ہو یا نہ ہو غسل ہر حال میں فرض ہے اور اگر ان میں کوئی نابالغ ہے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور احتیاط اسمیں ہے کہ پھر بھی غسل کریں منہ ۱۲

۵۱ یا نہانے کی ہو۔ الخ۔ تیسری شرط خواب میں احتلام کا ہونا ہے اور کپڑے پر یا ذکر پر تری کا پایا جانا کیا معنی جب تک کہ کوئی علامت منی کے نکلنے کی باہر ظاہر نہ ہوگی محض خواب کے دیکھنے سے غسل فرض نہیں ہوگا اور اگر کپڑے یا بدن یا سر ذکر پر منی کی تری پائی جاوے اور خواب کا دیکھنا یاد نہو تو غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے غرضکہ علامت ظاہری کے پائے جانے سے غسل فرض ہے محض خواب کے دیکھنے سے غسل فرض نہیں ہے اسی واسطے خواب میں نہانے کی حاجت دیکھنے والے کو باہر بھی علامت کا دیکھ لینا غسل واجب ہونے کیواسطے شرط ہے جیسا کہ شعر میں صاف صاف بیان موجود ہے۔ منہ ۱۲۔ ۵۲ حیض ونفاس۔ الخ۔ یعنی غسل کے فرض ہونے کے واسطے چوتھی شرط حیض ونفاس کا عورتوں سے منقطع ہونا ہے اور حیض کم سے کم تین دن اور رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور رات تک آتا ہے اور نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک آتا ہے حیض بالغہ عورتوں کو اکثر ہر مہینہ میں جاری ہوتا ہے اور نفاس بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے اس کو کہتے ہیں اور یہ دونوں خون بالغہ عورت کے رحم سے جھڑتے ہیں۔ منہ ۱۲۔ ۵۳ کم کی کچھ مدت نہیں اس کی۔ الخ۔ یعنی خون نفاس کی انتہائی مدت تو معین ہے کہ وہ چالیس دن سے زیادہ نہیں آتا ولیکن اس کی کمی کے واسطے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کبھی وہ بیس دن آن کر بند ہو جاتا ہے اور کبھی وہ ایک ہی دن چل کر موقوف ہو جاتا ہے اور گاہے ایسا ہوتا ہے کہ ولادت کے بعد ایک لحظہ بھر خون آیا اور بند ہو گیا یہ مستورات کی قوت و نیز عادت پر منحصر ہے لہذا جسوقت یہ خون بند ہو جائے اسیوقت زچہ کو چاہئے کہ غسل کرے اور نماز پڑھے بشرطیکہ غسل کرنا کسی طرح سے اسوقت اس کو مضر نہ ہو اور اگر غسل مضر ہو تو بجائے غسل کے تیمم کرے اور پھر وضو کرے اور پھر نماز پڑھے اور یہ جو اکثر نادان عورتیں خواہ مخواہ چلہ نہانے کا انتظار کرتی ہیں کہ خواہ نفاس ایک دن یا اس سے کم میں ہی بند ہو گیا ہو لیکن وہ بسبب رسم و رواج چالیس دن تک بیٹھی رہیں گی اور چلہ گذر جانے پر غسل کر کے نماز پڑھینگی یہ سخت حرام ہے اور باعث وبال آخرت کا ان کو لازم ہے کہ جسوقت یہ خون موقوف ہو اسی وقت غسل کریں اگر وہ مضر نہو ورنہ تیمم کریں اور وضو کریں اور نماز پڑھیں اور واقف کار مرد عورتوں پر فرض ہے کہ وہ ایسی عورتوں کو ہدایت کریں کہ وہ بعد منقطع ہو جانے خون نفاس کے چلہ کا ہرگز انتظار نہ کریں اور فی الوقت غسل کر کے فرائض کو ادا کریں۔ منہ ۱۲۔

فرض دونوں پر نہانا ہے مدام	شبہ اسمیں کچھ نہیں اے نیکنام
یا نہانے[۵۱] کی ہو حاجت خواب میں	اور اثر باہر بھی اسکا دیکھ لیں
فرض جو تھا عورتوں پر کر قیاس	ٹوٹ جائے انسے جب حیض و نفاس[۵۲]
حیض کی مدت ہے کم کی تین دن	بڑھ سکے بڑھ دس تک تو دو ایام گن
اور پھر تو مدت خون نفاس	بڑھ سکے بڑھ چالیس دن تک کر قیاس
کم[۵۳] کی کچھ مدت نہیں اسکی کبھی	بیس دن بھی ایک دن بھی لحظہ بھی
پس[۵۴] نمازیں ان دنوں کی ہے جسین	عفو ہیں۔ انکی قضا واجب نہیں
روزہ[۵۵] رمضاں میں لیکن بیگماں	فرض ہے انکی قضا رکھنی سمجھے
ہے[۵۶] یہی حکم خدا و مصطفیٰ	اسمیں پھر دم مارنے کی کیا ہے جا
لڑکوں کو جب احتلام آنے لگے	لڑکیوں کو حیض جب جانے لگے
ہو گئے بالغ[۵۷] وہ دونوں اصل و فرع	فرض ان پر ہو گئے احکام شرع

۵۴ پس نمازیں۔ الخ۔ یعنی ان دونوں کی نمازیں کہ جن دنوں میں خون حیض یا نفاس جب تک کہ اپنی مدت معینہ کے بھیتر جاری رہا ہو معاف ہیں اور ان کی قضا واجب نہیں ہے۔ منہ ۱۲۔ ۵۵ روزۂ رمضان۔ الخ۔ یعنی ماہ رمضان المبارک کے روزوں کا قضا کرنا حائضہ نفسا پر بعد فراغت و طہارت بیشک فرض ہے کہ جس میں کلام نہیں۔ منہ ۱۲۔ ۵۶ ہے یہی حکم خدا و۔ الخ۔ یعنی فرض نماز کی قضا نہ کرنا اور فرض روزے کی قضا کرنا خدا اور اس کے رسول کا یہی حکم ہے اس میں مجال نہیں کہ کوئی کہے کہ جب نماز جو کہ روزہ سے زائد موکد ہے اس کی قضا واجب نہیں تو پھر روزے کی قضا کیوں واجب ہے حضرت عائشہؓ سے کسی عورت نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ ہم کو نماز کے قضا کرنے کا حکم نہیں ہے اور روزے کے قضا کرنے کا حکم ہے آپ نے یہی اس کو جواب دیا کہ ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے پھر اس میں کیا چون وچرا ہے ۱۲ (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھئے)

[۵۱] نو برس سے کم میں حیض۔ الخ۔ یعنی عورتوں کو نو برس کی عمر سے کم میں حیض جاری نہیں ہوتا اور اسی طرح یہ حیض پچپن سال کی عمر سے زیادہ تک جاری نہیں رہتا ظاہر ہے یہ ہیں کیا معنی کہ نو برس سے زائد دس خواہ گیارہ یا بارہ یا تیرہ یا چودہ یا پندرہ برس کی عمر میں تو یہ خون عورتوں کو آنا شروع ہوتا ہے مگر نو برس سے کم کی عمر میں یہ خون کبھی نہیں آئیگا اور اسی طرح پچپن برس سے اوپر جاکر جاری نہیں رہیگا اور اگر ایسا ہو تو وہ استحاضہ ہوگا جیسا کہ آگے اسکا مشرح بیان موجود ہے منہ ۱۲ [۵۲] پھر اگر خون۔ الخ۔ یعنی جبکہ یہ بات مقرر ہو چکی ہے نو برس کی عمر سے پہلے اور پچپن برس سے زائد کی عمر میں خون حیض جاری نہیں ہوتا تو اب اگر کسی عورت کو نو برس کی عمر سے پیشتر اور پچپن برس کی عمر سے اوپر جاکر خون جاری ہو تو وہ استحاضہ ہے جیسے کہ اگلے زمانہ میں اس کی خبر موجود ہے کیا معنی کہ وہ خون حیض نہیں ہے بلکہ خون استحاضہ ہے جو کہ ادائے فرائض کا مانع نہیں ہے۔ واضح ہو کہ اس سے پیشتر کنز الآخرۃ کی اشاعت اوّل میں خون حیض کی انتہائی مدت پچپن برس تک لکھی گئی تھی اور اب اس اشاعت ثانی میں اس کی انتہائی مدت پچپن برس تحریر ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ اشاعت اوّل پر بعض فقہائے مقتدر و معتبر نے اس پر اعتراض کیا کہ اس کی انتہائی مدت پچپن برس ہیں ساٹھ نہیں ہیں چونکہ فی الواقع ظاہر یہی ہے مذہب مختار و مفتی بہ یہی ہے کہ انتہائی مدت اجرائے خون حیض و سن ایاس پچپن برس ہیں لہٰذا میں نے بھی اشاعت سابقہ کی مدت کو ترمیم کرکے پچپن برس تحریر کی اور یہی صحیح ہیں اور یہ بھی معلوم رہے کہ اس بارہ میں فقہا کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک پچاس برس کی عمر میں خون حیض منقطع ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک پچپن برس میں اور بعض کے نزدیک ساٹھ برس کی عمر تک خون حیض جاری رہ سکتا ہے مگر مفتی بہ پچپن برس ہی ہیں باقی متون فقہ کا اسپر اتفاق ہے کہ اگر پچپن برس کے بعد بھی خون خالص کہ وہ خوب سرخ یا خوب سیاہ ہوتا ہے اگر دیکھا جائے تو وہ خون حیض ہی قرار پائیگا اور نماز روزہ موقوف کرنا پڑیگا جیسا کہ شرح وقایہ میں اس پر فتویٰ مذکور ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ پچپن برس کے بعد بھی خون حیض کا جاری رہنا ممکن ہے اور اسی کی تائید قول حکما سے بھی ہوتی ہے چنانچہ اکسیر اعظم میں وارد ہے کہ (حیض طبعی زنان از سن دوسال شروع میشود و انقطاع او در بعضے از سی و شش بعد از ان تا شصت سال میگردد) اور چونکہ ابدان کے متعلق قول حکمت قابل قبول ہے لہٰذا وہی روایت صحیح ہے بہرحال کچھ بھی ہو فتویٰ اسی بات پر ہے کہ جبتک خون خالص کہ وہ خوب سرخ و سیاہ رنگ کا ہوتا ہے عورت کو جاری رہتا ہے تو وہ حیض میں شمار ہے خواہ پچپن برس تک آوے خواہ ساٹھ برس تک آوے لیکن ساٹھ برس کے بعد اس کا ظاہر ہونا قطعی غیر ممکن ہے منہ ۱۲ [۵۳] حیض جب دس دن سے الخ۔ یعنی جبکہ خون حیض جس کی حد اجرا دس دن رات مقرر ہو چکی ہے اور نفاس جس کی حد اجرا چالیس دن رات قرار پا چکی ہے وہ اگر اپنی حد مقررہ سے زاید دنوں تک جاری رہیں تو اس کا مفصل بیان آگے ہوگا منہ ۱۲ [۵۴] یا کہ عادت والی کو الخ۔ یہ معتادہ عورت کے حیض و نفاس کا بیان ہے اور اس کی تفصیل بھی آگے مذکور ہے۔ اس شعر میں اگرچہ نفاس کا ذکر نہیں ہے۔ (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

نو برس[۵۱] سے کم میں حیض آتا نہیں	آگے پچپن سال سے جاتا نہیں
پھر اگر خون[۵۲] نو برس سے کم میں آئے	یا کہ پچپن سال سے آگے دکھائے
استحاضہ ہے وہ پس ہے پاک دین	وہ ادائے فرض کا مانع نہیں
حیض جب[۵۳] دس دن سے زاید ہو چلے	یا کہ چلہ سے نفاس آگے بڑھے
یا کہ[۵۴] عادت والی کو اے دلربا	حیض آئے اسکی عادت کے سوا
اور بڑھے[۵۵] وہ حیض کی مدت سے بھی	تو یہ فاضل استحاضہ ہے اخی
جیسے ایک عورت کو اے گیتی فروز	حیض آتا تھا ہمیشہ سات روز
پھر کسی باعث سے اسکو ناگہان	حیض آیا بارہ دن تک بے گمان
پس ہے فاضل پانچ دن تک اے باشعور	استحاضہ میں ہیں داخل پر ضرور
اور اگر[۵۶] نو دن تک آئے یا کہ دس	تو یہ سب دن حیض ہی میں ہونگے بس
کیونکہ ہیں مدت میں اندر حیض کے	اس لئے شامل اسی میں ہوگئے

۵۱ حیض کی مدت ہو۔ الخ ۔ یعنی جس وقت حیض کی مدت حائضہ کو پوری ہو جائے اسی طرح نفاس کی مدت نفسا کو جب پوری ہو جائے مثلاً حائضہ کو دس دن پورے ہو جائیں یا نفسا کو چالیس دن پورے ہو جائیں تو اس مدت کے پورے ہونے کے ساتھ ہی فی الفور اُس کو نہانا چاہیئے کہ وہ فرض ہے پھر اگر اس کے بعد خون استحاضہ جاری ہو جائے تو ہر نماز فرض کے وقت تازہ وضو کرنا مستحاضہ مذکورہ پر فرض ہے کہ ایسی حالت میں ایک وضو سے دو وقت کی نماز علیحدہ علیحدہ کیا معنی کہ اپنے اپنے وقت معینہ پر جائز نہیں ہے تازہ وضو اس کے واسطے بمنزلہ غسل کے رکھا گیا ہے کہ بغیر اُس کے دوسرے وقت کی نماز جائز نہیں ہے ۔ منہ ۱۲ ۵۲ استحاضہ مانع الخ ۔ یعنی خون استحاضہ جس کا ذکر کیا گیا وہ نماز روزہ کا مانع نہیں ہے اسمیں شرائط مذکورہ کے مطابق نماز روزہ سب بطور فرض ادا کرنا چاہیئے منہ ۱۲ ۔ ۵۳ تین دن سے الخ ۔ یعنی جس عورت کو تین دن سے خون کم آئے مثلاً ایک دن آئے یا دو دن آئے تو وہ بھی حیض میں شمار نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کیونکہ حیض کی مدت معینہ سے کم ہے کہ وہ تین دن رات ہیں ۔ منہ ۱۲

۵۱ حیض کی مدت ہو پوری جسگھڑی	پس نہانا چاہیئے اُس وقت ہی
استحاضہ پھر اگر جاری رہے	تو وضو ہر وقت تازہ چاہیئے
۵۲ استحاضہ مانع صوم و صلوٰۃ	ہی نہیں سب کر ادا اے نیکذات
۵۳ تین دن سے خون کم آوے اگر	وہ نہیں حیض۔ استحاضہ ہے مگر
۵۴ تو نمازیں اُس کی کر لینا قضا	ہے یہی حکم شریعت ۔ لا بجا
۵۵ حاملہ عورت کو خون آوے اگر	پس ہے وہ بھی استحاضہ بے خطر
۵۶ رکھ کے نامہ یا کہ کپڑا پیشتر	یا لنگوٹی کس کے خون کو بند کر
پھر طہارت کر کے تو اے دلنواز	سب ادا کر اسمیں روزہ اور نماز
استحاضہ کے لئے اے خوبرو	فرض ہے ہر وقت تجدید وضو
۵۷ غسل جن پر فرض ہے اے نیکنام	اُنکو بھی قرآن کا پڑھنا حرام
اُن کو مسجد میں بھی جانا ہے حرام	اور طواف کعبہ بھی اے خوش خرام

۵۴ تو نمازیں اُس کی کر لینا ۔ الخ ۔ یعنی اسے مستحاضہ تو اُن دنوں کی نمازیں جن میں کہ تین دن رات ہیں ۔ منہ ۱۲ آئے بطور قضا پھیر لینا کیا معنی کہ بروقت شروع ہونے خون کے جو نمازیں موقوف کر دیگئیں تھیں بخیال اس کے کہ یہ خون حیض ہے اور پھر وہ خون مدت معینہ تین دن رات سے کم آنے کی وجہ سے حیض ثابت نہ ہوا بلکہ استحاضہ قرار پایا تو اب ضروری فرض ہے کہ اُن دنوں کی نمازیں قضا کی واجب کیونکہ جو نمازیں معاف ہیں وہ حیض کے وقت کی نمازیں ہیں اور استحاضہ کے دنوں کی نمازیں معاف نہیں ہے پس جب کبھی حیض کے شبہ کی وجہ سے نمازیں موقوف کیجائیں تو بعد رفع ہو جانے شبہ کے اور ثابت ہونے خون استحاضہ کے جملہ فوت شدہ فرض نمازوں کا اعادہ فرض ہے اور یہی حکم شریعت ہے پس اسے نمازی پارسا بی بی تو اس حکم کو دل و جان سے بجالا منہ ۱۲ ۵۵ حاملہ عورت کو خون آئے الخ ۔ یعنی اگر حاملہ عورت کو اتفاقیہ خون آجائے تو وہ خون بھی استحاضہ کا ذون ہے حیض کا خون نہیں ہے کیونکہ حاملہ کو حیض جاری نہیں ہوتا منہ ۱۲ ۵۶ رکھ کے نامہ ۔ الخ اب یہاں سے استحاضہ والی عورت کے خون استحاضہ روک دینے کا بیان ہے یعنی جس عورت کو خون استحاضہ جاری ہو جائے اُسکو چاہیئے کہ اول وہ مقام خاص میں نامہ رکھے اور اس سے خون رکے اگر اس سے خون نہ رکے تو اس کے اوپر گھوڑے کی سم کی طرح کپڑے کی لنگوٹی چڑھا لیوے اور اگر اُس سے بھی خون بند نہ ہو تو نامہ کے اوپر اور لنگوٹی کے نیچے ایک اور فاضل کپڑا رکھ کر خون کو روک دے غرضکہ جس طرح ممکن ہو خون کو روکے اور اُس کے بعد وضو کرے اور نماز روزہ ادا کرے اگر خون استحاضہ اس کثرت سے چلتا ہو کہ باوجود ترکیب مندرجہ بالا کے خون نہ بند ہو اور وہ باہر بہتا رہے اور نماز کا ایک وقت کامل شروع سے آخر تک اسی حالت میں گذر جائے کہ فرض ادا کرنے کی مہلت اُس خون کے چلنے سے نہ پائے تو وہ اب معذور کے حکم میں ہو گی پس جب تک کہ یہ عارضہ پانچوں وقت میں ایک ایک بار بھی کم سے کم ہوتا رہے پانچوں وقت تازہ وضو کرے اور نماز روزہ ادا کرے کہ مستحاضہ کے لئے ہر فرض نماز کے وقت تجدید وضو شرط ہے جیسا کہ اس سے پہلے بھی اکثر بیان کیا گیا (بقیہ ضمیمہ ملاحظہ ہو)

بے[51] وضو کو ہی قرآن پڑہنا درست	لیک چھونا اُسکو بھی ہے نا درست
فرض[52] اک غسل اور ہے پر غیر پر	یعنی میت کا نہانا اے پسر
غسل[53] یہ آئے ہیں سنت مستحب	جمعہ و احرام و عرفہ عید سب

غسل کے فرض اور سنتوں کا بیان

غسل ہیں[54] سن فرض کل آئے ہیں تین	پہلے ہی کلی کا کرنا بالیقین
ناک میں پانی چلانا ہے دوم	پانی سرتا پا بہانا ہے سوم
اسمیں گر اک بال بھی سوکھا رہا	غسل ہرگز پھر نہ اُترے گا ترا
پانچ سنت اسمیں ہیں بے ریب و شک	پہلے دونوں ہاتھ دہونا گٹوں تک
پھر مقام خاص دہونا ہے ہر اس	پھر پلیدی دور کرنا آس پاس
پھر[55] وضو کرنا ہے پھر اسے ہوشیار	جسم[56] پہ پانی بہانا تین بار

۵۱ بے وضو کو ہے - الخ - یعنی جو شخص کہ بے وضو ہو اُس کو قرآن شریف کی تلاوت کرنا تو درست ہے ولیکن چھونا مصحف پاک کا اُس کو بھی نا درست ہے کہ لا یمسّہ الا المطہرون نص قطعی ہے - منہ ۱۲ ۵۲ فرض اک غسل - الخ - یعنی ایک غسل میت کا بھی فرض ہے کہ وہ میت پر تو فرض نہیں ہے مگر دوسروں پر ہے کیا معنی کہ اُس کے عزیزوں پر اور وہ نہوں تو تمام مسلمانوں پر اُس کو نہلانا فرض کفایہ ہے منہ ۱۲ ۵۳ غسل یہ آئے ہیں الخ یعنی یہ غسل مسنون ہیں کیا معنی کہ مستحب موکد ہیں ایک تو جمعہ کی نماز کے واسطے غسل کرنا دوسرے احرام باندہنے کے وقت غسل کرنا تیسرے عرفہ کے دن عرفات میں غسل کرنا چوتھے دونوں عیدوں کو غسل کرنا - منہ ۱۲ ۵۴ غسل ہیں سن فرض کل آئے ہیں - الخ - یعنی فرض غسل میں تین چیزیں فرض ہیں اوّل کلی کرنا دوسرے ناک میں نرم بالنے تک پانی پہنچانا (اور یہ دونوں باتیں وضو میں سنت ہیں) تیسرے تمام ظاہر بدن پر پانی بہانا - کیا معنی کہ سر کے اوپر سے کف پا تک سب جگہ پانی بہانا فرض ہے اگر اس میں ایک بال برابر بھی تر ہونے سے اور پانی پہنچنے سے باقی رہجائیگا تو غسل پورا نہ ہوگا اور وہ بدستور نجس بنا رہیگا جبتک کہ وہ مقام بھی تر نہ ہو جائے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ تحت کل شعرۃ جنابۃ یعنی ہر بن مو کے نیچے جنابۃ و نجاست سرایت کر جاتی ہے - حق ہے اللہ پاک اور اُس کے حبیب لولاک کا ارشاد اسمیں کچھ شک نہیں کہ جب مسلمان کو فرض غسل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو اُس کو ظاہر طور پر کھلم کھلا اپنا تمام بدن نجس و ناپاک معلوم ہونے لگتا ہے اور پھر جبتک کہ وہ غسل نہیں کرلیتا وہ کراہت دور نہیں ہوتی پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ غسل جنابت میں تاخیر مطلق نہ کیا کرے اور باحتیاط تمام بہ پابندی شرائط جلد غسل کرلیا کرے تاکہ جنابت کی کراہت سے محفوظ رہے - منہ ۱۲ ۵۵ پھر وضو کا کرنا سنت الخ - یعنی مقام خاص کو پانی سے صاف کرنے کے بعد اور اُس کے گرد و پیش کی نجاست دہو ڈالنے کے بعد غسل کرنے سے پہلے وضو کا کرنا سنت ہے کیا معنی گو کہ غسل میں وضو بھی ہو جاتا ہے اور تمام بدن کے دہو جانے سے وضو کی ضرورت نہیں رہتی مگر چونکہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل سے پہلے وضو بھی اکثر کیا ہے لہٰذا اُس کا کرنا سنت موکدہ ہے اور تارک اُسکا قابل ملامت ہے - وضو کرنے سے سنت بھی ادا ہوتی ہے اور غسل کے دو فرض ایک کلی کرنا دوم ناک میں پانی پہنچانا وضو کے ساتھ ادا ہو جاتے ہیں اگر کسی خاص وجہ سے وضو نہ کرے اور تنہا غسل کرے تو اُس وقت کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا فرض رہے گا ۵۶ جسم پہ پانی - الخ - یعنی تمام جسم پر تین بار پانی بہانا یہ بھی سنت موکدہ ہے کیا معنی کہ ایک بار پانی بہانا تو فرض ہے کہ بغیر اُس کے غسل نہیں ہوتا مگر تین بار پانی بہانا مسنون ہے - ۱۲ - منہ

استنجے اور نجاستوں کا بیان

جاکے پاخانہ کو یا پیشاب کو — کیجو استنجا بھی اُسکے بعد تو
ایک استنجا[۵۱] تو واجب ہی مدام — تا نجاست دور ہو جائے تمام
بعد اُس[۵۲] کے مستحب ہے دوسرا — یہ طریقہ ہے اولی الالباب کا
یعنی پہلے صاف کر ڈہیلے سی تو — بعدہٗ پانی سے دہوا ی خوب رو
لید سے گوبر سے ہڈی سی تمام — سخت ہی ممنوع استنجا مدام
وقت پاخانہ کے یا پیشاب کے — منع ہے گر رو بہ قبلہ بیٹھئے
پشت بھی اُسوقت ادہر ممنوع ہی — اس سے بچکر بیٹھنا مشروع ہی
جائے پاخانہ میں جب ای نیکخو — پہلے اُلٹا پاؤں رکھہ یہ کہکے تو
چاہتا[۵۳] ہوں ای خدا تیری پناہ — رکھہ مجھے خبث و خبائث سی نگاہ

[۵۱] ایک استنجا تو واجب ہے۔ الخ۔ یعنی پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد استنجا کرنا واجب ہے تاکہ پلیدی دور ہو طہارت حاصل ہو اور وہ استنجا اوّل مرتبہ خواہ ڈہیلے اور پتھر سے ہو خواہ پانی سے واجب ہے ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز سے استنجا کر لینے سے بلا کراہت واجب ادا ہو جاتا ہے۔ منہ ۱۲

[۵۲] بعد اس کے الخ۔ یعنی اوّل استنجا کر لینے کے بعد دوسرا استنجا پھر کرنا یہ مستحب مسنون ہے اس طریق پر کہ اوّل ڈہیلے سے صاف کرکے پھر پانی سے پاک کر لے۔ منہ ۱۲

[۵۳] چاہتا ہوں۔ الخ۔ یعنی جب مسلمان آدمی قضاء حاجت ضروری کے واسطے پاخانہ میں جاوے تو اول اُسمیں بایاں پاؤں داخل کرے اور پاؤں داخل کرنے سے پہلے کہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ منہ ۱۲

پہر نکال[۵۱] اس سے یہ کہکر دہنا پیر	الہٰدا دے مجہہ کو بخشش اور خیر
جو نجاست[۵۲] آکے لگ جائی کہیں	پاک کر اُسکو مدام اے پاک دین
خشک[۵۳] ہوکر پاک ہو جاتی ہی خاک	ہو رگڑ[۵۴] دینے سی جوتہ موزہ پاک
جز منی[۵۵] دہونے سی لیکن پاک ہو	جبکہ کوئی عضو یا پوشاک ہو
پاک پانی سے اُسی دہونا تمام	شرط کرکے تین بار اے نیکنام

پانی کا بیان

پاک پانی سے وضو اور غسل کر	شبہ جسمیں کچھ نہ ہوا ای معتبر
آب مستعمل[۵۶] سے مت کرنا کہیں	کیونکہ طاہر ہے مطہر وہ نہیں
کر کنوئے[۵۷] سے یا بڑی تالاب سے	مینہہ کے پانی سے جاری آب سے
اور جو ہو جائے کنوان ناپاک گر	پاک کر[۵۸] پانی کو اُسکے کہینچ کر

۵۱ پہر نکال اس سے الخ۔ یعنی جب قضاء حاجت سے فراغت پاکر آئے تو اوّل داہنا پاؤں باہر نکالے پہر دوسرا پاؤں باہر رکہے اُسوقت یہ دُعا کہے الٰلہم غفرانک۔ مطلب یہ ہے کہ پاخانہ کے باہر اُس کے کنارے پر آتے جاتے وقت یہ دونوں دُعائیں پڑہے پاخانہ کے اندر داخل ہوکر اللہ کا نام زبان سے نہ لے اسکا خیال رہے۔ منہ ۱۲ ۵۲ جو نجاست۔ الخ۔ یعنی جب کبہی نجاست غلیظہ یا خفیفہ بدن پر یا کپڑے پر لگ جائے تو اسکو پاک کرنا چاہئے اور نجاست غلیظہ اسکو کہتے ہیں کہ جس کی نجاست نص سے ثابت ہو اور اس کے خلاف میں کوئی دوسری نص موجود نہ ہو جیسے طرح غیر ماکول کا پیشاب یا شراب یا خون رواں یا بیٹ مرغی کی یا پیشاب بلی اور چوہے اور گدہے کا اور لید و گوبر و پاخانہ یہ سب نجس غلیظ ہیں اور پیشاب جانوران ماکول کا اور بیٹ جملہ پرندوں مردار کی نجاست خفیفہ ہے پانی سے ان کے پاک کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ اگر نجاست بدن پر لگ جائے تو اُسے تین بار دہوکر صاف کردے اور اگر کپڑے پر لگ جائے تو اُسکو اوّل خوب مل کر دہولے اور اس کے بعد خوب زور سے اُس نجس کپڑے کو نچوڑ ڈالے۔ ایسا نچوڑے کہ پہر اُس میں سے بوند نہ ٹپکے بعدہٗ پہر کپڑا پانی سے دہوئے پہر ویسے ہی نچوڑے اور پہر دہوئے اور پہر نچوڑے غرضکہ تین بار ایسا کرے پس اُسوقت وہ کپڑا پاک ہوجائیگا اور اسی کا نام شرط ہے اور پانی سے ہر قسم کی نجاست غلیظہ و خفیفہ خشک و تر پاک ہوجاتی ہی۔ اگر نجاست غلیظہ ایک درہم کے برابر اور نجاست خفیفہ چہارم حصہ شے کے برابر یا اُس سے زاید ہو تو اُسکا پاک کرنا فرض ہے اور اگر اُس سے کم ہو تو فرض نہیں ہے ولیکن اُسکا پاک کرنا بہی بہت ضروری و لازمی ہے۔ منہ ۱۲۔ ۵۳ خشک ہوکر الخ۔ یعنی زمین پر اگر پیشاب وغیرہ پڑگیا اور وہ ایسا خشک ہوگیا کہ اُس کی رنگت و بو جاتی رہے تو زمین نماز پڑہنے کے لئے پاک ہوجاتی ہے مگر اُس سے تیمم نہیں کرسکتے منہ ۱۲۔ ۵۴ ہو رگڑ دینے سے الخ۔ یہ خصوصیت جوتے اور موزے کے لئے ہے کہ انہیں اگر دلدار نجاست لگ جائے تو وہ رگڑ دینے سی پاک ہوجاتے ہیں اور اسیطرح تلوار یا چہری سے وغیرہ رگڑنے اور ملنے سے پاک ہوجاتے ہیں منہ ۱۲۔ ۵۵ جز منی۔ الخ۔ یعنی منی کا جسم اور کپڑے میں بہی یہی حکم ہے جو کہ دیگر نجاست کا جوتے اور موزے میں تہا کہ منی خشک دلدار بدن و کپڑے سے کہرچ ڈالنے سے بہی پاک ہوتی ہیں اور رقیق و تر منی بہی بغیر دہوئے رگڑنے سے پاک نہیں ہوتی پس جبکہ آدمی کا بدن یا کپڑا ایسی کسی نجاست سے نجس ہوجائے تو اُسکو پاک پانی سے تین بار بشرطا کرکے دہو ڈالنا چاہئے جیسا کہ اُس کا مفصل بیان ابہی گذرا منہ ۱۲ ۵۶ آب مستعمل۔ الخ۔ یعنی استعمالی پانی جس طرح پر وضو کیا ہوا یا غسل کیا ہوا پانی وہ بذات پاک تو ہے کہ اُس کے لگجانے سے کپڑا یا بدن نجس نہیں ہوتا و لیکن مطہر اور پاک کرنیوالا دوسری نجس چیز کا نہیں ہے یہ حکم ہے آب مستعمل کا۔ منہ ۱۲ ۵۷ کر کنوئے سے الخ۔ یعنی کنوئیں کے پانی سے اور بڑے تالاب کے پانی سے اور مینہہ کے جمع کئے ہوئے پانی سے اور بہتے پانی سے وضو کرنا اور غسل کرنا اور دیگر نجاسات پاک کرنا چاہئے کہ یہ تمام پانی پاک اور پاک کرنیوالے ہیں اور بڑے تالاب سے حوض دہ در دہ مراد ہے۔ منہ ۱۲ ۵۸ پاک کر پانی کو اُسکے۔ الخ۔ یعنی اگر کسی نجاست کے گرجانے سے کنواں نجس ہوجاوے تو اُسکا پانی کہینچکر پاک کرلینا چاہئے۔ منہ ۱۲۔

جب غلاظت اسمیں یا حیواں گرے	خون والا اور پھٹے پھولے مرے
یا بڑا ہو جیسے بکری آدمی	گرچہ کھال اسکی سلامت ہے ہی
اس کنوئیں[۵۱] کا پانی بالکل کھینچ ڈال	تھا نہو تو ناپکر اتنا نکال
ناپنا[۵۲] بھی ہو نہ ممکن گر کہیں	کرکے تخمینہ نکالیں ماہریں
جب نجس[۵۳] بدلے کسی پانی کی بو	یا مزہ یا رنگ گو کتنا ہی ہو
ہرگز استعمال اسکا پھر نہ کر	وہ نجس ہے مطلقاً اسے باخبر
پاک شی[۵۴] سے بدلیں اوصاف اگر	پس نہیں کچھ خوف اسمیں ہی پسر

تیمم کا بیان

ہو[۵۵] مضر پانی کا استعمال اگر	یا ہو وہ مفقود یا دور از نظر
یعنی چاروں سمت میں ایک ایک میل	ہو نہ کچھ پانی کے ملنے کی سبیل

۵۱ اس کنوئیں کا ۔ الخ یعنی اگر کسی کنوئیں میں پاخانہ یا پیشاب گرجائے یا کوئی جاندار چیز اسمیں جس میں کہ بہتا ہوا خون ہوتا ہے گرکر مرجائے اور وہ پھٹ جائے یا پھول جائے یا کوئی بڑا جانور مثلاً آدمی یا بکری گرکر مرجائے تو اسکا پانی تمام و کمال نکال کر پھینک دینا لازم ہے اس کے بعد پھر جو پانی اسمیں سے ابلے وہ پاک ہے اور اگر کوئی کنواں ایسا ہو کہ جس کا پانی کھینچنے سے کم ہی نہ ہوتا ہو تو اسکا پانی ناپ لیں کہ اتنے ڈول ہے اسیقدر نکال ڈالیں اسکے بعد پانی پاک ہوجاویگا اور اس کے ناپنے کی ترکیب یہ ہے کہ مثلاً رسی میں کوئی چیز بھاری باندہ کر بیچ کنوئیں میں ڈالیں اسطرح کہ رسی میں خم نہ آئے جب وہ رسی تہ پر پہنچے تو اسکو نکال لیں اور جتنی بھیگی ہو اس کو ناپیں کہ کتنے ہاتھ ہے اس کے بعد تین چار آدمی خوب مضبوط سو ڈول جلد جلد اسمیں سے کھینچیں اور معاً پھر ناپیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ سو ڈول میں کتنا پانی گھٹ گیا اسی حساب سے ڈول نکال کر پانی پھینک دیں مثلاً پہلے ناپ میں سات ہاتھ پانی آیا تھا اور سو ڈول نکالنے کے بعد چھ ہاتھ رہا تو چھ سو ڈول اور نکال لیں کنواں پاک ہوجائیگا اور آب جاری یعنی دریا و چشمہ کا پانی کسی نجاست کے پڑنے سے نجس نہیں ہوتا ہے جبتک نجاست سے اسکا مزہ یا بو یا رنگ نہ بدلے ۔ منہ ۱۲

۵۲ ناپنا بھی ہو نہ ممکن گر کہیں ۔ الخ ۔ یعنی اگر کہیں ایسا کنواں ہو کہ جس کے پانی کی ناپ تول ممکن نہو کیونکہ اکثر نلی ٹوٹے ہوئے کنوئیں ایسے ہوتے ہیں کہ انکا پانی چاہے جسقدر کھینچتے چلے جاؤ ایک انگل بھر پانی کم نہیں ہونے پاتا جسقدر پانی نکل جاتا ہے اسیقدر اسی آن پھر اسمیں پانی آجاتا ہے (جیسا کہ موضع بھوری ضلع علیگڈہ میں ایک کنواں ایسا ہی موجود ہے) پس ایسے موقع پر کم سے کم دو ماہر آدمی جن کو کہ پانی کی پیمایش میں مہارت کامل حاصل ہے اس کنوئیں کے پانی کا تخمینہ کریں کہ اسمیں اتنے چرس پانی (دولاب) ہوگا مثلاً دو سو یا تین سو چرس یا اس سے بھی زاید جسقدر کہ انکے تخمینہ میں آئے پس اسقدر پانی اس میں سے نکلوا دیا جائے کنواں مذکور پاک ہوجائیگا اور بعض کے نزدیک ایسا کنواں کسی نجاست کے گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا کہ وہ چشمہ کا حکم رکھتا ہے ولیکن یہ قول ضعیف ہے اور پانی کا نکال دینا ہر صورت سے لازم ہے منہ ۱۲

۵۳ جب نجس بدلے ۔ الخ ۔ یعنی جبکہ نجاست کثیرہ کسی پانی کے مزے اور رنگ اور بو کو بدلدے اگرچہ وہ پانی کتنا ہی کیوں نہ ہو مثلاً کنوئیں کا یا حوض کا دہ در دہ کا یا چشمہ وغیرہ کا ۔ پس اس صورت میں وہ پانی بھی نجس ہوجائیگا اور اسکا استعمال ناجائز ہوگا جبتک کہ پانی کا مزہ اور رنگ اور بو صاف ہوکر اپنی اصلی حالت پر نہ آجائے ۔ اور سب گھڑے اور مٹکے اور دیگ وغیرہ اور چھوٹے حوض جو کہ دہ در دہ سے کم ہوں ان کا پانی تو ایک قطرۂ پیشاب یا خون یا شراب وغیرہ کے پڑنے سے نجس ہوجائیگا اگرچہ ان کا رنگ و مزہ و بو کچھ نہ بدلے منہ ۱۲ ۔

۵۴ پاک شی سے ۔ الخ ۔ یعنی پانی کا مزہ اور رنگ اور بو اگر کسی پاک چیز کے پڑنے سے بدل جائے مثلاً دوا یا شکر یا گھاس یا درخت کے پتوں وغیرہ سے ۔ تو وہ پانی نجس نہ ہوگا اور اس کے استعمال میں کسی قسم کا حرج و خوف نہیں ہے ۔ منہ ۱۲

۵۵ ہو مضر پانی کا استعمال ۔ الخ ۔ یعنی اگر کسی شخص کو پانی کا ہاتھ پاؤں یا بدن پر ڈالنا نقصان کرتا ہو اور وہ نقصان خواہ بسبب کسی بیماری یا زخم وغیرہ کے ہو (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

یانجس پانی ہو اور صافی نہ ہو — یا کنواں ہو ڈول یا رسّی نہ ہو

یا مسافر کو کمی کا ہو خیال — یہ کہ پیاسا وہ رہیگا یا عیال

اصل یہ ہی کوئی صورت ہو سُنو — جسمیں صرفِ آب پر قدرت نہو

پس تیمم چاہیئے کرنا مدام — بے وضو اور غسل والے کو مُدام

کر تیمم[۵۱] پاک جنسِ خاک سے — ایک ہی غسل و وضو کے واسطے

جو کہ قادر ہو وضو پر بے ضرر — اور نہ ہو قادر نہانے پر اگر

چاہیئے اُسکو تیمم غُسل کا — اور وضو کی جا وضو لازم ہوا

ہے تیمم میں[۵۳] نیت فرضِ طہور — اور دو ارکان ہیں اسمیں ضرور

یعنی دو ضربیں ہیں فرض اسمیں مدام — ~~اوّل~~ پہلی منہ کو دوسری ہاتھوں کو تمام

دونوں چنگل مل کے خاکِ پاک سے — اوّل انگوسار منہ پر پھیر لے

پھر دوبارہ مار کر پھیرا لے سپر — کہنیوں کیساتھہ دونوں ہاتھہ پر

[۵۱] کر تیمم پاک جنس - الخ - یعنی تیمم کرنا درست اس چیز سے کہ جو جنس خاک سے ہو اور وہ جنس پاک ہو مثلاً مٹی ہو یا ریتا ہو خواہ پتھر ہو اگرچہ غبار آلودہ نہ ہو لیکن راکھ نہو کہ سوختہ شے سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے اور تیمم غسل کا اور وضو کا ایک طرح پر ہوتا ہے اُس کی ترکیب علیحدہ علیحدہ نہیں ہے - منہ - ۱۲

[۵۳] ہے تیمم میں الخ - یعنی تیمم میں طہارت وضو کے واسطے نیت کرنا فرض ہے اور اس میں یعنی تیمم میں دو رکن ہیں جن کا بیان اگلے شعروں میں موجود ہے - منہ ۱۲

۵۱ اگر تیمم میں نیت ۔الخ ۔یعنی اگر تیمم میں تیمم نے غسل اور وضو دونوں کے واسطے نام لیکر شامل نیت کی یا ایسی ایک عام نیت کی جو دونوں پر حاوی ہو مثلاً طہارت بدن یا جواز نماز کی تو وہ تیمم دونوں کے لئے کافی ہے ۔منہ ۱۲ **۵۲** اور جو اُس نے ۔الخ ۔یعنی اگر تیمم نے ایک ہی چیز کی نیت کی مثلاً صرف طہارت غسل کی یا صرف طہارت وضو کی ۔تو اس صورت میں وہ تیمم ایک ہی کی طرف سے واقع ہوگا لیکن ۔منہ ۱۲ **۵۳** لیکن اُس سے بھی ۔الخ ۔یعنی اُس تیمم سے بھی جو صرف غسل یا صرف وضو کے واسطے کیا گیا ہے طہارت پوری حاصل ہوگی اور نماز اُس سے جائز ہوگی اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کو نہانے کی ضرورت تھی اور اس نے پیشاب بھی کیا اور پانی پر قادر نہیں اب اُس نے تیمم کیا اگر اس تیمم میں وضو و غسل دونوں کی طرف سے نیت کی یا ایک عام نیت کی جو دونوں کو شامل ہوگئی جیسے طہارت یا جواز نماز کی جب تو یہ تیمم اُن دونوں کی طرف سے واقع ہوگیا اب اگر وہ اتنا پانی پائے کہ وضو کو کافی ہو اور غسل کو کافی نہ ہو تو وہ تیمم نہ ٹوٹے گا اور اگر اُس نے مثلاً تنہا وضو کی نیت کی تو اُسسے پاکی تو پوری حاصل ہوگئی نماز اُس سے پڑھ سکتا ہے غسل کی طرف سے دوسرے تیمم کی حاجت نہیں یہی صحیح ہے مگر یہ تیمم صرف وضو کیطرف سے واقع ہوا جس کی نیت کی تھی ولہٰذا اگر اتنا پانی پائیگا کہ وضو کو کافی ہو جب بھی یہ تیمم ٹوٹ جائیگا اور اُس وقت پھر از سر نو غسل کے لئے تیمم اور حدث کیلئے پانی سے وضو کرنا فرض ہوگا فافہم منہ ۱۲ **۵۴** ہاتھ آنا ۔الخ ۔یعنی تیمم والے کو پانی کا ہاتھ آنا کیا معنی کہ ملجاتا اور اُس کے استعمال پر قادر ہونا یہ بھی تیمم کو فوراً توڑ دیتا ہے اگرچہ تیمم والا نماز کے اندر کیوں نہو ۔ہاتھ آنا بمعنی حاصل ہونے و مل جانے کسی شئے کے مستعمل ہے ۔اور ہاتھوں ہاتھ محاورہ ہے جو فوراً ۔اور جلد تر اور اُسی آن کے معنوں میں مستعمل ہے ۔منہ ۱۲ **۵۵** مسح بس جائز ہے ۔الخ ۔یعنی اگر کہیں جگہ زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کے کھولنے میں ضرر یہ نقصان ہو تو ایسی صورت میں صرف پٹی کے اوپر انگلیوں سے مسح کرلینا درست ہے جیسا کہ تیمم کے بیان میں پہلے شعر کے حاشیہ پر مفصل تشریح کردیگئی منہ ۱۲ **۵۶** مسح موزوں پر ۔الخ ۔یعنی مسح کرنا موزوں پر بھی درست ہے بشرطیکہ وہ موزے چمڑے کے ہوں یا چمڑے کا تلا اُنمیں لگا ہو اور ایسے پہنے ہوں اور پیروں کے ٹخنے سے اوپر تک چڑھے ہوں اور اُن موزوں کو بحالت وضو پہنا ہو تو ایسی حالت میں بے وضو ہوجانے کے بعد مقیم کو ایک دن اور رات تک یعنی پانچ فرضی نمازوں کے ادا کرنے تک اور مسافر کو تین دن اور رات تک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور واضح ہو کہ اس درمیان میں جس وقت موزہ اُتار لیگا اُسی وقت پیر کا دہونا فرض ہوجائیگا اور بوٹ جوتا جو کہ انگلیوں سے لیکر ٹخنوں کے اوپر تک پہنے ہو اور وہ پاک بھی ہو تو اُس پر بھی مسح جائز ہے کیونکہ وہ موزوں کے حکم میں ہے اور اگر ایسے موزے یا بوٹ کے مابین کپڑے کی جرابیں بھی پہنے ہو تو کچھ حرج نہیں ہے ۔اور موزوں پر مسح کرنا سنت و اجماع اُمت سے ثابت ہے اور منکر اُسکا اہل بدعت و ضلالت سے ہے کہ جس پر کفر کا خوف ہے اور طریق مسنون موزے مسح کا یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو تر کرکے دونوں پاؤں کے پنجوں کے اوپر ہاتھوں کی تین انگلیاں رکھے اور اُن کو ٹخنوں کے اوپر تک سیدہا کھینچ لیجاوے ۔منہ ۱۲

گر تیمم میں[51] نیت دونوں کی کی — تو وہ دونوں سے ہے کافی اے ذکی
اور جو[52] اُسنے ایک کی ہی کی نیت — تو اسی سے ہوگا جس کی کی نیت
لیکن اُس[53] سے بھی روا ہوگی نماز — کچھ نہیں اسمیں نیت کا امتیاز
جیسے[54] جاتا ہے وضو کرلے حباب — اُس سے جاتا ہے تیمم بھی شتاب
ہاتھ آنا[54] پانی کا قدرت کیساتھ — توڑ دیتا ہے تیمم ہاتھوں ہاتھ

مسح کا بیان

زخم پر پٹی بندھی ہو تیرے گر — اور ہو اُسکے کھولنے میں کچھ ضرر
مسح[55] بس جائز ہے اُسپر لاکلام — مسح موزوں[56] پر بھی جائز ہے مدام
جبکہ پہنا ہو طہارت پر اُنہیں — ایک دن اور ایک شب تک کریں
اور مسافر تین دن اور رات تک — مسح موزوں پر کریں بے ریب و شک

۵۱ وہ سپیدی ہے الخ۔ یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی فجر جو کہ رات کے ختم ہونے پر تمام عالم میں نمودار ہوتی ہے وہ اس سپیدی کا نام ہے جو مشرق کی جانب اس کے چوڑان میں ٹھیک سورج کے نکلنے کی جگہ کے اوپر آسمان کے کنارہ میں پیدا ہوتی ہے اور اس کو سب لوگ صبح صادق کہتے ہیں۔ منہ ۱۲ ۵۲ یعنی وہ ضو ہے۔ الخ۔ یہ شعر اپنے اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی وہ فجر کی سپیدی ایک روشنی اور نور کی جھلک ہے جو مشرق کے چوڑان میں پھیلی ہوتی ہے اور دمبدم بڑھتی جاتی ہے جس وقت یہ روشنی ابتداءً نمودار ہو تو سمجھنا چاہئے کہ اب رات ختم ہو گئی اور فجر یا صبح صادق طلوع ہو گئی اور اس سے پہلے جو سپیدی آسمان کے لنبان میں یعنی پورب سے پچھاؤں کی طرف نمودار و ظاہر ہوتی ہے وہ صبح کاذب ہے اور وہ رات میں داخل ہے اور اس وقت نماز فجر کا وقت نہیں ہوتا بلکہ وہ نماز تہجد اور سحری کھانے کا وقت ہے منہ ۱۲ ۵۳ ختم اسکا ہے الخ۔ یعنی فجر کا وقت آفتاب کے طلوع ہونے پر ختم ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ صبح صادق کی جھلک نمودار ہونے کے وقت سے لیکر سورج کے کنارہ نکلنے تک فجر کا وقت ہے اور گھڑی کے حساب سے ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک وقت رہتا ہے اس مقدار سے کم یا زیادہ کبھی نہیں ہوتا اکیس مارچ کو ٹھیک ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے اسکے بعد پھر بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ جون کو پورا ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ ہوتا ہے اس کے بعد پھر گھٹتا ہے یہانتک کہ ۲۲ ستمبر کو ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر گھٹتا ہے یہانتک کہ اکیس مارچ کو پھر ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ پر آجاتا ہے جیسا کہ ابتدا مذکور ہوا۔ یہ وقت یونہیں دوازدہ ماہ برابر دورہ کرتا رہتا ہے تو جو کوئی صحیح وقت جانتا ہو وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہ جانے اسے چاہئے کہ گرمیوں میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ باقی رہنے پر سحری چھوڑ دے اور جاڑوں میں ڈیڑھ گھنٹہ سے کچھ زیادہ باقی رہنے پر چھوڑ دے خاص کر ماہ دسمبر میں اور مارچ و ستمبر کے آخر میں جبکہ دن رات برابر ہونے لگتا ہے تو سحری کو ایک گھنٹہ ۲۵ منٹ پر چھوڑے اور ہر موسم میں جو وقت سحری ختم ہونے کا بیان کیا اس سے ۱۰ منٹ بعد اذان صبح ہو تاکہ ہر طرف احتیاط قائم رہے اور یہ جو بعض ناواقف لوگ بہت الڈھیر پنے سے دو یا پونے دو گھنٹے پیشتر اذان صبح دیا کرتے ہیں خاص کر ماہ رمضان المبارک میں اور پھر اسی وقت سنت فجر یا نماز فرض بھی کسی ضرورت سے پڑھ لیتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں اتنی جلد پڑھنے میں نہ اذان جائز ہوتی ہے اور نہ سنت نہ نماز فرض اپنے وقت پر ادا ہوتی ہے اور فرض بدستور ان کے ذمہ باقی رہتا ہے اکثر لوگوں نے جو ساتویں حصہ شب کو فجر کا وقت سمجھ رکھا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں ہے اور جن کتاب والوں نے اسکی تائید کی ہے انکا تجربہ غلط ہے۔ ماہ جون و جولائی جبکہ دن بہت بڑا ہوتا ہے اور رات دس گھنٹہ یا اس کے قریب قریب رہجاتی ہے اسوقت تو البتہ فجر کا وقت ساتویں حصہ شب میں یا اس سے بھی چند منٹ [illegible] لیکن موسم سرما میں خاص کر ماہ دسمبر و ماہ جنوری میں جبکہ رات قریب ۱۴ گھنٹہ کے ہوتی ہے اسوقت فجر کا وقت اس سے نویں حصہ سے بھی کم ہوتا ہے تو پھر بھلا ساتواں حصہ فجر کے لئے کیونکر ٹھیک ہو سکتا ہے۔ غرضکہ فجر کا وقت باختلاف موسم (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

سے بعد پھر وہ [illegible] ہتا ہے یہانتک کہ دسمبر کو پھر وہ گھنٹہ ۳۰ منٹ جاتا ہے—

نماز کے اوقات اور رکعات کا بیان

ہیں نمازیں پانچ فرض اے باصفا ۔۔۔ فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشا

رات ہو چکتی ہے جب اے مومنان ۔۔۔ فجر تب عالم میں ہوتی ہے عیاں

وہ سپیدی[۵۱] ہے عریض شرق پر ۔۔۔ صبح صادق جسکو کہتے ہیں بشر

یعنی[۵۲] وہ ضو ہے جھلکنا نور کا ۔۔۔ شرق کے چوڑان میں پھیلا ہوا

ختم[۵۳] اسکا ہے طلوع شمس سے ۔۔۔ ظہر[۵۵] آجاتا ہے پھر سورج ڈھلے

ختم[۵۴] ہو جاتا ہے ظہر اک مثل پر ۔۔۔ سایۂ اصلی کو لیکن چھوڑ کر

دو روایت[۵۶] اسمیں ہیں اے باصفا ۔۔۔ ایک ہے اک مثل کی مفتیٰ بہا

دوسری[۵۷] دو مثل کی ہے جان لے ۔۔۔ دونوں مروی ہیں امام پاک سے

مثل[۵۸] کے راوی حسن اے نور عین ۔۔۔ کہتے ہیں یہ ہی زفر اور صاحبین

اُسکے ناقل ہیں فتاوائے عزر[۵۱] — فیض و برہان۔ درمختار و عزر
نیز کہتے ہیں[۵۲] یہی تینوں امام — شافعی و مالک و حنبل۔ تمام
کہتے ہیں[۵۳] اکثر محدث بھی یہی — ابن اسماعیل و مسلم۔ ترمذی
اسپہ[۵۴] ہے اجماع علمائے حرم — اور عمل بھی ہے اسی پہ لاجرم
مثل ثانی تک[۵۵]۔ دوم میں ہیں دلے — کہتے ہیں ظاہر روایت وہ جسے
گو کہ مفتی اُسکے بھی ہیں سب شریف — ہے روایت اصل ہیں لیکن ضعیف
ماحصل[۵۶] اسکا یہی ہے لا کلام — ظہر پڑہنا مثل کے اندر مدام
ہے[۵۷] اسی میں احتیاط اے ہوشیار — مثل ثانی تک نہ کرنا انتظار
ہوگیا جب ظہر کا وقت اختتام — عصر کا وقت آگیا پس لا کلام
احتیاط[۵۸] اسمیں بھی لازم ہے مگر — پہنچے سایہ شے کا جب دو مثل پر
عصر کو اُسوقت پڑہنا بے خلل — تاکہ ہو دونوں روایت پر عمل

۵۱ اسکے ناقل ہیں۔ الخ۔ یعنی اسی ایک مثل کی روایت کو فتاوائے معتبر اعنی فیض و برہان و درمختار و عزالاذکار نے بھی مفتے بہا قرار دیکر نقل فرمایا ہے عزالاذکار میں ہے کہ یہی قول ایک مثل کا عام طور پر مروج ہے اور کتاب فیض میں ہے کہ اسی ایک مثل کی روایت پر فی زماننا سب جگہ عملدرآمد ہے برہان میں ہے وهو الاظهر لبیان جبرئیل علیه السلام وهو نص فی الباب یعنی یہی قول ایکمثل کا ظاہر تر ہے جبرئیل علیہ السلام کے ظاہر کردینے سے اور وہی نص صریح ہے وقتوں کے باب میں درمختار میں ہے وبه یفتی۔ یعنی اسی ایک مثل کے قول معتمد پر فتویٰ ہے۔ انتہیٰ قولہ۔ تو اب معلوم ہوا کہ وہ روایت جو دو مثل کی آئی ہے وہ ان فتاواؤں کی رو سے منسوخ ہے جیسا کہ بعض ثقات نے اس روایت سے امام ہمام کا رجوع فرمانا بھی ثابت کیا ہے ۱۲۔ منہ ۵۲ نیز کہتے ہیں۔ الخ۔ یعنی امام شافعی رح و امام مالک رح اور امام احمد حنبل رح یہ تینوں آیمہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت ہے ۱۲ منہ ۵۳ کہتے ہیں اکثر محدثین الخ۔ یعنی اکثر محدثین کا مسلک بھی یہی ہے کہ وقت ظہر ایک مثل تک ہے اور اسکے بعد عصر کا وقت ہے ان میں سے محمد بن اسمٰعیل بخاری و مسلم قشیری و محمد بن علیسی ترمذی وغیرہم رضی اللہ عنہم ہیں اور نیز ایک جماعت صحابۂ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کی بھی اسی پر ہے اور احادیث صحیحہ بالتواتر یہی اسی کی ہدایت کرتے ہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت نے وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهٖ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ الی آخرہ یعنی ظہر کا وقت سورج ڈہلنے سے شروع ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے جبتک کہ آدمی کا سایہ اسکے برابر نہ ہوجائے اور اس کے بعد عصر آجاتا ہے آخر حدیث تک۔ روایت کیا اسکو مسلم نے دوسری حدیث امامت جبرئیل کی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جسکو مختار و فیض نے سند پکڑا ہے اور وہ یہ ہے قَالَ اَمَّنِیْ جِبْرَئِیْلُ عِنْدَ الْبَیْتِ مَرَّتَیْنِ فَصَلّٰی بِیَ الظُّهْرَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلّٰی بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَیْءٍ مِثْلَهٗ یعنی فرمایا حضرت نے کہ امامت کی میری جبرئیل نے نزدیک خانہ کعبہ کے دوبارہ کیا معنی کہ دو دن تک برابر پس نماز پڑہائی ظہر کی مجکو بوقت ڈہل جانے آفتاب کے اور سایہ اصلی اس روز بقدر چرڑان تسمہ جوتے کے تہا اور پہر نماز پڑہائی انہوں نے مجہہ کو عصر کی اسوقت جبکہ سایہ ہر شے کا اس کے برابر ہوگیا۔ آخر حدیث تک۔ روایت کی ترمذی نے اور اسی امامت کی حدیث کو بہ قدری تغیر کے بخاری نے بھی روایت کیا ہے اور انمیں سے کسی نے اسکو منسوخ نہیں کیا اور اب جو کوئی اس کو منسوخ کہے وہ اسکا اپنا ایک قول ہے کہ جو چاہے سو کہے وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰی عُمَّالِهٖ اَنَّ صَلٰوةَ الظُّهْرِ اِذَا كَانَ الْفَیْءُ ذِرَاعًا اِلٰی اَنْ یَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ۔ الخ۔ یعنی روایت ہے حضرت عمر بن خطاب خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا اپنے عاملوں کو بعد نصیحت محافظت نماز کے کہ نماز پڑہا کرو تم ظہر کی بوقت ہوجانے سایہ اصلی کے ایک گز سایہ اصلی اس وقت ایک گز پر تہا بدیں وجہ اس کو محدود فرما دیا (بقیہ حاشیہ نمبر ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

ف۱ دونوں جانب ہمنے رکھی احتیاط	تا ہو بطلان و قضا کی احتیاط
ف۲ ورنہ جو خط ظہر کا ہے منتہا	پس وہی خط عصر کا ہی مبتدا
ف۳ شمس کا جب قرص سارا دب گیا	اے نمازی عصر کا وقت اب گیا
ف۴ ہاں وہاں جب ڈوبجائے آفتاب	آگیا اسوقت مغرب بھی شتاب
ف۵ جب شفق مغرب میں ہو پردہ نشیں	جائے مغرب اور عشا آئے وہیں
ف۶ یعنی مغرب کی ہے جس جا انتہا	پس عشا کی ہو وہاں سے ابتدا
ف۷ صبح صادق تک عشا کا وقت ہے	لیک بعد نصف شب نا وقت ہے
ف۸ وتر کا وقت اور عشا کا ایک ہے	ہاں مقدم وتر پر وہ لیک ہے

مستحب و مختار اوقات کا بیان

ف۹ روشنی میں فجر پڑھنا مستحب	اسفروا بالفجر پڑھا ای حق طلب

ف۱ دونوں جانب ہمنے۔ الخ۔ یعنی اس طرف ظہر میں اور اس طرف عصر میں ہمنے پوری احتیاط ملحوظ رکھی ہے تاکہ ان دونوں نمازوں میں سے بسبب اختلاف ائمہ روات کے کوئی نماز کسی امام کے نزدیک قضا یا باطل نہ ہونے پائے کیا معنی کہ نماز ظہر خاص مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ پر بموجب روایت قوی و مفتیٰ بہا ایک مثل کے اندر پڑھنی بتائی تھی کہ ایک مثل کے بعد نماز ظہر ان کے نزدیک روایہ مذکور کے بموجب قضا ہو جائے گی تو اب یہاں نماز عصر بموجب ظاہر الروایہ دو مثل سے پہلے نہ پڑھنی چاہیئے کہ اس روایت کے بموجب ان کے نزدیک وہ نماز قبل از دو مثل باطل ہو گی تو اس ہمارے مقرر کردہ اوقات میں اعظم احتیاط ہے کہ دونوں نمازوں میں سے کوئی نماز کسی کے نزدیک خلاف وقت نہ ادا ہو۔ منہ ۱۲ ف۲ ورنہ جو خط ظہر کا ہے الخ۔ یعنی یہ جو ہمنے اوپر دونوں نمازوں کا وقت بیان کیا کہ ظہر کا وقت بموجب مذہب قوی و مفتیٰ دو ایک مثل تک ہے اور عصر کا وقت بموجب ظاہر الروایہ دو مثل کے بعد ہے (اور یہ بھی دونوں باتیں قرین صواب اور قابل عمل در آمد کے ہیں) تو یہ احتیاطی وقت ہے کہ جس میں ذرہ بھر شک و شبہ کو دخل نہیں ہے ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ جس خط مستقیم پہ ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اسی جگہ سے ٹھیک عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں کے بیچ میں در اصل کوئی وقت مہمل نہیں ہے فتدبر و تامل۔ منہ ۱۲ ف۳ شمس کا جب۔ الخ۔ یعنی جبکہ آفتاب عالمتاب افق مغرب میں سب دب جاوے تو اسوقت عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ منہ ۱۲ ف۴ ہاں وہاں۔ الخ۔ یعنی خبردار ہو کہ جب آفتاب تمام و کمال غروب ہو جائے تو پھر اسیوقت فی الفور مغرب کی نماز کا وقت بھی آجاتا ہے شتاب کا لفظ جو قافیہ میں ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ بعد غروب آفتاب مغرب کے وقت آنے میں پھر دیر نہیں ہوتی کیا معنی کہ جس وقت آفتاب غروب ہو گیا اسوقت بلا توقف مغرب کا وقت آگیا اور وہی افطار روزہ کا بھی وقت مستحب ہے۔ منہ ف۵ جب شفق مغرب میں ہو الخ۔ یعنی جس وقت شفق مغرب میں پردہ نشین ہو کیا معنی کہ غائب ہو جائے اور کنارہ غربی آسمان اول سے چھپ جائے پس اس وقت نماز مغرب کا وقت جاتا رہتا ہے اور فوراً اسی آن عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور ان دونوں کے بیچ میں بھی کوئی وقت مہمل نہیں ہے اور شفق صاحبین کے نزدیک سرخی کا نام ہے جو غروب آفتاب کے بعد تھوڑی دیر تک کنارہ آسمان پر ظاہر ہوتی ہے اور اسی پر شرح وقایہ میں فتویٰ ہے لیکن امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو کنارہ آسمان پر غائب ہونے سرخی سے پیدا ہوتی ہے اور صبح کی سفیدی کی طرح چوڑان مغرب میں پھیلی رہتی ہے اور یہی ظاہر الروایہ ہے اور یہی بات قرین ثواب بھی ہے کیونکہ جب یہی سفیدی ابتدا اگر مشرق میں نمودار ہوتی ہے تو وہ صبح صادق کہلاتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ جب وہی سفیدی مغرب میں آکر نمودار ہو تو وہ شام کے وقت میں شمار نہ ہو اور اسکی رات میں نگنی جاوے لہذا مناسب یہی ہے کہ نماز مغرب ہمیشہ سرخی کے غائب ہونے سے پیشتر اور نماز عشا سفر حضر مطر وغیرہ میں سفیدی کے غائب ہونے کے بعد ادا کیا کریں تاکہ فرض میں خلل واقع نہو اور واضح ہو کہ تفرد سہا (بقیہ حاشیہ نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

گرمیوں میں ظہر میں تاخیر کر[۵۱] ۔ ابردوا بالظہر پر کرے نظر

سرد موسم میں وہ لے اسے باصفا[۵۲] ۔ مستحب ہے جلد پڑھنا ظہر کا

ڈھلتے ہی سایہ کے سرما میں اے امام[۵۳] ۔ کر نماز ظہر کا تو اہتمام

جمعہ کا اور ظہر کا وقت ایک ہے[۵۴] ۔ جمعہ میں عجلت نہایت نیک ہے

کچھ توقف کرکے پڑھ پھر عصر کو ۔ ہے یہی وسطےٰ نماز اے نیک خو

عصر میں ہے دیر کرنا مستحب ۔ پر نہ اتنی دیر جس میں بے سبب

بے تکلف آنکھ ٹھہرے شمس پہ ۔ کیونکہ ہے مکروہ تاخیر اس قدر

اس میں ناقص وقت کو لینا نہ تو ۔ ہاں یہ دولت ہاتھ سے دینا نہ تو

اسکی تاکید آئی ہے قرآن میں ۔ آیتِ وسطیٰ ہے اس کی شان میں

اسمیں زائد دیر کرنا ہے گناہ ۔ تو نہ چل مکروہ تحریمی کی راہ

زردیِ خور تک کرے تاخیر جو[۵۵] ۔ وہ وعیدِ سخت کا مصداق ہو

۵۱ گرمیوں میں ظہر الخ۔ یعنی موسم گرم میں نماز ظہر کو وقت زوال سے تاخیر کرکے پڑھنا مستحب ہے تاکہ گرمی کا جوش جاتا رہے اور نماز خاطر جمعی کے ساتھ ادا ہو کیونکہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا اشتد الحر فابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم یعنی جب گرمی بڑھ جائے تو تم ٹھنڈے وقت نماز پڑھا کرو ظہر کی کیونکہ گرمی کی تیزی دوزخ کی بھاپ سے ہے اور دوسری حدیث میں حضرت انس سے روایت ہے اذا کان الحر ابرد بالصلوٰۃ واذا کان البرد عجل (ترجمہ یعنی کہا جناب انس صحابی نے کہ جب ہوتا موسم گرم تب حضرت ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے ظہر کی اور جب ہوتا موسم سرد تب اول وقت نماز پڑھتے) اور حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کان قدر صلوٰۃ رسول اللہ علیہ وسلم الظہر فی الصیف ثلثۃ اقدام الی سبعۃ اقدام وفی الشتاء خمسۃ اقدام الی سبعۃ اقدام۔ یعنی کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ تھا اندازہ نماز ظہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گرمیوں میں تین قدم سے پانچ قدم تک اور جاڑوں میں پانچ قدم سے سات قدم تک اس حدیث سے بھی نماز ظہر کی گرمیوں میں بہت تاخیر سمجھی جاتی ہے۔ واضح ہو کہ قدم ہر شئے کے طول کے ساتویں حصہ سے مراد ہے خواہ آدمی ہو خواہ دوسری چیز اور یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ اس حدیث میں مقدار و طول وقت ظہر کا بیان نہیں ہے کہ ظہر کا وقت کہاں سے کہاں تک رہتا ہے بلکہ محض اس وقت خاص کا بیان ہے جس وقت گرمی و سردی میں آنحضرت اکثر نماز ظہر ادا فرمایا کرتے تھے اس لئے راوی نے سایہ اصلی سمیت ادائے نماز ظہر کا وقت بتایا ہے مگر چونکہ موسم گرما میں مکہ معظمہ میں سایہ اصلی بالکل مفقود ہو جاتا ہے اور بعض وقت قریب مفقود ہونے کے ہوتا ہے پس اس صورت میں سایہ کی پیمائش شئے کے نیچے سے ہوگی لہٰذا راوی کا مقصود یہ ہے کہ ایسے موسم گرم میں جبکہ سایہ اصلی مفقود ہوتا تھا یا قریب مفقود ہونے کے ہوتا ہے پس آنحضرت نماز ظہر کو سایہ کے تین قدم سے لیکر پانچ قدم تک گذر جانے پر ادا فرماتے تھے گیا معنی کہ گاہے تین قدم پر اور گاہے چار پر اور گاہے پانچ قدم پر۔ لیکن سایہ میں سے لیکر پانچ تک ان کے مابین سب کو شامل ہے تین قدم سایہ گذر جانے پر گرمیوں میں خاص کر ماہ جون و جولائی میں وقت ظہر نصف سے زائد گذر جاتا ہے اگرچہ قدموں کے حساب سے ساڑھے تین قدم پر نصف وقت سمجھا جاتا ہے مگر چونکہ بعد زوال سایہ کے اول قدم پر بہت دیر میں گذرتا ہے اور دوسرے قدم پر اس سے کم دیر میں اور تیسرے پر اس سے بھی کم دیر میں اسی طرح ساتویں قدم تک بہ نسبت ایک دوسرے کے سایہ کے گذرنے میں کم دیر ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے تین قدم اول پر سایہ مثل کے گذرنے میں گھڑی کے حساب سے نصف وقت ظہر سے زائد گذر جاتا ہے اور پانچ قدم پر تین حصہ سے بھی زیادہ وقت گذر جاتا ہے اور چہارم سے کم باقی رہ جاتا ہے پس اس بیان سے بخوبی روشن ہے کہ آنحضرت موسم گرما میں نماز ظہر کو بہت دیر کر پڑھتے تھے کہ اگر جلد سے جلد پڑھتے تو نصف وقت گذر جانے کے بعد پڑھتے (بقیہ حاشیہ نمبر ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

[۵۱] پڑھیں دو مثل جلد اُس کو مدام / خاصکر بادل کے دن اے نیکنام

[۵۲] مستحب مغرب میں ہے ای پاکباز / جلد پڑھنا ہر زمانہ میں نماز

[۵۲] جب ہوا سورج کے چھپنے پر یقیں / بے سبب تاخیر پھر جائز نہیں

[۵۳] جبکہ بادل ہو تو اُسمیں بھی ضرور / کچھ توقف چاہئے اے ذیشعور

[۵۴] پہر تہائی رات میں پڑھنا عشا / ہے بہت اولیٰ و افضل بیخطا

[۵۵] ہو اگر پچھلے کو اُٹھنے کا یقین / پس یہ تجھکو مستحب ہے ای امین

تو تہجد بعد وتروں کو پڑھے / ورنہ پڑھ بعد عشا فوراً اُسے

[۵۶] ہیں یہی مختار وقت ای باکمال / مومنوں کو چاہئے انکا خیال

ان کا زاید تنگ کرنا ہے بُرا / مستحب اوقات پر کرنا ادا

[۵۷] وقت فجر و ظہر سب مختار ہے / اوروں کا آخر کراہت وار ہے

وقت کا پہچاننا بھی فرض ہے / یاد کرنے کے لئے یہ عرض ہے

[۵۱] پڑھیں دو مثل جلد۔ الخ۔ یعنی نماز عصر کو دو مثل سایہ گذر جانے کے بعد جلد ادا کرنا چاہئے خاص کر بادل کے روز تاکہ آفتاب روپوش ہونے کے سبب سے کہیں کراہت کا وقت نہ آجائے اور اسی وجہ سے ابر کے دن عصر میں تعجیل مستحب ہے ہمنے نمازیوں کی آسانی کے لئے تجربہ کے بعد دو مثل پر سایہ گذرنے کے وقت سے غروب آفتاب تک ہر ماہ میں جتنا وقت ہوتا ہے وہ مقرر کرکے لکھدیا ہے جو ذیل میں درج ہے اُس کا خیال رکھنے سے نماز عصر میں پھر زیادہ تاخیر جو موجب کراہت داسارت ہے ہونے پائے گی۔ اور نماز بطریق مستحسن ادا ہو گی شفق و صبح کی مقدار کا بیان تو اوپر گذرا جس سے عشا و صبح کے اوقات کا پتہ ملتا ہے مثل ثانی ہی کا وقت تخمیناً یہاں لکھا جاتا ہے جس سے ادائے نماز عصر کا ٹھیک اندازہ ہوسکے اور وہ یہ کہ ۲۴ ر اکتوبر تحویل عقرب سے آخر ماہ اکتوبر تک عصر کا وقت بحساب دو مثل ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ غروب آفتاب سے پیشتر ہوتا ہے اور پھر یکم ماہ نومبر سے ۲۲-۲۳ نومبر تحویل قوس تک اور پھر اُس کے بعد سے ۲۲ دسمبر تحویل جدی تک پھر اس کے بعد سے ۲۰ و ۲۱ جنوری تحویل دلو تک اور پھر اسکے بھی بعد سے ۱۸ ر فروری تک برابر یعنی پونے چار ماہ تک مسلسل ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ غروب آفتاب سے پیشتر یہ وقت ہوتا ہے اور سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت ہے کہ اس سے کم وقت عصر کا بحساب دو مثل ان بلاد میں کبھی نہیں ہوتا پھر ۱۹ فروری تحویل حوت کو ایک گھنٹہ ۳۶ منٹ ہوجاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک سمجھنا چاہئے پھر ہفتہ اوّل ماہ مارچ میں ایک گھنٹہ ۷ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم مِیں ایک گھنٹہ ۳۸ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ پیشتر ہوتا ہے۔ پھر ۲۱ ر مارچ تحویل حمل کو ایک گھنٹہ ۴۱ منٹ پیشتر یہ وقت ہوجاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک خیال کرنا چاہئے پھر ہفتہ اول ماہ اپریل میں ایک گھنٹہ ۴۳ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ پیشتر ہوتا ہے پھر ۲۰ و ۲۱ ماہ اپریل تحویل ثور کو ایک گھنٹہ ۵۰ منٹ پیشتر یہ وقت ہوتا ہے اور وہی آخر ماہ تک تصور کرنا چاہئے پھر ہفتہ اوّل ماہ مئی میں ایک گھنٹہ ۵۳ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۵۸ منٹ پیشتر ہوتا ہے پھر ۲۲ و ۲۳ مئی تحویل جوزا کو دو گھنٹے ایک منٹ پیشتر یہ وقت ہوجاتا ہے اور وہی آخر ماہ تک حساب میں شمار کرنا چاہئے پھر ہفتہ اوّل ماہ جون میں دو گھنٹے ۳ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں دو گھنٹے دو منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں دو گھنٹہ۔ پانچ منٹ پیشتر ہوتا ہے۔ پھر ۲۲ جون تحویل سرطان کو ۲ گھنٹے ۶ منٹ پیشتر یہ وقت ہوجاتا ہے اور وہی وقت آخر جون تک قائم رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ جولائی میں ۲ گھنٹہ پانچ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں دو گھنٹے چار منٹ پیشتر۔ پھر ہفتہ سوم میں ۲ گھنٹے پیشتر پھر ۲۳- جولائی تحویل اسد کو دو گھنٹے ایک منٹ پیشتر یہ وقت رہجاتا ہے پھر اس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے پیشتر باقی رہتا ہے پھر ہفتہ اوّل ماہ اگست میں ایک گھنٹہ ۵۸ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۵۵ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ اکیاون منٹ پیشتر۔ (بقیہ حاشیہ نمبر ۱ کا ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ مہر طالع ہو رہا ہو۔ الخ۔ یعنی جس وقت کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہو یا زوال کے وقت ٹھیک وسط آسمان پر جلوہ گر ہو یا شام کے وقت غروب ہو رہا ہو تو ان تینوں وقتوں میں نماز کا پڑھنا کسی طرح جائز نہیں ہے اور وہ مکروہ تحریمی ہے کہ جس کی سخت ممانعت ہے۔ منہ ۱۲ ۵۲ فجر میں ہیں۔ الخ اب یہاں سے فرض و واجب و سنت نماز کی رکعتوں کی شمار کا بیان ہے۔ منہ ۱۲

۵۳ اس میں وارد ہیں الخ۔ یعنی نماز وتر کی تین رکعت پڑھنے پر اکثر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا عمل ثابت ہوا ہے۔ اور نیز وتر کی تین رکعت کے ثبوت میں وہ احادیث کہ جن کی روایت میں کسی قسم کا خلل نہیں ہے بکثرت وارد ہیں چنانچہ ایک حدیث صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رض سے تہجد کے بارے میں مروی ہے جس کا آخری جملہ ثم اوتر بثلاث ہے یعنے کہا ابن عباس نے کہ بعد نماز تہجد پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر کی پڑھیں۔ دوسری حدیث اسی مسلم کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یوں مروی ہے قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ منہا الوتر و رکعتا الفجر یعنی حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر رات کو صبح تک تیرہ رکعتیں معہ وتر اور فجر کی دو سنتوں کے ادا فرمایا کرتے تھے اسکی فقہانے یہ تشریح کی ہے کہ آپ آٹھ رکعتیں تہجد کی اور تین وتر کی اور دو رکعتیں تہجد کی سنتیں پڑھتے تھے اور ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے اور ایک جگہ ترمذی و ابو داؤد و نسائی و امام احمد بن حنبل و دارمی نے چند صحابہ سے وتر کی حدیث روایت کی کہ حضرت وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے پس ان تمام باتوں سے ثابت ہے کہ اکثر فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر کی تین رکعت پڑھنے کا تھا اسی وجہ سے امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تین رکعت کا پڑھنا لازم کر لیا ہے منہ ۱۲ ۵۴ وتر برحق ہیں۔ الخ۔ یہ شعر ابو داؤد کی ایک حدیث کا ترجمہ ہے کہ جو حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا۔ ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر برحق ہیں کیا معنی کہ واجب ہیں پس جو کوئی نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے یہی بات مکرر تین مرتبہ آپ نے فرمائی جس سے وتر کے پڑھنے کی اہمیت اور وجوب ثابت ہوتا ہے۔ منہ ۱۲ ۵۵ تین بار ارشاد۔ الخ۔ منجملہ اسمار نبوی کے خلیل بھی نام ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یعنی تین بار حضرت کا وتر کی حقانیت کا جتانا اور اس کے پڑھنے کی تاکید مزید فرمانا وتر کے وجوب کی پوری دلیل ہے منہ ۱۲ ۵۶ اے نمازی۔ الخ۔ یعنی اے مصلی انہیں پنجگانہ نماز کے اوقات کے اندر بارہ رکعت اور بھی پڑھنا سنت مؤکدہ ہیں کہ جن کا بلا وجہ تارک مستحق سخت ملامت و حرمان شفاعت ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ میں دیکھیں)

۲ فریضہ فجر اور فریضہ عصر کے بعد طلوع اور غروب تک ہر قسم کی نفل نماز بھی پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ منہ

مہر[۵۱] طالع ہو رہا ہو یا غروب — یا ہو وسط چرخ پر اے یار خوب

منع ان وقتوں میں ہی پڑھنا نماز — ہے یہ ناجائز مدام اے پاکباز

فجر[۵۲] میں ہیں فرض دو رکعت نماز — تین ہیں مغرب میں فرض اے دلنواز

ظہر اور عصر اور عشا میں چار چار — سترہ سب رکعتیں کر لے شمار

وتر جسکو کہتے ہیں سب اہل راز — تین رکعت اسکی واجب ہے نماز

اسمیں[۵۳] وارد ہیں حدیثیں بے خلل — اس پہ تھا اکثر صحابہ کا عمل

بعد عشا پڑھتے ہیں اسکو دیں شعار — اسمیں فرماتے ہیں حضرت تین بار

وتر[۵۴] برحق ہیں پس ان کو بالیقیں — جو نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں

تین[۵۵] بار ارشاد تاکید خلیل — ہے وجوب وتر کی کافی دلیل

اے[۵۶] نمازی پھر انہیں اوقات میں — اور بھی ہیں بارہ رکعت سنتیں

پہلے فرض فجر سے دو رکعتیں — چار پہلے ظہر سے ہیں سنتیں

ظہر کے پیچھے ہیں دو مغرب کے دو | دو عشا کے بعد ہیں اے نیک خو
دو عشا کے بعد کی اے خوبرو | وتر سے پہلے ہمیشہ پڑھ لے تو
ہیں یہ سب کی سب مؤکد بالیقین | چھوڑنا ان کو نہ تو ہرگز کہیں
ان کے تارک پر بہت کچھ ہے وعید | ہو عتاب اللہ کا اُس پر شدید
اُنکے پڑھنے والوں کے درجے بڑے ہیں | اور خدا و مصطفٰے راضی رہیں
ماہ رمضان المبارک آئے جب | ہیں تراویح اسمیں سنت وقت شب
جب عشا کے فرض مومن پڑھ چکیں | بیس ہیں مسنون اُن کی رکعتیں
اور جماعت بھی ہے[۵۱] سُنت انکی اب | ختم قرآن اسمیں کرے باادب
پر کفایہ[۵۲] ہیں یہ دونوں سنتیں | ڈر نہیں ہے بعض اگر قاصر رہیں
دو دو[۵۳] رکعت انکی پڑھ یا چار چار | پر مناسب ہے کہ بعد ہر چہار
بیٹھ کر اتنی ہی دیر اسے باخدا | ذکر کر ذوالملک و الملکوت کا

۵۱ اور جماعت بھی ہے۔ الخ۔ یعنی ماہ رمضان المبارک میں تراویح کو جماعت سے پڑھنا اور اس نماز باجماعت میں قرآن مجید کا ایک ختم کرنا یہ بھی سُنت ہے اور اُن کے مؤکدہ وغیر مؤکدہ ہونے میں فقہا کا اختلاف ہے تبیین ہدایہ و قدوری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ غیر مؤکدہ ہیں اور یہی ظاہر الروایتہ ہے اور کنز الدقایق ووقایہ کا مذہب بین بین ہے کیا معنی کہ اُنھوں نے اُن کو سنت تو بتایا ولیکن یہ کچھ نہ کہا کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ اور اسی روش کو ہم نے بھی اختیار کیا ہے لیکن درمختار و ہدایہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں اور تارک اُنکا قابل ملامت ہے منہ ۱۲

۵۲ پر کفایہ ہیں۔ الخ یعنے یہ دونوں سنتیں جو بیان کی گئیں ایک تو جماعت تراویح دوم ختم قرآن مجید یہ دونوں کفایہ سنتیں ہیں کہ اگر کچھ آدمیوں نے ایک مسجد میں جمع ہو کر ادا کر لیا تو باقی اہل محلہ سے وہ ساقط ہو گئیں لیکن تراویح کا پڑھنا ہر ایک مقیم و تندرست پر بدستور پھر بھی سنت رہیگا جماعت کا پڑھنا اور ختم قرآن کرنا یہ باتیں چند کے کر لینے سے البتہ باقی کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہیں اگرچہ اولے پھر بھی یہی ہے کہ سب مسلمان شریک جماعت ہوں اور ختم قرآن مجید سنیں اور اگر کسی مسجد میں جماعت و ختم قرآن کچھ نہ ہوگا تو اُس محلہ والے سب مواخذہ دار رہینگے۔ منہ ۱۲

۵۳ اور رکعت الخ۔ یعنی نماز تراویح کی دو دو رکعت پڑھے خواہ چار چار پڑھے یہ پڑھنے والے کو اختیار ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ تراویح کی ہر چار رکعت کے بیٹھ کر اتنی ہی دیر جتنی دیر میں کہ وہ رکعتیں ہوئیں ذکر مشہور پڑھے اور اگر اتنی دیر تک بیٹھنا شاق ہو تو اُس سے کم بیٹھنے میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور اس جلسہ خیر کا نام ترویحہ ہے اور اس میں ذکر مشہور یہ ہے سبحان ذی الملک و الملکوت ط سبحان ذی العزۃ و العظمۃ و الھیبۃ و القدرۃ و الکبریاء و الجبروت ط سبحان الملک الحی الذی لا ینام و لا یموت ط سبوح قدوس ربنا و رب الملئکۃ و الروح ط۔ منہ ۱۲

نام ترویحہ ہے اسکا اے تقی	بیٹھ تا آرام پائیں مقتدی
اُن[٥١] کو پہلے وتر سے پڑھنا مدام	لیک پیچھے سنتوں کے لاکلام
اور[٥٢] تہجد میں بھی ہیں کچھ رکعتیں	دو سے لیکر آٹھ تک سُنت گِنیں
خواہ دو پڑھ خواہ چار اور خواہ چھ	خواہ آٹھوں پڑھ لے سنّت کا ہے
ہیں[٥٣] بقول بعض بارہ رکعتیں	پڑھنے والے جسقدر چاہیں پڑھیں
جب[٥٤] عشا کے فرض پڑھ کر سو رہے	اُٹھ کے پھر پہلے طلوعِ فجر سے
نفل پڑھنے کا تہجد نام ہے	لیک آخر شب میں اجر تام ہے
اور[٥٥] نہ سویا جو کوئی شب کو اُسے	ہے تہجد بعد آدھی رات کے
جو[٥٦] نہ اُٹھ سکتا ہو پچھلی رات کو	وہ پڑھے وتروں کے بعد اے نیکخو
بیٹھ کر دو رکعتیں ہلکی مدام	تا تہجد کے ہوں یہ قائم مقام
پھر اگر کھلجائے آنکھ اے نیک پے	پڑھ تہجد بھی کہ یہ محبوب ہے

[٥١] ان کو پہلے وتر سے۔ الخ یعنی ان تراویح کو نماز وتر سے پہلے اور دوگانہ سنت موکدہ کے بعد پڑھنا چاہیئے اور جو کوئی تراویح جماعت سے پڑھے اُس کو وتر کا بھی جماعت سے پڑھنا مستحب ہے اور جو کوئی تہجد کے وقت پڑھے تو وہ تہجد کے قائم مقام ہوجاتی ہیں اور علیحدہ تہجد پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی فافہم منہ

[٥٢] اور تہجد میں بھی ہیں الخ۔ یعنی نماز تہجد میں جو کہ پچھلے کو اُٹھکر پڑھی جاتی ہے دو رکعت سے لیکر آٹھ رکعت تک پڑھنا سُنت ہے کیا معنی کہ خواہ دو رکعت پڑھے خواہ چار پڑھے خواہ چھ پڑھے خواہ آٹھوں رکعت کہ وہ پوری و کامل سنت ہے پڑھے پھر اُس کو اختیار ہے جتنا وقت ہو اُسی کے بقدر پڑھے جسقدر پڑھیگا اُسی قدر زائد ہوگا اصل تہجد تو دو رکعت سے بھی ادا ہوجاتا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ چار رکعت کا پڑھنا افضل و اولی ہے۔ منہ ١٢

[٥٣] ہیں بقول بعض الخ یعنی آٹھ رکعتیں تہجد میں پڑھنا فقہاء کرام کی تحقیقات ہے ولیکن بعض محدثین کے نزدیک دس بارہ رکعتیں بھی تہجد میں ثابت ہیں پڑھنے والے مختار ہیں جسقدر چاہیں پڑھیں مگر اکثر آٹھ رکعت ہی پڑھا کریں تاکہ اتباع سنت کا ثواب پائیں کیونکہ آٹھ رکعت کا ثبوت زیادہ ہے۔ منہ ١٢

[٥٤] جب عشا کے۔ الخ یعنی جب آدمی عشا کی نماز پڑھکر سو رہے تو اُس کے بعد صبح صادق سے پہلے پہلے جس وقت اُسکی آنکھ کھلے اگرچہ اوّل ہی شب کیوں نہ ہو اُس کے واسطے وہی تہجد کا وقت ہے لیکن آخر شب تک اُس کا انتظار کرنا مستحب ہے اور باعث مزید ثواب کا ہے منہ ١٢

[٥٥] اور نہ سویا الخ۔ یعنی اور جو آدمی عشا کی نماز کے بعد نہ سویا اور جاگتا رہا تو اُس کو تہجد کا وقت آدھی رات کے بعد ہوتا ہے اور صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور تہجد کا مستحب وقت رات کے اخیر چھٹے حصہ میں ہوتا ہے منہ ١٢

[٥٦] جو نہ اُٹھ سکتا ہو الخ یعنی جو کوئی پچھلی رات کو اُٹھنے کا عادی نہ ہو یا کہ اُس کو اپنے اُٹھنے پر اعتماد نہ ہو تو اُس کو چاہیئے کہ وتروں کے بعد عشا کے وقت ہی دو رکعت نفل پڑھ لے تو یہ دونوں نفل تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گے اُس کے بعد پھر اگر تہجد کے وقت آنکھ کھل جائے تو تہجد بھی پڑھ لے اس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہ پسندیدہ و خوش آیند ہے۔ ١٢ منہ

[1] رکعتیں سنت ہیں۔ الخ۔ یعنی جب سورج گہن ہو تو دو رکعتیں با جماعت امام جمعہ کے پیچھے پڑھنا مسنون اور اس نماز میں جہر نہ کیا جائے بلکہ خفی پڑھی جائیں اسی طرح جیسے اور نفل دن میں پڑھے جاتے ہیں مگر یہ دونوں رکعتیں طویل اتنی کی جائیں کہ سورج گہن سے چھوٹ جائے اگر باوجود طویل پڑھنے کے بعد سلام گہن باقی ہو تو ذکر الٰہی کرتے رہیں یہاں تک کہ گہن چھوٹ جائے اور سورج لیسے وقت گہے جسوقت کہ نماز نفل مکروہ ہی تو اُس وقت نماز نہ پڑہیں خالی ذکر الٰہی کریں۔ یہ دونوں رکعتیں سنت ہیں اور بعض حنفیہ نے تو اس کو واجب کہا ہے تو انکو ہرگز ترک نہ کیا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جماعت سے پڑہی جائیں ۱۲ منہ [2] وقت اسکا الخ۔ یعنی نماز اشراق اور نماز چاشت کا وقت ایک ہے آفتاب کے بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ضحوۂ کبریٰ نصف النہار شرعی کو کہتے ہیں۔ نہار شرعی طلوع صبح صادق سے غروب شمس تک ہے ہر روز اس کی جتنی مدت ہو اُس کے ٹھیک نصف پر ضحوۂ کبریٰ ہے اُسوقت سے اور نصف النہار حقیقی تک یعنی آفتاب کے زوال تک کیا معنی کہ آفتاب کے ٹھیک وسط آسمان میں پہنچنے تک جو وقت رہا وہ مذہب راجح میں استوا کا وقت ہے اس سب وقت میں ہر نماز ناروا ہے ہمارے بلاد میں زیادہ سے زیادہ اس کی مدت ۴۸ منٹ ہوتی ہے اور کم سے کم ۳۹ منٹ ہوتی ہے لیکن اول اشراق کا وقت ہے اور اُس کے بعد چاشت کا ہے۔ اشراق کی نماز جلد اور چاشت کی نماز تاخیر کر کر پڑھنا مستحب ہے۔ کیا معنی کہ ان دونوں نماز کے بیچ میں فاصلہ دیکر ادا کرنا مستحب ہے اگرچہ ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے۔ ۱۲ منہ [3] مستحب ہیں تحفۂ مسجد میں الخ۔ یعنی تحیۃ المسجد کا مسجد میں جاکر فوراً بلا تاخیر ادا کرنا مستحب ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ واجب ہے اگر مسجد میں جاتے ہی فرض کا قیام کرے تو تحیۃ المسجد اُسی میں ادا ہو جاتا ہے اگر قیام فرض میں تاخیر ہو تو بہتر ہے کہ تحیۃ المسجد ضرور ادا کرے اگر فجر کے وقت فجر کی سنتیں مؤکدہ گھر پڑھکر مسجد کو جائے یا عصر کے بعد اور مغرب سے پیشتر مسجد میں داخل ہو تو تحیۃ المسجد نہ پڑھے کہ اس وقت اُس کا پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح فرض فجر کے بعد بھی مکروہ ہے۔ اور طلوع و غروب و زوال آفتاب کے وقت بھی مکروہ تحریمی ہے ۱۲ منہ [4] جب کسی کار شروع کا نیک و بد دریافت کرنا مقصود ہو تو دو رکعت نفل بہ نیت استخارہ عشا کے بعد یا کسی غیر وقت مکروہ میں پڑھے جاتے ہیں اور اس میں دعائے مخصوص پڑھی جاتی ہے جو حدیث میں آئی ہے اور جس کا شروع اللھم انی استخیرک بعلمک ہے یہ پڑھکر پڑھنے والا امر دریافت طلب کو اپنے دل میں غور کرے جس طرف اُس کا دل جھکے انشاء اللہ تعالیٰ اُس میں خیر ہے حدیث صحیح سے ثابت ہے اور مشایخ صوفیہ نے یہاں دربہت طرق نماز استخارہ کے ہیں کہ شب کو بعد عشا پڑھے جاتے ہیں اور اُس سے خواب میں کیفیت معلوم ہوتی ہے از آنجملہ یہی دو رکعت با دعائے مذکور بعد عشا پڑھے اور امر دریافت طلب کو اپنے دل میں قرار دیکر با وضو سو رہے اور سات روز برابر کرے انشاء اللہ تعالیٰ کیفیت دریافت طلب معلوم ہو جائے گی اگر کیفیت جلد معلوم ہو جائے تو پھر آیندہ اُس کے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ منہ ۱۲

مان لے اسکو نہ کر اسمیں کلام	کیونکہ فرماتے ہیں یہ خیر الانام
رکعتیں[1] سُنت ہیں جب سورج گہے	دو خفی پیچھے امام جمعہ کے
سورج آئے نیزہ دو نیزہ پہ جب	تب نماز اشراق کی ہے مستحب
چار یا دو رکعتیں اشراق کی	بعد اُس کے مستحب ہی چاشت بھی
ہے نماز چاشت بارہ رکعتیں	دو سے لیکر جتنی چاہیں وہ پڑہیں
وقت[2] اسکا اور اُسکا ایک ہے	اسمیں تاخیر اُسمیں عجلت نیک ہے
چار پہلے عصر سے ہیں مستحب	چار قبل اور چار بعد از فرض شب
بعد مغرب پڑھ لے اوابین سب	چھ بھی ہیں اور بیس بھی ہیں مستحب
مستحب[3] ہیں تحفۂ مسجد میں دو	اور دو رکعت تحیات الوضو
مستحب ہیں دو سفر کے واسطے	تا سفر میں اُس کے حق برکت کرے
استخارہ[4] میں بھی ہیں دو مستحب	با دُعائے مروی از شاہِ عرب

یعنی اُس دُعا کے ساتھ ادا کرے کہ جو دُعا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] ۱۲ منہ

اُٹھو رہیں شب کو خسوفِ ماہ میں[۵۱]	بے جماعت مستحب دو رکعتیں
اُٹھو رہے تسبیح کی بھی اک نماز[۵۲]	جس کو پڑھتے ہیں ہمیشہ پاکباز
ہے ثواب اُسکا اخی بے انتہا	لکھ سکے خامہ تو یہ قدرت کجا
سن لے فرماتے ہیں یہ خیر الوریٰ	آؤ لے عباس اے میرے چچا
کیا نہ بخشوں کیا نہ دولت تمکو دوں	کیا نہ میں تمکو عطا نعمت کروں
کیا نہ بخشوں میں تمہیں اک ایسی چیز	کیا نہ دوں دس خصلتیں تم کو عزیز
جس سے ہوجائیں گنہ بالکل معاف	ہاں اگر اسکو پڑھو تم صاف صاف
ہوں پرانے یا نئے تیرے گناہ	ہوں وہ اگلے یا کہ ہوں پچھلے گناہ
ہوگئے ہوں چوک کر یا جان کر	ہوں صغیرہ یا کبیرہ سر بسر
چھپ کے سب سے یا کہ ہو اُن کو کیا	یا علانیہ کیا ہو اسے چھپا
سب[۵۳] مٹا دیتی ہے وہ پیاری نماز	ہے وہ تسبیح الٰہی کی نماز

۵۱ اور ہیں۔ الخ یعنی اسی طرح جب گرہن ہو تو مستحب ہے کہ اُس کے گہنے کی حالت میں ہر مسلمان دو رکعت تنہا پڑھے اس میں جماعت نہیں ہے اگر انہیں اتنا طویل کرے کہ چاند گہن سے نکل جائے تو بہتر ہے ورنہ گہن چھوٹنے تک ذکر الٰہی کرتا رہے اور ہر دو گہن میں محتاج مسلمانوں پر تصدق بھی مستحب ہے۔ عجب ہے کہ یہاں کے مسلمانوں نے اُسے بالکل بھلا دیا ہے۔ ہنود اپنی جماعت سے بھنگیوں کو کچھ دیتے ہیں اُن کا صدقہ کرنا نہ کرنا یکساں ہے کہ اُن کا کوئی عمل معتبر و مقبول نہیں ہے۔ ۱۲ منہ۔ ۵۲ اور ہے تسبیح کی۔ الخ۔ یعنی نوافل میں ایک تسبیح کی بھی نماز ہے جس کو صلوٰۃ التسبیح کہتے ہیں اُسکا ثواب بیحد و شمار ہے اُس کے فضائل و انعامات کا تحریر کرنا قلم کی قدرت سے باہر ہے جس کی ترکیب بخوبی اگلے شعروں میں بیان کی گئی ہے اُس کے شرح کرنے کی ضرورت نہیں ہے منہ۔ ۱۲ ۵۳ سب مٹا دیتی ہے۔ الخ۔ یعنی یہ نماز تسبیح سب صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو معاف کرا دیتی ہے۔ سبحان اللہ کیا کیا اللہ کے انعامات و احسانات ہیں کہ جو مینہ کی طرح برس رہے ہیں اے مسلمانوں دوڑو اور لوٹو وقت غنیمت ہے اگر وقت نکل گیا تو پھر بجز یاس و حسرت اور کچھ حاصل نہیں غور کرو اور دیکھو کہ اس پیاری نماز کے کیسے کیسے فضائل اور کیا کیا ثواب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے تم کو دیئے گئے ہیں۔ ۱۲۔ منہ۔

یعنی پڑھ تو چار رکعت کی نماز — اس کے سب ارکان ہوتے ہیں دراز
پڑھ[۵۱] قرارت بعد تو تسبیح کو — پندرہ بار ایک ساتھ اے نیکخو
پڑھ کے اسکو کر رکوع[۵۲] پھر اے عمو — اس میں بھی دس بار کہ تسبیح تو
بعدہٗ قومے میں تو دس بار پڑھ — بعدہٗ سجدے میں تو دس بار پڑھ
بعد ازیں جلسہ میں پڑھ دس بار اے — دوسرے سجدے میں بھی دس مرتبے
اُٹھ کے پھر سجدہ سے پڑھ دس بار اے — پھر کھڑا ہو دوسری کے واسطے
پڑھ[۵۳] چھتر بار ہر رکعت میں تو — پس اسی صورت سے اے مہر سے عمو
تا کہ یہ تسبیح ہوں بے بیش و کم — تین سو جب چار رکعت کی ہوں ضم
اس کی ترکیب[۵۴] دوم اے نیک پے — حنفیوں میں اس طرح معمول ہے
پندرہ پیش از قرارت بس ہوں پے — ہر رکوع و قومہ سجدہ جلسہ دس
اور نہ پڑھنا سجدۂ ثانی کے بعد — تین سو یوں بھی ہوئیں اے مرد سعد

(حاشیہ: پھر کھڑا ہو ثانی رکعت کے لیے ۱۲)

۵۱ پڑھ قرارت بعد۔ الخ۔ قیام نماز میں بعد قرارت پڑھنے کے پندرہ بار تسبیح پڑھے اور تسبیح یہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ منہ ۱۲ ۵۲ کر رکوع الخ یعنی تسبیح مذکور پڑھنے کے بعد پھر فوراً رکوع کرے اور اول اس میں تین بار تسبیح رکوع جو ہمیشہ پڑھی جاتی ہے۔ وہ پڑھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے اور اسی طرح ہر موقع پر جیسا کہ اشعار میں بتایا ہے پڑھتا رہے اور سجدہ میں بھی اس تسبیح کو مثل رکوع کے بعد پڑھنے تسبیح سجدہ کے پڑھے منہ ۱۲۔
۵۳ پڑھ چھتر بار۔ الخ۔ یعنی اس طرح شروع رکعت سے لیکر آخر رکعت تک ہر رکعت میں چھتر چھتر بار تسبیحات مذکور پڑھا کرے تا کہ چاروں رکعت کی مل کر تین سو تسبیح ہو جائیں اور دوسری اور چوتھی رکعت کے قعدہ میں پہلے یہ تسبیحات پڑھے پھر التحیات پڑھے۔ اور چوتھی رکعت میں بعد درود اور دعا کے سلام پھیرے ۱۲ منہ ۵۴ اس کی ترکیب دوم۔ الخ یعنی صلوٰۃ التسبیح کا یہ طریقہ جو مذکور ہوا شافعیوں کے یہاں معمول میں داخل ہے کہ اُن کے نزدیک دوسرے سجدہ کے بعد بھی جلسہ کرتے ہیں جسکو جلسۂ استراحت کہتے ہیں تو اس جلسہ میں تسبیح مذکور پڑھنے کی اُنہیں گنجائش ہے ہمارے ائمہ کے نزدیک وہ جلسہ بلا ضرورت مکروہ ہے کہ اُس سے پہلی اور تیسری رکعت کے قیام فرض میں تاخیر واقع ہوتی ہے لہذا حنفیوں میں اس نماز کے لیے دوسری ترکیب یہ معمول میں داخل ہے کہ ہر رکعت میں قرارت سے پہلے پندرہ بار تسبیح پڑھے یعنی رکعت اولیٰ میں سبحانک اللھم کے بعد اعوذ سے پہلے پڑھے اور پھر قرارت مع اعوذ بسم اللہ کے پڑھے اور اسی طرح باقی تین رکعتوں میں بسم اللہ سے پہلے پڑھے اور پھر بسم اللہ اور قرارت پڑھے اُس کے بعد ہر رکعت میں دس دس مرتبہ قرارت کے بعد پڑھے پھر بدستور وہی طریقہ جاری رکھے جیسا کہ مذکور ہوا لیکن سجدۂ ثانی کے بعد پھر نہ پڑھے بلکہ کھڑا ہو جاوے یا دوسری اور چوتھی میں تشہد کو بیٹھ جائے۔ ۱۲ منہ

سلہ عمر بھر میں ہی الخ یعنی اگر تمام عمر میں ایک بار بھی تو اس نماز کو پڑھیگا تو خدا وند تعالےٰ کے خوشنود و راضی کرنے کے واسطے کافی ہے۔ خلوص وحضور قلب شرط ہے اے مسلمانوں دیکھو تو خداوند کریم اور اُس کے رسول اکرم کی کس قدر تم پر رحمت ہے خدا کے واسطے عمر بھر میں کم از کم ایک بار تو محبت اور خلوص کے ساتھ اس نماز کو ادا کر و تاکہ بیڑا پار ہو جائے ۔۱۲ منہ سلہ پنجگانہ فرض۔ الخ یعنی پانچوں فرض نماز کے واسطے اذان کا دینا سنت ہے خواہ وہ فرض اپنے وقت پر ادا کئے جائیں خواہ بعد از وقت قضا پڑھے جائیں اور خواہ اُن کو مسجد میں ادا کرے خواہ گھر میں خواہ جنگل میں کہیں پڑھے اذان ہر حالت میں مسنون ہے اور مسجد محلہ کی اذان اُس کے جملہ گھروں کے واسطے کافی ہے مگر قضا نماز کے لیے اذان اُس حالت میں مسنون ہے کہ کسی عام سبب سے جماعت کی نماز قضا ہو گئی ہو تو وہ البتہ اذان دیکر اس کی جماعت کریں ایک یا دو شخص کی قضا نماز کے لیے اذان کا حکم نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کو تو چاہیئے کہ علانیہ نماز قضا نہ کرے چھپا کر ادا کرے تاکہ مسلمانوں کو اُس کی نماز قضا ہو جانے کا حال معلوم نہ ہو۔ علما نے یہاں تک فرمایا ہے کہ وتر کی قضا اگر لوگوں کے سامنے ہی ادا کرے تو دعاء قنوت کے وقت تکبیر پر ہاتھ نہ اٹھائے کہ قضا کرنا وتروں کا اوروں پر ظاہر ہو یہ مبالغہ ایسا الہا گیا ورنہ جن علما کے نزدیک قنوت وتر کی تکبیر پر بھی ہاتھ اٹھانا واجب ہے تو اُن کے نزدیک عمداً ترک واجب سے نماز وتر ہی نہ ہوگی اور پھر اس قضا کی قضا کرنا پڑے گی۔ مطلب اس سے یہ ہے کہ ایسے موقع پر اس وقت ہاتھوں کے اٹھانے میں ایسی عجلت کرے کہ لوگوں کو اس کے ہاتھوں کا اٹھانا نہ معلوم ہو نہ یہ کہ بالکل اٹھائے ہی نہیں بہتر یہ ہے کہ چھپا کر ہی قضا پڑھے تاکہ کسی کو کچھ نہ معلوم ہو۔ کیونکہ نماز کا بے وجہ قضا کر دینا گناہ ہے اور گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے ۔۱۲ منہ۔ سلہ وقت کے اندر الخ یعنی وقت ہو جانے کے بعد اذان کا دینا مسنون ہے وقت کے آنے سے پہلے اذان کا دینا مسنون نہیں ہے اور نہ وہ اذان پھر وقت کے داخل ہونے کے بعد کافی ہوگی۔ اگر اتفاقیہ ایسی غلطی ہو جائے کہ وقت کے ہونے سے پیشتر اذان دیدی جائے تو پھر جس وقت وقت ہو جائے مکرر اذان دینا چاہیئے ورنہ ترک سنت موکدہ کا ہوگا اور یہ غلطی لوگ فجر کی اذان میں اکثر کرتے ہیں ۔۱۲ منہ سلہ جو نجس ہو وہ الخ یعنی جس شخص کو غسل کی ضرورت ہو اُس کو اذان کا دینا درست نہیں ہے ولیکن بے وضو کو اذان کا دیدینا درست ہے اگرچہ خلاف اولیٰ ہے تاہم درست ضرور ہے ۔۱۲ منہ

ترمذی میں ہے یہ طرز ناظرین | آگے فرماتے ہیں ختم المرسلین
ہو سکے تو روز پڑھنا ایک بار | ورنہ ہر جمعہ کو پڑھ لے دیں شعار
اور اگر ہر جمعہ کو فرصت نہ ہو | پس اُسے ہر ماہ پڑھ لے نیکخو
پھر اگر تجھ سے نہ یہ بھی ہو سکے | چاہیئے ہر سال اُسے پڑھتا رہے
سال بھر میں بھی نہو گر اتفاق | عمر بھر میں تو نہو گی تجھ پہ شاق
عمر بھر میں ہی[1] تو پڑھ لے ایک بار | تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار

اذان کا بیان

پنجگانہ[2] فرض ادا ہوں یا قضا | اُن کو سنت ہے اذاں دینا سدا
وقت[3] کے اندر اذاں مشروع ہے | وقت سے پہلے اذاں ممنوع ہے
جو نجس[4] ہو وہ ندے ہرگز اذاں | بے وضو کو ہے درست اے مہرباں

۵۱ ہے موکد۔ الخ یعنی جس وقت موذن اذان دیوے اُس وقت جو کوئی مسلمان اُس کو سُنے اُس پر تاکیداً لازم ہو کہ اذان کا جواب دیتا جائے ۱۲ منہ
۵۲ جو کہے کلمہ۔ الخ یعنی اذان کے جواب دینے کا یہ طریق ہے کہ جس طرح کلمات اذان کو مؤذن بولتا جائے اُسی طرح ہر ایک سننے والا اُن کلمات کو اپنی زبان سے بھی کہتا جائے ۱۲۔منہ ۵۳ لیک بر حی علی۔ الخ۔ یعنی مجیب ہر کلمہ کو مثل مؤذن کے کہنے کے کہے ولیکن جس وقت موذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر پہنچے تو جواب دینے والا کہے ان دونوں مقاموں پر لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ تمام کے لفظ سے یہی مراد ہے کہ لاحول کا پورا فقرہ جو کہ الا باللہ تک ہو پڑھنا چاہیئے اور افضل یہ ہو کہ حی علی الصلوۃ وحی علی الفلاح ان کو بھی پڑھے اور لاحول شریف بھی پڑھے ۱۲ منہ ۵۴ خاتمہ پر اُس کے الخ یعنی جس وقت اذان ہو چکے اور اُس کا جواب بھی ختم ہو جائے اُس وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر پیشتر درود بھیجنا اور پھر دعا وسیلہ کرنا اور وہ یہ ہے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاماً محمودن الذی وعدتہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔ ۱۲ منہ ۵۵ اجر ہے الخ یعنی اذان کے جواب دینے کا اور اُس کے بعد درود و دعاے وسیلہ کے پڑھنے کا بہت بڑا اجر و ثواب ہوا اور اجر یہ ہو کہ اس مجیب کے واسطے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک جگہ بہشتی ہونیکا اور دوسری جگہ اپنی شفاعت میں داخل ہونیکا وعدہ فرمایا ہو۔ چنانچہ ارشاد مبارک یہ ہے۔ فمن سال لی الوسیلۃ حلت علیہ الشفاعۃ ط یعنی جس شخص نے اذان کا جواب دے کر میرے لیے مقام وسیلہ کی دعا کی اُس کے واسطے شفاعت نزول فرمائیگی۔ دوسری جگہ یہ ارشاد ہے حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ۔ یعنی دعا وسیلہ کرنے والے کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ قیامت کے دن سبحان اللہ کیا مہربانی ہے امت پر ۱۲ منہ ۵۶ لطف حق ہے الخ۔ یعنی اے شخص یہ وعدہ معمولی وعدہ نہیں ہو اہل کرم کا وعدہ بمنزلہ لطف الٰہی و فضل خداوند کریم کے ہے کہ جو بندہ کو مالا مال کرتا ہو اور کریم بھی وہ کریم کہ جو نہایت سخی ہی ہمت والی طرف ہوں وہ ابر رحمت کی مانند ہو کہ بغیر برسے ہوئے خالی نہیں جاتا۔ ۱۲۔ ۵۷ وعدۂ اہل کرم الخ۔ یہ مولانا روم کا شعر ہو کہ جو اہل کرم کے ایفاء وعدہ کے بارے میں ہو یعنی اہل کرم اور کریم ذی ہمم کا وعدہ درحقیقت ایک خزانہ ہو کہ جو اپنے قبضہ میں ہو کہ اس کے حاصل ہونے میں کچھ شک نہیں ہو کیونکہ صادق کا وعدہ کبھی ٹلا کرتا ہی نہیں ہو اور صادق بھی کون جس کی تصدیق سے آدمی صدیق بنتا ہو قربان جائیے ایسے کریم صادق کے۔ یا رب تو کریمی و رسول تو کریم ہو صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم ۱۲۔منہ ۵۸ ہو وفا الخ یعنی جبکہ یہ وعدہ ایک نہ ایک دن انشا اللہ تعالیٰ ضرور پورا ہو گا یعنی قیامت کے روز ہر مسلمان دعائے وسیلہ کا کرنیوالا جنتی ہو گا اور ایسا کون مسلمان ہو جو دعائے وسیلہ نہ کرتا ہو پس اے خیر خواہ یعنی اے دعائے وسیلہ کے پڑھنے والے مومنو تم کو بشارت ہو ۱۲ منہ ۵۹ پھر اقامت الخ۔ یعنی اذان کے بعد فرض نماز کی جماعت کے واسطے اقامت کہنا بھی ہر جگہ سنت موکدہ ہو ہر جگہ یعنی مسجد میں ہو خواہ بیرون مسجد۔ اقامت جماعت کی تکبیر کو کہتے ہیں اور سب نمازوں میں سوائے مغرب کی نماز کے اذان اور تکبیر کے درمیان کچھ دیر توقف کرنا سنت ہے ۱۲ منہ

ہے موکدؔ سننے والے پر شتاب — دے اذاں کے کلمہ کلمہ کا جواب
جو کہے کلمہ مؤذن اے جناب — ہو بہو ویسے ہی کہنا ہے جواب
لیک بر حیؔ علی۔ ہر دو مقام — پڑھیے لاحول ولا قوۃ تمام
خاتمہ پر اُس کے پھر پڑھنا درود — پھر وسیلہ کی دعا کرنا تو زود
اجر ہے اس کا نہایت ہی قوی — کرتے ہیں وعدہ شفاعت کا نبی
لطف حق ہے وعدہ اہلِ کرم — ابر رحمت ہے کریم ذی ہمم
وعدۂ اہلِ کرم گنجے بود — وعدۂ نا اہل چوں رنجے بود
وعدہ صادق نہیں ہوتا خلا — اِنَّ وَعْدَ الْاَکْرَمِیْنَ لِلْوَفَا
ہو وفا بے شبہہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ لہ — مرحبا اے مومنانِ خیر خواہ
پھر اقامت بھی ہے سنت لاکلام — واسطے فرضوں کے پھر اے امام
سب نمازوں میں سوا مغرب کے ہاں — بیٹھنا سنت ہے بعد ہر اذاں

سلہ یعنی جو باتیں کہ آدمی پر فرض ہیں اُن کا علم بھی سب پر فرض ہے ۱۲ منہ سلہ یعنی شرط نماز اُس چیز کا نام ہے جو بدون نماز صحت نماز کے واسطے فرض ہو جس طرح جسم وجامہ کا پاک ہونا اور رکن نماز وہ فرایض ہیں جن سے مل کر نماز مرکب ہے جیسے قرأت قرآن وغیرہ اور ان سب باتوں کا بیان آگے آتا ہے ۱۲ سلہ پہلے آجانا ہے شرط۔ الخ یعنی جو جو باتیں کہ نماز سے باہر فرض ہیں اب یہاں سے اُن کا بیان شروع ہوا یعنی جس وقت کی نماز تو پڑھنا چاہے پس اُس وقت کا آجانا پہلے شرط ہے کیا معنی کہ اگر وقت سے پیشتر تو نماز پڑھ لیگا تو وہ نماز ہرگز نہیں ہوگی مثلاً ظہر کی یا جمعہ کی نماز زوال آفتاب سے پیشتر پڑھ لینا محض باطل ہو وقت کے گذر جانے کے بعد تو قضا نماز بھی ہو جاتی ہے مگر وقت کے داخل ہونے سے پہلے نماز کسی طرح نہیں ہوتی ۱۲ منہ سلہ دوسری شرط نماز کی صحت کے واسطے جسم کا پاک ہونا جنابت اور حدث اور نجاست حقیقیہ سب سے پانی سے طہارت حاصل کرے خواہ بصورت عذر تیمم سے غرضکہ طہارت بدن ہر حالت میں شرط ہے واضح ہو کہ بے وضو کو وضو کر لینے سے تمام جسم حدث سے پاک ہو جاتا ہے۔ منہ۔ سلہ تیسری شرط صحت نماز کی نمازی کے واسطے پہننے کے کپڑوں کا پاک ہونا ہے۔ منہ ۱۲ سلہ چوتھی شرط درستی نماز کے واسطے نمازی کی جائے نماز کا پاک ہونا ہے اور وہ جائے نماز زمین یا دوسری چیز مثل کپڑے اور پتھر اور تختہ و بوریا وغیرہ کے ولیکن ان سب باتوں میں خاک پر یعنی سطح زمین پر نماز پڑھنا افضل و اولے ہے اور فروتنی و خاکساری کے موافق ہے ۱۲ منہ سلہ پانچویں شرط صحت نماز کی مردوں کے واسطے ناف کے نیچے سے لیکر زیر زانو تک ستر عورت کا چھپانا ہے اور شرعی لونڈی کی بھی یہی صورت ہے مگر پیٹ اور پیٹھ بھی اس کی داخل ستر عورت کا چھپانا ہے عورتوں کے واسطے سر سے لیکر ٹخنوں کے نیچے تک ستر عورت فرض ہے مگر عورت کا چہرہ یعنی منہ کی ٹکلی۔ اور ٹخنوں کے نیچے ہر دو قدم اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں پھر اگر وہ عضو جو کہ ستر میں داخل ہے اُس عضو کی چوتھائی نماز میں قصداً کھولے اگرچہ ایک آن کو ہو اور پھر فوراً ڈھانک لے یا بلا قصد تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک کھلی رہی تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً پیٹ یا ران یا پیشاب کا مقام یا پاخانہ کا مقام کہ ان میں ہر ایک جداگانہ عضو ہے اگر ان میں سے کسی کی چوتھائی نماز کے اندر نمازی قصداً کھولے یا بمقدار تین بار سبحان اللہ کہنے کے کھلی رہے تو نماز جاتی رہے گی اور اگر کسی محتاج کے پاس کچھ کپڑا نہ ہو تو وہ شخص مسجد میں ہرگز نہ آئے اور کسی گوشہ میں تنہا بیٹھ کر نماز ادا کرے اور اُس کو اشارے سے پڑھنا افضل ہے اور دولتمند پر واجب ہے کہ اپنے نمازی کی کپڑے سے مدد کرے ۔منہ ۱۲

شرائط وارکان نماز کا بیان

سب سے پہلے ایک میری عرض ہے	جاننا فرضوں کا سب پر فرض ہے
سات شرطیں فرض ہیں بہر نماز	یاد رکھ یہ بات بھی اے دلنواز
شرط وہ ہے جو کہ باہر فرض ہو	رکن وہ ہے جو کہ اندر فرض ہو
چھوڑ دیگا ان میں سے جو ایک بھی	پس نماز اس کی ہو باطل بے پڑھی
پہلے آجانا ہے شرط اس وقت کا	تو کرے جس وقت کی اپنی ادا
پاک ہونا جسم کا پھر اے عزیز	پاک پھر کپڑوں کا ہونا کر تمیز
اور جا نماز پاکی جائے نماز	اسمیں کچھ چارہ نہیں اے چارہ ساز
پانچویں ہے ستر عورت ہے تمام	ناف سے تا زیر زانو اے غلام
ستر عورت عورتوں کے واسطے	سر سے پاؤں تک ہی حرہ کیلئے

۵۱ لیک منہ ۱۲ کا الخ یعنی آزاد عورت عاقلہ بالغہ کا منہ اور دونوں قدم پا اور ہر دو ہتھیلیاں ہاتھوں کی ستر عورت میں داخل نہیں ہیں کیونکہ اگر یہ بھی ستر میں شمار کئے جاویں تو نماز کا ادا کرنا عورت کو غیر ممکن ہوتا۔ قدموں سے مراد ٹخنے کے نیچے کا سب پیر اور اوپر اور نیچے مقصود ہے اور یہی مفتی بہ ہے اور بعضوں نے جو صرف پشت قدم کو ستر سے خارج کیا ہے اور کف پا ستر میں شمار کیا ہے یہ قول نہایت ضعیف و غیر معقول ہے کیونکہ اگر کف پا ستر میں داخل ہے تو بغیر موزے پہنے ہوئے عورت کی نماز کسی طرح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ نا ممکن ہے کہ جب عورتیں مسجدوں میں جاویں اور اُس کے کف پا نہ کھلیں اور یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی کہ دوازدہ ماہ ہر نماز میں عورت کو موزوں کا پہننا مشروط ہے کہ وہ تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسی تکلیف اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کبھی روا نہیں رکھی۔ اور ہاتھوں کی پشت میں یہ بات نہیں ہے کس واسطے کہ وہ بآسانی دوپٹہ کے اندر چھپ سکتی ہیں اور کف قدمین کا اخفا بغیر موزوں کے نا ممکن ہے۔ اور بعض نے تو پشت دست کو بھی ستر میں شمار نہیں کیا لیکن یہ قول بھی ضعیف و نامقبول ہے طحطاوی نے ان سب اقوال کو معتمد بتایا ہے۔ غرضکہ قدمین معہ کف پا یقینی ستر میں داخل نہیں ہے کما فی الدر المختار وللحرۃ جمیع بدنہا عورۃ۔ خلا الوجہ والکفین والقدمین علی المعتمد انتہی قولہ ہکذا فی الوقایہ والہدایہ والکنز ۱۲

۵۲ پھر ہے استقبال قبلہ الخ۔ قبلہ کی طرف منہ کرنے کو استقبال کہتے ہیں یعنی چھٹی شرط صحت نماز کی طرف منہ کرکے نماز کا پڑھنا ہے اگر کسی جگہ بحر و بر میں قبلہ کی سمت نمازی کو معلوم نہ ہو تو دوسرے واقف کار آدمی سے دریافت کرکے قبلہ کی طرف منہ کرے اور اگر کوئی واقف کار بھی نہ ہو تو نمازی کو لازم ہے کہ اپنے دل میں خوب سوچ سمجھ کر ایک عندیہ قائم کرلے کہ قبلہ فلاں جانب ہے پس اسی جانب منہ کرکے نماز ادا کرے اسی کا نام تحری ہے پس بوقت نہ معلوم کرنے قبلہ کے تحری کرنا شرط ہے اور بستیوں یا جنگل میں جہاں کہیں مسجد بنی ہو تو وہاں مسجد خود قبلہ نما ہوتی ہے ایسی جگہ کا کیا ذکر ہے ہاں اگر مسجد نہ ہو یا بستیاں اہل کفر کی ہوں جہاں کوئی واقف کار مسلمان نہ ہو تو ایسی جگہ بیشک انجان مسلمان کو کچھ علامات قبلہ ڈھونڈنے پڑیں ہو سکتے اور وہاں تحری سے ہی کام لیا جائیگا۔ حاصل جبکہ آفتاب یا کوکب دیکھ نہ سکتا ہوں۔ منہ ۱۲

لیک منہ ۱۲ کا اور دونوں قدم	اور ہتھیلی بھی ہیں دونوں اُنمیں کم
کھولے جو چوتھائی عضوِ ستر کی	یا بقدرِ رکن بے کھولے کھلی
پس نماز اُس کی نہ ہوگی زینہار	اس سے کم میں ہے درست ای ہوشیار
ہو نہ جس کے پاس کپڑا کچھ ذرا	بیٹھ کر پس وہ کرے تنہا ادا
پھر ہے استقبالِ ۵۲ قبلہ کا ضرور	اپنے عندیہ میں مت کرنا قصور
یعنی جب باہر ہوا اور ناواقف ہو	اس کا قبلہ دل کہے جس سمت کو
ہے تحری شرط استقبال میں	ساتویں ۵۳ نیت کا کرنا حال میں
اب بیان کرتا ہوں ارکانِ صلوٰۃ	جو کہ اندر فرض ہیں اے نیک ذات
۵۴ پیشتر تکبیر اولیٰ فرض ہے	پھر ہے قادر پر قیام اے نیک پے
پھر قرأت پھر رکوع پھر سجدہ ہے	پھر چھٹا اے جان پچھلا قعدہ ہے
ساتویں اپنے ارادے سے مدام	باہر آنا ہے نمازی کو تمام

۵۳ ساتویں شرط صحت نماز کی نیت ہے جو کہ نماز کے قیام کے وقت متصل تحریمہ نماز کی جائے حال سے یہی مراد ہے کہ نماز کے شروع کرنے کے وقت نیت کرنا چاہیئے اگر نیت کے اور نماز کے ابین کوئی کام مانع صلوٰۃ کرے گا مثلاً کسی سے کلام کرنا یا حدث لاحق ہونا تو وہ حال نہ رہیگا اور نیت فاسد ہو جائیگی پس نماز کے وقت فی الحال نیت کرنا فرض ہے کہ انما الاعمال بالنیات حدیث صحیح و متواتر ہے اور اگرچہ اس حدیث سے فضائل اعمال مراد ہیں لیکن یہاں نیت کا کرنا یقینی فرض ہے۔ منہ ۱۲ ۵۴ پیشتر الخ۔ اب یہاں سے نماز کے اندر کے فرائض شروع ہوئے یعنی نیت کرنے کے بعد سب سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر نماز میں داخل ہونا فرض ہے اور اُس کے بعد جو شخص کہ کھڑے ہونے کی اوپر قدرت رکھتا ہو اُس کو قیام فرض ہے مگر نماز فرض و واجب میں نہ نفل میں تیسرے کلام اللہ کی ایک آیت طویل پڑھنا یا تین آیتیں چھوٹی پڑھنا چوتھے رکوع کرنا پانچویں سجدہ کرنا چھٹے آخری قعدہ میں بیٹھنا یہ سب نماز کے اندر فرض ہیں۔ ساتویں اپنے ارادہ سے نماز سے فارغ ہو کر باہر نکلنا فرض ہے۔ منہ ۱۲

لہ یعنی نماز میں جتنے ارکان ہیں تکبیر تحریمہ سے قعدہ آخر تک سب کا علی الترتیب ادا ہونا فرض ہے کیا معنی کہ تکبیر تحریمہ سب سے پہلے ہو اور پھر تمام ارکان قعدہ آخرہ سے پہلے پس اگر ان میں کہیں ترتیب بدلیگا مثلاً قیام سے پہلے رکوع کیا یا رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا اور پھر اس قیام کے بعد رکوع یا اس رکوع کے بعد سجدہ نہ کیا یا قعدہ آخرہ سجدہ سے پہلے کر لیا اور پھر اُس سجدہ کر لینے کے بعد قعدہ آخرہ نہ کیا تو ان سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی ہاں بعض صورتوں میں قرارت اس سے مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ جو نماز دو رکعت سے زائد کی ہے اُس کی کسی دو رکعت میں قرارت کرنے سے فرض ادا ہو جائیگا اب مثلاً چار رکعت کی نماز ہے اور اُس نے اگلی دو رکعتوں میں کوئی آیت نہ پڑھی اور پچھلی دو میں پڑھی تو یہ قرارت اگلی رکعتوں کے رکوع و سجود سے متاخر ہوگئی اور ترتیب بدل گئی مگر نماز فاسد نہ ہوئی کہ یہ خاص ترتیب فرضیت سے مستثنیٰ ہے اور وہ صرف واجب ہے ۱۲ منہ ۲ اور نویں الخ یعنی نواں فرض نماز کے اندر امام کی پیروی مقتدی کے اوپر ہے ارکان نماز میں اور یہ سب اشعار فرائض نماز کے حفظ کرنے کے قابل ہیں تاکہ نماز میں خطا نہ ہونے پائے ۱۲ منہ ۳ چھوڑنے سے الخ یعنی جو جو چیز نماز میں فرض ہے اُس کے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی خواہ وہ فرض شرائط نماز میں ہو خواہ ارکان نماز میں اگر کسی خطا سے نماز کا کوئی فرض ترک ہو جائے تو پھر نماز کا اعادہ کرنا فرض ہے اُس نماز کے اعادہ کرنے میں غفلت ہرگز نہ کرنا چاہیے تا نماز قضا نہ ہو جائے۔ تمام ہوئے جملہ ارکان اور شرائط نماز کے ۱۲ منہ ۴ واجبوں کا جاننا الخ یعنی نماز کے اندر جو واجب ہیں اُنکا معلوم کرنا واجب ہے جس طرح پر فرض چیزوں کا معلوم کرنا فرض تھا اُسی طرح واجبات کا معلوم کرنا اور سمجھنا نمازی پر واجب ہے منہ ۵ پہلے الخ نماز کے واجبات میں سے پہلا واجب سورۂ فاتحہ یعنی الحمد کا نماز میں پڑھنا ہے اور دوسرا واجب الحمد کے بعد کسی اور سورۃ کا ملانا یا کسی بڑی آیت کا پڑھنا ہے کیا معنی کہ مطلق قرارت بلا تخصیص سورۃ تو نماز کے اندر فرض ہے کہ بغیر قرارت کے نماز باطل ہے لیکن مخصوص الحمد کا پڑھنا اور اس کے ساتھ ایک اور بھی سورۃ یا آیۃ کلاں کا ملانا یہ واجب ہے کہ بغیر اُس کے نماز سخت ناقص ہوتی ہے جو واجب الاعادہ ہے ۱۲ منہ ۶ اور قرارت کا الخ یعنی الحمد اور دوسری سورۃ کی قرارت کو نماز فرض کی دونوں پہلی رکعتوں میں تعین کرنا یہ بھی تیسرا واجب ہے کیا معنی کہ مطلق فاتحہ اور سورۃ کا پڑھنا جس طرح نماز میں واجب ہے کیا معنی یہ بھی ایک واجب ہے کہ ان دونوں کو فرض کی پہلی دونوں رکعتوں میں خصوصیت کے ساتھ تعین کر کے پڑھے۔ اگر بجائے پہلی دونوں رکعتوں کے پچھلی دونوں رکعتوں میں پڑھیگا تو ترک واجب ہوگا لیکن جبکہ پہلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ دوسری صورت ملانا بھول جائے تو اب پچھلی دونوں رکعتوں میں اُس کا پڑھنا بہت ضرور یعنی واجب ہے اور اس تاخیر سورۃ سے سجدۂ سہو لازم آئیگا۔ منہ ۱۲ ۷ نفل کی سب رکعتوں میں خواہ چار ہوں خواہ آٹھ ہوں اُن میں الحمد کے ساتھ دوسری ایک سورۃ کا ضم کرنا یعنی ملانا واجب ہے کیا معنی کہ فرض نماز کی تو صرف دو رکعات اوّل میں ہی الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے اور باقی پچھلی دونوں رکعتوں میں صرف الحمد پر اکتفا کرنا کافی ہے۔ لیکن نفلوں کی جملہ رکعتوں میں فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ کا پڑھنا واجب ہے اور اُس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہے ۔ ۱۲ منہ

آٹھویں[1] ترتیب سب ارکان کی	ہاں قرارت گاہ مستثنیٰ رہی
اور نویں[2] رکنوں میں تقلید امام	مقتدی پر فرض ہے اے نیک نام
چھوڑنے[3] سے فرض کے اے پاکباز	پھر نہیں ہوتی نمازی کی نماز
فرض ہے ہاں اُس کا پھر کرنا ادا	اُس کو غفلت سے نہ کر دینا قضا

نماز کے واجبوں کا بیان

چودہ واجب آئے ہیں بہر نماز	ضبط کر لے اُن کو تو اے پاکباز
واجبوں[4] کا جاننا واجب ہوا	ہر مسلماں مرد و زن پر بے خطا
پہلے[5] پڑھنا فاتحہ کا جان لے	اُس سے سورۃ کا ملانا دوسرے
اور[6] قرارت کا تعین اے ذکی	پہلی دونوں رکعتوں میں فرض کی
نفل[7] کی سب رکعتوں میں ہے وجوب	ضم سورت یاد رکھنا اس کو خوب

سلہ پانچویں۔ الخ۔ یعنی قرأت نماز میں پانچواں واجب یہ ہی کہ ہر موقع پر خواہ نماز فرض ہو خواہ نفل ہو پیشتر الحمد پڑھی جائے اور اُس کے بعد دوسری سورۃ اگر اُس میں تقدیم تاخیر ہوگی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہو جائیگا ۱۲ منہ ۵ئہ لفظ سلام۔ الخ۔ یعنی آخر نماز میں دہنے بائیں طرف لفظ السلام کہہ کر نماز سے باہر نکلنا واجب ہی اور علیکم ورحمۃ اللہ کہنا واجب نہیں ہے اگرچہ وہ بھی ضروری ہے یعنی سنت ہے۔ دسویں دونوں عیدمیں فاضل تکبیریں نماز میں کہنا وہ بھی واجب ہیں اور فاضل تکبیریں چھ ہیں اور اُن کا مفصل بیان عیدین کی نماز کے بیان میں آئیگا ۱۲ منہ ۵ئلہ یعنی وتروں میں دعا قنوت پڑہنا واجب ہے اور اُس کے واسطے تکبیر کہنا علیحدہ واجب ہے اور اُس تکبیر میں رفع الیدین یعنی ہاتھ اُٹھانا سنت ہے ۱۲ منہ ۵ئلہ تیرہویں۔ الخ۔ یعنی نماز میں تیرہواں واجب تعدیل ارکان کے یہ معنی ہیں کہ نماز کے ہر رکن کو جو کہ اوپر فرضوں میں بیان کئے گئے ہیں ٹھہر ٹھہر کے اطمینان کے ساتھ ادا کرنا یہی واجب ہی ارکان نماز جیسے رکوع یا سجود یا قومہ میں اطمینان نہ کرنا یا پورا سیدھا نہ کھڑا ہونا یا جلسہ میں پورا سیدھا نہ بیٹھنا یہ ترک واجب ہی اگر نماز اس سے سخت ناقص ہوتی ہے اور اُس کا پھیرنا واجب ہے اگر نہ پھیریگا تو گنہگار رہیگا اور اس کی عادت کرنیوالا فاسق ہے حدیث میں آیا ہی کہ اگر ساٹھ برس بھی ایسی نماز پڑھے تو قبول نہ ہوگی دوسری حدیث میں ہی کہ ہم ڈرتے ہیں کہ اگر تو اسی حال پر مرا تو مسلمان نہ مریگا پس اُنکا اطمینان کے ساتھ ادا کرنا واجب ہی رکوع کے بعد جو تھوڑا سا قیام ہوتا ہی اُس کا نام قومہ ہی اور دونوں سجدوں کے بیچ میں جو بصورت قعدہ نشست کرتے ہیں اُس کا نام جلسہ ہے بعض فقہا نے جو ان کو سنت لکھا ہی اُس سے یہ مطلب ہی کہ وجوب کا ثبوت سنت سے ہی جیسے کہ عیدین کو بعض فقہا نے سنت کہا حالانکہ وہ واجب ہیں چودھواں واجب فرض فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشا کی پہلی دونوں رکعتوں میں جمعہ کے دوگانہ میں اور عیدین کی نماز میں امام کے واسطے قرأت کا آواز بلند پڑہنا ہی اور اسی کا نام جہر ہے اور ظہر کی چار رکعتوں میں اور عصر کی چار رکعتوں میں اور مغرب کی پچھلی ایک رکعت میں اور عشا کی پچھلی دونوں رکعتوں میں آہستہ پڑہنا واجب ہے اور اسی کا نام سر ہے جہر و سر کے اپنی جگہ ہونے سے یہی مراد ہے کہ جن نمازوں میں جس جس جگہ چلا کر پڑہا جاتا ہے وہاں جہر کرنا اور جس جس میں جہاں جہاں آہستہ آہستہ پڑہا جاتا ہے وہاں بالستر پڑہنا۔

پانچویں[۵] تقدیم[۶] ہے الحمد کی — ہر جگہ سورت پڑھے فرد ذکی
قعدۂ اولٰی[۷] چھٹا واجب گنو — دونوں قعدوں کے تشہد جانو دو
اور نویں[۸] دونوں[۹] طرف لفظ سلام — دسویں تکبیرات[۱۰] عیدین ای امام
گیارھویں[۱۱] وتروں میں تقریر قنوت — بارھویں واجب ہی تکبیر[۱۲] قنوت
ہاتھ اُٹھانا اُس میں سنت ہی اخی — بعض واجب جانتے ہیں اُس کو بھی
تیرھویں[۱۳] تعدیل ارکان لے لقہ — چودھویں جہر اور[۱۴] سر اپنی جگہ
اور[۱۵] بھی واجب ہیں اسمیں بالیقیں — جو کبھی آتے کبھی آتے نہیں
ایک ہے اُنمیں سے سجدہ سہو کا — جب نمازی بھولے واجب کوئی سا
اور تلاوت کا بھی سجدہ جان لے — جو پڑھے سجدہ کی آیت یا سنے
مشترک[۱۶] واجب ہیں تقلید امام — مقتدی پر واجب[۱۷] لازم دوام
سہو کا سجدہ اگر بھولے کوئی — یا کہ قصداً چھوڑے واجب کبھی

چودھواں واجب ہی اور واجبات نماز ختم ہو گئے ۱۲ منہ ۵ئہ اور بھی واجب ہیں الخ یعنی چودہ واجب نماز جو نماز میں بیان کئے گئے ہیں وہ تو مستقل واجبات ہیں جو کہ یقینی ہوتے ہیں لیکن علاوہ ان کے بعض واجب اور بھی ایسے ہیں کہ جو کبھی آتے ہیں اور کبھی نہیں آتے ہیں جس طرح یہ مثلاً اگر کوئی واجب سہواً چھوڑ دے تو اس کے ترک سے اخیر نماز میں جا کہ سجدہ سہو کرنا یا اگر قرأت نماز میں آیت سجدہ پڑھ جائے تو فوراً فاضل سجدہ کرنا جیسا کہ اگلے اشعار میں بیان ہے ۱۲ منہ ۵ئہ مشترک واجب ہیں الخ۔ یعنی جو واجب کہ امام و مقتدی کے درمیان مشترک ہو جیسے قومہ یا جلسہ یا قعدہ اولٰی یا تکبیرات عیدین تو انمیں بالاتفاق امام کی پیروی مقتدی پر واجب ہی اور جو واجب کہ مشترک نہ ہوا اور امام کے ساتھ خاص ہو جیسے فاتحہ پڑہنا اور سورۃ ملانا کہ یہ امام پر واجب ہیں اور مقتدی پر واجب نہیں تو ان میں اتباع امام بھی واجب نہیں یا یہ کہ جو واجب دو مجتہدوں کے یہاں مشترک ہو اُس میں تو مقتدی غیر مذہب کے امام کا اتباع کرے کہ واجب ہے اور جو مشترک نہ ہو (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

[1] اُس کو واجب ہے الخ - اگر کوئی نمازی واجبات مذکورہ میں سے کسی واجب کو قصداً ترک کر دے یا سہواً ترک واجب جو اُس کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہوا تھا وہ نہ کرے اور بغیر اُس کے اُٹھ بیٹھے تو اس صورت میں نماز کا مکرر پڑھنا پھر اُس کے ذمہ واجب ہو جائیگا اور یہ بھی ایک واجب منجملہ دیگر فاضل واجبات کے ہے - منہ [2] ترک واجب سے الخ یعنی قصداً واجب ترک کر دینے سے نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا ہوتی ہے لہٰذا اس نقص کے رفع کرنے کے واسطے دوبارہ نماز باحتیاط تمام پڑھنا واجب ہے تاکہ واجب پورا ہو جائے اور اگر سہواً کوئی واجب ترک ہو گیا ہو تو آخر نماز میں سجدۂ سہو کر لینے سے وہ نقص رفع ہو جاتا ہے اور نماز کامل ہو جاتی ہے اور اگر سجدہ سہو نہ کرے گا تو اس صورت میں بھی نماز کا اعادہ واجب ہوگا قنیہ - منہ ۱۲ [3] میں انھیں لکھتا ہوں اب - الخ یعنی نماز کی سنتیں جو چالیس ہیں اور مستحبات جو دس ہیں اُن کو میں اب تحریر کرتا ہوں کیا معنی کہ نماز کی فصل جو آگے لکھی جاتی ہے اور جس میں تمام کیفیت و ہیئت کذائی نماز کی بتائی گئی ہے اُس میں یہ سب سنتیں و مستحبات بیان کئے گئے ہیں اور جو جو چیز کہ نماز میں سنت ہے اُس کے اوپر حرف (س) اور جو مستحب ہے اُس پر لفظ (مستحب) لکھ دیا گیا ہے تاکہ نمازی کو ہر ایک کی شناخت رہے - واضح ہو کہ سنن و مستحب کی ٹھیک تعداد اور اسی طرح فرض و واجبات کی ٹھیک تعداد ایک عدد خاص میں منحصر نہیں کہ جو اُسی قدر ہوں اُس سے کم و بیش نہ ہوں بعض فقہا نے بعض چیز کو ہر رکن میں مکرر شمار کیا ہے اور بعض نے مکرر شمار نہیں کیا ایک ہی مرتبہ شمار کیا بدیں وجہ اُن کی تعداد میں اختلاف ہے اس لیے بعض کتابوں میں سنتوں کی تعداد ۲۳ ہے اور بعض میں چالیس اور بعض میں اور بھی کم و بیش ہے اسی طرح واجبات و فرائض کہ مثلاً واجبات کی تعداد شرح وقایہ میں گیارہ بتائی اور درمختار میں چودہ ہیں یہ تعداد و اختلاف حقیقی نہیں بلکہ ظنی ہے کہ ایک واجب کو بعض نے اپنے ظن کے بموجب ایک ہی جگہ بیان کرنا مناسب جانا اور بعض نے دو جگہ بیان کیا پس تعداد و شمار میں اختلاف ہو گیا ورنہ درحقیقت یہ اختلاف نہیں ہے اور یہ بھی ہے کہ ایک بات ایک کے نزدیک واجب ہے اور دوسرے کے نزدیک وہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے تو جس کے نزدیک وہ واجب ہے اُس نے اُس کو واجبات میں شمار کیا اور جس کے نزدیک وہ سنت ہے اُس نے اُس کو سنت میں شمار کیا اس وجہ سے بھی اُن میں اختلاف ہو گیا مثلاً قعدہ اولےٰ میں تشہد پڑھنا کہ صاحب وقایہ نے اُس کو واجب بتایا ہے اور یہی مفتی بہ بھی ہے لیکن صاحب ہدایہ نے اُس کو سنت لکھا ہے یا کہ فرض کی پہلی رکعتوں میں قراءت فاتحہ کہ بعض کے نزدیک وہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک وہ سنت ہے اسی طرح اور باتوں کو بھی سمجھنا چاہیے کہ جن کی وجہ سے اُن کی تعداد ظاہری میں اختلاف ہے اور حقیقت میں کچھ اختلاف نہیں ہے جس قدر سنتیں روایت صحیح کے مطابق ہیں وہ سب آگے نماز کے بیان میں لکھی جاتی ہیں اُن کا پورا خیال رکھنا چاہیے تاکہ نماز کامل و مکمل ادا ہو ۱۲ منہ [4] ترک سنت - الخ - سنت کی دو قسمیں ہیں ایک موکدہ اور دوسری غیر موکدہ - غیر موکدہ کے ترک میں تو کچھ حرج نہیں اگر اس کا عادی نہ ہو ورنہ وہ بھی مکروہ تنزیہی ہوگا اور سنت موکدہ کے ترک میں اساءت ہے جس کا درجہ کراہت تحریمی سے کمتر ہے اور کراہت تنزیہی سے بالاتر ہے - جیسا کہ اصطلاحات کے بیان میں گذر چکا ہے (بقیہ حاشیہ ضمیمہ میں دیکھیں)

اُس[1] کو واجب ہے اعادہ پھر کرے — وہ نماز اپنی نئے سر سے پڑھے
ترک[2] واجب سے مدام اے دلنواز — ہوتی ہے مکروہ تحریمی نماز
اِس لیے پڑھنا دوبارہ ہے ضرور — تاکہ ہو نقصان اوّل اُس سے دور

سنتوں اور مستحبات نماز کا بیان

سنتیں مشہور ہیں چالیس سب — اور علاوہ اُنکے ہیں دس مستحب
ہیں[3] اُنھیں لکھتا ہوں اب اے پاکباز — رکھ خیال اُن کا کہ کامل ہو نماز
سنتوں کا جاننا مسنون ہے — پڑھ علیکم سنتی اے نیک پے
ترک[4] سنت سے مدام اے پاکباز — ہوتی ہے مکروہ تنزیہی نماز
ہاں نہیں اُس سے اعادہ کچھ ضرور — لوٹنا اولیٰ ہے تا کامل ہو نور
مستحب کے ترک سے اے نیک ذات — کچھ نہیں ہوتا ہے نقصانِ صلوٰۃ

اجر میں ہاں اُن کے ہو گی کچھ کمی	جو کمی کرتے ہیں استحبات کی
ایسی صورت میں اعادہ گر کریں	یا دوبارہ وہ جماعت سے پڑھیں
پس یہی نورٌ علیٰ نور اے جناب	اجر ہے اس کا نہایت بے حساب
دیکھ لے مشکوٰۃ میں اے نورِ عین	بابِ مَن صَلّٰی صلوٰۃ مرتین

فصل نماز کی کیفیت و صورت کے بیان میں

اے[۱] نمازی آگیا وقتِ نماز	با حضورِ قلب پیشِ بے نیاز
پاک ہو کر پاک جا پر کر قیام	تاکہ ہو فردوس میں تیرا مقام
کر کے نیت قبلہ رُخ ـ تکبیر کر	یعنی[۲] کہہ اللہ اکبر پیشتر
لیکن اس تکبیر تحریمہ میں تو	ہاتھ کانوں تک اُٹھانا ہر دو سو
عورتیں ہاتھوں کو شانوں تک اُٹھائیں	اپنی شانِ ستر سے آگے نجائیں

سلہ[۱] اے نمازی الخ یعنی اب یہاں سے مؤلف تمام صورت و کیفیت ادائے نماز کی قائم کر کے اُس میں ہر فرض و واجب و سنت کو بتاتا ہے کہ کون کون چیز کس کس جگہ نماز میں فرض و واجب یا سنت ہے اور جو چیز فرض ہے اُس پر حرف فؔ اور جو واجب ہے اُس پر لفظ واجب اور جو سنت ہے اُس پر لفظ سؔ لکھ دیا ہے جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فرض ہے اور یہ واجب و سنت ہے اگرچہ فرائض و واجبات بالتفصیل پیچھے بیان کر دیئے گئے ہیں مگر پھر بھی یہاں بغرض وضاحت لکھ دیا گیا ہے اگرچہ نظم میں نماز کی پوری پوری کیفیت تحریر کرنا سخت دشوار ہے لیکن تاہم مؤلف نے خونِ جگر کھا کر اور خدا پر بھروسہ کر کے یہ کوشش کی ہے کہ جملہ فرائض و واجبات و سنن و مستحبات بامحاورہ نظم میں آجائیں اور نماز کی کیفیت و صورت من وعن نظم کر دی جائے اور جو جو ذکر اذکار جس جس جگہ پڑھے جاتے ہیں وہ بھی سب بتا دیئے جائیں پس خداوند کریم کے فضل و کرم سے اُمید ہے کہ وہ مؤلف ناچیز کی کوشش پوری فرما کر خطا سے محفوظ رکھے وعلیہ التکلان۔ منہ سلہ[۲] یعنی کہہ۔ الخ۔ اس تکبیر کو تکبیر اولیٰ کہتے ہیں جو کہ رکن نماز ہے اور اسی کا نام تکبیر تحریمہ ہے۔ تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ اور اُس میں رفع یدین یعنی ہاتھوں کا اُٹھانا سنت ہے اور ہاتھوں کو اُٹھا کر اُن کو نیچے لا کر باندھ لینا بھی سنت ہے جیسا کہ نظم میں خوب صاف صاف موجود ہے۔ منہ ۱۲

ملہ پڑھ ثنا الخ۔ ثنا سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک۔ کا نام ہے اور اعوذ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کو کہتے ہیں اور بسم اللہ سے پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مراد ہے جو کہ مشہور ہے اور اسی طرح الحمد سے پوری الحمد پڑھنا و لا الضالین تک مقصود ہے منہ ۱۲

کہکے یہ تکبیر پیچھے ناف کے | اے نمازی ہاتھ دونوں باندھ لے
عورتوں کو چاہیئے اے ذی شعور | ہاتھ سینہ پر رکھیں اپنے حضور
پڑھ ثنا اور پھر اعوذ اے نیک خو | کہہ کے بسم اللہ پڑھ الحمد تو
پڑھ لئے الحمد کو آمین کہہ سدا | بعد اسکے اس سے اک سورہ ملا
کہہ کے پھر اللہ اکبر کر رکوع | باحضور و باخشوع و باخضوع
ہاتھ رکھ گھٹنوں پہ پورے کھول کر | پیٹھ اور سر کو برابر خوب کر
عورتیں اپنی کمر خم کم کریں | انگلیاں وابستہ زانو پر دھریں
اسمیں پڑھ تسبیح عظمت تین بار | ہے یہی سنت کا شیوہ پائدار
یعنی پڑھ سبحان ربی العظیم | تاکہ ہو جنت میں تو جاکر مقیم
کہہ کے پھر تسمیع سر اپنا اٹھا | بعدہ تحمید پڑھ ہو کر کھڑا
کہہ کے پھر اللہ اکبر سجدہ کر | پیشتر زانو زمیں پر جا کے دھر

۱۳ فاتحہ کو پڑھ کے آمین کہہ سدا [illegible]

ملہ پڑھ لئے الحمد کو الخ یعنی الحمد کی قراءت کو و لا الضالین تک ختم کر کے آمین کہنا سنت ہے واضح ہو کہ الحمد کے لفظ پر جو فرض و واجب دونوں لکھے گئے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ الحمد محض قراءت کی حیثیت سے تو فرض ہے اور فاتحہ کی خصوصیت سے واجب ہے اور اس نکتہ کو فقیہ بخوبی سمجھ سکتا ہے منہ ۱۲

ملہ عورتیں اپنی کمر الخ۔ یعنی عورتوں کو سنت یہ ہے کہ وہ رکوع میں اپنی کمر کو کم جھکایا کریں اور مردوں کی طرح پیٹھ اور سر دونوں کو ہموار و برابر نہ کریں اور اپنی انگلیاں دونوں ہاتھوں کی گھٹنوں سے اوپر زانو کے برابر ملی ہوئی رکھیں مصرعہ ثانی میں جو وابستہ لکھا گیا ہے اور اس کے دو نسخے پیوستہ و منضوم اور لکھے گئے ہیں۔ ان کے معنی ملے ہوئے کے ہیں مطلب سب سے ایک ہے ۱۲ منہ

ملہ کہہ کے پھر تسمیع الخ۔ یعنی تسمیع فقہا کے یہاں سمع اللہ لمن حمدہ کو کہتے ہیں اور یہ سنت ہے اور تحمید اللھم ربنا لک الحمد کو بولتے ہیں اور یہ بھی سنت ہے اور رکوع سے ابھر کر سیدھا کھڑا ہونا جس میں ہر جوڑ اپنی جگہ پلٹ آئے واجب ہے اور اسی کا نام قومہ ہے کیا معنی کہ محض سیدھا کھڑا ہونا تو واجب اور اس قیام میں ربنا لک الحمد پڑھنا یہ سنت ہے۔ منہ ۱۲

بعد اُسکے رکھ تو دونوں ہاتھ کو
دونوں کانوں کے مقابل ہر دو سو

ناک اور ماتھا زمیں سے پھر لگا
دونوں کف کے بیچ میں منھ ہو رکھا

بازوؤں کو پہلوؤں سے رکھ جدا
پیٹ کو رانوں سے ہرگز مت ملا

ہر کلائی کو زمیں سے رکھ الگ
مت بچھانا اُن کو تو مانند سگ

قبلہ رُخ ہوں انگلیاں سب بےخطا
دونو ہاتوں پاؤں کی لے باعطا

پاؤں کی انگلی جمی رکھنا وہیں
اُٹھ نہ جائیں لے نمازی یہ کہیں

لیک عورت سجدہ میں گٹھری بنے
عضو سے عضو اور زمیں سے جا ملے

اُس میں پڑھ تسبیح اعلےٰ تین بار
سُنتِ مشہور ہے یہ بھی کر شمار

کہہ کے پھر اللہ اکبر بیٹھ جا
تا بزانو ہاتھ رانوں سے لگا

بیٹھنے میں سیدھا پا کر کھڑا
بیٹھ اُلٹے پاؤں پر اُس کو بچھا

دہنے پاؤں کی ہو ہر انگلی جمی
قبلہ رُو۔ اُس میں نہ کرنا کچھ کمی

٥١ مت بچھانا۔ الخ۔ بازوؤں کو سجدے میں کتے کی طرح پر زمین پر بچھانا مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث صحیح میں اُس سے نہی وارد ہے منہ ١٢

٥٢ اُٹھ نہ جائیں الخ۔ اگر سجدہ میں مرد کی دونوں پاؤں کی جملہ انگلیاں بالکل اوپر اُٹھی رہیں کہ جس سے ایک انگلی کا بھی پیٹ زمین پہ بچھا نہ ہے اگرچہ انگلیوں کی نوکیں زمین سے لگی ہوں تو وہ سجدہ شمار نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے سجدہ کی فرضیت ادا ہونے کے واسطے کم از کم پاؤں کی ایک ایک انگلی کے پیٹ کا زمین پر چسپاں رہنا شرط ہے اور اکثر کا واجب ہے اور دسوں انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگا رکھنا سنت ہے منہ ١٢

٥٣ اُس میں پڑھ الخ۔ تسبیح اعلی سبحان ربی الاعلی کا نام ہے۔ منہ ١٢

٥٤ بیٹھنے میں الخ۔ اسی کا نام جلسہ ہے اور یہ واجب ہے منہ ١٢

۵۱ اسکو جلسہ کہتے ہیں الخ۔ یعنی جو صورت کہ سجدہ اٹھنے سے سر اٹھا کر بیٹھنے کے واسطے بتائی گئی ہے اُس کا نام جلسہ ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو وہ جو مردوں کے لیے بتائی گئی کہ داہنا پیر کھڑا کرکے اور بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اس جلسہ کا نام افتراش ہے اور دوسری صورت وہ جو کہ عورتوں کو بتائی گئی ہے کہ سیدھی جانب دونوں پیر نکال کر سرین پر بیٹھ جائیں اس جلسہ کا نام تورک ہے اور یہ دونوں طریق مسنون ہیں کیا معنی کہ فی نفسہٖ جلسہ تو واجب ہے و لیکن اسمیں ہر دو طریق مذکورہ کے مطابق نشست کرنا سنت ہے اور اس نشست میں رب اغفر لی پڑھنا مستحب ہے اور بعض اس دعا کو اللهم اغفر لی وارحمنی واهدنی وعافنی وارزقنی تک پڑھتے ہیں یہ پوری دعا نوافل میں پڑھنا چاہیے فرائض میں فقط رب اغفر لی پر اکتفا کرے بعض فقہا فرائض میں مطلقاً دعائے مذکورہ کے پڑھنے کو منع کرتے ہیں کہ جلسہ میں صرف سیدھا بیٹھ کر دوسرے سجدہ میں چلا جائے مگر تحقیق یہ ہے کہ استقرار کرنا ضروری ہے کہ وہ امام احمد کے نزدیک فرض ہے اور نماز ان ائمہ سے خروج بالاجماع مستحب ہے۔ منہ ۱۲ ۵۲ بے ثناء الخ یعنی دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں دعائے استفتاح سبحانک اور اعوذ باللہ یہ دونوں نہ پڑھے صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم سے قراءت شروع کرے اور نماز سرّی و جہری دونوں میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھے (اسی صورت تمام سے) یہی مراد ہے کہ بغیر سبحانک و اعوذ باللہ کے اور سب چیزیں دوسری رکعت اور اس کے بعد میں مثل پہلی رکعت کے پڑھے اُن دونوں کا صرف پڑھنا پہلی ہی رکعت میں مسنون اوروں میں مسنون نہیں ہے اگر کوئی پڑھیگا تو خلاف سنت کریگا۔ منہ ۱۲ ۵۳ اس کے سجدے الخ یعنی دوسری رکعت کے جب دونوں سجدے ادا کر چکے تو پہلی رکعت کی طرح پر ایک ساتھ کھڑا نہ ہو جاوے بلکہ وہیں بیٹھ کر تشہد پڑھنا شروع کرے تشہد التحیات کا نام ہے اور وہ بروایت عبداللہ بن مسعود کے یوں ہے التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله ۵۴ بیٹھ جلسہ کے مشابہ الخ۔ یعنی جو ترکیب کہ جلسہ میں بیٹھنے کی بتائی گئی ہے ٹھیک اسی کے مشابہ قعدہ میں بھی بیٹھے اور یہ قعدہ دو رکعت والی نماز میں تو فرض ہے اور تین رکعت والی اور چار رکعت والی نماز میں واجب ہے۔ منہ ۵۵ التحیات اسمیں پڑھ الخ التحیات جس کو کہ تشہد کہتے ہیں اور جو کہ اوپر بیان کیا گیا وہ قعدہ میں پڑھنا واجب ہے اور جب کہ پڑھنے والا اشهد ان لا پر پہنچے تو سیدھے ہاتھ کی کف دست سے حلقہ کرے کہ وہ سنت ہے اور اُس کی کیفیت اگلے دو شعروں میں مذکور ہے۔ منہ ۱۲ ۵۶ چھنگلی۔ الخ۔ حلقہ مسنون کی صورت یہ ہے کہ وقت شہادتین کے چھنگلیا یعنی خنصر کو اور سنجھلی یعنی بنصر کو ہتیلی سے لگا لیوے (سہندی میں جو کوئی کہ منجھلے سے چھوٹا ہووے اور چھوٹے سے بڑا ہووے اس کو سنجھلا کہتے ہیں اس لیے انگشت بنصر کو جو کہ چھنگلی سے بڑی ہے اور وسطی سے چھوٹی ہے سنجھلی قرار دیکر لکھا گیا) اور بیچ کی انگلی یعنی وسطی کو انگوٹھے کے سرے سے ملا لیوے اور جبکہ اشهد کے بعد لا اله کہے تو پہلی انگلی یعنی سبابہ کو اوپر کو اٹھا دے اور پھر الا الله کہنے کے وقت اُس کو گرا دیوے تاکہ نفی و اثبات کا مضمون صادق آوے کیونکہ جب لا اله سے کل معبودوں کی نفی و اثبات کا مضمون صادق آوے کیونکہ جب لا اله سے کل معبودوں کی نفی کرے گا تو انگشت شہادت کے اٹھانے سے یہ ظاہر ہوگا کہ یہ معبود ضرور موجود ہے (بقیہ نوٹ ضمیمہ میں دیکھیں)

عورتوں کو چاہیے اے ہوشیار	جو تڑوں پر اپنے بیٹھیں برقرار
اور نکالیں سیدھی جانب دونوں پیر	کچھ نہیں چارہ انھیں اس کے بغیر
اُس کو جلسہ۵۱ کہتے ہیں اے باصفا	اسمیں رب اغفر لی تو پڑھنا دعا
کرکے جلسہ پڑھ کے اُس کے ذکر کو	دوسرے سجدہ کو کہہ تکبیر تو
اے نمازی کرکے سجدہ دوسرا	بول کر تکبیر سیدھا ہو کھڑا
بے سہارے اٹھ کھڑا ہو ایک ساتھ	مثل سابق باندھ لی پھر دونوں ہاتھ
بے ثناء۵۲ و بے تعوذ اے امام	یہ بھی رکعت پڑھ اسی صورت تمام
اُس کے سجدے۵۳ دونوں جب تو کر چکے	پس تشہد کے لیے تو بیٹھ لے
قعدۂ اولیٰ یہی ہے اے تقی	بیٹھ جلسہ۵۴ کے مشابہ اس میں بھی
التحیات۵۵ اسمیں پڑھ پھر تو اے	اشہد پر جاکے حلقہ کر شتاب
چھنگلی۵۶ اور سنجھلی ہتیلی سے لگا	بیچ کی انگلی انگوٹھے سے ملا

کلمہ کی اُنگلی کو لا پہ تو اُٹھا | اور پھر الّا اللہ پہ اُس کو گرا
تا کہ وقتِ نفی ہو اظہارِ حق | اور ہو پھر اثبات پر اقرارِ حق
اس طرح جب تو تشہد پڑھ چکا | کہہ کے پھر اللہ اکبر ہو کھڑا
تیسری[1] اور چوتھی رکعت میں سدا | اختصار الحمد پر سنت ہوا
آخری قعدہ میں دائم اے ودود | پڑھ تشہد بعد حضرت پر درود
پھر دعا[2] پڑھ آئی ہو سنت میں جو | یا مشابہ دعوتِ قرآں سے ہو
پھیر[3] پھر دونوں طرف اپنے سلام | نیت[4] اس میں کر فرشتوں کی مدام
اور جماعت[5] میں ہو مقصود سلام | سب جماعت اور فرشتے اور امام

آدابِ نماز کا بیان

اب بتاتا ہوں میں آدابِ نماز | مستحب بھی ہیں یہی اے دل نواز

تیسری اور چوتھی الخ یعنی نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد تنہا مع بسم اللہ کے پڑھنا چاہیئے سوائے اُس کے اور کوئی دوسری صورت اُس میں پڑھنا ضروری نہیں ہے اور الحمد سے کم بھی نہ پڑھے۔ منہ پھر دعا پڑھ الخ یعنی درود پڑھنے کے بعد دعائے ماثورہ جو کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہو پڑھے منجملہ ادعیۂ ماثورہ کے ایک دعا یہ ہے کہ جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔ اور وہ دعا پڑھے جو قرآن مجید کے الفاظ کریمہ سے مشابہ ہو مگر اس میں پورے الفاظ قرآن نہوں بلکہ کچھ کم و بیش ہوں کیونکہ نماز میں قیام کے سوا اور کسی جگہ تلاوت قرآن عظیم جائز نہیں مثلاً قرآن مجید کی اس دعا کو یوں پڑھے۔ اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ ایسی ایسی دعاؤں میں سے کسی ایک دعا کا پڑھنا آخر نماز میں سنت ہے۔ منہ ۱۲ پھیر پھر الخ۔ یعنی دعا مذکور پڑھ کر سیدہی اور اُلٹی ہر دو جانب اپنے سلام پھیر کے نماز سے فارغ ہو جا اور یہ دونوں سلام واجب ہیں اور دونوں طرف منہ پھیرنا سنت ہے یعنی بارادہ خود نماز سے باہر آنا تو فرض ہے جیسا کہ ارکانِ نماز میں بیان کیا گیا ہے لیکن مخصوص دوبار سلام کہہ کر نماز سے باہر نکلنا یہ واجب ہے جیسا کہ واجبات نماز میں مذکور ہے اور اُن میں دونوں جانب منہ پھیرنا سنت ہے اور سلام اس طرح پھیرے السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اس سلام پھیرنے میں نیت فرشتوں پر سلام کی کر تو اے تنہا نماز پڑھنے والے یعنی علیکم میں جو ضمیر خطاب کی ہے اُس میں ہمیشہ حاضرین پر سلام کرنے کی نیت کرے کیا معنی کہ تنہا نماز پڑھنے والا تو مدام فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے کہ ہر مؤمن کے ساتھ ہمیشہ کراماً کاتبین موجود رہتے ہیں لہذا تنہا نماز پڑھنے والے کو اُن پر سلام کرنے کی نیت کرنا مسنون ہے جیسا کہ اس شعر میں بیان ہوا منہ ۱۲ اور جماعت الخ یعنی نماز جماعت میں علاوہ فرشتوں حاضرین جماعت کے مؤمنین موجودین جماعت پر اور امام پر بھی مقتدی سلام کرنے کی نیت کرے کیونکہ علیکم میں ضمیر جمع حاضر کی ہے پس سلام پھیرنے کے وقت جو کہ جن و انس و ملائکہ ہیں سب نمازی کے ساتھ ہوں خواہ وہ نظر آئیں یا نہ آئیں اُن سب پر سلام کرنے کی نیت کرنا مسنون ہے اور امام اپنے دہنے سلام میں دہنی طرف کے مقتدیوں اور ملائکہ اور بائیں میں بائیں جانب کے مقتدیوں اور ملائکہ کی نیت کرے اور مقتدی جو امام کی دہنی طرف ہیں اپنے دہنے سلام میں ملائکہ و جماعت کی نیت کریں اور بائیں میں امام کی بھی اور جو امام کے بائیں طرف ہیں وہ اپنے دہنے سلام میں امام کو شامل کریں اور بائیں میں صرف ملائکہ و جماعت۔ اور جو امام کے خاص پیچھے ہوں وہ دونوں سلاموں میں امام کو شامل کریں غرض کہ ملائکہ تو ہر شخص کے دہنے بائیں موجود ہیں اُن کی نیت تو سب کو دونوں سلاموں میں چاہیئے باقی امام و جماعت جو جس کی جانب ہو وہ سلام میں اُس کی نیت کرے واضح ہو کہ امام کو تکبیر تحریمہ و دیگر تکبیرات انتقالات کا بالجہر کہنا یہ بھی ایک سنت علیحدہ ہے۔ ۱۲ منہ

وقت[1] تحریمہ ہے لائق مرد کو	ہاتھ کے پنجوں پہ کچھ کپڑا نہ ہو
جائے سجدہ[2] رکھ نظر وقتِ قیام	اور رکوعوں میں ہو قدموں پر مدام
ناک کی جانب[3] نظر سجدوں میں رکھ	گود کی جانب[3] نظر قعدوں میں رکھ
دہنے بائیں شانے[4] پر کرنا نظر	جس طرف پھیرے سلام اس شانہ پر
اور جمائی[5] دفع کر مقدور بھر	ورنہ پشت دست چپ تو منہ پہ دہر
ہاں جمائی آئے گر وقتِ قیام	پشت دست راست سے لینا یہ کام
چھینک یا کھانسی[6]۔ ڈکار لے باخبر	ہو سکے ممکن جہاں تک دور کر
جب[2] تکبیر سے سنیں لفظ فلاح	اُٹھ کھڑے ہوں سب کے سب بہر صلاح
طاق[3] تسبیحات بہتر گر کہیں	تین سے زائد[3] رکوع و سجدہ میں
مقتدی[4] تابع ہیں تیرے اے امام	مقتدی کے ثقل سے بچنا مدام

۱؎ وقت تحریمہ۔ الخ۔ یعنی تکبیر اولے کہنے کے وقت اگر نمازی کے دونوں ہاتھ جبہ یا عبا وقبا یا لبادہ فردو غیرہ کے اندر داخل ہوں تو اُن کو ایسی چیز سے باہر نکال کر تکبیر اولیٰ کہنا چاہیئے یہ نماز کا ادب ہے اور یہ صرف مردوں کے لیے مستحب ہے ۱۲۔ منہ ۲؎ جب تکبیر۔ الخ۔ یعنی جبکہ نماز جماعت کے واسطے اقامت یعنی تکبیر شروع ہو جائے اور مکبر یعنی تکبیر کہنے والا حی الفلاح پر پہنچے تو مستحب یہ ہے کہ جملہ نمازی اُسی وقت اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کر صف بندی کریں اور پھر توقف نہ کریں اور اس سے پہلے یا پیچھے کھڑا ہونا خلاف اولیٰ ہے۔ تکبیر ختم ہو جانے کے بعد فوراً امام تحریمہ باندھے اور مکبر اور مقتدی اُس کی اقتدا کریں ۱۲ منہ ۳؎ طاق تسبیحات۔ الخ یعنی سجدوں میں اور رکوع میں طاق تسبیح کہنا کیا معنی کہ یہ تین بار سے زائد پانچ بار یا سات بار سبحان ربی العظیم و سبحان ربی الاعلیٰ کا پڑھنا یہ مستحب و مسنون ہے۔ منہ ۴؎ مقتدی تابع ہیں۔ الخ یعنی اے امام اس بات کا خیال رکھ کہ مقتدی لوگ نماز کے تمام افعال میں تیرے پیرو ہیں۔ یعنی کہ اگرچہ نماز میں طاق تسبیحیں کہنا مسنون ہے اور اے امام تو اگرچہ نماز میں خود مختار ہے مگر اس بات کا لحاظ بھی تجھ پر واجب ہے کہ اتنی طویل تو نہ کرے جو کسی مقتدی پر گراں گزرے اس سے یہ مطلب ہے کہ امام کو چاہیے کہ ہر بات میں اعتدال کو ملحوظ رکھے نہ تو تسبیحات وغیرہ میں اس قدر طویل کرے کہ جس سے مقتدی گھبرا جائیں اور اُلٹا کر خشوع و خضوع کو ہاتھ سے دے بیٹھیں اور نہ اس قدر جلدی کرے کہ مقتدی ایک بار تسبیح نہ کہنے پائیں کہ امام تین بار یا اس سے زائد کہہ کر اُٹھ کھڑا ہو جیسا کہ اکثر جلد باز امام کیا کرتے ہیں اور مقتدی لوگ اپنی تسبیح بقدر سنت بھی کہنے سے محروم رہجاتے ہیں اور یہ بھی واقف کار اور دیندار مقتدیوں کو گراں گذرتا ہے لہذا ان سب باتوں کو امام کو ملحوظ خاطر مبارک رکھنا چاہیے۔

نماز کے بعد دُعائے مسنون کا بیان

دیکھو فرماتے ہیں یہ خیبر الورا
مغز ہے جملہ عبادت کا دُعا

وہ دُعا ہی ہے کہ جو اے نیک خو
پھیر دیتی ہے بُری تقدیر کو

بس نماز اپنی کرے جو شخص ادا
اور نہ اُسکے بعد کچھ مانگے دُعا

وہ[1] نہیں اوپر کو جاتی ہے نماز
مُنھ پر اُس کے لوٹ آتی ہے نماز

اے نمازی پھیرے جب تو سلام
چاہیئے تب تجھ کو پہلا یہ کلام

پڑھ[2] چہار کلمہ توحید کو
ایک بار آواز سے اے نیک خو

پڑھ[3] پھر آہستہ تو اے مردِ سلیم
تین بار استغفر اللہ العظیم

پھر حصول رحمت و فردوس کو
آیۃ الکرسی شریف ایک بار ہو

پڑھ[4] تو پھر تسبیح حق تینتیس بار
اتنی ہی الحمد للہ کر شمار

[1] وہ نہیں الخ یعنی جو شخص کہ نماز فرض کے بعد کچھ دعا نہ کرے اور بغیر دعا مانگے اُٹھ کھڑا ہو تو اُس کی نماز اوپر کو نہیں جاتی کیا معنی کہ درگاہ و بارگاہِ کبریائی میں شرف قبولیت نہیں پاتی بلکہ اُس نمازی کے مُنہ پر وہ نماز اُلٹ کر ماردی جاتی ہے ۱۲ منہ

[2] پڑھ چہارم کلمہ الخ - اب یہاں سے دعا کے قواعد بتائے جاتے ہیں کہ کیونکر دُعا کیا کرے یعنی اسے نمازی جب تو فرض نماز کا سلام پھیر کر فارغ ہو جائے تو مناسب ہے کہ کلمۂ توحید کو بہ آواز بلند اس طرح پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منك الجد. کلمۂ توحید تو قدیر تک ہی مگر یہ دوسرا جملہ بھی اُس کے شامل کرکے پڑھنا مسنون ہے - منہ ۱۲

[3] پڑھ پھر الخ یعنی ذکر مندرجہ بالا کے بعد پھر تین بار استغفار کرے خواہ استغفر اللہ العظیم تین بار خواہ استغفر اللہ نرا خواہ اللھم اغفر لی تین بار زبان پر جاری کرے غرضکہ استغفار پڑھے اور سب سے افضل یہ استغفار ہے کہ تین بار یوں کہے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ ؕ حدیث میں ہے کہ اس کے گناہ بخشدیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی برابر ہوں ۱۲ منہ

[4] پڑھ الخ - بعد آیۃ الکرسی کے سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھ اور اس کے بعد وہی کلمۂ توحید کہ جو اوپر ذکر کیا گیا اب پھر پڑھ مگر اب اُس کلمہ کو یہاں صرف قدیر تک ہی پڑھے - اس ذکر کا ثواب حدیث میں بیحد و حساب آیا ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ اس ذاکر کے اگر سمندر کے جھاگ برابر بھی گناہ ہونگے وہ بھی بخشدیئے جائیں گے - سبحان اللہ منہ ۱۲

بعد ازاں تکبیر پڑھ چونتیس بار   کلمۂ توحید کر آخر میں یار

اجر ہے اسکا نہایت بے حساب   ہے یہ فرمانِ رسول مستطاب

ظہر و مغرب اور عشا میں اے نگار   تجھ کو ہے اس ورد کا یہ اختیار

خواہ پڑھ یہ سنتوں سے پیشتر   خواہ اُن کے بعد۔ لیکن جلد تر

ہاتھ[۲] اُٹھا کر پھر دُعا مانگ اے عزیز   خالقِ کون و مکاں سے نیک چیز

خوب دل سے جب دُعا تو کر چکے   پڑھ درود اور ہاتھ منہ پر پھیر لے

ہر نماز فرض بعد اے نیک پے   جو دُعا ہوتی ہے وہ مقبول ہے

نماز کی فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

چھوڑ[۱] دینا شرط کا بے عذر کے   یا کوئی رکنِ[۲] نماز اُس سے رہے

بات[۳] کا کرنا ہو۔ یا کرنا سلام[۴]   یا جواب۔ اور آہ و اُف بھی ہیں کلام

---

[۱] یعنی ظہر اور عصر کی نمازیں جن کے بعد سنتیں موکدہ نہیں ہیں اس ذکر کو بلا توقف پڑھے اور ظہر و مغرب و عشا کی نمازیں ذاکر کو یہ اختیار ہے کہ خواہ اس ذکر کو فرضوں کے بعد پڑھ کر اور دعا مانگ کر سنتیں موکدہ ادا کرے خواہ فرضوں کے بعد صرف دعائے اللھم انت السلام آخر تک پڑھ کے سنتیں پڑھے اور پھر اُن کے بعد ذکر مذکور پورا کرے یہ دونوں طریق درست ہیں لیکن سنتوں کے بعد ذکر و دعا پڑھنا اولیٰ و انسب ہے ۱۲ منہ

[۲] ہاتھ اُٹھا کر الخ۔ یعنی بعد اختتام ورد یا ذکر مذکور کے پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر خوب خلوص دل سے دعا کرے اور دعا نیک اور اچھی ہو یہ نہ ہو کہ دعائے لغو اور بیہودہ کرے جسکا پورا ہونا عادۃً محال یا قریب محال ہو مثلاً یہ کہے کہ میں ایک قدم میں کعبہ معظمہ پہنچ جاؤں یا کوئی دعا کرے کہ میں ابھی بادشاہ ہو جاؤں یا آنکہ کسی حرام چیز کی دعا مانگے کہ یہ دعا کرنا حرام ہے۔ دعا مانگ کر درود پڑھے اور ہاتھ منہ پر پھیر لے منہ ۱۲

سلہ یا کہ رونا الخ یعنی کسی مصیبت و درد سے رونا نماز کو توڑ دیتا ہے اور اگر جنت کے شوق میں جھکے روئے یا عذاب دوزخ کے ڈر سے روئے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور بغیر عذر کے کھانسنے اور کھکارنے سے اگر دو حرف پیدا ہوں نماز ٹوٹ جاتی ہے کیا معنی کہ اگر گلے میں بلغم یا کف آن کر رک جائے اور آواز کو بند کرلے یا گلے میں خراش پیدا ہو کر آواز کو بھرا دے تو اس کے دفع کے واسطے کھکارنا جائز ہے اور اگر بلا وجہ کھکارے یا کھانسے اور دو حرف پیدا ہوں تو قطعی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور لوگ اس سے غافل ہیں اور اکثر بلا ضرورت کھانستے اور کھکارتے ہیں منہ

یا کہ رونا چیخ کر تکلیف سے — کھانسنا دو حرف سے بے عذر کے
یا قراءت کا بتانا غیر کو — جو نہ ہو اپنا امام اے نیک خو
یا قرآں سے دیکھ کر کوئی پڑھے — یا قراءت کو غلط قاری پڑھے
یا کہ لقمہ غیر سے لے اے امام — مقتدی بڑھ جائے یا آگے تمام
یا کہ سینہ قبلہ رخ سے پھیر لے — یا نجس جا پر کوئی سجدہ کرے
یا کہ مانگے حق تعالیٰ سے وہ چیز — آدمی سے جو کہ مانگیں اے عزیز
یا کہ کھانا یا عمل کرنا کثیر — یا جواب چھینک دینا اے منیر
یا بڑھے آگے کو یا پیچھے ہٹے — جب کسی کے امر سے ایسا کرے
ٹوٹ جاتی ہے نماز ان باتوں سے — فرض ہو اس کا اعادہ پھر کرے
مرد و زن ہیں مشترک ہو گر صلاۃ — اور برابر ہو کھڑی وہ شہناہ
مرد کی ٹوٹے نماز اس سے مدام — زن کی نیت کر چکا ہو گر امام

سلہ یا قراءت کو الخ یعنی قراءت قرآن کو نماز میں کوئی غلط پڑھے کہ جس سے معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر معنی نہ بدلیں تو فاسد نہ ہو گی ۱۲ منہ

سلہ یا کہ مانگے الخ یعنی نماز کے اندر آخری قعدہ میں بعد تشہد و درود کے جو دعا مانگی جاتی ہے اس دعا میں خواہ اور کہیں اگر نمازی خداوند تعالےٰ سے ایسی چیز کی طلب کرے جیسے بندوں سے طلب کرتے ہیں کہ مجھکو نمک دیدے یا پیچ دیدے یا فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے تو ایسی ناچیز دعاؤں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے بلکہ اس میں دین و دنیا کی بھلائی بغیر تخصیص کسی شے کے یا مغفرت یا بخشش کی دعا مانگنا چاہیے اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اس میں دعائے ماثور پڑھا کرے جیسا کہ باب الصلوٰۃ میں بیان گذر چکا منہ

سلہ یا عمل کرنا کثیر الخ عمل کثیر اس کو کہتے ہیں کہ جس کام کو غیر آدمی دور سے دیکھ کر یقین کرے کہ وہ شخص نماز کے اندر نہیں مثلاً کھانا مگر کہ کوئی بہت خفیف شے جس طرح پان کی پتی یا چھالیا کا ریزہ دانتوں یا منہ میں رہ گیا تھا اور وہ لعاب کے ساتھ خود حلق میں چلا گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی یا پینا مگر پانی پینے کے بعد جو رطوبت گلے میں رہ گئی تھی وہ اگر لعاب کے ساتھ اتر جائے تو حرج نہیں یا چلنا کہ بلا ضرورت نماز میں تین قدم چلے یا ایک ہاتھ سے ایک رکن نماز میں تین کام کرے مثلاً ٹوپی کو سر پر سے اتارے پھر پہنے اور پھر کسی جگہ کھجائے تو یہ کام عمل کثیر ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور دوسرے کی چھینک پر یرحمک اللہ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے منہ ۱۲

اور امامِ زن اگر وہ مرد تھا ۔ اور محاذی پاؤں دونوں کا ہوا

[۵۱] دونوں کی ہو جائیگی فاسد نماز ۔ اس کی تفصیلیں نہایت ہیں دراز

گر مُصلّیہ کا بوسہ لے کوئی ۔ خواہ شوہر اُس کا ہو یا اجنبی

یا کہ چھولے اُس کو شہوت سے کوئی ۔ دونوں صورت میں نماز اُس کی گئی

اور نمازی مرد کو عورت اگر ۔ مَس کرے یا بوسہ لے لے بانظر

تو نماز اُس مرد کی ہے برقرار ۔ اس میں عورت کا نہیں ہے اعتبار

[۵۲] قتل کرنا سانپ بچھو کا شتاب ۔ کچھ نہیں ہوتی نماز اس سے خراب

[۵۳] بعض کے نزدیک ان کا مارنا ۔ گرچہ نیت کا ہو قاطع ۔ ہے روا

[۵۴] جس سے جاتا ہو وضو اے دلنواز ۔ اُس سے فوراً ٹوٹ جاتی ہے نماز

[۵۵] ہاں بہ تجدیدِ وضو باشرطہا ۔ بعض صورت میں بنا بھی ہے روا

[۵۶] ایسی حالت میں بھی پس اے دلنواز ۔ ہے یہی افضل کہ پھر پڑھیے نماز

۵۱ دونوں کی ہو جائے گی الخ یعنی مرد کے برابر عاقلہ بالغہ مشتہاۃ عورت مقتدیہ کے آ کھڑے ہونے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جبکہ وہ دونوں ایک نماز میں شریک ہوں اور امام نے عورتوں کی امامت کی نیت بھی کی ہو اس میں بہت سی تفصیلیں ہیں کیا معنی کہ اس کی صورتیں بہت سی مختلف ہیں کہ جن میں سے بعض صورتوں میں نماز مرد کی فاسد ہو جاتی ہے اور بعض میں دونوں کی فاسد ہوتی ہے مثلاً اگر امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر عورت کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو اُس صورت میں صرف عورت کی نماز فاسد رہے گی اور اگر عورت امام کے پہلو میں آ کھڑی ہو اس طرح کہ اس کا پاؤں اُس کے پاؤں سے مطلقاً کچھ پیچھے نہ ہو تو اُن دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی مع جملہ دیگر مقتدیوں کے ۱۲ منہ ۵۲ قتل کرنا الخ یعنی اگر نماز پڑھنے میں کوئی موذی جانور مثل سانپ یا بچھو وغیرہ کے آ جائے تو اس کے دو ایک ضرب میں جلد مار ڈالنے سے نماز کچھ خراب نہیں ہوتی کیا معنی کہ بالاتفاق کسی کے نزدیک اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی ۔ پہلے مصرع میں جو (شتاب) کا لفظ تو فیصد میں ہے اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے موقعہ پر جلد بلا عمل کثیر کے اُن کے مار ڈالنے میں نماز مطلقاً کسی کے نزدیک خراب فاسد نہیں ہوتی اور عمل کثیر کی صورت میں اختلاف ہے جس کی تفصیل آئندہ شعر کے حاشیہ میں درج ہے ۱۲ منہ ۵۳ بعض کے نزدیک الخ یعنی اگر نمازی کے سامنے کوئی موذی جانور مثل سانپ بچھو وغیرہ کے آ جائے اور اس کے حملہ کا اندیشہ ہو تو نمازی کو اجازت ہے کہ اُسے قتل کرے اگرچہ اس کے قتل کرنے میں عمل کثیر کی حاجت ہو پس اگر عمل کثیر کے ساتھ اُن کو مارا ہے تو بعض علما کے نزدیک نماز جاتی رہے گی اور اس کا اعادہ نئے سرے کرنا ہوگا ۔ اور حدیث کا مطلب اجازت قتل ہے کیا معنی کہ نماز میں کوئی کام اُس کے منافی کرنا شرعاً ناجائز تھا تو شاید اللہ کے نیک بندے اس حکم کے خیال سے صبر کرتے اور انھیں ایذا پہنچتی اس لیے یہ ارشاد فرمایا کہ اقتلوا الاسودین فی الصلوٰۃ کہ سانپ و بچھو کے قتل کی تمھیں اجازت ہے اگر عمل کثیر نہ ہوا فبہا ورنہ یہ قطع نماز بہ ضرورت ہوگا اور اس میں ہرج نہیں کیا معنی کہ ایسی حالت میں نماز سے علیٰحدہ ہو کر اُن کے مارنے میں تم پر کچھ مواخذہ نہیں ہے ۔ اور ایسے موقع پر تم کو اُن کے مار دینے کی اجازت ہے ۔ شعر ہذا کے مصرعۂ ثانی میں جو یہ مضمون ہے کہ ع گرچہ نیت کا ہو قاطع ۔ ہے روا ۔ اُس سے یہی مطلب ہے کہ اگرچہ اُن کا مارنا بہ سبب فعل کثیر کے نیت و تحریمۂ صلوٰۃ کا قاطع ہو جائے لیکن ایسی حالت میں اُن کا مارنا نمازی کو روا و جائز ضرور ہے بلکہ اگر جان کا اندیشہ ہو تو مار ڈالنا واجب ہے ۔ یہ قول زیادہ احتیاط کا ہے اور اس پر عمل کرنا انسب و اولیٰ ہے کیا معنی کہ نماز کو ازسر نو پڑھنا عمل کثیر کی صورتوں میں بہرحال افضل و اکمل ہے اور اس میں احتیاط زیادہ ہے اور بعض فقہا کے نزدیک ایسے موقعہ پر عمل کثیر کی صورتیں بھی نماز مطلقاً فاسد نہیں ہوتی جب تک کہ کوئی اور کام منافی نماز عمل میں نہ لایا ہو مثلاً اُن کے بارے میں مسجد کے دروازے سے باہر نکلنے کی نوبت نہ آئی ہو اور اگر گھر میں یا جنگل میں ہو تو قدر صف سے آگے نہ تجاوز کیا ہو یا اسی درمیان میں کسی دوسرے آدمی سے بات چیت نہ کی ہو اگر ایسا ہوگا تو اُن کے نزدیک بھی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اس فساد نماز سے اُن کے نزدیک بھی وہ گنہگار نہ ہوگا ۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۳ دم ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

مکروہاتِ نماز کا بیان

وہ[۱] عمل مکروہ ہے جن سے نماز ایک اُن میں سدل ہی لے پاکباز

یعنی چادر یا رزائی و دڑھ کے دونوں کونے دونوں جانب چھوڑ دے

یا پہن کر وہ لبادہ یا عبا ہاتھ رکھے آستینوں سے جدا

روکنا بد ہے[۲] لباس اور بال کا اور کسی شے کو عبث چھونا برا

یا کہ کپڑا[۳] کھینچ لینا خاک سے جسم سے کپڑے یا بازی کرے

کان کی جڑ میں لپیٹے بال یا جائے سجدہ سے ہٹانا یا جھپا

ہاں[۴] اگر سجدہ تجھے دشوار ہو اس ضرورت کے لیے یکبار ہو

یا بچھانا[۵] بازؤں کو سجدوں میں یا کہ کُتّے کی طرح ۔ اقعا کریں

انگلیوں کا بھی ہے چٹخانا برا اُسکو یا جا کہتے ہیں شیطان کا

سلہ وہ عمل ۔ الخ یعنی نماز کے اندر وہ کام کرنا کہ جس سے نماز مکروہ ہے بہت سی ہیں جن میں سے ایک کپڑے کا سدل ہے اور سدل کے معنی لٹکانے کے ہیں اور اس کی صورت آیندہ دو شعروں میں مذکور ہی ۱۲ منہ ۔

سلہ روکنا بد ہی ۔ الخ ۔ لباس کا روکنا جیسے دامن کمر پر باندہ لینا یا ڈھیلے پائنچے اوپر گھرس لینا یا تنگ پائنچے نصف ساق تک اوپر چڑہا لینا ۔ اور بالوں کا روکنا جیسے مردوں کو جوڑا باندہنا یہ سب مکروہ تحریمی ہے ۱۲ منہ

سلہ یا کہ کپڑا الخ ۔ یعنی نمازی کو اپنا کپڑا خاک سے یا تر مٹی سے بچانے کے لئے اُٹھا لینا یا کھینچ لینا یا اپنے بدن یا کپڑے سے کھیلنا مکروہ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ۱۲ منہ

سلہ ہاں اگر سجدہ الخ ۔ یعنی سجدہ گاہ سے کنکریوں کا ہاتھ سے ہٹانا مکروہ ہے لیکن ہاں اگر کنکریاں اس قدر زیادہ ہوں کہ جن سے سجدہ کرنا وہاں مشکل ہو تو ایک بار اُن کو ہٹا دے کہ یہ بضرورت جائز ہی ۱۲ منہ

سلہ یا بچھانا بازؤں کو ۔ الخ ۔ یعنی دونوں سجدوں میں دونوں بازوؤں کا یا ایک بازو کا زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے ہی کتے کی طرح قعدے یا جلسے میں بیٹھنا مکروہ ہے اقعا کتے کی نشست کو کہتے ہیں اور اس کی صورت یہ ہی کہ دونوں سُرین زمین پر رکھ کر اور نیچے زمین پر ٹیک کر گھٹنیاں کھڑی کر لے اس طرح نماز میں بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے ۱۲ منہ

ف یا کرے قبلہ سے رخ کا الخ یعنی قبلہ کی طرف سے نمازی کا منہ پھیر لینا گو کہ آن واحد کے لیے ہو یہ مکروہ ہے۔ اور اگر منہ پھیر کر فوراً سیدھا نہ کیا اور کچھ دیر تک بدستور منہ پھیرے رہا کہ دور سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ نماز میں نہیں تو نماز فاسد ہو جائیگی کہ یہ عمل کثیر ہو گیا ۱۲ منہ ف یا قرأت قدر سنت سے الخ یعنی ہر نماز میں جس قدر قرأت مسنون ہے اُس سے اتنی زیادہ طویل کہ کسی مقتدی پر بار گزرے مکروہ تحریمی ہے اور اگر جماعت میں کوئی مریض یا بوڑھا ضعیف ہو کہ بقدر سنت بھی اُسے باعث تکلیف ہو تو حکم ہے کہ قرأت اس قدر ہلکی کرے کہ ایذا نہ ہو ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فجر کی نماز میں قرأت طویل فرمایا کرتے اور اگر کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی کہ اس کی ماں شامل جماعت ہے تو وہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سورہ فلق و سورہ ناس سے نماز تمام فرما دیا کرتے کہ دیر میں بچہ کو تکلیف ہوگی اور ماں کا دل اس طرف لگا رہے گا یہ شان رحمت ہے ہمارے نبی رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ۱۲ منہ ف آدمی کے منہ کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اس کی پیٹھ کی طرف پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے اسی طرح سجدہ میں یا بغرض برابر کرنے [illegible] دیوار کرنے جانے تہ بند کے یا صاف کرنے [illegible] داڑھی کے ماتھے کو زمین پر گھسنا رگڑنا مکروہ ہے ۱۲ ف یا کسی جاندار کی یعنی آدمی کی یا کسی دوسرے جاندار کی پوری تصویر اوپر کے حصہ کی نمازی کے آگے پیچھے دہنے بائیں سر کے اوپر ہونا مکروہ تحریمی ہے اور قدموں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ تصویر کا ہونا مکروہ نہیں ہے اور بعضوں کے نزدیک تصویر کا پیچھے یعنی پس پشت ہونا بھی مکروہ نہیں ہے اور اسی پر فتوے شرح وقایہ میں دیا گیا ہے اور یہی قرین ثواب ہے بسبب حرج کے خاص کر اس زمانہ و دیار میں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر ریلوے سفر میں ہوٹلوں اور ویٹنگ روموں کے انگریزی مکانات میں بضرورت قیام کا اتفاق پڑتا ہے اور وہاں اکثر تصاویر موجود ہوتی ہیں پس ایسے موقعہ پر نماز میں پیچھے بائیں سامنے اوپر تصاویر کا بچانا ہی مشکل تا سخت دشوار ہوتا ہے تو پیچھے کی جانب تصاویر کا بچانا کیونکر ممکن ہو یا کہ انگریزی خیالات کے صاحبوں کے مکانات میں اگر جانے کا اور ٹھہرنے کا اتفاق ہو تو ایسی جگہوں میں تصویر کا پس پشت سے بچانا بالکل محال ہے اور دنیاداروں کو گریز اس سے

یا کمر پر ہاتھ رکھے بے ادب	یا جُدا صف سے کھڑا ہو بے سبب
یا کرے قبلہ سے رخ کا انصراف	گر زیادہ ہو تو وہ مبطل ہے صاف
یا قرأت قدر سنت سے بڑھائے	جو جماعت میں کسی پر شاق آئے
یا کہ ڈھاٹا باندھ کر پڑھے نماز	یا کہ پڑھنا روک کر بول و براز
آدمی کی منہ کی جانب یا پڑھے	یا کہ ماتھے کو زمیں پر وہ گھسے
یا کسی جاندار کی تصویر ہو	دہنے بائیں پیچھے اوپر روبرو
روبرو ہونا تو ہے بالکل حرام	کیونکہ ہیں یہ بت پرستوں کے کام
کپڑے یا تصویر یا ہونا چڑھا	آستیں کا نیم ساعد سے سوا
آنے والے کی غرض سے یا امام	کچھ بڑھا دے وہ رکوع اور یا قیام
کام یہ مکروہ تحریمی ہیں سب	ان سے بچنا چاہیے اے با ادب
آئے ہیں مکروہ تنزیہی جو کار	وہ بھی کرلے لے نمازی تو شمار

غیر ممکن ہے اسی وجہ سے میں نے سابق اشاعت میں پس پشت تصویر کے ہونے کو مکروہات میں شمار نہ کیا تھا کہ وہی مفتیٰ بہ بھی ہے اور ضرورت زمانے کے مطابق مگر چونکہ ایک فاضل اجل نے اس کو بھی ضروری سمجھا اور ضرورت زمانے کے مطابق لہذا اُن کی رائے باصواب سمجھ کے بوجہ پس پشت تصاویر کے ہونے کو بھی مکروہات میں لیکر سابق اشاعت کو ترمیم کر دیا گیا کہ احتیاط اسی میں ہے اور امام محمدؒ نے بھی جامع صغیر میں کراہیت کی ہی تصریح فرمائی ہے اور جانداروں کی تصاویر کا گھروں میں رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور اس گھر میں فرشتے رحمت کے داخل نہیں ہوتے اور جس جاندار کی تصویر میں گردن اور چہرہ بالکل نہ ہو یا کاٹ کر علیحدہ کر دیا گیا ہو تو یا درخت و پہاڑ وغیرہ کی تصویر ہو یا جہازات و مکانات کی تصویریں ہوں تو اُن کا کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ نقشوں کے حکم میں ہے ۱۲ ف آستین کا نیم ساعد الخ یعنی اگر دونوں خواہ ایک آستین آدھی کلائی سے اوپر چڑھی ہوئی ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں خصوصاً جب وضو کر کے آئے اور امام کو رکوع میں (بقیہ نوٹ نمبر ۲۰ و نمبر ۲۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

ل۱ یعنی کاہلی و یا گرمی کے باعث ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر عاجزی و فروتنی کی نیت سے ننگے سر ہو کر نماز پڑھے تو ناپسند نہیں ہے ۱۲ منہ۔ ل۲ یا کنکھیوں سے۔ الخ۔ یعنی بغیر گردن پھرائے کنکھیوں سے کسی طرف دیکھنا یا نماز میں بلا ضرورت آنکھیں بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے ۱۲ منہ ل۳ یا پڑھے منہ میں الخ۔ یعنی اگر کوئی پاک چیز منہ میں موجود ہو اور نماز پڑھے اور اس منہ میں دبی ہوئی چیز سے قرات کے پڑھنے میں کچھ خلل واقع نہ ہو تو وہ نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور اگر قرات میں اس چیز سے خلل پڑتا ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر قرات بالکل نہ پڑھی جائے گی تو نماز باطل ہو جائے گی اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز منہ میں ہوگی جس کا عرق حلق میں جاتا ہو جیسے پان یا کسی چیز کا (خود جرم) گلے سے اُترتا ہو جیسے تنکہ یا تبا تنا جب بھی نماز نہ ہوگی ۔۱۲ منہ ل۴ یا پڑھے میلے کچیلے الخ۔ یعنی جو شخص صاف و ستھرے کپڑے ہوتے ہوئے میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھے گا تو مکروہ تنزیہی ہے کہ اس میں ناشکری منعم حقیقی کی ہے اور اگر اُس کے پاس اچھے اور دُھلے کپڑے نہوں تو مکروہ نہیں ہے اور گرمی یا سردی کی وجہ سے پگڑی کے پیچ کو سامنے رکھ کر اُس پر سجدہ کرنا یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے جبکہ اُس پیچ پر پیشانی خوب جم جائے اور اگر وہ نہ جمے گی کہ دبانے سے اور زیادہ دب سکے اور زمین کی سختی محسوس نہ ہو تو نماز ہی نہ ہوگی ۔۱۲ منہ ل۵ یا کسی اونچی جگہ پر الخ۔ یعنی اگر امام اونچی جگہ کھڑا ہوا اور مقتدی نیچے ہوں تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور بعض کے نزدیک تحریمی ہے اور امام و مقتدیوں کا نیچے اونچے پر کھڑا ہونا اس قدر کا معتبر ہے جس سے امتیاز باقی ہو کیا معنی کہ جس سے دور سے دیکھنے سے یہ ثابت ہو کہ اونچے نیچے پر کھڑے ہیں ۱۲ منہ ل۶ مقتدی اونچا ہو الخ۔ یعنی اگر مقتدی اونچے پر ہوں اور امام بقدر مابہ الامتیاز نیچے میں کھڑا ہو یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے یا محراب یا در میں امام تنہا کھڑا ہوا اور مقتدی اسکے باہر ہوں یہ بھی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ نصاریٰ و یہود کا یہ طریق ہے کہ اُن کا امام تنہا محراب یا در میں کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی باہر پس اُن کی مشابہت سے بچنا چاہیئے اگر امام کے ساتھ دو تین مقتدی بھی محراب میں کھڑے ہو جائیں یا کہ امام محراب کے باہر کھڑا ہو یوں کہ دونوں پاؤں اُس کے محراب سے بالکل باہر ہوں اور سجدہ محراب کے اندر واقع ہو اس میں کراہت نہیں ہے اسی طرح امام اگر در کے باہر کھڑا ہو کر سجدہ در میں کرے تو کچھ ہرج نہیں جبکہ در کی کُرسی صحن کی زمین سے اونچی نہ ہو ورنہ کراہت ہوگی اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے بارہ انگل اونچی ہو پھر جب تو نماز ہی نہ ہوگی ۔۱۲ منہ ل۷ مقتدی تو در سے الخ۔ یعنی محراب یا در میں امام کا کھڑا ہونا تو مکروہ تنزیہی تھا لیکن مقتدی کا در میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ محراب یا مسجد سے مقتدی کا مدفوع ہونا یہی ہے کہ وہ اس جگہ کھڑے ہونے سے دفع یا علیحدہ کیا گیا ہے کیا معنی کہ وجوباً منع کیا گیا ہے کہ جس کے بلا سبب خلاف ورزی میں کراہت تحریمی یقینی ہے کیونکہ اُس میں صف ناتمام چھوڑ دی جاتی ہے یا ایک صف کے کئی ٹکڑے ہو جاتے ہیں پس یہ قطع صف ہے اور قطع صف ناجائز و گناہ ہے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً مینہ برستا ہے یا دھوپ سخت ناقابل برداشت ہے یا مسجد کثرت جماعت سے بھر گئی کہ اب کہیں اور جگہ نہ رہی تو ان ضرورتوں سے در محراب میں کھڑا ہونا مضائقہ نہیں رکھتا ۱۲ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۸ و نمبر ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

ننگے[1] سر پڑھنا کسل سے لے فتا ۔۔۔ چار زانو خواہ اکڑوں بیٹھنا
یا کنکھیوں[2] سے کسی کو دیکھنا ۔۔۔ بے ضرورت بند کرنا آنکھ کا
یا پڑھے[3] منہ میں دبا کر چیز کو ۔۔۔ وہ قرارت کی اگر مانع نہ ہو
یا پڑھے[4] میلے کچیلے کپڑوں سے ۔۔۔ پیچ پر پگڑی کے یا سجدہ کرے
یا کسی[5] اونچی جگہ پر ہو امام ۔۔۔ جبکہ نیچے میں جماعت ہو تمام
مقتدی[6] اونچا ہو یہ بھی ہے برا ۔۔۔ رہ و در و محراب سے باہر سدا
مقتدی[7] تو در سے خود مدفوع ہی ۔۔۔ اس میں قطع صف ہی یہ ممنوع ہی
یا جمائی کے لیے منہ کھول دے ۔۔۔ ہاتھ سے لازم ہے اسکو ڈھانپ لے
وسط[8] سر ہونا عمامہ سے کھلا ۔۔۔ اور انگڑائی بھی لینا ہے برا
آیتیں[9] گننا عمل کرنا قلیل ۔۔۔ ہو نہ جس کے منع حتمی پر دلیل
چھوڑ دینا سنتیں یا مستحب ۔۔۔ کام یہ مکروہ تنزیہی ہیں سب

[illegible] ۱۲

قرات وامامت وجماعت کا بیان

ایک آیتؔ حفظ کرنا فرض ہے ہر مسلماں پر کہ اتنا فرض ہے
تین چھوٹی آیتیں قرآن کی یا کہ لمبی ایک آیت کوئی سی
ساتھ ان کے سورۂ الحمد کا حفظ کرنا سب پہ واجب ہی سدا
حفظ کرنا سارے قرآں کا تمام ہو کفایہ فرض سن اے نیکنام
حفظ کرنا اس کا پھر ہر شخص کو بالیقیں مسنون ہے اے نیک خو
حفظ کرنے میں کلام اللہ کے نفل پڑھنے سے ہیں زائد مرتبے
ہے ثوابؔ اسکا بہت یوم النشور حافظوں کے سر پہ ہوگا تاج نور
بھول جانا اسکا ہے بیحد گناہ حشر میں ہوگا وہ اندھا روسیاہ
سب نمازوں میں اک آیت فرض ہے نفل و واجب خواہ سنت فرض ہے

۱ ایک آیت الخ یعنی قرآن مجید کی ایک بڑی آیت ہر مسلمان کو حفظ کرنا فرض عین ہے تاکہ نماز میں اس کو پڑھ سکے اور مخصوص ساتھ ہی سورۃ فاتحہ کا حفظ کرنا اور کسی ایک سورۃ یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتوں کا علاوہ فاتحہ کے یاد کرنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے تاکہ نماز کامل طریق پر ادا کر سکے اگر کوئی شخص امی ہو یا نو مسلم اور اس کی زبان کی سختی سے نماز سورتیں اس کو یاد نہ ہو سکیں تو مناسب ہے کہ اس کو صرف فاتحہ اور سورۂ اخلاص یاد کرا دی جائیں اور اگر آسانی ممکن ہو تو اخلاص کے ساتھ ایک اور سورۃ کافرون یا انا اعطینا بھی یاد کرا دی جاوے تاکہ نماز فرض کی دونوں رکعتوں میں ان دونوں کو پڑھ سکے ۔ ۱۲ منہ

۲ ہے ثواب اس کا الخ یعنی کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا بہت بڑا اجر ہے اعلیٰ ثواب اس کا یہ ہے کہ حافظوں کے سر پر اور ان کے والدین کے سر پر تاج کرامت جو کہ نہایت پرنور و روشن ہوگا زیب سر کیا جائیگا حدیث شریف میں آیا ہے من قرأ القرآن وعمل بما فیہ البس والداہ تاجا یوم القیامۃ ضوءہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بہذا رواہ احمد و ابوداؤد ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کسی نے پڑھا قرآن یعنی یاد کیا اور عمل کیا اس پر پہنائے جائیں گے ماں باپ اس کے تاج قیامت کے دن اور وہ تاج ایسا ہوگا جس کی روشنی زیادہ ہوگی آفتاب کی روشنی سے دنیا کے گھروں میں پس کیا خیال ہے تمہارا اس کی بابت جس نے کہ یاد کیا اور عمل کیا قرآن عظیم پر مطلب حضرت کا اس سے یہ ہے کہ جب حافظ کے والدین کی اس قدر عزت و کرامت ہوگی تو خاص حافظ کے ثواب کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے کہ اس کا تاج کسقدر روشن ہوگا قیامت میں ۱۲ منہ

ہے قرارت سب میں فرض اے پاکباز | بے قرارت کے نہیں ہوتی نماز
پھر ہے واجب اُسکے اندر بیگماں | فاتحہ پڑہنا اور اک آیت کلاں
فجر میں اور جمعہ و عیدین میں | دو عشا۔ مغرب کی پہلی رکعتیں
اور تراویح اور وتروں میں امام | جہر کرنا تجھکو واجب ہے مدام
گر اکیلا ہو تو جائز ہے تجھے | خواہ آہستہ پڑہے یا زور سے
جمعہ و عیدین لیکن اے تقی | بے جماعت کے نہیں ہوتے کبھی
پھر امام و منفرد کو غیر[۱] میں | سب پہ واجب ہے کہ آہستہ پڑہیں
شب کی نفلوں میں اجازت ہے انھیں | جہر سے وہ خواہ آہستہ پڑھیں
اور ہے واجب سب پہ پھر ترتیب بھی | تا قرارت کو نہ وہ اُلٹیں کبھی
لوٹ کر[۲] پیچھے کے پڑہنے کو مدام | کہتے ہیں مکروہ تحریمی۔ امام
بیچ میں[۳] پھر ایک آیت چھوڑ کر | سورتوں چھوٹی میں سورت چھوڑ کر

۱ غیر میں الخ۔ غیر سے مراد دیگر نمازیں ظہر وعصر کی کل رکعتیں اور مغرب کی پچھلی ایک رکعت اور عشا کی پچھلی دو رکعتیں ہیں ۱۲ منہ

۲ لوٹ کر الخ۔ یعنی چونکہ نماز میں قرآن کو ترتیب سے پڑہنا واجب ہے کہ جو سورۃ یا آیات پڑھے اُس کے بعد اُس سے بعد کی آیات یا سورت پڑہے اُس سے اوپر کی نہ پڑہے کیونکہ اوپر کی سورت یا آیت دوسری رکعت میں پڑہنے کو امام اعظمؒ مکروہ تحریمی بتاتے ہیں ۱۲ منہ

۳ بیچ میں۔ الخ یعنی آیتوں کے بیچ میں سے ایک آیت کو چھوڑ کر تیسری آیت کا نماز میں پڑہنا یا چھوٹی سورتوں میں سے جن کو کہ قصار مفصل کہتے ہیں اُن میں سے ایک سورۃ کو چھوڑ کر تیسری کا پڑہنا یہ بھی فقہا کے نزدیک مکروہ ہے اور نیز الحمد کے سوا اور سورۃ کا ہر رکعت میں ہر بار مکرر اسی کو پڑہنا مکروہ تنزیہی ہے مگر بعض کے نزدیک قل ہو اللہ کا مکرر پڑہنا مکروہ نہیں ہے سوائے اخلاص کے اور سورۃ کے واسطے یہی حکم ہے یہ سب باتیں اشعار میں صاف صاف بیان کردی گئی ہیں۔ ۱۲ منہ

تیسری کے پڑہنے کو اکثر فقیہہ | دوسری رکعت میں لکھتے ہیں کریہ
ماسوا الحمد کے اسے دیں شعار | ایک ہی سورت کا پڑہنا بار بار
یعنی ہر رکعت میں دُہرانا اُسے | یہ بھی ہے مکروہ تنزیہی سمجھے
ہی قرارت میں سمجھے مسنوں یہی | پڑہ ہراک رکعت میں سورت اور ہی
ہو جو اطمینان اور فرصت سمجھے | پس ہی فجر و ظہر میں سُنت سمجھے
اُن[1] میں پڑہنی دو مفصل کی طوال | اور عشا و عصر میں لے باجمال
ان میں دو اوساط۔ مغرب میں قصار | وقت اطمینان نہ کرنا اختصار
پھر جو اطمینان نہ ہو یا ہو سفر | یا کہ آخر وقت آجائے اگر
جب تو جو چاہیے وہ پڑہنا وہاں | کوئی سورت یا کوئی آیۃ کلاں
دونوں رکعت میں قرارت ایک سی | ہو سدا۔ یا فجر میں پہلی بڑی
کم نہ ہو پہلی کہ یہ معیوب ہے | گر[2] برابر ہو تو سب سے خوب ہے

[1] اُن میں پڑہنی الخ۔ مفصل اس حصہ قرآن عظیم کو کہتے ہیں جو سورۂ حجرات سے آخر تک ہے اُن میں طوال مفصل سورۂ حجرات سے لیکر سورۂ بروج تک ہیں اور اوساط مفصل سورۂ بروج سے لیکر سورۂ لم یکن تک ہیں اور قصار مفصل سورۂ لم یکن الذین کفروا سے لیکر سورۂ ناس تک ہیں لہٰذا ان سورتوں کو اطمینان کے وقت اس طریق سے پڑہا کرے۔ کہ فجر اور ظہر وجمعہ میں طوال مفصل اکثر پڑہا کرے اور عصر وعشا میں اوساط مفصل پڑہا کرے اور مغرب میں قصار مفصل اکثر پڑہا کرے اور گاہ گاہ اس کے خلاف بھی پڑہے تاکہ اتباع سنت ہاتھ سے نہ جاوے فائدہ کروہ سورتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن جن وقتوں کی نماز میں پڑہنا ثابت ہوئی ہیں اُن سورتوں کو اُنہیں وقتوں کی نماز میں پڑہنا باعث کمال برکت وفضیلت نماز فرض کا ہے مثلاً سورۂ قاف اور سورۂ اذا الشمس کورت کا نماز فجر میں اور سورۂ جمعہ ومنافقون وسورۂ اعلیٰ وغاشیہ کا نماز جمعہ میں اور سورۂ اعلیٰ اور والشمس اور والضحیٰ اور واللیل اور والتین نماز عشا میں وغیرہ وغیرہ۔

[2] گر برابر ہو الخ۔ سوائے نماز فجر کے اور نمازوں کی دونوں رکعتوں میں قرارت کا برابر ہونا جملہ فقہا کا مختار مذہب ہے اور اگر کم وبیش ہو تو اول رکعت کی قرارت کچھ خفیف زیادہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے اور اُن کے شاگرد امام محمد یہ فرماتے ہیں کہ فجر میں پہلی رکعت بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی ہونا چاہیے کیا معنی کہ اور نمازوں کی دونوں رکعت کا برابر ہونا مستحب ہے لیکن فجر کی پہلی رکعت کا بڑا ہی ہونا مستحب ہے اور اگر اُن قول پر بھی عمل کرے تو ان کے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں ہے اور بڑے ہونے کی یہ حد ہے کہ المضاعفت سے ہمیشہ کم رہے ۱۲ منہ

ہی جماعت میں تو خود واجب یقیں	مقتدی وقت قرارت چپ رہیں
اور جو وہ پڑھتا ہو بیرونِ نماز	ایک پر ہے فرض سننا با نیاز
اور جو ہو مجلس قرارت کے لیے	جمع ہوں مردم سماعت کے لیے
اُسکا سننا سب پہ واجب ہے ضرور	اُسکے سننے سے نہوں زنہار دور
آیۂ سجدہ پڑھے جس دم امام	سجدہ ہے فی الفور[2] واجب لا کلام
اور پڑھے۔ کوئی جو بیرونِ نماز	جب بھی واجب سجدہ ہے بہر نیاز
قاری و سامع برابر اس میں ہیں	دیر کرنے میں مخیّر اس میں ہیں
چودہ سجدے ہیں قرآں میں اے عزیز	دیکھہ کر قرآن میں کر لے۔ تمیز
ہے جماعت فرض کی اے بانصیب	سُنتِ مشہور[3] واجب کے قریب
بعض فرضِ عین کہتے ہیں وہ تقی	بعض کہتے ہیں کفایہ فرض ہے
بعض واجب جانتے ہیں اے تقی	ہے یہی قولِ اصح مفتے (بہ)

[1] ہے جماعت میں الخ۔ ان سب اشعار کا یہ مطلب ہے کہ جماعت میں تو قرارت امام کے وقت تمام مقتدیوں پر چپ رہنا خود ہی واجب ہے اگرچہ قرارت خفی ہو اور خطبہ کا حکم بھی مثل نماز کے ہے اس کے علاوہ اگر کوئی شخص قرآن پڑھتا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر کوئی مجلس جمع ہے اور اس میں قاری پڑھے تو سب پر سننا واجب ہے جس طرح خطبہ میں۔ اور اگر کوئی شخص بطور خود پڑھ رہا ہے تو اس کا سننا فرض کفایہ ہے ایک شخص بھی سننے گا تو سب سے الزام جاتا رہے گا ورنہ سب گنہگار رہیں گے اگر آن کو سننے کا موقعہ ہے اور اگر لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہیں سننے کی فرصت نہیں رکھتے ایسی جگہ کسی نے باواز قرآن مجید پڑھا تو یہ خود گنہگار ہوگا۔ ۱۲۔ منہ

[2] فی الفور۔ الخ۔ یعنی نماز میں جو کوئی سجدہ کی آیت پڑھے تو اسی وقت فوراً سجدہ کرے اگر نماز با جماعت ہو تو امام کے ساتھ مقتدی بھی سجدے میں جائیں کیونکہ اول تو امام کی پیروی مقتدیوں پر واجب ہے دوسرے سجدے کی آیت سُن کر سجدہ کرنا ہر ایک پر واجب ہے خواہ نماز میں ہو خواہ بیرون نماز پس نماز کے اندر تو فوراً سجدہ کرنا واجبات سے ہے اور بیرون نماز والے یہ ہے کہ اُسی وقت کرے اگر باوضو نہ ہو تو دوسرے وقت بھی اس کا کرنا کفایت کرتا ہے اور واجب ادا ہو جاتا ہے ۱۲۔ منہ

[3] سنت مشہور الخ۔ یعنی پانچوں وقت کی فرض نماز کے واسطے جماعت کا ہونا سُنت موکدہ ہے امام ابوحنیفہ اور صاحبین رضی اللہ عنہم کے نزدیک۔ اور امام احمد حنبل کے نزدیک فرض ہے ہر مسلمان مرد پر اور امام شافعی کے نزدیک فرض کفایہ کہ اگر کچھ لوگ پڑھ لین گے تو اس محلہ کے دیگر مسلمانوں کے اوپر پھر وہ فرض نہ رہے گی ورنہ سب لوگ ترک فرض کے گنہگار ہوں گے اور بعض فقہائے حنفیہ کے نزدیک وہ واجب ہے اور یہی قول احوط ہے اور قریب تر ہے ساتھ صواب کے اور ارشاد امام کا بھی یہی مطلب ہے ۱۲۔ منہ

چھٹک جماعت سے کبھی ہرگز نہ تو
بھیڑیا[۵۱] کھاتا ہے تنہا بھیڑ کو

بے سبب[۵۲] ترکِ جماعت جو کریں
مبتلا ہیں وہ وعیدِ سخت ہیں

جو کہ پڑھتا ہے الگ اپنی نماز
اُسکی ہوتی ہے فقط اِک ہی نماز

اور جماعت سے پڑھے جو لے جناب
اُس کو ستائیس درجے ہے ثواب

جمعہ مسجد[۵۳] میں اگر کوئی پڑھے
اجر اُس کو پانسو کا واں ملے

جو پڑھاتا ہے جماعت کی نماز
اُس کو کہتے ہیں امام اے پاکباز

شرع میں[۵۴] پھر دو طرح کے ہیں امام
اک بڑا اور ایک چھوٹا اے ہمام

وہ بڑا ہے جو شہِ اسلام ہے
نظم و نسقِ ملک جس کا کام ہے

ہیں شرائط فقہ میں اُس کے لکھے
جس کو خواہش ہو کتابیں دیکھ لے

بعد اُسکے پھر ہے وہ چھوٹا امام
جو پڑھاتا ہے جماعت اے ہمام

اس[۵۵] امامت کو وہ بہتر ہے سنو
جانتا ہو جو کہ خوب احکام کو

[۵۱] بھیڑیا کھاتا ہے۔ الخ۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فعلیک بالجماعۃ فانما یاکل الذئب القاصیۃ یعنی پس لازم پکڑ تو جماعت کو کیونکہ بھیڑیا اکیلی بھیڑ کو جو کہ ریوڑ سے علیحدہ چھٹک جاتی ہے کھا جاتا ہے یہاں شیطان بمنزلہ بھیڑیئے کے ہے اور تنہا نماز پڑھنے والا بمنزلہ اس بھیڑ یا بکری کے ہے جو کہ ریوڑ جماعت مویشی سے علیحدہ رہ جاتی ہے پس ایسے موقع پر شیطان کو تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز کا خراب کر دینا اور شبہات میں ڈال دینا بہت آسان ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

[۵۲] یعنی جو لوگ کہ بلا عذر شرعی جماعت میں شریک ہو کر نماز نہیں پڑھتے اُن کے حق میں حدیث میں سخت وعیدیں وارد ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ اگر تارک جماعت کے گھر میں بال بچے نہ ہوتے تو میں اُن کے گھروں میں آگ لگا دیتا ۱۲ منہ۔

[۵۳] جمعہ مسجد الخ۔ جمعہ مسجد یا جامع مسجد اُس کو کہتے ہیں کہ جہاں جمعہ کی نماز ہمیشہ ہوا کرتی ہو اُس مسجد میں جو کوئی نماز با جماعت پڑھیگا اُس کو پانسو نمازوں کا ثواب ملے گا یعنی کہ اگر کوئی جامع مسجد سے علیحدہ نماز با جماعت پڑھے تو اُس کو ستائیس نمازوں کا ثواب ہوا اور اگر جامع مسجد میں جا کر پڑھے تو پانسو نمازوں کا ثواب پائے اور اگر مسجد نبوی میں جا کر پڑھے تو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب پائے اور اگر خانہ کعبہ کی مسجد میں پڑھے تو ایک لاکھ نماز کا ثواب پائے۔ سبحان اللہ واللہ یضاعف لمن یشاء۔ واں۔ جو مصرعہ ثانی میں وارد ہے وہ مخفف وہاں کا ہے جو کہ خاص محاورے میں داخل ہے اور جس کو سودا نے بھی باندھا ہے بیت ؎

واں لا کے مارئیے مجھے گردش کہ جس جگہ
پانی کے قطرہ کا بھی نہ ہووے اثر کہیں

۱۲ منہ۔

[۵۴] یعنی شریعت میں دو قسم کے امام ہوتے ہیں ایک تو وہ جو خلیفۂ وقت ہو اور جس کو حدود شرعی کے قائم کرنے کے کامل اختیارات حاصل ہوں اور اُس کے پورے شرائط کتب فقیہ میں مذکور ہیں وہ بڑا امام ہے اور دوسرا امام وہ ہوتا ہے کہ جو نماز جماعت کی پڑھاتا ہے پس اس نماز کی امامت کے واسطے بہتر کون شخص ہے اُس کی تفصیل آئندہ اشعار میں بخوبی بیان کی گئی ہے ۱۲ منہ۔

[۵۵] اس امامت کو الخ یعنی

۵۱ اُن میں جو قاری الخ یعنی اگر کسی جگہ دو شخص یا چند اشخاص ایسے موجود ہوں جو احکام نماز کو خوب جانتے ہوں تو اُن میں جو شخص سب سے زیادہ قاری ہو وہ امام بنایا جائے اور قاری اُس کو کہتے ہیں جو خوب تجوید و صحت کے ساتھ قرآن مجید پڑھتا ہو اور حروف کو ان کے مخارج و صفات کی مراعات سے خوب ادا کرتا ہو اور ادنیٰ درجہ قرارت کا یہ ہے کہ جملہ حروف صاف صاف قاری کی زبان سے نکلتے ہوں۔ ٹوٹے ہوئے ادھ کٹ حروف نہ نکلتے ہوں اور جسکی زبان سے ٹوٹے ہوئے ادھ کٹ حروف نکلتے ہوں یا کہ (ش) کی جگہ (س) یا حائے حطی کی جگہ ہائے ہوز یا قاف کی جگہ کاف نکلتا ہو تو وہ شخص اَن پڑھا اور جاہل ہے اُس کے پیچھے قاری کی نماز درست نہیں ہے اور خود اس کی بھی اپنی نماز نہ ہوگی اگر وہ شخص اُس کے سیکھنے انتہا درجہ کا جہد بلیغ نہ کرے گا ہاں اگر اس کی زبان خلقتہً ایسی ہو کہ بعد کوشش تام بھی قدرت نہ پائے اور زبان صاف نہ ہو تو ایسی مجبوری میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی مگر امامت اس کی جائز نہ ہوگی سوا اُس شخص کی اقتدا کے جس کی غلطی اس کی غلطی کے مثل ہے۔ مثلاً ایک سے طا ادا نہیں ہو سکتی لیکن وہ حا ٹھیک ادا کر سکتا ہے تو ان میں بھی ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا ۱۲ منہ نمبر ۵۲ پھر جو ایسے ہی الخ۔ یعنی اگر ایسے بھی دو یا چند کس موجود ہوں تو اُن میں سے وہ امام بنایا جائے جو زیادہ خوش خلق ہو اور اُس کے بعد پھر وہ امام بنایا جائے جو زیادہ خوبصورت ہو خلق کے آگے جو واؤ ہے وہ اگرچہ عاطفہ ہے لیکن یہاں بعد کے معنی رکھتا ہے ۱۲ نمبر ۵۳ پھر وہ بی بی الخ۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ جس کی بی بی بہت خوبصورت ہوگی اس کی نیت ثابت ہوگی ڈانواں ڈول نہ ہوگی اور یہ بھی ایک صفت ہے تقویٰ کی اور یہ بات ان اہل قرابت کیلیے ہے جن کو ایک دوسرے کی بی بی کا حال معلوم ہو ۱۲ منہ نمبر ۵۴ پھر ہے وہ۔ الخ یعنی لباس نفیس و پاکیزہ تو ہو مگر مشروع ہو کیا معنی کہ جس کا پہننا شرعاً جائز ہو ریشمی یا زری کا نہو کہ وہ مردوں کے واسطے حرام ہے اور حرام لباس سے نماز پڑھنا سخت ناجائز ہے اور وہ نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے جسکا اعادہ دیگر کپڑوں سے جو مشروع ہوں واجب ہے ۱۲ منہ ۵۵ اصل یہی ہے کہ بعد عالم و قاری و متقی کے جس شخص پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے وہ امام بنایا جائے اور اگر اجماع نہ ہو سکے اور اختلاف باقی رہے تو قرعہ ڈال کر قطع نزاع کر لیں۔ ۱۲ منہ ۵۶ عاقل و بالغ۔ الخ یعنی جو صفات کہ امام ہونے کے اوپر بیان کئے گئے اُن صفات کے ساتھ جو امام کہ متصف ہو اس کا عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے اگر امام مجنوں ہوگا تو اُس کے پیچھے نماز کسی کی نہوگی یا اگر وہ نابالغ ہوگا تو اُس کے پیچھے بالغوں کی نماز نہ ہوگی نابالغوں کی البتہ ہو جائیگی۔ ۱۲ منہ

پھر جو ہوں دو شخص ایسے ایک جا — ہو امام اُنمیں جو قاری ہو سوا

اور جو ایسے بھی ہوں وہ دیں شعار — ہو مقدم اُن میں بس پرہیز گار

اور جو ہوں ایسے بھی دو لئے نیکنام — جو بڑا ہو عمر میں وہ ہو امام

پھر جو ایسے بھی برابر ہوں کہیں — ہو امام اُنمیں سے خوش خلق و حسین

پھر شریف خاندان جو سب میں ہو — پھر مقدم کر تو خوش آواز کو

پھر وہ بی بی جسکی ہو صاحب جمال — پھر وہ جس کے پاس ہو مال حلال

پھر ہو وہ۔ کپڑا ہو عمدہ جسکے پاس — فاخرہ مشروع ہو اُس کا لباس

پھر وہ جس کا سر بڑا ہو اسے ندیم — پھر مسافر پر مقدم ہے مقیم

قرعہ ڈالیں پھر جو ایسے ہی ملیں — یا کہ شب ال کر پسند اُنمیں کریں

عاقل و بالغ و لیکن ہو امام — ہاں صبی کافی ہو صبیاں کو امام

جاہل۔ اندھا۔ یا حرامی۔ یا غلام — بدعتی۔ ہو یا کہ فاسق ہو۔ امام

پس نماز ان سب کے پیچھے بالیقیں ۔۔۔ ہوتی ہے مکروہ سن لے پاک دیں

مرد کی ہو گر کوئی عورت امام ۔۔۔ یا کہ خنثیٰ یا کہ لڑکا لے ہمام

یا کہ قاری پیچھے اُمی کے پڑھے ۔۔۔ یا کہ ساتر ننگے کے پیچھے پڑھے

نفل و سنت والے کی لے باخدا ۔۔۔ فرض و واجب میں کرے یا اقتدا

فرض و واجب یا انہوں دونوں کی ایک ۔۔۔ مقتدی کے اور ہوں لے مرد نیک

پس^ف نماز اُس کی نہ ہوگی زینہار ۔۔۔ پھر پڑھے وہ مقتدی خام کار

پڑھ رہا ہو جو تیمم سے نماز ۔۔۔ باوضو کی اُسکے پیچھے ہے جواز

پیچھے قاعد کے اگر قائم پڑھے ۔۔۔ اقتدا کبڑے کی یا سیدھا کرے

یا کہ لنگڑے کی پڑھے پیچھے نماز ۔۔۔ بے تکلف سب کی جائز^ف ہے نماز

صف کھڑی ہوں اسطرح پر اے امام ۔۔۔ آگے تو اور مرد پیچھے ہوں تمام

پھر ہوں لڑکے پھر ہوں خنثیٰ بخطا ۔۔۔ اُن کے پیچھے عورتیں با صدحیا

ف ہوتی ہے مکروہ الخ یعنی جاہل اور نابینا اور ولد الزنا اور غلام شرعی اور بدعتی اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے کیا معنی کہ ان سب لوگوں کے پیچھے نماز باجماعت جائز تو ہے لیکن بوجوہ خارجی مکروہ ہے ہاں ان میں سے بعض لوگوں کے پیچھے مکروہ تنزیہی ہے اور بعض کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور اُس کی تفصیل فقہ کی بڑی کتابوں میں دیکھنا چاہیئے البتہ اہل جماعت کو مناسب یہ ہے کہ جب تک ان کو امام اچھا اور نیک بخت اور متصف بصفات حمیدہ میسر آسکے اُس وقت تک ان مجہولوں میں سے کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور بدعتی اُس کو کہتے ہیں کہ جو بدعت سیئہ کا مرتکب ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں عملی اور اعتقادی۔ عملی جس طرح قبروں پر چادریں چڑھانا یا اہل قبور سے بذاتہ منتیں مانگنا (اور اس کا مفصل بیان زیارت قبور کے بیان میں آئیگا) یا مرد ہوکر زنانہ لباس پہننا یا چوڑیاں باندھنا یا عورت ہوکر مردانہ لباس پہننا یا دین میں کوئی نئی بات ایسی پیدا کرنا جس سے دین میں نقصان آتا ہو وغیرہ وغیرہ اور بدعت اعتقادی وہ ہے کہ جن باتوں پر صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہوچکا ہے اُس کے خلاف عقیدہ رکھنا جیسے خوارج و جبریہ و قدریہ وغیرہم فرقے والے اور یہ بدعت سب میں بدتر ہے جس کی بابت ارشاد ہے کہ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار یعنی ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے اور جو اُس کا مرتکب ہے وہ ناری ہے ۱۲ منہ ف پس نماز اُسکی الخ یعنی وہ شخص جس نے مرد ہوکر عورت یا لڑکے یا خنثیٰ کے پیچھے نماز ادا کی یا قاری ہوکر جاہل غلط پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی یا کپڑے پہننے والے نے ستر کھلے ہوئے کے پیچھے یا فرض پڑھنے والے نے نفل یا سنت پڑھنے والے کے پیچھے یا کہ ایک وقت کے فرض پڑھنے والے نے دوسرے وقت کے فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی مثلاً ظہر کی نماز پڑھنے والے نے عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھی تو ان سب مقتدیوں میں سے کسی مقتدی کی نماز نہ ہوگی ایسے مقتدی کو لازم ہے کہ از سر نو اپنی نماز پڑھے ۱۲ منہ ف جائز ہے نماز الخ یعنی جو شخص کہ کسی عذر شرعی سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اُس کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے یا کمر ٹوٹے کے پیچھے سیدھے آدمی کی نماز یا لنگڑے کے پیچھے ثابت پاؤں والے کی نماز بے تکلف جائز و درست ہے ۱۲ منہ

مقتدی اک ہو جو عورت کے سوا	دہنی جانب ہٹ کے کچھ وہ ہو کھڑا
ہو نماز[51] اُس کی اگر فاسد کبھی	مقتدی بھی پھر پڑھیں اپنی نئی
جب امام[52] آغاز قرآں کا کرے	مقتدی چپکا کھڑا سنتا رہے
تجھ کو واجب ہے ہمیشہ اے امام	پیچھے والوں کی رعایت لاکلام
کم قرات[53] پڑھ سدا اے مقتدا	تا نہ ہوں یہ مقتدی تجھ سے خفا
قدر سنت سے نہ زائد پڑھ کبھی	تا نہ ہو وہ وجہ بار مقتدی
کیونکہ تیرے پیچھے اکثر اے شریف	ہے کوئی بیمار اور کوئی ضعیف
مقتدی پیچھے سے جب آکر ملے	کوئی رکعت اُس کی گر جاتی رہے
بعد کو وہ اپنی پھر کر لے تمام	پڑھ[54] کے سب ترتیب سے پھیرے سلام
مقتدی کو اتباع پیش امام	ہے انھیں احکام کا تابع مدام
جو کہ حکم اُس فعل کا ہے اے فقیہ	فرض و واجب مستحب سنت کہ جو

[51] ہو نماز اس کی الخ یعنی امام کی نماز اگر کسی وجہ سے کبھی فاسد ہو جائے تو جملہ مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی پس امام اور مقتدیوں کو سب کو دوبارہ پھر نماز پڑھنا چاہیئے خواہ وہ امام اور مقتدی پھر ساتھ ساتھ پڑھیں خواہ وہ دونوں علیحدہ علیحدہ ادا کریں جیسا کہ موقعہ ہو ویسا کریں ۱۲ منہ

[52] جب امام آغاز قرآن الخ یعنی امام جس وقت قرات شروع کرے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ چپ ہو کر اُس کو سنیں کہ حدیث صحیح میں وارد ہے اذا قرا فانصتوا یعنی حضرت نے فرمایا کہ جب امام قرات شروع کرے تو تم چپ رہو ۱۲ منہ

[53] کم قرات الخ یعنی اے امام تو ہمیشہ قرات سے کم پڑھا کرنا کیا معنی کہ قدر سنت سے زائد ہرگز نہ کرنا تاکہ وہ مقتدی پر بار خاطر نہ ہو اور پھر اس وجہ سے مقتدی تجھ سے ناخوش و ناراض ہوں کیونکہ جماعت میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں بوڑھے اور بیمار اور کمزور پس مقتدیوں کی رعایت امام پر واجب ہے تاکہ ناحق کسی کو تکلیف نہ ہو اور اگر کوئی موقعہ ایسا ہو کہ جہاں پر سب مقتدی جوان و قوی و صحیح ہوں اور نیز وہ سب قرات طویل کے شایق ہوں تو وہاں قرات کا بڑھا دینا مستحسن ہے ۱۲ منہ

[54] پڑھ کے سب ترتیب سے الخ یعنی جبکہ امام ایک رکعت یا دو رکعت پڑھ چکے اُس کے بعد کوئی مقتدی آکر شریک ہو تو اُس کو چاہیئے کہ بعد سلام پھیرنے امام کے جو رکعتیں اُس کی فوت ہو چکی ہیں اُن کو باقاعدہ ترتیب سے پڑھ کر اپنا سلام علیحدہ پھیر کر نماز پوری کرے ترتیب سے یہ مراد ہے کہ مثلاً اگر ظہر میں یا عصر و عشا میں ایک رکعت یا دو رکعتیں فوت ہوئی ہیں تو بعد سلام امام کے وہ کھڑے ہو کر اُس ایک رکعت یا دو رکعتوں کو معہ فاتحہ یعنی الحمد اور دوسری سورۃ کے ملا کر ادا کرے یا کہ اگر تین رکعتیں فوت ہوئیں تو اول دونوں میں فاتحہ و سورۃ پڑھے اور تیسری میں فقط فاتحہ پڑھے اسی طرح اگر چاروں فوت ہوئی ہیں تو حسب دستور اول دونوں میں فاتحہ اور سورۃ اور آخیر رکعتوں میں محض فاتحہ پڑھے اگر تین رکعتیں سوائے مغرب کے فوت ہوئی ہوں تو اول رکعت بھری پڑھ کر قعدۂ اوسط کر پھر اُس سے اُٹھ کر دوسری رکعت بھری پڑھے اور پھر تیسری میں صرف الحمد پر اکتفا کرے ۱۲ منہ

سلہ یا کہ تحریمہ الخ یعنی اگر مقتدی رکنوں میں سے کوئی رکن امام سے پہلے ادا کرے گا تو نماز اس کی فاسد ہوجائے گی مثلاً تکبیر تحریمہ امام سے پہلے مقتدی لے لیگا تو اس کی نماز شروع ہی سے قائم نہ ہوگی اور وہ نماز اُس کی باطل ٹھہرے گی پس اس کو لازم ہے کہ وہ امام کے تحریمہ کے ساتھ یا امام کے تحریمہ کے بعد ازسرِ نو پھر تحریمہ کرے تاکہ اقتدا کی صفت اس میں پیدا ہو اسی طرح اگر رکوع یا سجدہ میں وہ امام سے پیشتر چلا جائے گا تو نماز اس کی فاسد ہوجائے گی اور اس نماز کا اعادہ اُس پر فرض ہوگا۔ اگر کوئی مقتدی اتفاقیہ امام سے پہلے رکوع میں یا سجدہ میں چلا جائے تو اُس کو چاہیئے کہ فوراً اُس رکوع یا سجدہ سے سر اُٹھا لے اور پھر امام کے ساتھ یا اُس کے بعد رکوع یا سجدہ مکرر کرے تو نماز ہو جائیگی اور یہ رکوع و سجدہ مکرر شمار نہیں ہوگا اور اگر وہ ایسا نہ کریگا اور امام کے رکوع یا سجدے میں جانے سے پہلے سر اُٹھا لیگا اور پھر وہ امام کے ساتھ یا بعد کو اُس کا اعادہ نہ کریگا تو نماز اُس مقتدی کی فاسد ہوجائیگی اور اس صورت میں اس جلد باز مقتدی کو اُس نماز کو لوٹنا فرض ہوگا اور امام کی متابعت فرضوں میں فرض ہے اور واجب میں واجب اور سنت میں سنت اور مستحب میں مستحب ہے اور اگر امام نماز میں کوئی فعل مکروہ کرے تو مقتدی کو چاہیئے کہ اُسمیں اُسکی متابعت نہ کرے اگر اس میں اُس کی متابعت کریگا تو وہ بھی مکروہ ہوگا کیونکہ امام کا جیسا فعل ہے ویسے ہی اُس میں متابعت کا حکم ہے۔ ۱۲۔ **سلہ** گر نماز فرض۔ الخ۔ یعنی اگر عاقل بالغ مسلمان کی نماز کسی وجہ شرعی یا غیر شرعی سے قضا ہوجائے تو اُس کو بعد از وقت بھی بہ نیت قضا ادا کرنا فرض ہے اور قضا نماز کے وقت فوت ہوجانے کو کہتے ہیں پس فائتہ کا اعادہ فرض ہے اور نماز فرض بغیر ادا کئے کسی طرح معاف نہیں ہوسکتی ۱۲ منہ **سلہ** گر قضائیں پانچ۔ الخ یعنی اگر کسی نمازی کی ابتدائے بلوغ سے لیکر موجودہ زمانہ تک صرف پانچ وقت کی نماز فرض فوت ہوگئیں ہوں تو اُن سب نمازوں کو یکے بادیگرے ترتیب سے پڑہنا فرض ہے مثلاً ایک دن کی پانچوں قضا نمازوں میں اول فجر اور پھر ظہر اور پھر عصر اور پھر مغرب اور اُس کے بعد عشاء کی نماز اور عشاء کے بعد وتر پڑہنا چاہیئے یہ نہ کرے کہ فجر کی نماز کے بعد ظہر کو چھوڑ کر عصر پڑہنے لگے یا ظہر و عصر کو چھوڑ کر مغرب یا عشاء کی قضا پڑہنے لگے۔ اگر ایسا کریگا تو نماز اُس کی نہ ہوگی جس نمازی کے ذمے پانچ فرضی نمازیں یا اُس سے کم قضا ہوں تو اُس کو صاحب ترتیب کہتے ہیں پس ایسے نمازی کو اُن قضا نمازوں کا یکے بادیگرے ترتیب کے ساتھ پڑہنا فرض ہے جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے اور جس نمازی کی فرض نمازیں پانچ سے زائد یعنی چھ یا سات یا اور زیادہ قضا ہوگئیں ہوں تو اُس کو صاحب ترتیب نہیں کہتے۔ اور وہ بے ترتیب کہا جائے گا پس ایسا شخص جو نماز پہلے قضا کرے گا وہی جائز ہوگی اُس کے ذمہ سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے ۱۲ منہ

یعنی رکنوں میں ہے فرض ای پاکدیں ۔ اور واجب میں ہے واجب بالیقیں

پس رکوع و سجدہ یا قعدہ قیام ۔ یا کہ تحریمہ کرے قبل از امام

پھر اُسے ہمراہ فعلِ قدوہ کے ۔ یا کہ بعد اُسکے اعادہ کر نہ لے

فاسد اسکی ہوگی بس فوراً نماز ۔ پھر نئے سر سے پڑہے وہ جلد باز

قضا نمازوں کا بیان

سلہ گر نمازِ فرض ہوجائے قضا ۔ اُس قضا کا فرض ہے کرنا ادا

جان لے کہتے ہیں سب اُسکو قضا ۔ وقت جب جاتا رہے صلوات کا

پس قضائے فرض ہے فرض ای امین ۔ نیچے پڑہے یہ عفو ہوسکتی نہیں

سلہ گر قضائیں پانچ تک ہوں فرض میں ۔ فرض ہے ترتیب سے پڑہنا انہیں

وتر میں بھی فرض ہے ترتیب ہاں ۔ صاحبِ ترتیب کو اے مہرباں۔

(یعنی … [illegible])

صاحب ترتیب وہ ہے با خدا	چھ نمازوں سے ہوں کم جس کی قضا
پہلے پڑھ لے وہ قضا اپنی نماز	جب ادا وقتی کرے وہ پاکباز
یعنی اوّل وہ قضا کو پھیر لے	بعد اُس کے وہ ادا وقتی کرے
گر قضا سے پہلے وہ وقتی پڑھے	پس نماز وقتیہ فاسد رہے
پھر اُسے وقتی کا پڑھنا ہے ضرور	جب قضا کو پڑھ چکے وہ ذی شعور
بھُولنا یا تنگ ہونا وقت کا	پانچ فرضوں سے ہوں یا زائد قضا
تینوں سے ساقط ہو ترتیب اے ذکی	ایسی صورت میں ہو جائز وقت کی
سب قضائیں جب وہ کر لیگا ادا	صاحب ترتیب پھر ہو جائے گا

بیمار کی نماز کا بیان

ہو کھڑے ہونے سے عاجز جو بشر	فرض و واجب بھی پڑھے وہ بیٹھ کر

[۵۱] یعنی اول۔الخ یہ شعر اوپر کے شعر کی تفسیر و تشریح کرتا ہے یعنی جو نمازی کہ صاحب ترتیب ہو اُس کی اگر ایک یا دو تین چار یا پانچ فرضی نمازیں فوت ہو جائیں تو اُس کو چاہیئے کہ پیشتر یہ سب قضا نمازیں پڑھ لے اُس کے بعد وقت کی نماز ادا کرے اگر اُن نمازوں کو پہلے نہ پڑھے گا اور وقت کی نماز ادا کرنے لگے گا تو یہ وقت کی نماز ادا نہ ہوگی جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے اور جس طرح کہ اوپر کے حاشیہ میں بھی بیان کر دیا ہے۔ ۱۲ منہ

[۵۲] یعنی اگر صاحب ترتیب قضا نمازوں کو چھوڑ کر وقت کی نماز ادا کرے گا اور اُس وقت کی نماز پڑھ لینے کے بعد قضا نمازیں پھیرے گا تو اُس کو لازم ہے کہ وقت کی نماز اب پھر ادا کرے کیونکہ وہ نماز جو اُس نے قضا نمازوں سے پیشتر پڑھ لی تھی وہ نہیں ہوئی لہٰذا اب اس کا قضا کے بعد مکرر ادا کرنا ضرور ہوا یہ ہے تفسیر اُس شعر کی ۱۲ منہ

[۵۳] یہ بیان ہے ترتیب کے ساقط ہونے کا یعنی فرض نمازوں کا یکے بعد دیگرے سلسلہ وار ادا کرنا کس صورت میں فرض نہیں رہتا اُن میں سے اوّل بھول جانا ہے کہ اگر نمازی کو قضا نماز یاد نہیں رہی اور بھول کر اُس نے وقت کی نماز پڑھ لی اور سلام تک قضا نماز یاد نہ آئی تو اُس حالت میں یہ وقتیہ جائز ہو جائے گی اور اگر سلام سے پہلے قضا یاد آ جائے گی اور وقت میں وسعت ہوگی تو پھر یہ وقتیہ فاسد ہو جائے گی اُس پر لازم ہے کہ ایک سے پانچ تک فوت شدہ نمازیں جس قدر ہوں اُن کو پہلے پڑھ کر اُن کے بعد وقتیہ پڑھے دوم وقت کے تنگ ہو جانے سے بھی وقت کی نماز درست ہوتی ہے۔ سوم پانچ نمازوں سے زائد نمازوں کا قضا ہو جانا بھی ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے ۱۲ منہ

ہو رکوع وسجدہ پر قادر اگر ... پس کرے دونوں وگرنہ بیخطر
وہ اشارے سے ادا ان کو کرے ... لیک سجدہ کیلئے زیادہ جھکے
تکیہ کی حاجت نہیں ہی سجدہ کو ... اور جو قادر بیٹھنے پر بھی نہ ہو
چت لٹا کر سر تلے تکیہ دہریں ... پیر اور منہ قبلہ رُخ دونوں کریں
لیٹ کر سر کے اشارہ سے پڑھے ... پھر اشارہ بھی نہ ہو تو چھوڑ دے
جب[۱] افاقہ ہو تو ان کو پھیر لے ... ورنہ فدیہ کی وصیت وہ کرے
جو رہے[۲] بیہوش اک دن ایک رات ... فرض ہی اُس کو قضائے ہر صلوٰۃ
اور جو زائد اس سے کچھ بیہوش ہو ... تو نمازیں عفو ہیں اے نیک خو
پھر مسلماں کوئی مر جائے اگر ... اُس کے ذمہ فائتہ ہوں جس قدر
صدقہ دیں ہر ایک فرض و وتر پر ... فطر[۳] میں واجب ہی دینا جس قدر

---

[۱] جب افاقہ ہو الخ یعنی جبکہ بیمار کے یہاں تک نوبت پہنچے کہ سر کے اشارے سے بھی نماز ادا نہ کر سکے تو ایسی حالت نازک میں نماز فرض کا چھوڑ دینا درست ہو جاتا ہے جب ایسی حالت سے بیمار کو افاقہ اس قدر ہو جائے کہ جس سے اُن قضا شدہ نمازوں کو آسانی ادا کر سکے تو اُس وقت اُن کو پڑھ لے اگرچہ اشارہ سے پڑھ سکے اور اگر افاقہ نہ ہو کیا یعنی کہ وہ جاں بحق ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ حالت نزع سے پہلے اُن نمازوں کے فدیہ کی وصیت کرے بشرطیکہ وہ صاحب استطاعت ہو اور اگر وصیت نہ کی تو اُس کے وارثوں کو چاہیئے کہ اُس کے ذمہ جس قدر نمازیں باقی رہ گئی ہوں اُن میں سے ہر ایک نماز فرض کے بدلے ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں یا اُن کی قیمت یا اُس قیمت کا اور کوئی غلہ وغیرہ کوئی چیز خوردنی فقرا اور مساکین کو صدقہ کر دیں کہ اس سے نماز فرض فوت شدہ کا بدل انشا اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

[۲] جو رہے بیہوش الخ یعنی جو مسلمان کسی تکلیف یا اذیت سے یا غلبۂ مرض سے ایک دن اور ایک رات بیہوش رہے اُس کے بعد ہوش میں آ جائے تو اُس دن اور رات کی نمازیں جس میں کہ بیہوش رہا قضا کرنا فرض ہے اُن سب نمازوں کو ترتیب ادا کرے اور اگر وہ ایک دن اور ایک رات سے زائد بیہوش رہا یعنی کہ چھ نمازوں کے وقت تک پورا بیہوش رہا تو اس زمانہ کی بیہوشی کی نمازیں اُسے سب معاف ہیں اُن کا ادا کرنا کچھ ضرور نہیں ہے جس وقت سے کہ وہ ہوش میں آئے اُسی وقت سے نماز پڑھنا شروع کرے یہ جب ہے کہ یہ بیہوشی کسی مصیبت یا غلبۂ مرض سے یا خود بخود کسی خاص وجہ سے ظہور میں آئی ہو اور اگر کسی نشہ کے استعمال سے ایسی غفلت یا مدہوشی طاری ہوئی ہو تو وہ نمازیں ہرگز معاف نہ ہوں گی بلکہ اُن کا ادا کرنا فرض ہوگا۔ قنیہ۔ ۱۲۔ منہ

[۳] فطر میں واجب ہی الخ۔ یعنی جیسا کہ اوپر حاشیہ پر بیان کر دیا گیا ہے ۱۲ منہ

۵۱ ریل میں ہو۔ الخ یعنی سفر کرنے والا خواہ ریل میں سفر کرے خواہ پیدل چلے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ تین منزل یعنی ۳۶ کوس یا ۵۷ میل تک سفر کرنیکا ارادہ رکھتا ہو۔ ریل کے سفر میں جملہ سواریوں کا سفر داخل ہے۔ اونٹ گھوڑا گاڑی۔ موٹر۔ بائیسکل وغیرہ کچھ ہو غرض کہ جو کوئی ۳۶ کوس کے چلنے کا کسی سواری میں ارادہ کرے یا پیدل چلے پس وہی شرعی مُسافر کہلائیگا اور اُس پر نماز فرض کا قصر کرنا واجب ہو جائے گا۔ شریعت میں ایک منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے اور تین منزل کے جانے والے کو مسافر کہتے ہیں پس تین منزل کا چلنے والا خواہ تین دن میں وہ منزلیں پوری کرے خواہ یلغار کرکے ایک دن میں طے کرلے یا ریل وغیرہ میں دو ڈیڑھ گھنٹے میں پہنچ جائے اور اُس سفر میں خواہ تکلیف ہو یا نہ ہو قصر ہر طرح پر واجب ہے اور اُس کے نہ کرنے سے گنہگار ہوگا اگرچہ نماز ہو جائے گی اور اُس کا اعادہ واجب نہ ہوگا یہ مقدار مسافت سفر کے لیے جو ہم نے بتائی میدان کے سفر کے لیے ہے دریا کا اور پہاڑ کا سفر اس میں شامل نہیں ہے اُن سفروں میں وہاں کی منزلیں معتبر ہیں وہاں جو جگہ تین منزل ہو اُس کے قصد پر مسافر کہا جائے گا۔ ۱۲ منہ

مُسافر کی نماز کا بیان

جب مُسلماں کا ہو قصد اے نیکذات
قطع رہ کا تین دن یا تین رات

تین منزل جو کوئی جائے کہیں
قصر واجب اُس کو ہے پس بالیقیں

ہو ہر ایک منزل وہ بارہ کوس کی
ریل[۵۱] میں ہو یا کہ پیدل ہو کوئی

پس وہ قصر[۵۲] اپنی نمازوں میں کرے
چار رکعت کی جگہ پر دو پڑھے

صبح[۵۳] اور مغرب میں کرنا قصر کا
اس کو نا جائز ہے اور ہے ناروا

سنتوں اور وتر میں بھی منع ہے
قصر انمیں بھی نہیں اے نیک پے

سنتوں کا ہے سفر میں اختیار
خواہ چھوڑ اور خواہ پڑھ اے شہسوار

لیک[۵۴] پڑھنا ان کا افضل ہے ضرور
وقت اطمینان نہ کرنا تو قصور

پڑھ سفر میں سنتیں وقت قرار
چھوڑ سکتا ہے اُنھیں وقت فرار

۵۲ یعنی وہ مسافر ظہر و عصر و عشا میں دو دو رکعت پڑھے ۱۲۔ منہ

۵۳ نماز فجر و مغرب کو قصر نہ کرے بدستور ادا کرے۔ ۱۲۔ منہ

۵۴ لیک پڑھنا ان کا۔ الخ یعنی سُنن موکدہ کا سفر میں پڑھنا بہ نسبت نہ پڑھنے کے اچھا ہے یعنی کہ اگر سفر میں کسی مقام پر باطمینان ٹھہرا ہوا ہو تو وہاں سنتوں کو ضرور پڑھے اور اطمینان کے وقت اُن کے پڑھنے میں کمی نہ کرے اور اگر سفر میں چل رہا ہو اور منزل پر ہو یا چلنے کا وقت قریب ہو اور یہ خیال ہو کہ سُنتیں پڑھے گا تو قافلہ چلا جائیگا یا ریل چھوٹ جائیگی تو نہ پڑھے اس موقع پر صرف فرض و واجب پر اکتفا کرے ۱۲ منہ

جبؔ مُسافر شہر میں یا گاؤں میں	پندرہ دن رہنے کی نیت کریں
یا سفر سے لوٹ کر آئیں وطن	پس پڑہیں پوری نمازیں جملہ تن
یا امامت اُن کی کرتا ہو مقیم	جب بھی وہ پوری پڑہیں گے اے ندیم
ہوؔ مُسافر گر مقیموں کا امام	وہ پڑہے دو- یہ کریں پوری تمام
روزؔ قصدِ چل چلاؤ جو رکھے	گرچہ برسوں ٹھہرے پر دو ہی پڑھے

نماز جمعہ کا بیان

روزؔ جمعہ سید الایام ہے	مومنوں پہ حق کا یہ انعام ہے
ہے وہ افضل اور اشرف لا کلام	عید فطر اور عید قرباں سے مدام
ایک نیکی جو کرے اُس میں جناب	پائے ستّر نیکیوں کا وہ ثواب
ایک ساعت اُسمیں ہے ایسی شمول	جس میں ہوتی ہے دعا فوراً قبول

۱؎ جب مُسافر شہر میں الخ یعنی مسافر لوگ جبکہ کسی مقام پر پہنچکر پندرہ دن تک قیام کرنے کی نیت کریں یا وہ کسی مقیم کے پیچھے نماز جماعت ادا کریں یا وہ لوگ اپنے سفر سے لوٹ کر اپنے گھر آجائیں تو ان تینوں صورتوں میں پھر وہ مسافر نہ رہیں گے اور اُن پر مقیم کے احکام صادر ہوں گے یعنی کہ پوری نمازیں پڑہیں گے اور قصر ترک کرنا پڑے گا اگر حالت اقامت میں کوئی شخص نماز قصر کریگا تو گنہگار ہوگا اور وہ نماز ہرگز نہیں ہوگی اقامت میں پوری نماز پڑھنا فرض ہیں اور قصر کرنا حرام - سفر میں قصر کرنا واجب ہے اور پوری پڑھنا گناہ ہے اگرچہ نماز ہو جائیگی ۱۲- منہ ۲؎ ہو مسافر گر الخ - یعنی اگر مسافر آدمی مقیم و شہری لوگوں کا امام بنے تو یہ امام دو رکعت پڑھکر سلام پھیرے اور بعد سلام کے کہے اتموا صلوٰتکم وانا مسافر اور مسافر مقتدی بھی اسکے ساتھ سلام پھیریں اور جو لوگ کہ مقیم و شہری ہوں وہ اٹھکر اپنی نماز پوری کریں اور چار رکعت کے بعد سلام پھیریں - مقیم اُس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے گھر پر ہو یا باہر ہو تو پندرہ دن کی نیت سے اُس جگہ قیام پذیر ہو غرضکہ مقیم وہ ہے جو مسافر نہ ہو - ۱۲ منہ - ۳؎ روز قصد چل چلاؤ الخ - یعنی جو مسافر کسی جگہ پہنچکر یہ ارادہ رکھے کہ میں کل یا پرسوں یا کہ پندرہ دن کے اندر اندر ضرور چلا جاؤنگا اور پھر وہ نہ جا سکے اور اسی امروز فردا میں اس کو پندرہ دن سے زاید گذر جائیں یا اس سے بھی زیادہ دو چار ماہ یا دو چار سال گذر جائیں اور وہ جانے نہ پاسکے تو ایسی مذبذب حالت میں اُس کو نماز قصر ہی پڑھنا پڑے گی جب تک کہ نیت قطعی پندرہ دن تک مسلسل رہنے کی نہ کرے گا - در اگر پندرہ دن تک قیام کی نیت کرکے بیچ میں چلا جائیگا تو کچھ ہرج نہیں ہے چلتے وقت البتہ قصر پھر واجب ہوگا - ۱۲ منہ ۴؎ روز جمعہ الخ - اب یہاں سے جمعہ کا بیان شروع ہوا کہ جمعہ سب دنوں کا سردار ہے اور بجز یوم عرفہ سب اسلامی تہوار کے دنوں سے مثل عید الفطر و عید قرباں کے وہ افضل و اشرف ہے اور اُس میں ایک نیکی کرنے سے ستر نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور اُس تمام دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر اس ساعت میں دعائے نیک مانگے تو وہ دعا ضرور قبول ہو اور ہرگز رد نہو لیکن وہ ساعت مثل قیامت کے مخفی ہے اور اس کا وقت خاص معلوم نہیں ہے اور جو مسلمان نیک کہ اُس دن یا اُس کی رات میں جس کی صبح کو جمعہ ہے مرے تو وہ شہیدوں میں شمار ہوتا ہے غرضکہ اسی طرح اس کے فضائل حدیثوں میں بہت کچھ آئے ہیں جو بوجہ اختصار مدنظر ہونے کے رسالہ ہذا کا مؤلف تحریر نہیں کرسکتا - ۱۲ - منہ

۱؎ اذن عام۔الخ۔ اب یہاں سے نماز جمعہ کا بیان شروع ہوا اور سب سے پہلے اس کی شرطیں بیان کی گئیں اور شرط اُس چیز کو کہتے ہیں کہ جب تک خارج میں یہ چیز پائی نہ جائے تب تک مشروط یعنی وہ چیز کہ جس کے واسطے یہ شرط کی گئی موجود نہ ہو مثلاً اذن عام کہ ادائے نماز جمعہ کے واسطے شرط ہے پس جب تک کہ نماز جمعہ کے لیے اذنِ عام پایا نہ جائے گا اُس وقت تک نماز جمعہ درست نہ ہوگی اور بجائے اس کے نماز ظہر پڑھنا پڑے گی۔ اور اذنِ عام یہ ہے کہ حاکم وقت کی طرف سے کسی کو ادائے نماز جمعہ کی ممانعت نہ ہو یا کسی متولی مسجد کی طرف سے ذاتی دشمنی یا خباثت نفس اُس کے سے کسی مسلمان کی روک ٹوک نہ ہو یا مسجد کا دروازہ مقفل نہ کر دیا گیا ہو اگر ایسا ہوگا تو اذن عام جاتا رہے گا اور نماز جمعہ جائز نہ ہوگی۔۱۲منہ ۲؎ دوسرے ہے شرط الخ۔ یعنی صحت نماز جمعہ کے واسطے دوسری شرط یہ ہے کہ جس جگہ نماز جمعہ پڑھی جائے وہ جگہ کوئی اسلامی ضلع یا پرگنہ ہو کہ اُس کے متعلق بہت سے مواضعات ہوں یا اس ضلع و پرگنہ کے اندر کوئی شہر یا قصبہ ہو کہ جس کے اندر بازار وغیرہ ہوں اور مختلف قسم کے کاروبار تجارت کے وہاں ہوتے ہوں اور اس میں ایک مسجد بھی ہو کہ جس میں پنجگانہ اذان و نماز جماعت ہوتی ہو تو اُس میں بالاتفاق سب کے نزدیک جمعہ درست ہے اور ایسا مقام یقینی شہر کا حکم رکھتا ہے اگرچہ کتنا ہی چھوٹا ہو اور اپنے دار سے یہ مطلب ہے کہ وہ ملک قدیم الایام میں اسلامی مفتوحہ ہو اگرچہ فی الحال وہ اسلام کے قبضہ سے نکل کر غیر اسلام و دیگر اقوام کے قبضہ و حکومت میں ہو جس طرح ہندوستان کہ یہ قدیمی اسلامی مفتوحہ ملک ہے گو کہ اس وقت سرکار انگریزی کے زیر حکومت ہے لہذا وہ ہمیشہ دار الاسلام کے حکم میں رہے گا جب تک کہ شعائر الاسلام اُس میں جاری ہیں اور چونکہ سرکار انگریزی اپنی مہربانی اور نیک نیتی سے ہمارے فرائض منصبی میں کسی قسم کی مزاحمت و دست اندازی نہیں کرتی بدیں وجہ ہندوستان دار الحرب ہرگز نہیں ہے اور وہ یقینی دار اسلام کے حکم میں ہے لہذا یہاں تمام شہروں اور قصبوں میں جمعہ بے شبہ واجب ہے اور اس کا ادا کرنا لازمی ہے اور چونکہ جمعہ کے واسطے شہر کا ہونا شرط ہے گو کہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو مثل قصبات وغیرہ کے لیکن دیہات و قریات کے متعلق علماء کا اختلاف ہے اور اکثر علماء کو ان میں جمعہ ہونے میں تردد ہے پس جو موضع کہ خوب بڑا ہو اور اس میں بازار وغیرہ بھی جڑتا ہو اگرچہ ہفتہ میں ایک بار ہی کیوں نہ ہو جس کو ہندوستان میں عوام پینٹھ بولتے ہیں اور اس موضع میں ایک مسجد بھی ہو جس میں معمولاً اذان و نماز باجماعت ہوتی ہو تو جمعہ اُس میں بھی ضرور جائز ہے ہاں جو موضع کہ ایسا نہ ہو محض گوردیہ ہو یعنی بہت چھوٹا گاؤں ہو جس کو ہماری طرف نگلہ کہتے ہیں اور بعض جگہ گوٹیا بولتے ہیں جو کہ بڑے مواضعات کے اکثر مزرعات ہوتے ہیں تو ایسی جگہ بیشک جمعہ نہیں پڑھنا چاہیے کہ نص صریح کے خلاف ہے اور ظاہر الروایۃ کے مخالف ہاں اگر کہیں ایسی جگہ بھی پہلے سے جمعہ ہوتا چلا آتا ہو تو اُس سے منع بھی نہیں کرنا چاہیے کہ اس کا بند کرنا خلاف مصلحت شرع شریف کے ہے ائمہ دین کا ہمیشہ داب یہ رہا ہے کہ عوام مسلمان جس طرح بھی اللہ اور رسول کا نام لیں اُنہیں روکنا پسند نہیں کرتے اگر اس سے روکا جائیگا تو وہ فضولیات معاصی میں اپنا وقت صرف کریں گے تو اس سے یہی بہتر ہے کہ وہ نام خدا لیں۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے ناجائز وقت میں نماز شروع کی لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے عرض کی کہ آپ منع نہیں فرماتے۔ (بقیہ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

جمعہ کے دن جو کوئی مومن مرے — وہ شہادت کا شرف حاصل کرے
ہیں فضائل اُس کے بےحد و شمار — لکھ نہیں سکتا بوجہ اختصار
اب شرائط اُس کے لکھتا ہوں تمام — شرط ہی جمعہ کو اوّل اذنِ عام[1]
دوسرے[2] ہی شرط اُس کو وہ جگہ — جو ہو اسلامی ضلع یا پرگنہ
شہر یا قصبہ ہو اپنے دار کا — گو ہو قبضہ اُس پہ اب اغیار کا
ایک مسجد بھی ہو اُس میں پنجگاں — جس میں ہوتی ہو جماعت اور اذاں
شرط[3] ہے خطبہ کا پڑھنا تیسرے — جو کہ ہو پہلے نماز جمعہ سے
خطبہ[4] اور جمعہ کو دونوں کو مدام — شرط ہے پھر وقت ظہر اے نیک نام
شرط[5] ہے اُس کو جماعت بھی اخی — ہوں نہ جس میں تین سے کم مقتدی
فرض[6] ہیں جمعہ میں دو رکعت تمام — جہر واجب ہے قرأت میں مدام
سنت[7] ہے اذاں مسنون خطبہ کے لیے — اور ہے تکبیر جمعہ کے لیے

[1] قبل جمعہ الخ یعنی نماز جمعہ سے پہلے اور نیز قیام خطبہ سے پیشتر چار رکعت پڑہنا سنت ہیں اسی طرح بعد ادائے جمعہ چار رکعتیں خواہ چھ رکعتیں پھر پڑہنا مسنون ہیں۔ ۱۲ منہ [2] ہے یہ ارشاد رسول الخ یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جمعہ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن غسل کرے اور غسل دے (یعنی خود نہائے اور اپنی عورت کے غسل کرنے کا باعث ہو کیا معنی کہ اُس روز خاوند اپنی جورو سے جماع کرے جس سے لامحالہ اُس کی جورو اُس روز نہائے یا یہ معنی ہیں کہ اپنا سر کہلی یا صابون وغیرہ سے دہوئے اور پہر نہائے یا تاکید کے لیے مکرر فرمایا ہے کہ خوب مل مل کر نہائے) پہر فرماتے ہیں کہ بعد غسل کرنے اور غسل دینے کے اچھے کپڑے پہنے یا دہوئے ہوئے پہنے کیا معنی کہ لباس پاک صاف تبدیل کرے بشرطیکہ اُس کو میسر ہو اور اُس میں عطر یا دوسری خوشبو بھی ملے اگر وہ بھی میسر آئے اور پہر نماز کے لیئے جلد اول وقت آئے کیا معنی کہ خواہ نماز جمعہ جلد ہو جیسا کہ موسم سرما میں سنت ہے اور خواہ نماز جمعہ تاخیر کے ساتھ دیکر پڑہی جائے جیسا کہ موسم گرما میں سنت ہے ولیکن یہ شخص ہمیشہ ادائے نماز جمعہ کے شوق میں اول وقت ہی مسجد میں جا کر نماز کے انتظار میں بیٹھے اور وہ بھی امام کے پاس جا کر بیٹھے تاکہ خطبہ کو بخوبی چپ ہو کر سنے اور لغو و بیہودہ بات زبان سے نہ نکالے تو اُس شخص کو جامع مسجد کی طرف پیادہ جانے میں ہر قدم کے اُٹھانے کے عوض ایک سال کے روزے رکھنے کا اور ایک سال کی راتوں کے جاگنے کا اور عبادت کرنے کا ثواب ملے گا۔ ۱۲ منہ [3] چھوڑ دینا فرض جمعہ الخ یعنی بغیر عذر شرعی نماز جمعہ ترک کر دینا اُن لوگوں پر جن پر جمعہ فرض ہے سخت قابل باز پرس و موجب غضب الٰہی کا ہے اور بلا ضرورت اُس کا چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے من ترک الجمعۃ من غیر ضرورۃ کتب منافقاً فی کتاب لایمحی لایبدل۔ ترجمہ یعنی جس نے چھوڑ دیا جمعہ کو بلا ضرورت پس وہ شخص تارک جمعہ نامہ اعمال میں منافق لکھدیا جاتا ہے کہ بغیر توبہ کے پہر اس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ اور ضرورت و عذر شرعی جس سے جمعہ کا ترک کرنا جائز ہے وہ یہ ہیں۔ اول سفر ہے کہ مسافر پر جمعہ فرض نہیں دوسرے غیر مکلف ہونا کہ نابالغ و مجنون پر جمعہ فرض نہیں ہے تیسرے مرض کہ بیمار و اندہے و اپاہج پر جمعہ فرض نہیں ہے چوتھے عبد یعنی کہ زر خرید غلام پر جمعہ فرض نہیں ہے پانچویں راستہ کا صاف نہ ہونا کہ راہ میں دشمن کے حائل ہونے یا کثرت یا دوباراں کی صورت میں جمعہ فرض نہیں۔ پس اگر یہ لوگ جن پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے جمعہ ادا کریں گے تو جمعہ اُن کا فرض ادا ہوگا اور بہت بڑا ثواب پائیں گے اور ظہر اُن کے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر یہ لوگ جمعہ نہ پڑہیں گے تو وہ گنہگار نہ ہونگے کیونکہ جمعہ اُن پر فرض نہیں ہے ولیکن پہر ظہر کا پڑہنا اُن پر فرض ہو جائے گا کیونکہ اسلئے کہ جمعہ ظہر کے قائم مقام ہے اگرچہ ظہر سے جمعہ بہت افضل ہے مگر جب کوئی کسی وجہ سے جمعہ ادا نہ کریگا تو پہر اُس کو ظہر کا پڑہنا قطعی فرض ہو جائیگا۔ فتدبر ۱۲ منہ

قبل جمعہ[1] چار رکعت سنتیں	چار یا چھ بعد کو سنت پڑہیں
غسل جمعہ سنت مشہور ہے	اجر بھی اس کا بہت بھرپور ہے
ہے[2] یہ ارشاد رسول اے مومنو	جو کرے غسل اور کرائے جمعہ کو
پہنے اچھے کپڑے اور خوشبو ملے	جائے اول وقت اور پیدل چلے
بیٹھے وہ مسجد میں نزدیک امام	اور سنے خطبہ کو چپ ہو کر تمام
ہر قدم کے بدلے ہو ور حساب	سال بھر روزوں کے رکھنے کا ثواب
سال بھر کی راتوں کے بھی ذکر کا	اجر شامل ہے اسی میں بے خطا
چھوڑ دینا[3] فرض جمعہ بے سبب	ہے نہایت سخت تر وجہ غضب
ہے گنہ اسکے بہت سے انتہا	اس کے تارک کو منافق ہی لکھا
جمعہ ہے تو ظہر کے قائم مقام	ظہر سے افضل ہے لیکن وہ مدام

عیدین کی نماز کا بیان

عیدِ فطر[51] اور عید قرباں میں مدام ؎ ہے دوگانہ ایک واجب لاکلام

ہیں شرائط اُن کے جمعہ کے تمام ؎ لیکن اتنا فرق ہے اے نیکنام

شرط ہے جمعہ کو خطبہ پیشتر ؎ ان میں سُنت بعد کو ہے وہ مگر

جمعہ کو سُنت ہے مسجد لاکلام ؎ اور یہ ہیں بیرونِ شہر اولیٰ مدام

بعد رمضان کے یکم شوال کو ؎ دن ہے عید الفطر کا ایک نیک خو

ہو[52] یکم کو کچھ اگر سہو و غلط ؎ دوسرے دن بھی یہ جائز ہے فقط

ہے[53] دہم ذی الحجہ کو عید الضحیٰ ؎ بارھویں تک ہو نماز اس کی روا

دونوں[54] عیدوں کی نماز ہیں مدام ؎ چھ ہیں تکبیریں زیادہ لاکلام

ہیں ہر اک رکعت میں زائد تین بار ؎ دونوں ہاتھ ان میں اُٹھائیں جملہ یار

---

[51] عیدِ فطر الخ۔ یعنی دونوں عیدوں میں دوگانہ پڑھنا واجب ہے اور خطبہ ان میں بعد کو پڑھنا سنت ہے ۔ ۱۲ منہ

[52] ہو یکم کو الخ یعنی عید الفطر کا دن یکم شوال کو مقرر ہے اگر مطلع غبار آلود ہونے سے ۲۹ کو چاند نظر نہ آئے اور درحقیقت چاند ہوا اور اُس کی صبح کو کہیں سے خبر آجائے کہ چاند ہوگیا اور خبر آنے کے وقت تک نماز کا وقت نہ رہا تو ایسی صورت میں دوسرے دن بھی نماز عید درست ہے یا کسی اور دوسری مجبوری سے اس دن نماز عید نہ ہوسکی تو دوسرے دن یہ جائز ہے لیکن بلا وجہ یہ ہرگز جائز نہیں ۔ ۱۲ منہ

[53] ہے دہم ذالحجہ کو الخ یعنی عید الضحیٰ کی نماز کا دن دسویں ذالحجہ مقرر ہے لیکن اس کی تاخیر بلا وجہ بھی بارھویں کے نصف النہار شرعی تک جائز ہے اگرچہ خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی ہے اور عذر میں تو کچھ بُرائی نہیں ہے ۔ ۱۲ منہ۔

[54] دونوں عیدوں کی الخ یعنی ان میں چھ چھ تکبیریں فاضل ہوتی ہیں اور ہر رکعت میں تین تین تکبیریں فاضل بولی جاتی ہیں اور دونوں ہاتھ اُن میں اُسی طرح اُٹھائے جاتے ہیں جیسے تکبیر تحریمہ میں ۔

ع۱ پہلی رکعت الخ یعنی عیدین کی پہلی رکعت میں ثنا جس کو سبحانک اللھم وبحمدک آخر تک کہتے ہیں اُس کو پڑھ کر تکبیریں مذکور کہے اور بعد تکبیرات زوائد کے قرارت شروع کرے اور پھر حسب دستور رکوع وسجود ادا کرے ۱۲ منہ ع۲ دوسری۔ الخ عیدین کی دوسری رکعت میں تینوں تکبیریں فاصلہ قرارت الحمد اور سورۃ پڑھ لینے کے بعد اور رکوع کرنے سے پہلے کہے اور اُن میں بھی رفع یدین کرے ۱۲ منہ ع۳ ہاتھ اٹھا کر الخ یعنی اس دوسری رکعت کی تینوں زائد تکبیروں میں بھی دونوں ہاتھ اٹھا کر نیچے لاکر چھوڑ دے اور پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ کر رکوع کر تفصیل اس کی یہ ہے کہ عیدین کی نماز میں نیت کر کے دونوں ہاتھ اٹھا کر تکبیر تحریمہ کہے اور زیر ناف دونوں ہاتھ لاکر باندھے اور ثنا پڑھے اُس کے بعد دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نیچے لاکر بالکل چھوڑ دے اُس کے بعد دوبارہ پھر یوں ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور نیچے لاکر چھوڑ دے اس کے بعد پھر سہ بارہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھوں کو زیر ناف باندھ لے پھر امام اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر قرارت شروع کرنے اور مقتدی چپ ہو کر سنتے قرارت کے بعد رکوع وسجدے بجالائے اُس کے بعد پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر فوراً قرارت شروع کرے اور بعد ختم الحمد اور سورۃ کے امام اور مقتدی سب پہلی رکعت کے مانند ہاتھ اٹھا اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور اس میں تیسری تکبیر کے بعد بھی ہاتھ نہ باندھیں بدستور لٹکے رکھیں اور چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں اور بعد رکوع کے سجود وقعود کر کے نماز پوری کریں ۱۲ منہ ع۴ دے وہ فطرہ الخ۔ فطرہ عید الفطر کے صدقہ کا نام ہے یعنی صدقۂ فطر صاحب نصاب پر دینا واجب ہے اور نصاب ۵۲۔ تولے چاندی کا ہوتا ہے جس کے چہرہ دار سکہ رائج الوقت سے چھپن روپے ہوتے ہیں کہ یہ روپیہ ۱۱ ماشہ کا ہوتا ہے اور سونے کا نصاب ۷۔ تولہ ہوتا ہے پس اس مقدار کی نقدی یا اس کی مالیت موجود ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے اور اس میں سال کا گذرنا شرط نہیں ہے اور نہ اس مالیت میں تجارت کی نیت ہونا شرط ہے بلکہ اس قدر نقد یا دیگر مال حاجت اصلیہ کے علاوہ اسوقت موجود ہونے سے صدقہ فطر و قربانی دونوں واجب ہو جاتے ہیں ۱۲۔

کہہ کے دو تکبیروں کو لے باادب	ہاتھ اُٹھا کر چھوڑ دیں نیچے کو سب
تیسری تکبیر کہہ کر صاف صاف	ہاتھ اُٹھا کر باندھ لیں وہ زیر ناف
پہلی رکعت[۱] میں ثنا پڑھ کر ضرور	بولیں تکبیرات تینوں بے قصور
دوسری[۲] میں تینوں تکبیریں مگر	بعد سورت ہیں۔ رکوع سے پیشتر
ہاتھ[۳] اُٹھا کر چھوڑ ان میں باخضوع	تینوں دفعہ چوتھی سے کر نا رکوع
دے[۴] وہ فطرہ بھی جو رکھتا ہو نصاب	نقد ہو یا مال و اسباب ای جناب
ساڑھے باون تولہ چاندی جانیے	سونا ساڑھے سات تولے مانیے
ہوتے ہیں اس سکہ سے جو آج ہی	ساڑھے باون تولے کے چھپن روپیے
شرط اسمیں کچھ تجارت کی نہیں	چاہیے موجود ہونا بالیقیں
اپنی[۵] اور اولاد نابالغ تمام	اور کنیزیں زر خریدہ یا غلام
سب کی جانب سے یہ واجب ہے۔ مگر	صدقہ ہے اولاد کا بس باپ پر

ع۵ اپنی اور اولاد۔ الخ۔ یعنی یہ صدقۂ فطر اپنی ذات اور اپنی اولاد نابالغ اور اپنے زر خرید غلام باندیوں اُن سب کی طرف سے دینا واجب ہے مگر یہ صدقۂ فطر بچوں کی طرف سے صرف باپ پر واجب ہے ماں پر واجب نہیں ہے اگرچہ ماں کتنی ہی دولتمند ہو اور عید قربان میں قربانی صرف اپنی ہی ذات کی طرف سے واجب ہے بچوں کی طرف سے یا غلام باندیوں کی طرف سے یہ واجب نہیں ہاں اگر ان سب کی طرف سے بھی قربانی کرے تو بہت اولیٰ وافضل ہے ۱۲ منہ

عید قرباں میں ہی پھر بعد از نماز	تجھپہ قربانی بھی واجب یا نیاز
لیکن اپنی ہی طرف سے ہے وجوب	کیجے ان سب کی طرف سے بھی تو خوب
بھیڑ ہو۔ بکری ہو۔ یا دُنبہ ہو ایک	اونٹ میں اور گائے میں شرکت ہے نیک
انمیں شرکت ہے روا بس سات تک[51]	عضو ہوں[52] اُنکے سلامت ٹھیک ٹھیک
تندرست و فربہ و تیار ہوں	کچھ نہ لاغر ہوں نہ وہ بیمار ہوں
طے کریں[53] تا جلد راہِ پل صراط	چاہیے اس میں نہایت احتیاط
بھیڑ[54] بکری سال بھر سے کم نہ ہو	گائے ہو دو سال سے زائد سنو
پنجسالہ اونٹ ہو جب کم سے کم	کیجیے قربانی تب بے رنج و غم
عید قرباں میں نویں کی فجر سے	تیرھویں کی عصر تک سب کے لیے
باجماعت جو پڑھیں فرضی نماز	اُن پہ واجب ہے۔ بہ آوازِ دراز
پھیر کر دونوں سلامِ فرض کو	بولیں سب تکبیر تشریق[55] اے نکو

[51] سات تک الخ یعنی ان بڑے جانوروں میں فی راس سات مسلمانوں تک شرکت کر سکتے ہیں کیا معنی کہ اونٹ و گائے میں خواہ ایک قربانی ایک کی طرف سے کریں خواہ دو تین خواہ چار خواہ پانچ یا چھ یا سات کی طرف سے قربانی کریں یہ جائز و درست ہے ۱۲ منہ [52] عضو ہوں۔ الخ یعنی قربانی کے جانوروں کے ہر عضو کا مثلاً ہاتھ۔ پاؤں۔ سینگ۔ آنکھ۔ ناک۔ کان کا سلامت و درست ہونا شرط ہے اگر اُن میں سے کوئی لنگڑا یا اندھا یا کانا یا کن کٹا ہوگا یا دُم کٹا ہوگا یا بیمار ہوگا یا اس قدر دُبلا و لاغر ہو جس کو چلنے میں دقت ہو اور چراگاہ تک نہ جا سکے تو اُس کی قربانی درست نہیں ہے اگر خصی یا منڈا ہو تو بے تکلف جائز ہے ۱۲ منہ۔ [53] طے کریں تا جلد الخ یعنی قربانی کے جانور خوب صحیح سالم و تندرست و فربہ و بے عیب ہوں تاکہ قیامت کے روز قربانی کرنے والے کو پل صراط سے بہت جلد پار اُتار دیں کیونکہ جیسا سواری کا جانور عمدہ و مضبوط ہوگا ویسا ہی راستہ جلد طے کریگا اور جیسا کمزور و ضعیف ہوگا ویسا ہی راستہ بدقت کٹے گا پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ قربانی کے جانوروں کو باحتیاط تمام خوب دیکھ بھال کر خرید کیا کریں جنمیں کوئی نقص نہ ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اہراق الدم وانہ یاتی یوم القیامۃ بقرونہا واشعارہا واظلافہا یعنی نہیں عمل کیا بنی آدم نے قربانی کے دن کوئی عمل کہ وہ بہتر ہو یعنی محبوب تر ہو نزدیک اللہ تعالیٰ عز اسمہٗ کے خون بہانے سے قربانی کے دن اور البتہ وہ جانور جو قربانی میں ذبح کیا گیا ہے آویگا اپنے مالک کے پاس قیامت کے دن ساتھ سینگوں اور بالوں اور کھروں اپنے کے الخ۔ مطلب حضرت کا یہ ہے کہ جیسا جانور عمدہ اور تندرست قربانی میں کیا جائیگا ویسا ہی بجنسہ وہ مع سینگوں و کھروں وغیرہ کے قیامت میں اُس کے پاس لایا جائیگا تاکہ اُس پر سوار ہو کر پل صراط سے عبور کرے پس جیسی سواری عمدہ و تیز ہوگی ویسا ہی عبور جلد تر ہوگا ۱۲ منہ [54] بھیڑ بکری الخ یعنی قربانی میں بھیڑ بکری ایک سال عمر کی یا اُس سے اوپر کی ہو کم نہ ہو اور دُنبہ بھی اگر ایک سال یا زائد کا ہو تو بہت اچھا ہے ورنہ وہ اگر شش ماہا ہی ہو اور ایسا فربہ و تیار ہو کہ اگر سال بھر کے دُنبوں میں اُس کو شامل کر دیا جائے تو اُن سے کمتر نہ معلوم ہو تو وہ بھی درست ہے اور گائے دو سال یا اُس سے اوپر کی ہو اور اونٹ کم سے کم پانچ برس کا ہو جب ان سب کی قربانی درست ہے اور سال سے مراد سال قمری ہے ۱۲ منہ
[55] تکبیر تشریق۔ الخ تکبیر تشریق یہ ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد یہ تکبیر نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرھویں ذی الحجہ کے عصر تک ہر نماز فرض باجماعت کے سلام پھیرنے کے بعد بولنا واجب ہے اگر امام تکبیر بولنا بھول جائے تو مقتدی اس میں اس کی اقتدا کر کے چپ نہ ہو جائیں بلکہ مقتدی لوگ خود تکبیر بولنے لگیں اگر اتفاقاً جماعت فوت ہو جائے تو تنہا فرض پڑھنے والے کو بھی تکبیر کہنا مناسب تر ہے گو واجب نہیں ہے ۱۲ منہ

بھول جائے گر امامِ حق طلب ۔۔۔ مقتدی ساکت نہوں اُسکے سبب
مستحب کھانا ہے عید الفطر کو ۔۔۔ پہلے پڑھنے سے نماز اے نیکخو
عید قرباں میں و لے ایں نیکنام ۔۔۔ مستحب ہے بعد کو کھانا طعام
فطر کے دن عیدگہ کو جب چلے ۔۔۔ راہ میں تکبیر آہستہ کہے
عید قرباں میں ولیکن رہروان ۔۔۔ بولیں تکبیراتِ چلّا کر وہاں
وقت[۱] ان کا اور نمازِ چاشت کا ۔۔۔ ایک ہے دونوں کا بیچون وچرا

سجدۂ سہو کا بیان

جب[۲] نمازی رکن کوئی دے بدل ۔۔۔ یعنی پہلے کرلے پیچھے کا عمل
یا کہ پہلے کو کرے آخر میں جا ۔۔۔ یا مکرر رکن کو اس نے کیا
سہو سے یا کوئی واجب چھوٹ[۳] جائے ۔۔۔ یا دلائے رکن میں تاخیر آئے

---

[۱] وقت ان کا الخ یعنی عیدین کی نماز کا وقت اور چاشت کی نماز کا وقت ایک ہے کہ جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہوجائے تو اس وقت سے زوال آفتاب سے پہلے نصف النہار شرعی تک رہتا ہے ۱۲ منہ

[۲] جب نمازی الخ یعنی جبکہ نمازی کوئی رکن نماز کا بدل دے کیا معنی کہ بھول کر ایک رکن کو جو کہ بعد میں کرنیکا ہو اُسے پہلے کرلے مثلاً رکوع کہ قرارت قرآن ختم کرنے کے بعد کرتے ہیں وہ اس نے قرارت پڑھنے سے پیشتر کرلیا اور پھر رکوع سے سر اٹھاکر قرارت پڑھی یا سجدے جو کہ رکوع کے بعد کرتے ہیں وہ اس نے بھول کر رکوع سے پہلے کرلیے اور پھر یاد آنے پر سجدے سے اٹھکر رکوع کیا یا ایک رکن کو مکرر کیا۔ مثلاً دو رکوع کئے یا تین یا چار سجدے کئے تو ایسی صورت میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے جس کا بیان آگے آویگا۔ ۱۲ منہ

[۳] چھوٹ جائے الخ۔ یعنی اگر نماز کا کوئی واجب سہواً ترک ہو جائے مثلاً قعدہ اولے کہ واجب ہے اگر وہ ترک ہوجائے یا آنکہ ایک واجب کو دوبار یا تین بار ادا کرجائے مثلاً قعدہ اولے دوسری رکعت میں کرے اور پھر تیسری میں بھی کرلے یا کہ پہلی رکعت میں اور دوسری میں کرے یا کہ تینوں میں کرے یا کسی فرض کے ادا کرنے میں بلا سبب تاخیر کرے مثلاً قعدہ اولے یا قعدہ اخیر میں کہ فوراً التحیات کا پڑھنا واجب ہے اور یہ شخص قعدہائے مذکورہ میں دیر تک چپکا بیٹھا رہے اور پھر دیر کے بعد التحیات کا پڑھنا شروع کرے یا آنکہ قعدہ اولے میں التحیات پڑھنے کے بعد فوراً قیام کے واسطے نہ اٹھے کچھ دیر بیٹھا رہے یا درود پڑھے اور پھر اٹھکر قیام کرے کہ ان سب سے ادائے فرض میں تاخیر ہوتی ہے غرض کہ جب کبھی نمازی سے سہواً ترک واجب ہوگیا معنی کہ خواہ واجب چھوٹ جائے خواہ بڑھ جائے خواہ واجب اپنی جگہ سے بدل جائے یا مکرر ہوجائے یا رکعات نماز میں بیشی کرجائے بشرطیکہ قعدہ اخیرہ اپنی جائے معینہ سے ترک نہ ہونے پائے تو یہ سب امورات ترک واجب میں ہی شمار ہیں کیونکہ نماز کو اسکی ترتیب سے ترکیب مقررہ کے بموجب ادا کرنا واجب ہے پس جبکہ سہواً اُس میں فرق پڑا تو ترک واجب ہوا پس ترک واجب سے سجدہ سہو کرنا واجب ہے تاکہ نماز کا نقصان اُس سے دور ہوجاوے اور شیطان جس کے اغوا سے یہ نوبت پہنچی اس کو ندامت اور ذلت نصیب ہو حاصل یہ ہے کہ ترک فرض سے نماز باطل ہوتی ہے اگرچہ سہواً ہوا اور ترک سنت و مستحب سے سجدۂ سہو بھی لازم نہیں آتا اگرچہ عمداً ہوا اور ترک واجب میں دو صورتیں ہیں اگر کسی نے واجب قصداً ترک کیا تو گنہگار ہوا اور نماز ناقص ہوئی اب سجدہ سہو سے اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی بلکہ اس پر واجب ہے کہ نماز دوبارہ پھر پڑھے تاکہ نقصان اول کا معاوضہ پورا ہوجائے اور اگر سہواً واجب چھوٹ گیا خواہ ایک خواہ زیادہ تو اس کے دفع خلل کے واسطے یہ سجدہ لازم ہے اسی طرح اگر کوئی واجب بڑھ جاوے تب بھی سجدہ سہو کرنا ہوگا یا رکنِ نماز میں تاخیر آئے جیسا کہ اوپر مفصلاً بیان ہوا اور تاخیر سے مراد اسقدر تاخیر ہے کہ جتنی دیر میں آدمی تین بار سبحان اللہ کہے تو ادنی رکن ہیں اس قدر تاخیر ہونے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ۱۲ منہ

الغرض ہو ترک واجب جب کبھی ۔ یا کرے تبدیل واجب میں کوئی
پھیر کر پہلا سلام اے با خدا ۔ پڑھ [۱] کے آخر میں تشہد ہی نرا
لیجے اُن دونوں میں وہ تسبیح رب ۔ دو کرے سجدے ادا فی الفور تب
بیٹھ کر سارا تشہد پھر پڑھے ۔ دونوں سجدے پورے جب وہ کر چکے
پھیرے اب دونوں سلام اے باخدا ۔ بعد ازیں پڑھ کر درودیں اور دعا
پڑھ لے ۔ آخر میں تشہد ہو نرا ۔ خواہ پہلے ہی درودیں اور دعا
ہے یہ واجب ترک واجب سے میاں ۔ بس [۲] اسی کا نام سجدہ سہو ۔ جان
معتبر ہے سہو تنہا و امام ۔ مقتدی کا سہو [۳] ہے مہمل مدام

جنازہ کی نماز کا بیان

جب مسلماں آدمی مرنے لگے ۔ آخری دم اپنے جب بھرنے لگے

---

[۱] پڑھ کے آخر میں تشہد ہی نرا ۔ الخ ۔ آخر میں یعنی قعدہ آخر میں اب یہاں سے ترکیب سجدہ سہو کی بتائی جاتی ہے یعنی جب کہ نماز میں سہواً کوئی واجب ترک ہو جائے تو نمازی کو لازم ہے کہ قعدہ آخیرہ میں صرف التحیات پڑھ کر ایک سلام پھیرے اور سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے یکے بعد دیگرے نماز کی مانند کرے اُن کے بعد پھر بدستور قعدہ کرے اور اس میں اب پھر تشہد یعنی التحیات پڑھے اور التحیات کے بعد درود و دعا پڑھے اور اب دونو طرف سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے یا یوں کرے کہ پہلی مرتبہ التحیات اور درود و دعا سب پڑھ کر سلام پھیرے اور پھر دو سجدے کرے اور اُن کے بعد بیٹھکر پھر صرف التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور نماز پوری کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ اوّل و دوم دونوں دفعہ میں التحیات و درود و دعا سب پڑھے غرض کہ تینوں صورتیں جائز ہیں کسی میں حرج نہیں مگر یہاں معمول اور مروج پہلی ہی صورت ہے واضح ہو کہ اس بارہ میں فقہا کا اختلاف ہے کہ اوّل مرتبہ ایک سلام پھیر کر سجدہ سہو ادا کرے یا دونوں طرف سلام پھیر کر سجدے کرے شرح وقایہ والے نے تو ایک طرف سلام کے بعد سجدہ سہو اختیار کیا ہے اور یہی مذہب قوی و مفتی بہ ہے اور صاحب ہدایہ نے دونوں طرف سلام کے بعد سجدہ سہو صحیح کہا ہے اور یہ قول ضعیف و متروک ہے اس لیے کہ بعض علما نے فرمایا کہ اگر دونو سلام پھیر دیگا تو سجدۂ سہو ساقط ہو جاوے گا اور نماز دُہرانی پڑے گی ۱۲ ۔ منہ ۔

[۲] بس اسی کا نام الخ ۔ یعنی جو ترکیب کہ سجدۂ سہو کی بتائی گئی اسی کا نام سجدۂ سہو ہے اور یہ ترک واجب سے واجب ہوتا ہے جیسا کہ اوپر مشرح بیان کر دیا گیا ہے اور ترک فرض سے واجب نہیں ہوتا کیا معنی کہ اگر کوئی رُکن نماز کا سہواً بالکل ہی چھوڑ دے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر وہ نماز سجدہ سہو کرنے سے درست نہیں ہوگی کیونکہ سجدہ سہو سے وہی نماز درست ہوتی ہے جس میں واجب سہواً ترک ہوتا ہے فرض کے ترک ہونے سے عمداً ہو خواہ سہواً نماز نہیں ہوتی ۔ البتہ فرض کے تغیر و تبدل یا تاخیر سے نماز ہو جاتی ہے جب کہ اس کے بعد سجدۂ سہو کر لیا جائے ۔ ۱۲ منہ

[۳] یعنی اگر جماعت میں مقتدی سے سہو ہو جائے تو اُسکی باز پُرس کچھ نہیں ہے امام کے سہو سے البتہ سب پر سجدۂ سہو کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ایسے ہی اکیلے نمازی کے سہو سے اس پر سجدہ سہو واجب ہے یوں ہی اگر مقتدی سے کوئی رکعت رہ گئی تھی جو کہ بعد کو آکر ملا تھا اب سلام امام کے بعد جو یہ اپنی چھوٹی ہوئی رکعت ادا کریگا اور اس میں اس سے اگر کوئی واجب سہواً ترک ہوگا تو اس پر بھی سجدہ سہو لازم ہوگا کہ اگرچہ یہ مقتدی تھا مگر اب منفرد ہے ۱۲ منہ

وہیں کروٹ کردیں قبلے کی طرف — پھیر دیں منہ اُسکا کعبے کی طرف
چپت لٹانا بھی اُسے مختار ہے — قبلہ سو ہونا وسلے درکار ہے
روبرو کلمہ شہادت کا پڑھیں — تاکہ ہوں اُسکے معاون ذکر میں
جبکہ وہ پڑھ لے یہ کلمہ ایک بار — پھر نہ ہو اصرار اُس سے زینہار
تاکہ ہو اُس کا یہی آخر کلام — روح کہ جائے اُسی پر اختتام
کیونکہ فرماتے ہیں یہ خیر الوریٰ — جس نے مرتے وقت کلمہ کو پڑھا
اور نہ اُسکے بعد پھر کچھ بات کی — جنتی ہے وہ مسلمان[1] - جنتی
اے خدا بخشندۂ ایمان و دین — از طفیل رحمۃ للعالمین
وقت مرنے کے مجھے بھی یا مجیب — کیجیو کلمہ شہادت کا نصیب
جان ہو جس وقت یہ میری فنا — دل میں ہو اللہ ہو اللہ اے خدا
میرا مرغ روح جب اُڑنے لگے — تیری جانب اُسکا منہ مڑنے لگے

[1] وہ مسلمان جنتی۔ الخ ۔ یعنی جو شخص کلمہ طیب پڑھ کر مرجائے اور اس کلمہ کے بعد کوئی اور بات دنیاوی نہ کرے تو وہ بیشک جنتی ہے کیونکہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی جس مسلمان کا ہو آخری کلام اُس کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ داخل ہوگا وہ جنت میں اور دوسری جگہ فرمایا کہ مامن عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ یعنی فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ کہ کہے لا الہ الا اللہ اور اسی قول حق پر مرجائے مگر یہ کہ داخل ہوگا وہ جنت میں اور تیسری جگہ فرمایا حضرت نے کہ من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی جو شخص کہ مرے اور وہ جانتا ہو یعنی دل سے اعتقاد رکھتا ہو لا الہ الا اللہ کا داخل ہوگا جنت میں یہاں جاننے سے مراد علم قلبی یا ذکر قلبی ہے کیا معنی کہ اکثر امراض سخت سے مرتے وقت زبان بند ہو جاتی ہے پس ایسی حالت میں اس کلمۂ طیب کو وہ شخص کیونکر پڑھ سکتا ہے اس لیے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مرے اور اس کے قلب میں لا الہ الا اللہ کا علم یقینی حاصل ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔ سبحان اللہ۔ پس معلوم ہوا کہ زبان سے بھی کہنے کی کچھ خصوصیت نہیں ہے اگر کسی وجہ سے زبان قالبی ذکر سے رک جائے تو بجائے اُس کے لسان قلبی کا ذکر کافی ہے بلکہ مستحسن ہے کیونکہ وھو یعلم صریح اس پر دلالت کرتا ہے لہذا مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ جب کوئی مسلمان مرنے لگے تو اُس کے پاس بیٹھکر کلمۂ طیب کو آواز مناسب پڑھنا شروع کریں کہ جس سے اس کے دل ودماغ میں اس ذکر کی برکت سرایت کرے اگر اس کی زبان کھلی ہو تو وہ بھی یہ سنکر کلمہ پڑھنے لگے اور اگر زبان بند ہو گئی ہو تو وہ دل سے اس کا مقر ہو اور رونا۔ پیٹنا۔ چیخنا۔ چلانا اس کے پاس ہرگز نہ کریں تاکہ اُس کا دھیان نہ بٹے اور ذکر سے باز نہ رہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَ کَلَامِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

وردِ یا اللہ کا کرتا ہوا — پنجرۂ خاکی سے ہو جائے جُدا

ہو نشہ توحید کا دل میں بھرا — کچھ نہ ذکر و فکر ہو تیرے سوا

ہو زباں پر ذکر و شغل اللہ کا — دل میں ہو تصدیق کامل بیٹھا

محو ہو جاؤں ہمہ تن ذکر میں — کچھ نہ ہو مجھ کو خبر اس فکر میں

ہر بُنِ مو ہو مرا تسبیح خواں — نام پاک اللہ ہو وردِ زباں

مجھ سے شیطانِ لعیں یکسو رہے — کچھ نہ اُس ظالم کا مجھ پر بس چلے

مجھ کو اُس دم عاشق اپنا کیجیو — تاکہ میں معراج سمجھوں موت کو

شوق ہو اب ترے دیدار کا — ذکر بھولوں خویش اور اغیار کا

محو ہو جائے جو تیرا غیر ہے — عشق سے اور غیر سے ہاں بیر ہے

ہوں ترے انوار مجھ پر جلوہ گر — تا کہ میں ذرہ سے بنجاؤں قمر

اسقدر برسے ترا اُس وقت نور — سب نظر آنے لگے نزدیک و دور

دل مرا آئینہ ہو با آب و تاب | عرش تک سب اس سے اُٹھجائیں حجاب

ذکر لب پر نفی اور اثبات کا | اور ہو دل میں شغل اسم ذات کا

بس اسی حالت میں اے میرے خدا | خاتمہ بالخیر ہو جائے مرا

بہر سبطین و علی و فاطمہ | مصطفےٰ کے نام پر ہو خاتمہ

پھر اُٹھوں جب حشر کو اے ذوالجلال | ہو مرا اللہ ہو اللہ ہی مقال

ہر جگہ یہ لفظ ہوں میرے پناہ | یوہیں پہنچوں سامنے تیرے اِلٰہ

بس ادھر آ اے کیفیؔ دو زباں | کر بیان حال وفات مومناں

جب وہ مومن[۵۱] جاں بحق تسلیم ہو | اُس کی آنکھیں اور جبڑے باندھ دو

پانی میں بیری کے پتے ڈال کر | جوش دے لیں خوب اُس کو آگ پر

غسل دیں[۵۲] میت کو اس پانی سے سب | اور مساجد پر ملیں کافور اب

سر پہ اور ڈاڑھی پہ پھر خوشبو ملیں | پھر کفن سنت مطابق اسکو دیں

۵۱ جب مومن الخ جس کی نزع کا حال اوپر بیان ہو چکا جان بحق تسلیم ہو جائے کیا معنی کہ مرجائے پس فوراً اُس کی دونوں آنکھیں اور جبڑے بند کر دیا جائیں تاکہ وہ کھلے نہ رہجائیں اگر کچھ دیر تک اُن کو بند نہ کیا جائیگا تو پھر وہ سخت ہو کر کھلے کے کھلے رہجائیں گے اور پھر بند نہ ہو سکیں گے اور یہ خلاف سنت ہے ۱۲ منہ

۵۲ غسل دیں۔ الخ۔ یعنی میت کو بیری کے پتوں کے جوشیدہ پانی سے غسل دینا چاہیے کہ وہ سنت ہے کیا معنی کہ مطلق غسل میت کا تو فرض ہے جیسا کہ غسل واجب میں گذر چکا ہے ولیکن بیری کے پتوں کے جوشیدہ پانی سے غسل دینا سنت موکدہ ہے اگر بیری اُس جگہ موجود ہو۔ اور مساجد میت پر کافور ملنا بھی سنت ہے مساجد اُن جوڑوں کو کہتے ہیں کہ جو سجدے کے وقت زمین پر رکھے جاتے ہیں یعنی ناک اور پیشانی اور کف دست اور گھٹنے وغیرہ ۱۲ منہ

مرد کو ہیں۔ تین کپڑے کر شمار	ایک چادر ایک کفنی۔ اک ازار
عورتوں کو پانچ ہیں لے ہوشمند	تین[1] وہ۔ اور دامنی۔ اور سینہ بند
غسل دینا اور کفنانا اُسے	سب پہ ہی فرضِ کفایہ[2] جان لے
فرض[3] ہی ایسے ہی پھر اُس پر نماز	چار تکبیریں بہ آوازِ دراز
کر نیت اس میں نماز اللہ کی	اور دُعا اُس میت اواہ کی
ہاتھ کانوں تک اُٹھا کر ایک ساتھ	بول کر تکبیر اولے باندھ ہاتھ
پڑھ ثنا[4] پھر دوسری تکبیر کر	پھر نبی پر پڑھ درود اے باخبر
تیسری[5] تکبیر کہکر پڑھ مدام	اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا تمام
اور[6] نہ جن کو یاد ہو گر یہ دُعا	وہ پڑھیں بیشک بوقتِ اقتدا
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ کو بار بار	تا بہ تکبیرِ چہارم بے شمار
رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلَہٗ یا پڑھ دُعا	اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ کو یا

[1] تین وہ۔ الخ یعنی عورتوں کے واسطے پانچ کپڑے مسنون ہیں جن میں سے تین کپڑے تو وہ ہیں کہ جو مردوں کے کفن میں دیے جاتے ہیں اور جو اوپر کے شعر میں بیان ہو چکے ہیں یعنی چادر و کفنی و ازار۔ اور دُو یہ ہیں ایک دامنی اور ایک سینہ بند یہ پانچوں کپڑے عورتوں کے کفن میں دینا سنت ہیں ۱۲ منہ

[2] فرض کفایہ الخ۔ کفایہ فرض اس فرض کو کہتے ہیں جو ایک کام فرض تو کل مسلمانوں پر ہو لیکن اگر اس کو ایک مسلمان بھی پورا کرلے تو وہ فرض سب مسلمانوں کے ذمے سے ادا ہو جاتا ہے اور اگر کوئی بھی اس کو نہ کرے تو تمام مسلمان اس فرض کے ترک کے گنہگار ہونگے اور سب پر اس کا مواخذہ ہے پس منجملہ اور کفایہ فرضوں کے میت کا غسل دینا اس کو کفن دینا سب مسلمانوں پر کفایہ فرض ہے ۱۲ منہ

[3] فرض ہے ایسے ہی الخ۔ یعنی جس طرح میت کو غسل دینا اور کفنانا فرض کفایہ ہے اسی طرح اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا بھی جملہ مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اور اس نماز میں چار تکبیریں مع تکبیر تحریمہ کے امام کو آواز بلند کہنا سنت ہے اگر ایک ہی شخص نماز جنازہ ادا کرے تو وہ بھی تکبیرات مذکور بآواز بلند کہے تاکہ اگر اور کوئی مسلمان کہیں سے آتا ہو تو وہ بھی یہ سُنکر شریک نماز ہو جائے اور نماز جنازہ میں نیت یہ کرے کہ نماز خالصًا لِلّٰہ ہے اور اس میت کے لیے دعا ہے یہ نیت کرکے تکبیر اولے کہکر ہاتھ باندھ لے اور اس تکبیر اولیٰ میں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے یعنی رفع یدین کرے اس نماز کی ترکیب میں پڑے سخن امام کی طرف ہے اور مقتدی اُس میں شریک ہیں ۱۲ منہ

[4] پڑھ ثنا الخ یعنی تکبیر اولیٰ کے بعد ثنا جس کو سبحانک اللہم آخر تک کہتے ہیں اور جو کہ سب نمازوں میں عمومًا پڑھی جاتی ہے وہ سب اس نماز جنازہ میں بھی پڑھے اور اس کے بعد فورًا تکبیر کہے اور بعد تکبیر کہنے کے پھر درود پڑھے ہر دو درود کہ روزانہ پنجگانہ نمازوں میں آخری قعدہ میں پڑھی جاتی ہیں وہی دونوں درود یہاں بھی پڑھنا چاہئیں ۱۲ منہ

[5] تیسری تکبیر الخ یعنی ہر دو درود مذکور پڑھنے کے بعد تیسری تکبیر کہ اور اس کے بعد تمام دعائے اللہم اغفر لحینا پڑھ اور وہ پوری دعا اس طرح پڑھے۔ اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاہدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثٰنا اللہم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان ۱۲ منہ

[6] اور نہ جن کو یاد ہو الخ یعنی دعائے مذکور جو اوپر بیان کی گئی اگر مقتدیوں میں سے کسی کو یاد نہ ہو تو وہ اقتدا کے وقت یعنی امام کے پیچھے اس جملہ کو جو اگلے شعروں میں تحریر ہے بے شمار کیے بار بار پڑھیں۔ مقتدیوں کی قید اس کے پڑھنے میں اس لیے لگائی گئی ہے کہ امام تو وہی بنایا جائے جس کو دعائے اللہم اغفر لحینا یاد ہو اور جس کو دعائے مذکور یاد نہ ہو وہ ہرگز امام نہ بنایا جائے ہاں اگر کوئی شخص وہاں ایسا نہو کہ جس کو وہ دعا یاد ہو جیسا کہ اکثر دیہات وقریات کے نوسلم لوگوں میں دعائے مذکور سے ناواقف ہوتے ہیں اور پھر گرد و پیش میں بھی کوئی واقف کار نہ مل سکے تو اس وقت البتہ اسی دوسرے جملہ سے نماز جنازہ پڑھا لی جائے کہ مجبوری ہے اور یہ غفلت دکوتاہی اکثر نمازی و روزہ دار مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ باوجود پنجگانہ نماز کے پابند ہونے کے دعائے جنازہ یاد نہیں ہوتی بدیں وجہ یہ دوسرا دعائیہ جملہ انہیں کے واسطے لکھا گیا کہ نماز جنازہ میں چُپ تو نہ کھڑے رہیں کچھ تو پڑھیں یا یہ کہ اسی جملہ کی وجہ سے نمازیں تو شریک ہو جائیں تاکہ میت کو مزید ثواب کا باعث ہو اور یہ جملہ زبان زد ہو جانا بہت آسان ہے

(بقیہ نوٹ نمبر ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

ل‍ه ہو جو نابالغ۔ الخ۔ یعنی میت اگر نابالغ بچہ ہو تو دعائے شفاعت اس میں پڑھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے اللھم اجعلنا فرطًا واجعلنا اجرًا وذخرًا وجعلنا شافعًا ومشفعًا۔ اور اگر میت نابالغہ ہو تو ہر جگہ بجائے ہ کے ہا بالف کہے اور آخر میں شافعۃ ومشفعۃ بولے ۱۲ منہ ٢ه ہو مسلمان الخ یعنی اگر کوئی عاقل بالغ مسلمان جسے نہانے کی ضرورت نہ ہو بر سبیلِ ظلم دہار دار ہتیار سے مارا جائے اور وہ مظلوم کسی چور کے ہاتھ سے قتل ہو خواہ اپنے کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہوا ہو خواہ جہاد میں خدا کی راہ میں مارا جائے اور بعد زخم لگنے کے اتنی دیر نہ جیا ہو کہ جس سے علاج معالجہ کی نوبت آئی ہو اور ایک وقت کامل نماز کا اُس کو ہوش میں نہ گذرا ہو اور کچھ کہایا پیا نہ ہو اور دیت بھی اُس پر واجب نہ ہوئی ہو تو ان سب صورتوں میں وہ شخص فقہ کی رو سے شہید کامل ہے اور ہم اس کو اپنے عرف میں شہید فقہی یا شہید اصلی کہتے ہیں اور اگر اس نے بعد پہنچنے زخم کے کچھ کہایا پیا۔ یا کوئی بات دنیا کی کی۔ یا اس کو ہوش میں ایک وقت پورا نماز کا گذر گیا یا کچھ علاج معالجہ کی نوبت پہنچی یا دیت یعنی خونبہا اُس کے عوض میں واجب ہوا یا لاٹھی اور پتھر وغیرہ سے یا گلا گھونٹ کر چور یا کسی دشمن کے ہاتھ سے یا زہر دیکر مارا گیا یا حالت جنابت میں مارا گیا یا عورت حالت حیض و نفاس میں ماری گئی تو ایسی حالت میں وہ شہید کامل نہ ہوگا اور فقہ میں اُس کو شہید مرتث بولیں گے جس کو ہم اپنے عرف میں شہید آخرت یا دوسرے درجہ کا شہید کہتے ہیں اور ان دونوں قسم کے شہیدوں کے احکام جدا ہیں جو آگے چل کر بیان ہوں گے ۱۲ منہ

کہہ کے پھر تکبیر چوتھی لے امام	پھیر دے دونوں طرف اپنے سلام
ہو[1] جو نابالغ کوئی میت اگر	پس شفاعت کی دعا تو اس میں کر
پھر لحد میں جا کے میت کو دھریں	دفن کر کے اُس کو پھر تلقیں کریں
ہے لحد آرام گاہِ مومناں	قعرِ شق ہو گور وجائے دیگراں

[illegible]

شہیدوں کا بیان

[illegible]

ہو مسلماں[2] ظلم سے مقتول اگر	دہار دار آلہ سے مانند تبر
وہ قتیلِ دزد یا بدخواہ ہو	یا ذبیحِ فی سبیل اللہ ہو
پاک ہو اور بعد زخم اُسنے کوئی	کھانا۔ پینا۔ بات دنیا کی نہ کی
اور دیت اُس پر نہ آئی اے حمید	اُس کو اہلِ فقہ کہتے ہیں شہید
باغی۔ حربی[3]۔ ڈاکو اور رہزن پلید	کیسے ہی ماریں وہ ہے کامل شہید

٣ه باغی حربی الخ یعنی اگر باغی لوگ جنھوں نے کہ باوجود اسلامی رعایا ہونے کے سلطان اسلام سے بغاوت کر کے اُس پر خروج کیا ہو یا دار الحرب کے کفار خواہ جہاد میں خواہ بیرون جہاد تنہا یا کسی مسلمان کو مار ڈالیں یا ڈاکو یا راہزنوں اور گٹ کٹوں نے کسی کو مارا ہو خواہ آلۂ دہاردار سے مثل تیر یا تلوار وغیرہ کے مارا ہو خواہ بے دہار آلہ سے مثل لاٹھی یا پتھر وغیرہ کے یا گلا دبا کر یا زہر دیکر مارا ہو تو ہر طرح پر باقی شرائط مذکورہ کے ساتھ اُن لوگوں کا مقتول شہید کامل ہے کیا معنی کہ اُن کے مقتول کیلیے شہید کامل ہونے میں دہاردار آلہ سے قتل کی شرط نہیں ہے باقی شرائط مذکور بدستور رہیں۔ اور شہید کامل کا حکم اگلے شعر میں مذکور ہے ۔ ۱۲ منہ

ف کچھ شہیدوں کو الخ یعنی شہیدان کا ہن جن کا ذکر اوپر ہوا غسل اور کفن جدید اُنھیں کچھ نہ دیں اور انہیں پہنے ہوئے کپڑوں میں خون آلودہ دفن کردیں کہ اسی صورت سے وہ قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے اور اُن کا یہ خون آب طاہر سے زیادہ تر طیب و طاہر ہے ہاں اُن کے کپڑوں میں سے زائد چیزیں مثل ٹوپی و موزے وغیرہ کے ضرور اُتار لیے جائیں ۱۲-منہ ف قتل ہوں الخ یعنی اگر وہ شہید حالت جنابت یعنی ناپاکی میں قتل ہوئے ہوں و یا کہ عورتیں حالتِ جنابت میں یا حیض و نفاس میں شہید ہوئی ہوں تو اُن کو ضرور غسل دیا جائے اور مرتث شہدا جو آلہ غیر دہار سے مثل لاٹھی یا پتھر کے یا گلا گھونٹ کر یا زہر دیکر کسی چور یا دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے ہوں تو اُن کو بھی غسل دیا جائے اور کفن جدید بھی دیا جائے ۱۲-منہ ف یا وہ ننگے ہوں -الخ یعنی اگر وہ شہدا راہ الہٰی اگر ننگے ہوں تو اُن کو بھی نیا کفن سُنت کے مطابق دیا جائے کیا معنی کہ اگر قاتل مقتول کے کپڑے اُتار کر لے گیا ہو یا کسی وجہ سے وہ مقتول حالت برہنگی میں شہید ہوئے ہوں تو اُن کو کفن بموجب سنت ضرور دیا جائے برہنہ دفن نہ کیا جائے اور نماز جنازہ سب پر پڑھی جائے ۱۲-منہ ف ہیں شہیدوں کے الخ یعنی شہدا جو راہ خدا میں یا ظلماً قتل ہوئے ہیں اُن کے مراتب اور درجات بہت عالی ہیں کہ جو بیان میں نہیں آسکتے ادنےٰ درجہ اُنکے ثواب کا یہ ہے کہ وہ شہید ہونے کے وقت جمیع گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہو جاتے ہیں اور دنیا سے اس طرح جاتے ہیں کہ جیسے کہ ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو کر فوراً مرجائے اسی طرح وہ بھی پاک و صاف اور بے لوث ہو کر مرتے ہیں ہاں البتہ حق العباد اُن پر کچھ باقی رہتا ہی سو یقین ہے کہ اُس کے معاوضہ میں اللہ برتر اُن کی طرف سے اُس اپنے بندے کو کہ جس کا حق شرعی اُن پر رہا ہوگا اتنا کچھ عطا فرمائیگا کہ وہ بندہ خود بخود اُس اپنے حق کو اُن سے معاف کردیگا - ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء مگر جو مسلمان کہ دریا کی لڑائی میں شہید ہوئے یا کفار اُنہیں قید کرکے لے گئے اور بے بسی کی حالت میں وہاں جا کر قتل کیا ان شہدا سے تو حق اللہ و حق العباد کلیتہً سب معاف ہو جاتے ہیں -۱۲ منہ ف ہیں وہ زندہ الخ یعنی شہدا زندہ ہیں اور کبھی مرتے نہیں کیا معنی کہ اگرچہ بظاہر وہ مرجاتے ہیں اور اہلِ دنیا کی نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں ولیکن درحقیقت وہ مرے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور یہ زندگی و حیات جو ان کو ملتی ہی وہ ایسی ہے جس کے بعد پھر فنا نہیں ہے اور یہ حیات دائمی مولا کی راہ میں مرجانے کے بعد ملتی ہے ۱۲ منہ ف پاس اپنے رب کے الخ یعنی وہ شہدا اپنے اللہ کے پاس رہتے ہیں اور وہیں کھاتے پیتے ہیں جسطرح ہم تم دنیا میں کھاتے پیتے ہیں اسی طرح وہ وہاں مولا کے پاس رزق پاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے عند ربھم یرزقون منہ ۱۲ ف کیفیت کا اس کے الخ یعنی شہدا جس قسم کا رزق اللہ کے پاس پاتے ہیں اس کی کیفیت و نوعیت خدا ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کس قسم کا رزق ہی اور اُس میں کیا کیا خوبیاں اور لذتیں ہیں -۱۲ منہ ف یعنی جو شخص کہ خدا کی راہ میں مرے وہ اس مرنے کے بعد ہمیشہ زندہ و برقرار رہتا ہے اور اس میں ایک اور نکتہ بھی نکلتا ہے جس کو اہل دل خوب سمجھ سکتے ہیں -منہ ۱۲

کچھ شہیدوں کو نہ دیں غسل و کفن
وہ تو بالکل پاک ہیں اور نیک تن

ہاں انھیں کپڑوں میں کفنائیں انھیں
خون آلودہ ہی دفنائیں اُنھیں

خون شہیداں را از آب اولیٰ تر است
ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر است

قتل ہوں یا وہ جنابت میں اگر
اُن کو نہلائیں تب البتہ بشر

یا ہوں وہ مرتث شہید اے ذیشعور
دیں اُنھیں غسل و کفن بھی سب ضرور

یا وہ ننگے ہوں تو کفنائیں اُنھیں
پھر جنازہ کی نماز اُن پر پڑھیں

ہیں شہیدوں کے بڑے عالی مقام
پاک ہو جاتے ہیں وہ بالکل تمام

ہیں وہ زندہ اور نہیں مرتے کبھی
مر کے پاتے ہیں حیاتِ دائمی

پاس اپنے رب کے کھاتے پیتے ہیں
چین کرتے ہیں مزوں سے جیتے ہیں

کیفیت کا اُسکے عالم ہے خدا
پاس حق کے اُن کو ہے کیا کیا عطا

جو کوئی اللہ کے اوپر مرے
بعد مرنے کے ہمیشہ وہ جیئے

(یعنی وہ حیات دائمی حاصل کرے ۱۲)

۵۱ تیغ لا سے الخ یعنی لاالہ الا اللہ میں جو لا ہے جبتک کہ تو اے شخص اُس کی تلوار سے نفس اَمّارہ جو تیرے پہلو میں ہر وقت موجود رہتا ہے اور جس نے تیرے بہت سے معبود قرار دے رکھے ہیں اور جو کہ خواہشات دنیا کے واسطے غیروں کے روبرو تیرا سر جھکاتا رہتا ہے اس کا سر تو نہیں کاٹے گا یعنی کہ کثرت ذکر کلمہ طیبہ سے خواہشات نفسانی و ظلمت شرک کو مٹا کر نور توحید اپنے سینہ و دل میں پیدا نہ کریگا اس وقت تک یہ حیات دائمی جس کا ذکر اوپر کیا گیا تجھ کو اے طالب میسر نہیں ہو سکتی غرض کہ نفس اَمّارہ جو آدمی کا بہت بڑا دشمن ہے بغیر اقرار و تصدیق کلمہ طیبہ و کثرت ذکر اس کے اور ترک خواہشات نفسانی کے فنا نہیں ہو سکتا ہے ۱۲ منہ

۵۲ اور جو وہ زندہ رہا الخ یعنی اگر وہ نفس اَمّارہ تیرے پہلو میں زندہ و موجود رہا اور تو نے اسکو نفی و اثبات کی تلوار شرک مار سے قتل نہیں کیا تو یہ بات یاد رکھنا کہ جب تو نفی و اثبات کے ذکر پاک سے تزکیہ نفس نہ کریگا تو یہ بات ضرور ہو گی کہ تیری زندگی بھی مثل موت کے ہوگی اور تیرا بدن اگرچہ بظاہر زندہ ہوگا مگر دل در حقیقت مرا ہوگا اگر ایسی حالت میں جب تجھ کو موت آئیگی جس کی بابت کہ ارشاد ہے کل نفس ذائقۃ الموت۔ تو وہ موت تجھ کو بالکل نیست و نابود کر دینے والی ہوگی

تیغ لا[51] سے نفس اَمّارہ کا سر	تو نہیں کاٹے گا جبتک اے پسر
یہ حیات روح پرور جاں فزا	تجھ کو کیونکر ہاتھ آئے گی بھلا
اور[52] جو وہ زندہ رہا تیرے حضور	پس وہ تجھ کو مار ڈالے گا ضرور
ایک[53] کے مرنے سے دیگر کی حیات	لازمی ہے یاد رکھنا میری بات
اب[54] تجھے اس بات کا ہے اختیار	خواہ تو مر خواہ اس دشمن کو مار

زیارت قبور کے بیان میں

جمعہ[55] کو کرنا زیارات قبور	سنت مشہور ہے اے ذی شعور
پہلے جاتے ہی سلام اُن پر کرے	یغفر اللہ لنا و لکم پڑھے
ہاں[56] سماع و علم موتی مطلقاً	اہل سنت کا ہے اجماع اے فتا
مومنین اموات ہیں جتنے تمام	دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں مدام

اور یہ در حقیقت نفس اَمّارہ کا نہ مارنا ہی ہے کہ جب تو نے اُس کو مار کر زیر نہ کیا تو اس کی وجہ سے قیامت تک تجھ کو مرجانا پڑا یعنی کہ وہ حیات ابدی کہ جو شہدا و مردان خدا کو حاصل ہوتی ہے اور جس کی بابت ارشاد ہے کہ عند ربہم یرزقون اُس سے تو محروم رہیگا ۱۲ منہ

۵۳ ایک کے مرنے سے الخ یعنی دو دشمنوں میں ایک دشمن کے مرنے کو دوسرے دشمن کو حیات و راحت حاصل ہوتی ہے پس نفس امارہ جو آدمی کا بڑا دشمن ہے اگر اُس کے پاس موجود رہے گا تو یہ دشمن ایک نہ ایک دن اس کو ضرور مار ڈالیگا۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ اگر آدمی مشرک ہے اور وہ مرتے دم تک شرک سے توبہ نہ کرے کلمۂ توحید سے رطب اللسان نہ ہوگا اور نفس امارہ کو کلمۂ شہادت کے اقرار باللسان و تصدیق بالقلب سے نفس مطمئنہ نہ بنائیگا تو مرنے کے بعد وہ نفس امارہ اس کو ہمیشہ کے واسطے قعر ہلاکت میں پہنچائیگا اور ابدالآباد تک سیصلیٰ ناراً ذات لہب کا مزا چکھائیگا اور اگر وہ مومن تو ہے لیکن دنیائے دنی کی لذات فانیہ میں مبتلا ہو کر خدا کی طرف سے غفلت اختیار کریگا اور عمر بھر خواہشات نفسانی میں گرفتار رہیگا تو ضرور ہے کہ نفس اَمّارہ اُس پر غالب رہیگا اور اس صورت میں جب اس کو موت آئیگی تو اس کا دل مردہ در مردہ ہو جائیگا کہ حیات روحی سے کچھ حصہ زیادہ نہ پائیگا اور جب یہ بات خواہشات نفسانی کی بدولت ہوئی تو در حقیقت یہ نفس اَمّارہ کا ہی اس کو مارنا ہوا۔ اور جو یہ جوانمرد خواہشات نفسانی کا پیرو نہ ہوا اور خدا کی طرف اُس کی رجوعات پوری پوری رہی اور کلمۂ شہادت کی تیغ برّاں سے نفس اَمّارہ کے شتر شرک کو کاٹ کر پھینک دیا اور کثرت ذکر لا الٰہ الا اللہ سے تزکیہ نفس حاصل کیا تو یہ در حقیقت نفس اَمّارہ کا قتل کرنا ہے اور اس صورت میں اپنے واسطے حیات ابدی حاصل کرنا ہے۔ جس کا بیان اوپر ہوا۔ اور اس کا نام جہاد اکبر ہے اور جو لوگ کہ لڑائی میں کافروں کے ہاتھوں یا باغیوں سے مارے جاتے ہیں اس کا نام جہاد اصغر ہے غرض کہ حیات جاودانی و بقائے دائمی جہاد اصغر و جہاد اکبر ان ہی دونوں سے حاصل ہوتی ہے اور بغیر ان کے دوسرے طریق سے ممکن نہیں یہ شریعت و طریقت کا ایک باریک مسئلہ ہے جو بیان کیا گیا اور جو کہ اشعار کے لطف مضامین سے مترشح ہوتا ہے وہ اس کی شرح کرنے میں نہیں حاصل ہوتا یہ معانی ضرورتاً بغرض عام فہم ہونے کے لکھدیے گئے ۱۲ منہ

(بقیہ ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

سلہ وہ نہ گر سنتے۔ الخ یعنی اگر مردے نہ سنتے ہوتے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کس واسطے جمعہ کے روز مزارات پر جا کر مومنین اموات کی طرف مخاطب ہو کر سلام فرمایا کرتے اور دعا مغفرت پڑھا کرتے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ شریعت پتھر یا دیگر جماد ذات سے خطاب وسوال جواب کرنے کا حکم دے اور شارع علیہ السلام اینٹ اور پتھر کی طرف خطاب کر کے سلام کرے یہ قطعی محال ہے اور جو انکار کرے وہ ضال ہے۔ ۱۲ منہ **سلہ52** مومنوں کو حق ہے۔ الخ یعنی مومنین اموات کو ادراک وشعور ہونا حق ہے کہ جو کوئی ان کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے اُس کو وہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور جانے والے کو پہچانتے ہیں پس اے شخص تو اُن مسلمانوں کو جو اپنی قبروں میں آرام کی نیند سو رہے ہیں مثل اینٹ پتھر کے نہ سمجھنا کہ یہ اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے بلکہ وہ اہل قبور صاحب ادراک وشعور ہیں کہ جو کوئی اُن کے پاس جاتا ہے اور سلام کرتا ہے تو وہ اُس اپنی خواب راحت سے بیدار ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور جواب سلام دیتے ہیں کیونکہ اُن کا تعلق روحی اُن کے بدنوں سے بالکل منقطع نہیں ہوتا ہے اور وہ جو قرآن مجید فرقان حمید میں وارد ہے کہ انک لا تسمع الموتی ترجمہ۔ تو مردے کو کچھ نہیں سنا سکتا یا کہ وما انت بمسمع من فی القبور ترجمہ تو اسے سنانے والا نہیں جو قبر میں ہے۔ تو یہ نفی محض بدن خاکی کے واسطے ہے کہ وہ ہی مردہ ہے اور وہ ہی غیر سامع ہے نہ کہ روح کہ اس کا دیکھنا سننا حق ہے پھر بدن خاکی کا مردہ ہونا بھی عوام کے بدنوں کے لیے ہے نہ کہ خواص کے لیے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام سے ہمیشہ زندہ ہیں اور اُن کی موت فقط ایک آن کے لیے وعدہ الٰہی پورا کرنے کے واسطے ہوتی ہے اُن کے بدن مبارک اسی طرح سنتے ہیں جس طرح کہ عالم حیات میں سنتے تھے۔ اُن کے بعد خواص مومنین کا درجہ ہے جن کے بدن سلامت رہتے ہیں مثل شہدا واولیا وعلما اہل سنت کے کہ ان کا تعلق روحی اُن کے بدنوں سے بہت زیادہ رہتا ہے بل احیاء ولکن لا تشعرون کے مورد یہی صالحین ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اور عوام کے بدنوں کا نہ سننا بھی عام اور علی الدوام نہیں کہ ان کے بدن بھی جس وقت خدا چاہتا ہے تو سنتے ہیں کہ اسی آیت میں اس کے ساتھ ہی فرما دیا ہے کہ ان اللہ یسمع من یشاء یعنی اللہ برتر وقادر اُن میں سے بھی سنا دیتا ہے جس کو چاہے بیت یہ بھی جب حق چاہے سنتے ہیں ہذا سیح ہے۔ ان اللہ یسمع من یشاء فقد بروایا اهل القرآن ۱۲ منہ **سلہ53** ان میں ہیں جو اولیا الخ یعنی ان مومنین مرحوم میں۔ جو لوگ کہ بڑے درجہ کے صالحین ہیں جیسے اولیائے کاملین وعلمائے متبعین ومجتہدین اہل سنت اُن کے مراتب بہت اعلیٰ ہیں جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور اُن کا تقرب روحی بہ نسبت عام مومنین کے بہت زیادہ ہے اور کیونکر نہ ہو کہ فضلنا بعضہم علی بعض ہر جگہ صادق ہے اور ان لوگوں کی حیات بھی قریب قریب یا مثل شہدا کی حیات کے ہے کہ اولیائے کاملین وعلمائے متبعین سنت کا اجتہاد جہاد اکبر ہے حضرت نے فرمایا ہے کہ علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل ترجمہ یعنی میری امت کے علما جو کہ میرا اتباع کرتے ہیں اور دین کو پھیلاتے ہیں وہ مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں کہ جن کا کام راہ راست بتانا ہے کیا معنی کہ وہ علما جو ظاہراً یا باطناً اتباع سنت کرتے ہیں اور خالصاً لوجہ اللہ علم دین کی اشاعت وتعلیم کرتے ہیں خواہ وہ علم ظاہر ہو جیسے شریعت خواہ علم باطن ہو جیسے طریقت اور خلق اللہ کو ہدایت کرتے ہیں تو ان کے مراتب انبیاء کے قریب قریب ہیں اور چونکہ انبیاء علیہم السلام مع اپنے بدنوں کے قبروں میں یقینی زندہ ہیں (بقیہ نوٹ ضمیمہ میں دیکھیں)

اس پہ ناطق ہے تواتر سے حدیث	ہے فنائے روح تو قول خبیث
وہ[51] نہ گر سنتے تو کیوں خیر الانام	جمعہ کو اُن پر کیا کرتے سلام
کیا شریعت کا ہو پتھر سے خطاب	یہ تو ہے بالکل محال اے مستطاب
مومنوں[52] کو حق ہے ادراک وشعور	مت سمجھنا کالحجر من فی القبور
ان[53] میں ہیں جو اولیائے کاملین	اُن کو ہے ادراک زائد بالیقین
جمعہ کو اُن پر کیا کرنا سلام	بعد اس کے فاتحہ پڑھنا مدام
یعنی پڑھنا پنجسورۃ الحمد کو	بعد ازاں لیسین اور الہاکم ہو
گیارہ بار اخلاص پھر انیس پڑھیں	کیونکہ وارد ہے یہی آثار میں
پڑھ کے یہ سب بخشدیں اموات کو	کر وسیلہ ذات بابرکات کو
اس کا ملتا ہے نہایت ہی ثواب	تجھ کو اور مُردوں کو بے حد وحساب
کچھ چڑھانا قبر پر یا چومنا	عرض کرنا گرد اس کے گھومنا

ہیں یہ سب افعال بدعت اور حرام — ان سے بچتا رہ مدام اے نیک نام

گرد تو کعبہ کے پھرنا چاہیئے — سنگِ اسود ہی کو چوما چاہیئے

نذر کے قابل خدا ہی ہے مدام — عرض بھی سنتا ہے وہ ہی لاکلام

یہ جو ہے مشہور نذرِ اولیا — اور تمام اُمت میں رائج بخطا

یاد رکھ اس بات کو اے پاک دیں — نذر یہ عُرفی ہے اور شرعی نہیں

تحفہ جو لیجائیں شاہوں کے حضور — نذر کہتے ہیں اُسے بھی ذی شعور

نذر[51] موتی نذرِ شرعی کب ہوئی — ہاں ثواب اُنکو ہے نذر اللہ کی

فرقِ[52] عرف و شرع سے غافل نہو — مومنوں پر بدگماں عاقل نہ ہو

تو مبر ظنِ خطا اے بدگمان — اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اے جواں

ظنِّ بد[53] سے بچ مدام آگاہ ہو — کہہ نہ مشرک اہلِ اِلَّا اللہ کو

اُمّتِ احمد کو جو مشرک کہے — خود ہی وہ نزدیک شرک و کفر ہے

۵۱ نذر موتی الخ یعنی یہ جو نذر و نیاز بزرگوں کے نام سے موسوم ہے یہ نذر شرعی کب ہے بلکہ عرفی ہے جیسا کہ بیان ہوا ہاں یہ ضرور ہے اس نذر و نیاز کی چیز کا ثواب اُن بزرگوں کے لیے مخصوص کیا گیا ہے اور نذر تو درحقیقت اللہ ہی کے لیے ہے نیاز مالک حقیقی ہی کے واسطے ہے اس میں کسی کی مطلقاً شرکت نہیں ہے کیا معنی کہ بزرگوں کے ایصال ثواب کیلئے جو کھانا یا شیرینی یا دیگر صدقہ نکالا جاتا ہے اس کو عرفاً نذر و نیاز بزرگوں کی کہنے لگتے ہیں ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ نذر یقیناً اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کا ثواب البتہ اُن بزرگوں کو ہبہ کیا گیا ہے ۱۲ منہ

۵۲ فرق عرف الخ یعنی اے صاحب شریعت جبکہ یہ بات یوں ہے تو تجھکو لازم ہے کہ لوگوں کے عرف اور رواج اور شرعی اصطلاحات کے فرق و تمیز سے غفلت و چشم پوشی نکر اور ناحق بلا وجہ بیچارے عام مسلمانوں پر جو ایسا کرتے ہیں بدگمانی نکر کہ بدگمانی مسلمانوں پر کرنا عاقل کا کام نہیں ہے اگر ایسا ظن فاسد تیرے دل میں راہ پائے تو تو ان بعض الظن اثم کا لحاظ رکھ کہ اکثر ظن فاسد غلط ہوتے ہیں اور وہ باعث گناہ ہیں ۱۲

۵۳ ظن بد سے بچ الخ یعنی جبکہ خود خدا و رسول کا یہ حکم ہے کہ ان بعض الظن اثم بعض بدگمانیاں البتہ گناہ میں داخل ہیں تو پس اے مومن جو لوگ کہ مثل تیرے مسلمان ہیں اُن کو خواہ مخواہ اپنے ظن فاسد سے مشرک نہ بنا کہ اس سے امت احمد کی تحقیر اور نیز تقلیل ہوتی ہے اور جو کوئی امت احمد کو مشرک کہتا ہے تو وہ خود شرک و کفر سے قریب ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ من اکفر اہل لا الہ الا اللہ بذنب فھو من الکفر قریب ۱۲ منہ

اولیائے امتِ خیر الوریٰ[1] — وہ وسائل ہیں ترے پیشِ خدا

ہے توسل کی طلب قرآن میں — وابتغوا آیا ہے اُسکی شان میں

ہو وسیلہ سے دُعا جلدی قبول — کر وسیلہ مصطفےٰ[2] کا ای فحول

ہے یہی قولِ شہ[3] عبد العزیز — دیکھ تفسیرِ عزیزی اے عزیز

ہاں ضرور اس بات کا رکھ اعتبار — بندہ بندہ ہے خدا ہے کارساز

جو عبادت خاص ہے اُس کے لئے — دوسرا کب اسمیں ساجھی ہو سکے

جو عبادت میں شریک اُسکا کرے — بالیقین مومن اُسے مشرک کہے

سجدہ کرنا قبر کو شرکِ جلی — سجدہ کے قابل تو ہے اللہ ہی

قبر کا چوکور[4] کرنا منع ہے — اُس پہ گنبد کا بھی دھرنا منع ہے

کیونکہ فرماتے ہیں یہ شیرِ خدا — بوالحسن حضرت علیِ مرتضیٰ

مجھ سے فرمایا رسولِ پاک نے — احمدِ سرورِ شہِ لولاک نے

ف۱ اولیائے امت الخ یعنی اولیائے امت وعلمائے اہلِ سنت جو کہ صاحبِ نسبت و معرفت ہیں وہ لوگ وسیلۃ اللہ ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہوتی ہے اور وسیلہ کی طلب و جستجو کے واسطے خود قرآن مجید میں حکم ہے کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اللہ کی طرف تم اے لوگو وسیلہ ڈھونڈھو اس لیے کہ وسیلہ سے دعا جلد قبول ہوتی ہے سچ کہا ہے وللہ درّ من قال بیت ہیں بجوایں قوم را اے مبتلا ۰ ہیں غنیمت دار شان پیش از بلا ۱۲ منہ

ف۲ کر وسیلہ مصطفےٰ کا الخ یعنی ہمارے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وذریاتہ وسلم کا اے جوان مرد وسیلہ پکڑ کہ وہ وسیلہ بہت بڑا اور قوی ہے اللھم اٰتِ محمدن الوسیلۃ ہاں اس برگزیدہ وسیلہ کے لئے بھی کوئی اور دوسرا وسیلہ ضرور درکار ہے تاکہ وہاں تک بھی تو رسائی ہو جائے واضح ہو کہ اس مصرعہ میں مومنین اور غیر مومنین سب کے لیے عام خطاب ہے کہ مومنین آپ کی محبت اور اتباع شریعت سے آپ کا وسیلہ ڈھونڈیں اور غیر مومنین آپ کی طرف گرویدہ ہو کر امت میں داخل ہوں کہ بغیر اس کے کوئی وسیلہ کام نہیں آسکتا ۱۲ منہ

ف۳ ہے یہی قول شہ الخ یعنی جو ہم نے بیان کیا کہ نذر و نیاز جو بزرگوں کی کیجاتی ہے وہ عرفی ہے جو بغرض ایصال ثواب اُن بزرگوں کی کیجاتی ہے اور یہ ایک وسیلہ ہے بزرگوں سے استفادہ حاصل کرنے کا کہ وہ لوگ صاحب تصرف ہیں تو یہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحبؒ دہلوی کا بھی قول ہے اور وہ تفسیر عزیزی پارہ عم سورۂ انشقت میں موجود ہے کہ بعضے از خواص اولیا اللہ را درین حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد۔ واویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا مے طلبند و مے یابند ۱۲ منہ

ف۴ قبر کا چوکور کرنا الخ یعنی مسلمان کی قبر کو چوکور و مربع بنانا یا اس پر عمارت وگنبد وغیرہ تعمیر کرنا منع ہے کہ خلاف سنت ہے اور صرف یہی ہے اور حضرت نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر روانہ کرنے کے وقت مجھے ہدایت فرمائی کہ اے علی اگر تو کہیں تصویریں دیکھے تو فوراً اُن کو مٹا دینا اور اگر کہیں قبریں اونچی اونچی پر از عمارات عالیہ پائے تو اُن کو گرا دینا اور پست کر دینا ۱۲ منہ

اے علی تصویر گر دیکھے کہیں	تو مٹا دینا اُسے فوراً وہیں
یا اگر دیکھے کہیں قبریں بلند	پست کر دینا انہیں اے ہوشمند
منعِ[۵۱] قصدِ زینت و اسراف ہے	فائدہ ہو تو اباحت صاف ہے
جیسے قبرِ انبیا پر بے گماں	بہرِ نفعِ زائران و حاضراں
قبر کی اوپر کی جانب کی نمود	کہتے ہیں تعویذ جسکو سب وَدُود
مثلِ کوہانِ[۵۲] شتر ہووے گزند	ہو نہ اک بالشت سے زائد بلند
قبر ماہی پشت ہونا چاہیے	خام ہو اندر سے گو پختہ بنے

زکوٰۃ کا بیان

ہے[۵۳] زکوٰۃ اسلام کا رکنِ دوم	فرضِ قطعی اعتقادی جانو تم
جس[۵۴] جگہ قرآن میں ہے امرِ صلوٰۃ	اکثر اُس کے ساتھ ہے ذکرِ زکوٰۃ

۵۱ منع قصد زینت الخ یعنی یہ بات جو بیان کی گئی کہ قبروں کا بلند کرنا اور اُن پر عمارت بنانا منع ہے تو یہ ممانعت وہاں ہے جہاں کہ محض بغرض زینت و شان و شوکت کے ایسا کیا جائے جیسا کہ اکثر ملوک و سلاطین دنیا کے مقابر پر یا دیگر اہل دول کی قبروں پر بغرض نمود و اظہار حشمت بڑی بڑی عمارتیں بنائی جاتی ہیں اور گنبد قائم کیے جاتے ہیں کہ بیکار محض ہے اور صرف بیجا۔ اور اگر ایسی تعمیر مزار سے کچھ فائدہ ہو تو اس تعمیر میں کچھ مضائقہ نہیں ہے جس طرح کہ انبیا علیہم السلام کے مزارات طیبات پر عمارات موجود ہیں کہ اُن سے سراسر منفعت ہی منفعت ہے اول تو یہ کہ عام و خاص میں فرق ہونا ضروری ہے اور انبیا کی عظمت و جلالت شان اس امر کی مقتضی تھی کہ اُن کے مزارات مزور دیگران سے ممتاز ہوں تاکہ زائرین وہاں جائیں اور اُن کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں اور اُن کے نفحات مقربات سے غنچہ ہائے ایمان و ایقان شگفتہ ہوں۔ علاوہ بریں چونکہ انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اپنے بدنوں سے زندہ و برقرار ہیں لہذا انبیا کے واسطے عمارات کا ہونا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا اگرچہ اُن کو اس عمارات فانیہ کی مطلق حاجت نہیں کہ اُن کے واسطے تو جنت الفردوس کے محلات عالیہ کشادہ و آراستہ و پیراستہ ہیں لیکن اُن کے حضور میں آنے جانے والے مہمانوں کے لیے اس عمارت کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ آرام پائیں اسی طرح خواص مؤمنین کہ جو واقعی انبیا علیہم السلام کے نیابت کی پوری قابلیت رکھتے ہوں اُن کی قبروں پر بھی عمارت کا ہونا مباح ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلٰی قُبُوْرِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الْمَشْهُوْدِیْنَ لِیَزُوْرَهُمُ النَّاسُ وَیَسْتَرِیْحُوْا بِالْجُلُوْسِ فِیْهِ۔ ترجمہ یعنی بیشک سلف صالح نے اولیائے کرام و علمائے عظام کے مزارات پر عمارات بنانا مباح رکھا ہے تاکہ لوگ اُن کی زیارت کو حاضر ہوں اور وہاں بیٹھ کر راحت پائیں۔ ۱۲ منہ

۵۲ مثل کوہان شتر الخ یعنی قبر کا تعویذ کوہان شتر کی مانند اُٹھا ہوا ہو کہ سنت ہے اور ایک بالشت سے زائد اونچا نہ ہو۔ ۱۲ منہ

۵۳ ہے زکوٰۃ اسلام کا رکن دوم یعنی زکوٰۃ دوسرا فرض ہے پہلا فرض نماز ہے اور دوسرا زکوٰۃ اور فرض قطعی ہے کہ جس میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ نہیں ہے اگر اس کے فرض ہونے میں ذرا شک کریگا تو کافر ہو جائیگا۔ منہ ۱۲۔

۵۴ جس جگہ الخ یعنی قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز کے ادا کرنے کا حکم ہے اُس کے ساتھ اکثر زکوٰۃ کا بھی ذکر ہے جس طرح اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ترجمہ یعنی اے مسلمانو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ مال ادا کر دیں اسی طرح لکھا ہے علمانے کہ بتیس جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر قرآن میں مذکور ہے جو دلیل ہے اوپر کمال اتصال ان دونوں رکن کے۔ منہ ۱۲۔

۵۱ فرض ہے الخ یعنی زکوٰۃ کا بیان صاحب نصاب عاقل بالغ پر فرض ہے صاحب نصاب اس کو کہتے ہیں کہ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا بقدر قیمت ان کے وہ مال ہو جو تجارت کی نیت سے خریدا ہو پس اس مال میں زکوٰۃ اُس وقت اُس پر فرض ہوتی ہے جبکہ ہر قسم کی حاجت اصلی سے وہ مال فارغ ہو گیا یعنی کہ سال بھر کے کھانے پینے کے جملہ مصارف سے بچکر ایک سال قمری اُس پر گزر جائے۔ منہ ۱۲

۵۲ قرض سے بھی۔ الخ۔ یعنی جس شخص کے پاس اس قدر مال بچ کر سال بھر گذر جائے اور اُس شخص پر کسی کا قرض نہ ہو تب زکاۃ دینا پڑے گی مال مقروض پر زکوٰۃ بقدر تعداد قرضہ خارج ہو جائے گی۔ اگر مال اُس سے زائد ہوگا تو باقی پر زکوٰۃ دینا واجب ہوگی جبکہ وہ باقی بقدر نصاب ہو ۱۲۔ منہ

فرض[۵۱] ہے وہ اُس مسلمان پر جناب — جو ہو عاقل بالغ اور صاحب نصاب
حاجت اصلی سے فارغ ہو وہ مال — ہو وہ نامی اور گذرے اُسپہ سال
قرض[۵۲] سے بھی پاک ہو اے نیک سیر — پس زکوٰۃ اُسوقت اُسپر فرض ہے
مال[۵۳] نامی جسمیں واجب ہے زکوٰۃ — تین قسمیں اُس کی ہیں اے نیک ذات
پہلے دونوں نقد یعنی سیم و زر — اور دوم مال تجارت سر بسر
اور[۵۴] مویشی ہیں سوم جو سال میں — بیشتر دن۔ چھوٹے جنگل میں چریں
کہتے ہیں اُسکو نصاب اے نیک ذات — آئے جس تعداد پر واجب زکوٰۃ
پس ہو ساڑھے سات تولے جبکہ زر — یا ہو چاندی ساڑھے باون تولے گر
ہے یہ دونوں کا نصاب اے نیک ذات — دیجیو چالیسواں حصہ زکوٰۃ
ایک رتی بھی اگر کم اس سے ہو — پس نہیں واجب زکوٰۃ اے نیک خو
پھر[۵۵] جو اس پر پانچواں حصہ بڑھے — اسکا بھی چالیسواں دینا پڑے

۵۳ مال نامی جس میں واجب ہے الخ۔ یہاں واجب بمعنی فرض کے ہے اکثر جگہ مسائل میں واجب لکھا جاتا ہے اور اس سے فرض مراد ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہے یعنی مال نامی جس میں زکوٰۃ فرض ہے اُس کی تین قسمیں ہیں نامی کے معنی بڑھنے والے کے ہیں یعنی جس مال میں بڑھنے کی قابلیت ہو وہ تین قسم ہے جو آگے مذکور ہیں یعنی ایک تو سونا چاندی خواہ مسکوک ہو خواہ غیر مسکوک۔ دوسرے وہ مال جو تجارت کی نیت سے خریدا ہے۔ تیسرے جمیع اقسام مویشی پس ان تین میں سے سونے اور چاندی اور مویشی میں خواہ نیت تجارت کی ہو خواہ نہ ہو ہر طرح پر زکوٰۃ دینا فرض ہے اور باقی اور مال میں نیت تجارت شرط ہے لہذا اُن تینوں کے سوا جو مال کہ تجارت کی غرض سے خریدا ہوگا اُس پر زکوٰۃ سالانہ فرض ہے اور تجارت کے لیے نہ ہوگا اُس پر فرض نہیں ہے منہ ۱۲

۵۴ اور مویشی۔ الخ یعنی وہ مویشی جو سال کے اکثر حصہ میں جنگل میں چھوٹے چریں اور اگر سال کا اکثر حصہ انھیں باندھ کر کھلائے تو اُن پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی گو وہ کتنے ہی ہوں اور ان سب کی زکوٰۃ کا بیان آگے ہے ۱۲۔ منہ

۵۵ پھر جو اُس پر الخ یعنی جبکہ ساڑھے باون تولہ چاندی پر ساڑھے دس تولہ چاندی اور زیادہ ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے پر ڈیڑھ تولہ سونا اور بڑھ جائے جو پانچواں حصہ اس کا ہے تو اُس پانچویں حصہ پر بھی زکوٰۃ دینا ہوگی اُس کا چالیسواں حصہ۔ منہ ۱۲

پانچویں حصّہ سے کم پر کچھ نہیں
ہو تجارتؔ کی نیّت سے مال اگر
نقد سے قیمت کا اُس کے کر حساب
ہے مویشی میں زکوٰۃ اس طور پر
سال بھر کے بعد پانچوں اونٹ میں
دسؔ میں دو اور پندرہ میں تین دیں
جبکہ ہوں پچیس اونٹ اے خوش طلب
پہنچے تعداد اُن کی جب چھتیس کو
دیں چھیالیس اونٹ پر اے خوش خصال
بعد ازیں اکسٹھ میں جا کر پھر ضرور
جب چھہتر اونٹ ہو جائیں کبھی

سن تجارت کی زکوٰۃ اب بالیقیں
پہنچے قیمت جب نصاب نقد پر
دیجیو چالیسواں حصّہ نصاب
پاس جنکے پانچ ہوں پس اونٹ اگر
ایک بکریؔ پوری اُنکے بدلے دیں
چار بکری دیجیے بیس اونٹ میں
دیں وہ اُونٹنی سال بھر کی ایک تب
دو برس کی اُونٹنی واجب اُسمیں ہے
عمر جس اُونٹنی کی ہو بس تین سال
چار سالہ مادہ دیں وہ بے قصور
دیں وہ تب دو اُنٹیاں دو سال کی

سلہ ہو تجارت کی۔ الخ یعنی تجارت کی غرض سے جو مال خریدا ہو تو ایک سال گذرنے کے بعد اُس مال کی قیمت نقدی کے حساب سے نکالی جائے گی یعنی اُس وقت بازار کے بھاؤ سے جس قیمت کو مال قرار پائیگا اُس مال کی قیمت کا چالیسواں حصّہ زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔ مثلاً اگر وہ مال سو روپیہ کا قرار پائیگا تو ڈھائی روپیہ زکوٰۃ میں دینا ہوں گے وعلیٰ ہذا۔ منہ سلہ ایک بکری پوری الخ۔ یعنی وہ بکری جو سال بھر سے کم نہ ہو پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ دینی ہوگی کیونکہ ایک سال کی پوری ہوتی ہے اور یہی ایک بکری پانچ سے لیکر نو اونٹوں تک دی جائے گی۔ ۱۲ منہ سلہ دس میں الخ یعنی پھر دس اونٹوں سے چودہ تک دو بکریاں اور پندرہ سے اُنیس تک تین بکریاں اور بیس اونٹوں سے چوبیس تک چار بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں جبکہ اونٹ چوبیس سے متجاوز ہو جائیں تب منہ ۱۲ سلہ یعنی جبکہ پچیس اونٹ ہوں تو ایک اونٹنی ایک سال کی زکوٰۃ میں دیجائے اور اب بکریاں نہ دی جائیں واضح ہو کہ اُنٹنی بروزن ر اُنٹنی مادہ شتر سے مطلب ہے اور اُس کو بواؤ معدولہ و نون غنہ اونٹنی بھی کہتے ہیں لیکن تلفظ دونوں کا باظہار نون اول وبلا اظہار یکساں ہے اور اُسکو بواؤ معروف بھی پڑھنا درست ہے۔ ہمارے نواح اور آس کے گرد و پیش میان دو آب میں اور لکھنؤ جیسا اور اُس کے اطراف میں اُس کو بواؤ معدولہ بولتے ہیں اور اُسی کو فصیح جانتے ہیں اور اساتذہ کے محاورے میں بھی داخل ہے بلکہ اساتذہ لکھنؤ نے تو اُس کی تحریر میں سے واؤ و نون اوّل کو بالکل اُڑا دیا ہے تاکہ دوسرے تلفظ کا شبہ بھی نہ ہو مگر دہلی اور بریلی اور اُن کے اطراف میں اُس کو بواؤ معروف بولتے ہیں اور اسی طرح لکھتے ہیں لہذا ہم نے ہر محاورے کا لحاظ کر کے دونوں طرح اُس کو لکھا ہے کیا معنی کہ ایک مصرع ایک محاورے کے موافق۔ تاکہ ہر ایک جگہ کے اہل زبان اپنے اپنے محاورے کے مطابق اُس کو پڑھیں اور حظ اُٹھائیں۔ ۱۲ منہ

ف۱ ایک سو چوبیس تک۔ الخ یعنی اکانوے اونٹوں سے لیکر ایک سو چوبیس اونٹ تک تین تین سال عمر کی دو دو اونٹنیاں زکوٰۃ میں دیتے رہیں۔ منہ ۱۲
ف۲ جب سوا سو ہوں۔ الخ یعنی جبکہ اونٹ ایک سو چوبیس عدد سے متجاوز ہو کر ایک سو پچیس ہو جائیں تو اُس حالت میں علاوہ سہ سالہ دو اونٹنیوں کے ایک بکری زکوٰۃ میں اور زیادہ کریں اسی طرح ہر پانچ اونٹ کے اضافہ ہونے پر ایک ایک بکری زکوٰۃ میں بڑھاتے جائیں مثلاً ایک سو تیس میں دو اونٹنیاں سہ سالہ اور دو بکریاں دیں ایک سو پینتیس اونٹوں میں دو دو اونٹنیاں سہ سالہ اور تین بکریاں ادا کریں اسی طرح ایک سو چالیس تک عمل کریں جب اونٹوں کی شمار ایک سو پینتالیس ہو جائے اُس وقت کیا کریں اُسکا بیان اگلے شعر میں موجود ہے۔ منہ ۱۲ ف۳ سو پہ پینتالیس۔ الخ۔ یعنی جبکہ ایک سو چوالیس سے بڑھ کر ایک سو پینتالیس اونٹ ہو جائیں تو اُس وقت فاضل بکریوں کا دینا موقوف کر کے سہ سالہ تین اونٹنیاں اُن کے بالعوض زکوٰۃ میں دیں اور جب اُن کی تعداد اُس سے بھی زیادہ ہو تو اُس وقت۔ منہ ف۵ دیں وہ ہر پنجہ میں الخ یعنی جبکہ تعداد شتران ایک سو پچاس سے متجاوز ہو کر ایک سو پچپن یا ایک سو ساٹھ یا ایک سو پینسٹھ یا ایک سو ستر جب ہو جائے تو اُس وقت ہر شتران اضافہ شدہ میں علاوہ سہ سالہ تین اونٹنیوں مذکورہ کے ایک ایک بکری بھی فاضل دیں یہاں تک کہ جب ڈیڑھ سو پر پچیس اونٹ بڑھ جاویں تب۔ منہ ف۶ یعنی جب ہوں پونے دو سو۔ الخ یعنی کیا معنی کہ جب ۱۷۵ اونٹ ہو جائیں تو اُس وقت پھر فاضل بکریوں کا دینا موقوف کریں اور ایک اونٹنی ایک سالہ عمر کی اور تین اونٹنیاں تین تین برس کی عمر کی زکوٰۃ میں دیں۔ منہ ۱۲ ف۷ ایک سو چھیاسی کی ہو الخ یعنی پھر جبکہ ایک سو پچھتر سے متجاوز ہو کر ایک سو چھیاسی اونٹ ہو جائیں تو اُس وقت ایک اونٹنی دو برس کی اور تین اونٹنیاں تین تین برس کی ادا کریں۔ قطار بر وزن قطار اونٹ کے ناک کی لکڑی کو کہتے ہیں جس میں رسی باندھتے ہیں اور اس سے مراد نفس شتر لیتے ہیں جس طرح کہتے ہیں ایک مہار شتر۔ ۱۲ منہ ف۸ چار کم دو سے۔ الخ یعنی جب ۱۸۶ شتران سے متجاوز ہو کر ایک سو چھیانوے اونٹ کسی کے پاس ہو جائیں تو اُس وقت پورے تین تین برس کی چار اونٹنیاں زکوٰۃ میں نکالیں۔ منہ ۱۲ ف۹

ایک او پر نوے ہوں سب ونٹ جب	اُنٹنیاں دو دیں وہ سہ سالہ اب
ایک سو چوبیس[۱] تک ایسا ہی کر	جب سوا سو[۲] ہوں تو پھر ہر پانچ پر
ایک بکری اور زائد اس سے دیں	ایک سو چالیس[۱۴۰] تک یوہیں کریں
سو پہ پینتالیس[۳] [۱۴۵] پر بڑھ جائیں جب	ایک دیں یکسالہ دو سہ سالہ اب
ڈیڑھ سو[۴] [۱۵۰] میں تین دیں سہ سال کی	جب بڑھیں اس سے تو پھر لے متقی
دیں[۵] وہ ہر پنجہ میں اک بکری ہی اور	جب بڑھیں پچیس[۲۵] ان پر تب بغور
یعنی[۶] جب ہوں پونے[۱۷۵] دو سو اے امین	ایک دیں یکسالہ اور سہ سالہ تین
ایک سو[۷] چھیاسی[۱۸۶] کی ہو پھر جب قطار	یاب۔ دو سالہ سہ سہ سالہ دیں چہار
چار کم[۸] دو سو[۱۹۶] سے پھر ہوں اونٹ جب	دیں وہ سہ سہ سالہ اُنٹنی چار سب
پورے[۹] دو سو تک یہی دینا زکوٰۃ	اس سے زائد ہوں تو سن اے نیک ذات
پھر عمل پنجہ کا کرنا بر ملا	ڈیڑھ سو[۱۵۰] کے بعد تھا جیسے کیا

پورے دو سو تک۔ الخ یعنی جس قدر کہ ۱۹۶ اونٹوں میں زکوٰۃ دیجائے اُسی قدر دو سو میں دیجائے اور جبکہ تعداد شتران دو سو سے بھی زائد ہو جائے اُس وقت الخ۔ ۱۲ ف۱۰ پھر عمل پنجہ کا۔ الخ۔ یعنی جبکہ اونٹوں کی شمار دو سو عدد سے متجاوز ہو کر دو سو پانچ یا دو سو دس یا دو سو پندرہ یا دو سو بیس تک پہنچے تو پھر اُس پنجہ زائد پر ایک ایک بکری فاضل دینا شروع کریں جس طرح کہ ڈیڑھ سو اونٹوں کی شمار کے بعد کیا گیا تھا اور پھر پچیس اونٹوں کے زائد ہو جانے پر فاضل بکریوں کا دینا بند کر کے ایک اونٹنی یک سالہ اور چھتیس اونٹوں کے زائد ہونے پر ایک اونٹنی دو سالہ اور چھتیس سے بڑھنے پر ایک اونٹنی سہ سالہ کر دیجائے جیسا کہ ایک سو پچھتر اونٹوں کے کیا گیا تھا اور پھر یہی سلسلہ آیندہ الیٰ غیر النہایہ چلا جائے۔
واضح ہو کہ اونٹوں کی زکوٰۃ میں ہر جگہ مادہ کا دینا واجب ہے۔ نر زکوٰۃ میں مقبول نہیں ہے۔ منہ ۱۲

گائیں یا بھینسیں ہوں یا دونوں اگر	تیس۔ دیں یکسالہ مادہ خواہ نر
جبکہ وہ چالیس ہوجائیں تمام	دیں وہ اک گوسالہ دوسالہ مدام
جب کہ ہیں اس سے تو دیں فی راس ہاں	قیمت دوسالہ کا چالیسواں
ساٹھ کی تعداد پوری آئے جب	دیجئے دو بچے یک یک سالہ اب
جبکہ ستر ہوں تو یک یک سالہ ہو	اور اک بچہ دوسالہ سے کے دو
ہوں اگر اسی مویشی گائے بھینس	دو دیں دو دوسالہ پوری گائے بھینس
تین دیں یکسالہ نوے راس میں	سو میں یک دوسالہ دو یکسالہ دیں
ایک سو اور دس میں یکسالہ ہو	دو ہیں دو دوسالہ ای فرخندہ پے
ایک سو اور تیس کی تعداد میں	تینوں اسیں پوری دو دوسالہ دیں
اب یہاں سے الغرض لے نیک ذات	ہر دہائی میں یوں ہی بدلے زکوٰۃ
اس سے زائد ہو شمار ان کی اگر	بانٹ دینا تیس یا چالیس پر

سلہ گائیں الخ یعنی اگر گائے یا بھینس تنہا یا دونوں مل کر کسی کے پاس تیس راس ہوں تو ان میں ایک بچھیا یا بچھڑا یا پڈا یا پڑھیا ان کے بالعوض ایک ایک سال کی عمر کا دینا واجب ہے اور ان میں یعنی گائے بھینسوں میں خواہ مادہ بچہ دیوے خواہ نر دیوے ان میں ہر جگہ نر و مادہ دونوں زکوٰۃ میں مقبول ہیں اونٹوں کی زکوٰۃ کی طرح ان میں مادہ کا دینا واجب نہیں ہے۔ منہ ۱۲ سلہ جبکہ وہ چالیس۔ الخ یعنی جبکہ گائے بھینس تیس سے بڑھ کر پوری چالیس ہوجائیں تو اس وقت ان کے بالعوض ایک راس گوسالہ دوسالہ زکوٰۃ میں دیویں منہ ۱۲ سلہ جب بڑھ ہیں۔ الخ یعنی جب چالیس سے ان کی تعداد بڑھ جاوے کیا معنی کہ اکتالیس یا بیالیس ہوں یا زیادہ انسٹھ تک وہ ہوں تو اس صورت میں فی راس زائد دوسالہ بچھیا یا بچھڑی کا یا پڑھیا یا پڈے کی قیمت کا چالیسواں حصہ علاوہ اس راس زکوٰتی کے اور زیادہ دیں منہ سلہ ساٹھ کی تعداد۔ الخ یعنی جب انسٹھ سے ساٹھ عدد راس ہوجائیں تو اس وقت چالیسواں حصہ قیمت دوسالہ راس کا موقوف کر کے دو عدد راس ایک ایک برس کی عمر کی زکوٰۃ میں نکالیں منہ ۱۲ سلہ جبکہ ستر ہوں الخ۔ یعنی جبکہ وہ گائیں یا بھینس ستر عدد ہوجائیں تو ان میں ایک راس بچہ یکسالہ بھر کا اور ایک راس اوسر دوسالہ زکوٰۃ میں ادا کریں۔ منہ ۱۲ سلہ ہوں اگر اسی مویشی۔ الخ یعنی جبکہ وہ اسی راس شمار میں آجائیں تو اس وقت دو عدد راس دو دو برس کے عمر کی کیا معنی کہ فی چالیس راس ایک ایک عدد۔ دو دوسالہ ان کی زکوٰۃ میں نکالیں۔ منہ ۱۲ سلہ یعنی نوے مویشی میں تین بچے ایک ایک سال کی عمر والے اور سو راس مویشی میں ایک بچہ دو برس والا اور دو راسیں ایک ایک برس کی دیں ۱۲۔ سلہ ایک سو اور دس میں یعنی ایک سو دس راس مویشی میں ایک راس ایک سالہ عمر والی اور دو راسیں دو دو برس کی عمر والی ان کی زکوٰۃ میں نکالیں منہ ۱۲ سلہ اس سے زائد ہو الخ یعنی جبکہ ایک سو تیس مویشی گائے یا بھینس سے ان کی تعداد زیادہ ہو مثلاً ایک سو تیس یا ایک سو چالیس ہوں تو عدد تیس و چالیس کے اوپر ان کی تقسیم کر دینا جس قدر تیس پر بٹ جائیں اسی قدر دوسالہ راس زکوٰۃ میں دیجائیں مثلاً ایک سو تیس مویشی کو اگر ہر دو عدد پر علیحدہ علیحدہ بانٹا جائے تو نوے مویشی کے تین بچے نوے کے حساب سے تین راس یک یک سالہ زکوٰۃ میں واجب ہوئیں اب ایک سو تیس کے پورے ہونے میں چالیس عدد باقی رہے وہ چالیس پر ایک دفعہ منقسم ہوئے ہیں لہذا ایک راس دوسالہ زکوٰۃ میں اور واجب ہوئی پس اس حساب سے ایک سو تیس مویشی میں تین راس یکسالہ اور ایک راس دوسالہ واجب ہوئیں اور اسی طرح جب ایک سو چالیس عدد کو ہر دو عدد تیس اور چالیس پر منقسم کیا گیا تو چالیس دو دفعہ اسی کے دو راس مویشی دو دوسالہ ہوئیں باقی رہے ساٹھ عدد وہ تیس پر دو دفعہ منقسم ہوتے ہیں لہذا دو دو راس یکسالہ ان میں واجب ہیں پس اس حساب سے ایک سو چالیس میں دو راسیں دو دوسالہ اور دو راسیں ایک ایک سالہ واجب ہوئیں غرض کہ اسی طرح ہر دہائی میں زکوٰۃ ان کی بدلتی چلی جائے گی اور تیس اور چالیس پر تقسیم بغرض ادائے زکوٰۃ ہوتی رہے گی اور ہر تیس پر یکسالہ اور ہر چالیس پر دوسالہ راسیں واجب ہوتی رہیں گی۔ منہ ۱۲

سلہ جس جگہ الخ یعنی جو تعداد مواشی کی اسقدر ہو جس میں دونوں عدد تیس اور چالیس سے پورے تقسیم ہوں تو اُس جگہ زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ خواہ تیس تیس کے حساب سے یک سالہ راسیں زکوٰۃ میں دیں خواہ چالیس چالیس کے حساب سے دو سالہ راسیں ادا کریں اگر ایک سالہ دیں گے تو زائد راسیں دیجائیں گی اور دو سالہ دیں گے تو گنتی میں کم دینا پڑیں گی مثلاً ایک سو بیس میں خواہ چار راسیں یکسالہ تیس کی تقسیم کے حساب سے دیدیں خواہ تین راسیں دو دو سالہ چالیس کی تقسیم کی رو سے ادا کریں یا کہ دو سو چالیس کی تعداد میں اسی حساب سے آٹھ راسیں یک یک سالہ یا چھ راسیں دو دو سالہ دیں یا چار راسیں ایک ایک سال کی اور تین دو دو سال کی دیں یہ اُن کو اختیار ہے کیونکہ یہ تعداد ہر دو عدد مذکور پر پوری پوری تقسیم ہو جاتی ہے اور اگر وہ صورت اختیار کریں جس میں فقرا کو زیادہ فائدہ پہنچے تو بہت افضل ہے۔ منہ ۱۲ سلہ بکریاں چالیس ہوں الخ یعنی بھیڑ دنبے یہ سب ایک حساب میں داخل ہیں اور ان کا نصاب زکوٰۃ چالیس عدد ہے پس جس وقت کہ چالیس عدد بکری یا بھیڑیں یا دنبے ہو جائیں تو اُس وقت ایک ایک راس اُن کے بدلے زکوٰۃ میں نکالیں

تیس میں یک سالہ دینا لے زکی	اور دیے چالیس میں دو سال کی
جس جگہ ہر دو عدد پورے بنیں	اسجگہ مختار ہے تو دونوں میں
بکریاں چالیس ہوں جب ایک دے	بھیڑ بکری دنبہ سب ہیں ایک سے
ایک سو اکیس میں دو بکریاں	پھر ہیں دو سو ایک پر تین اے جواں
تین سو ننانوے تک تین لیک	چار سو میں چار پھر ہر سو میں ایک
اور نہیں گھوڑوں میں کچھ حد نصاب	دیجیے اک دینار فی گھوڑا شتاب
چارپائے جب یہ جنگل میں چریں	تب زکوٰۃ اُن کی ادا مالک کریں
اور جو کھاتے ہوں یہ چارا مول کا	کچھ زکوٰۃ ان میں نہیں ہوگی ادا
کھیت میں پیدا ہو جو کچھ جب کبھی	دسواں حصہ ہے زکوٰۃ اس شے میں ہی
سال کا اس میں گذرنا کچھ نہیں	اس میں واجب ہے بفور اے پاک دیں
ہو بھرائی کھیت کی گر ڈول سے	یا اُسے پانی دیا ہو مول سے

کہ جس کی عمر سال بھر سے کم نہ ہو اور اگر دنبہ خوب فربہ شش ماہا کچھ زائد کا ہو تو وہ بھی درست ہے بشرطیکہ سال بھر کے دنبوں میں مل کر دور سے تمیز میں نہ آتا ہو جیسا کہ قربانی میں حکم ہے۔ منہ ۱۲ سلہ ایک سو اکیس میں الخ یعنی چالیس سے لیکر ایک سو بیس بکریوں تک ایک ہی زکوٰۃ میں دیجائیگی مگر جبکہ ایک سو اکیس بکریاں یا بھیڑیں ہو جائیں تو اُس وقت دو بکریاں زکوٰۃ میں دینا واجب ہیں پورے دو سو بکریوں تک اور جب دو سو بکریوں سے زائد ہوں مثلاً دو سو ایک بکری یا دو سو دو خواہ اور زیادہ اُس وقت تین بکریاں زکوٰۃ میں ادا کی جائیں منہ ۱۲ سلہ تین سو ننانوے الخ یعنی دو سو ایک بکری سے لیکر تین سو ننانوے بکریوں کی تعداد تک تین ہی بکریاں زکوٰۃ میں دیجائیں گی و لیکن جبکہ پوری چار سو بکریاں ہو جائیں گی تو اُس وقت چار عدد راس بکری زکوٰۃ میں واجب ہونگی اس کے بعد پھر ہر سیکڑے میں ایک ایک بکری بڑھتی چلی جائیگی مثلاً پانسو بکریوں میں پانچ بکریاں اور چھ سو میں چھ و علیٰ ہذا الی غیر النہایۃ سلہ اور نہیں گھوڑوں میں الخ یعنی گھوڑوں کی زکوٰۃ میں نصاب معین نہیں ہے اور نہ سوائم کی طرح عام گھوڑوں یا خچروں یا گدہوں میں زکوٰۃ واجب ہے بلکہ ان میں سے جو تبیل کہ تجارت کی غرض سے ہوں اُن میں فی راس ایک دینار یا دس درم سالانہ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ منہ ۱۲ سلہ چارپائے جب یہ جنگل میں الخ یعنی اونٹ گائے بھینس و بھیڑ و بکری و دنبے وغیرہ جو سوائم میں داخل ہیں اگر یہ مواشی جنگل میں چر کر پرورش پاتی ہوں گی تو اس وقت اُن میں زکوٰۃ واجب الادا ٹھہرے گی اور اگر یہ جنگل نہ چرتے ہوں بلکہ مالکان اُن کو باندھ کر چارہ گھاس مول لیکر کھلاتے ہوں تو اس صورت میں زکوٰۃ ان میں واجب نہیں ہے اور اگر سال میں کچھ دنوں یہ چارپائے جنگل میں چرتے ہوں اور کچھ دنوں باندھ کر چارہ گھاس دیئے جاتے ہوں تو اُس وقت اکثر سال کا اعتبار ہوگا یعنی اگر سال کے اکثر حصہ میں وہ جنگل میں چرتے ہوں اور تھوڑے دنوں گھر پر چارہ گھاس پاتے ہونگے تو زکوٰۃ اُن میں واجب ہوگی اور اگر اکثر حصہ سال میں بندہ کر چارہ گھاس کھاتے ہوں اور تھوڑے دنوں جنگل میں چرتے ہوں تو زکوٰۃ اُن میں واجب نہ ہوگی۔ منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۲ ضمیمہ میں دیکھیں)۔

[۱] بیسواں حصہ ہے الخ یعنی ایسے کھیت کی زکوٰۃ بیسواں حصہ ہوتی ہے کیونکہ اُس میں مالک کا خرچ زائد پڑتا ہے جیسا کہ ابھی اوپر مفصل بیان کر دیا گیا ہے اور پیداوار خواہ غلہ کا ہو خواہ پھلوں کا خواہ میوہ جات و ترکاریوں کا خواہ شہد کا یا کسی اور چیز کا کچھ ہی کیوں نہ ہو زکوٰۃ ہر چیز میں اسی حساب سے واجب ہوگی اور شہد میں اگرچہ پانی وغیرہ کے دینے کا کچھ کام نہیں ہے کیونکہ وہ تو شیرہ لعاب مگس ہے لیکن اگر وہ بھی جس قسم کے کھیت کے درخت میں یا دیوار یا کنوئیں میں یا فالیز میں سے برآمد ہوگا اُسی قسم کے کھیت کی پیداوار کی زکوٰۃ کا حصہ شہد میں بھی واجب ہوگا۔ واضح ہو کہ عرب میں اکثر شہد کی مکھیاں پالی جاتی ہیں اور ان کے ذریعہ سے شہد کثیر پیدا کیا جاتا ہے اور نفع کثیر اُس سے حاصل ہوتا ہے بدیں وجہ شہد میں بھی زکوٰۃ واجب کی گئی ہے۔ منہ ۱۲ [۲] گھاس میں یعنی محض گھاس یا لکڑی پیداوار میں کچھ زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ چیزیں خود رو ہیں۔ ہاں اگر مالک ان کی حفاظت کرے اور دوسرے کو اُن میں دست اندازی سے باز رکھ کر اپنے لیے جمع کرے جیسے پنیں یا پولے بیچنے والے کرتے ہیں تو اسی پر بھی زکوٰۃ ہوگی جس طرح شہد پر ہوتی ہے ۱۲ منہ۔ [۳] ہے معافی کی الخ یعنی زکوٰۃ کے واجب ہونے میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ زمین معافی کی ہو کیا معنی کہ خراجی نہ ہو جیسے حاکم مجاز نے فتح کر کے اُس پر نقد یا بٹائی کا خراج مقرر کیا ہو۔ یہ زمین خراجی ہے اگرچہ ایسی زمین کو کوئی مسلمان ہی کسی غیر سے کیوں نہ خرید لے اور جو زمین مسلمان کی ہے۔ یا بیت المال کی اور بادشاہ نے اسے جاگیر دی ہے اور اس پر کوئی خراج بھی مقرر نہیں کیا ہے یا کسی نے افتادہ زمین غیر مملوکہ آبادی کی ہے اور اس پر حاکم وقت سے کچھ محصول مقرر نہیں ہوا ہے تو وہ زمین معافی ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے ۱۲ منہ [۴] زر یہ ہو۔ الخ یعنی اگر کسی کو کہیں دفینہ یا خزانہ گڑا ہوا ملے اور اس پر اسلام کا سکہ پایا جاوے تو اُس دفینہ کا حکم لقطہ ہے یعنی پڑی ہوئی چیز کہ پائی جائے اُس کا جو حکم ہے کہ اُس کا اعلان کریں تاکہ اس کے مالک کا پتا چلے۔ پھر اگر پتا چلنے کی امید نہ رہے تو اُسے فقرا مسلمین کو دیدے یا بحکم حاکم اسلام کسی مسجد وغیرہ دینی کام میں صرف کرے۔ اس کے بعد اگر وہ مالک ظاہر ہوا اور وہ اس کے اس تصدق کو جائز رکھے تو بہتر ورنہ اُس کا تاوان اُس سے لے سکتا ہے اور اگر اُس دفینہ پر اسلام کا سکہ نہ ہو غیر کا سکہ ہو یا بغیر سکہ کے ہو یا کسی چیز کی کان ہو تو اُس چیز کے پانچ حصے مساوی کیے جائیں گے اور اُن میں سے پانچواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہوگا اور چار حصے باقی کے مالک زمین کو دیے جائیں گے اگر پانے والا مالک زمین نہیں ہے کوئی غیر شخص ہے تو اُس کو کچھ نہیں ملے گا۔ چاروں حصے مالک زمین کی ملک ٹھہریں گے ہاں مالک زمین کو اختیار ہے کہ بطور بخشش اُس پانے والے کو کچھ دیدے یہ شرعی مسئلہ ہے قانونی مسئلہ اس کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ پانے والے کو چاہیئے کہ اس کی اطلاع فوراً کچہری میں کرے پھر گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جس قدر اُس میں سے مناسب سمجھے پانے والے کو دے اور جسقدر چاہے خود لے اور جس قدر چاہے مالک زمین کو دے اگر دفینہ کا اخفا کیا جائیگا تو پانے والے پر جرم فوجداری عائد ہوگا فتنبہ منہ۔ دیگر یہ کہ اگر زمین کوہستانی یا ریگستانی ایسی ہو (بقیہ نوٹ نمبر ۳ و ۴ و ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

بیسواں حصہ ہے پس اُسکی زکوٰۃ [۱]	ناج ہو یا شہد ہو یا میوہ جات
گھاس میں لکڑیں میں کچھ صدقہ نہیں [۲]	سب حقیقت میں یہ چیزیں بالیقیں
ہے معافی کی زمینوں میں زکوٰۃ [۳]	اور خراجی میں نہیں اے نیک ذات
گر کوئی پائے دفینہ اے جوان	ہو خزانہ یا کسی شے کی ہو کان
زر [۴] یہ ہو اسلام کا سکہ اگر	بس وہ لقطہ ہے۔ وگرنہ کان و زر
پانچ حصے سب کے تم کرنا سدا	ایک ہے بہرِ خدا و مصطفٰے
چار حصے اُسکے ہیں اے پاک دین	ملک میں جس شخص کے ہو وہ زمیں
اور زمیں کا ہو نہ مالک گر کوئی	پانیوالے کو ملیں گے ما بقی

مصرف زکوٰۃ کا بیان

جو زکوٰۃ و صدقہ واجب میں دے	وہ مسلمانوں کا حق ہے ذیل کے

[ف] اور ہیں چوتھے ۔الخ یعنی چوتھے مصرف ہیں وہ لوگ ہیں جو کہ راہ خدا میں چلنے اور کوشش کرنے سے بہ سبب نہ رہنے خرچ عاجز آگئے ہوں اور رک گئے ہوں اُن میں سے ایک غازی و مجاہد ہے کہ جو جہاد کرنے کے لیے گھر سے نکلا ہوا اور دوسرا حاجی ہے جو فرض حج ادا کرنے کے واسطے جاتا ہو اور تیسرا طالب علم دین ہے پس ان تینوں کی زکوٰۃ کے مال سے اعانت کرنا بہترین مصارف زکوٰۃ ہے اور جو طالب دنیا کے علم کا ہو جیسے انگریزی یا فلسفہ وغیرہ کا تو اُس کو مصرف زکوٰۃ سے دینا ہرگز درست نہیں۔ منہ ۱۲ [ف] پھر مسافر کو الخ ۔یعنی جو شخص سفر میں ہو اور اُس کے پاس خرچ نہو جس سے لپنے گھر تک پہونچ سکے اگرچہ اُس کے گھر بہت سامال اسباب موجود ہو تو ایسی صورت میں اُس مسافر کو بھی زکوٰۃ دینا درست ہے۔ واضح ہو کہ مصارف زکوٰۃ کے سات ہیں منجملہ اُن کے پانچ تو مؤلف نے یہاں بیان کر دیے دو باقی رہے اُن میں ایک تو عامل دوسرا مکاتب ہے سو وہ اس لیے بیان نہیں کیے کہ ہندوستان میں اُن کا وجود نہیں ہے لہٰذا اُن کے بیان کی ضرورت نہیں ہے جو پانچ مصارف کہ لکھے گئے وہی یہاں ہیں۔ منہ ۱۲

اک فقیر اور دوسرا مسکیں گدا | تیسرا جو قرض میں ہو مبتلا
قرض سے زائد نہ رکھتا ہو نصاب | پس اسے دیں اُسپہ ہو تجھبا حساب
اور ہیں[ف] چوتھے راہِ حق کے عاجزیں | غازی و حاجی و طالب علم دیں
پھر[ف] مسافر کو بھی دینا ہے روا | جو سفر میں ہو غریب و بے نوا
یعنی جو پردیس میں بے مال ہے | گرچہ گھر پر اپنے مالا مال ہے
مت[ف] بنا مسجد زکوٰتی مال سے | مت کفن یا قرض میت اس سے دے
مت بنی ہاشم کو دے اے نیکذات | وہ ہیں پاک اور میل ہے مالِ زکوٰۃ
اغنیا اور اُن کے نابالغ پسر | یا غلام اُن دونوں کے ہوں جسقدر
زن کو شو یا شو کو زن یا اصل و فرع | اپنے یا اُنکے غلام اے اہل شرع
بیٹے[ف] زکوٰۃ ان سب کو دینا نادرست | اُنکو لینا بھی ہے اس کا نادرست
جسنے[ف] اس مصرف میں کچھ دیدی زکوٰۃ | پھر دوبارا اور دے وہ نیکذات

[ف] مت بنی ہاشم کو زکوٰۃ کا دینا اگرچہ وہ حاجتمند ہوں درست نہیں ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ بنی ہاشم بہ سبب قرابت قریبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک و معزز و شریف القوم ہیں اور مال صدقہ میلا و کچیلا ہے لہذا اُن کے مناسب حال نہیں ہے اور نیز بنی ہاشم کے غلام باندیوں کو بھی یہ مال زکوٰۃ درست نہیں ہے اسی طرح جو اغنیا ہوں یعنی مالدار لوگ اور اُن کے نابالغ بچے ہوں اُن کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں یا ان ہر دونوں کے غلاموں کو بھی یعنی مالداروں کے اور بنی ہاشم کے غلاموں کو جائز نہیں ۱۲ منہ [ف] بیٹے زکوٰۃ الخ یعنی بنی ہاشم کو جن کا ذکر ہو چکا ہے اور مالدار آدمیوں کو اور اُن مالدار مردوں کے نابالغ بچوں کو اور بنی ہاشم کے اور مالدار مرد عورتوں کے غلام باندیوں کو اور اگر زکوٰۃ دینے والا مرد ہے تو وہ اپنی عورت کو اور اگر عورت ہے تو وہ اپنے مرد کو زکوٰۃ نہیں دیسکتی اور اپنے اصول یا فروع ہیں یا غلام باندیوں میں کسی کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ منہ ۱۲

[ف] جس نے اس مصرف میں ۔الخ یعنی اگر کسی زکوٰۃ دہندہ نے غلطی سے ان لوگوں کو زکوٰۃ دیدی تو اس کو چاہیے کہ اس کو آسانی ہے اُن سے واپس لیکر اور لوگوں کو زکوٰۃ دے اور اگر واپس نہ ہو سکے تو پھر دوبارہ زکوٰۃ اپنے پاس سے مستحقین کو ادا دے ورنہ زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش نہ ہوگا۔ منہ ۱۲

وہ غنی[۱] ہے جو کہ ہو اہل نصاب	ہے فقیر ایسا نہو جو اے جناب
کہتے ہیں مسکین اُس کو اے عزیز	پاس جس کے کچھ نہو اور کوئی چیز

رمضان کا بیان

فرض[۲] ہیں رمضان کے روزے تمام	ہر مسلماں مرد و عورت پر مدام
عاقل[۳] و بالغ مقیم اور ہو صحیح	جسکو روزے سے نہو ایذا قبیح
کہانا[۴] پینا ترک کرنا اور جماع	ہے اسی کا نام روزہ اے شجاع
اجر ہے روزہ کا بیحد و شمار	ہے یہ ارشاد رسولِ کردگار
یعنی فرمایا رسول اللہ نے	مجھ سے فرمایا یہ اللہ نے
جو کوئی روزہ رکھے میرے لیے	پس جزا بھی میں ہی ہوں اُسکے لیے
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا ثواب	اب قواعد اسکے سُن لُبِّ لُباب

[۱] وہ غنی ہے۔ الخ۔ یعنی غنی جس کو کہ زکوٰۃ کا دینا منع کیا گیا ہے وہ اُس کو کہتے ہیں کہ جو خود صاحب نصاب ہو کیا معنی کہ اسقدر مال رکھتا ہو کہ جس پر صدقہ واجب ادا کرنا واجب ہو جس کی تعداد دستگہ مروجہ سے چھتیں روپے چہرہ دار یا بقدر اُس کے سونا یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے اُس کو زکوٰۃ دینا اور لینا دونوں حرام ہے اور جس کے پاس اسقدر مال نہو کیا معنی کہ صاحب نصاب نہو اُس کو فقیر کہتے ہیں اور جس کے پاس اسا سہ کچھ بھی نہو وہ مسکین کہاتا ہے پس یہ دونوں اگر کسی مالدار کے غلام باندی نہ ہوں یا بنی ہاشم یا اُن کے غلام باندی نہوں تو ایسوں کو زکوٰۃ لینا دینا دونوں درست ہیں ۱۲ منہ

[۲] فرض ہیں۔ الخ۔ ارکان خمسہ میں سے ایک رکن اسلام ماہ رمضان المبارک کے روزے ہیں کہ وہ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں بشرطیکہ ۱۲ منہ

[۳] عاقل و بالغ مقیم۔ الخ یعنی ماہ رمضان کے روزے ہر مرد و عورت پر اُس وقت فرض ہیں جبکہ وہ عاقل اور بالغ ہوں اور نیز ایسے تندرست بھی ہوں کہ جو روزے کو رکھ سکیں اور اُس کے رکھنے سے اُن کو زیادہ تکلیف نہ ہو یا کسی معمولی بیماری کے بڑھنے کا گمان غالب نہ ہو ۱۲ منہ

[۴] کہانا پینا ترک کرنا الخ یعنی کہانا پینا خواہ بطور غذا کے ہو یا بطور دوا کے سبب سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسی طرح پانی یا شربت وغیرہ یا حقہ و سگریٹ وغیرہ کے پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے غرض کہ اکل و شرب میں سے کوئی بھی چیز کیوں نہو ان سب سے اور نیز مرد و عورت یا مرد و مرد کے باہم جماع کرنے سے طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک پرہیز کرنا اور بند رہنا اسی کا نام روزہ ہے اور اسی کو صوم کہتے ہیں۔ اور کہانے پینے سے مراد کسی شے کا باہر سے بدن کے اندر داخل ہونا ہے اسی طرح کہ باہر سے اُس کا علاقہ منقطع ہو جائے اور اندر بدن سے مراد دماغ اور پیٹ اور رحم یعنی عورت کا بچہ دان ہے جن کے رستے معین ہیں پس ان تین سے کسی ایک کے جوف میں جو چیز باہر سے پہنچے خواہ وہ عادتاً پہنچائی جائے جیسے کہانا پینا یا دوا پچکاری وغیرہ یا اُس کا پہنچنا عادتاً نہ ہو بلکہ اتفاقی ہو جیسے کنکری یا کاغذ کا ٹکڑا نگل لیا اور ان چیزوں کا پہنچنا خواہ مقررہ راستوں سے ہو جیسے حلق یا دبر یا ناک و کان وغیرہ خواہ غیر مقررہ جگہ سے ہو جیسے کسی نے کسی کے پیٹ یا دماغ میں نیزہ مارا اور اُس کی انی اندر ٹوٹ کر رہ گئی تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہتا ہے۔ بشرطیکہ اُس شے داخل شدہ کا علاقہ باہر سے منقطع ہو جائے مثلاً ڈورے میں بوٹی باندھ کر کسی نے نگل لی اور پھر باہر نکال لی تو اس صورت میں روزہ نہ جائیگا۔ فقنبہ ۱۲ منہ

شرط[1] ہے رمضان میں بے ریب تک — شب سے نیت ختم وقتِ چاشت تک

پر قضا اور روزۂ کفارہ میں — رات ہی میں شرط ہے نیت کریں

شرط[2] ہے عورت کو اے صاحب قیاس — ہو نہ جاری اسکو کچھ حیض و نفاس

حاملہ[3] عورت اگر ہو اسے تقی — یا پلاوے دودھ بچّہ کو کوئی

گر ضرر دیکھے نہ رکھے وہ ضرور — ورنہ رکھنا فرض ہے اے رشکِ حور

جو بڑھاپے[4] سے نہ روزہ رکھ سکے — دے وہ صدقہ بالعوض ہر ایک کے

فرض ہے روزہ۔ اگر بیمار کو — اُس کے رکھنے سے کچھ اندیشہ ہو

اور مسافر کو ہے مطلق اختیار — رکھے تو ہے اجر اُس کا بے شمار

اور نہ رکھے تو بھی جائز ہے اُسے — بعد اُس کے پھر قضا اس کی کرے

روزہ رکھنے میں اگر ہو خوفِ جان — جب تو ہے افطار واجب بیگمان

عذر[5] جب جاتا رہے انسان کا — فرض ہے رمضان کے روزوں کی قضا

[1] شرط ہے۔ الخ یعنی رمضان المبارک کے فرض روزوں میں پہلی شرط یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد سے دوسرے دن کے نصف النہار شرعی تک نیت روزے کی کرے اگر جب تک کچھ کھایا پیا نہ ہو تب روزہ دار کا روزہ فرض ثابت ہوگا اگر وقت چاشت ختم ہونے کے بعد نیت کرے گا تو روزہ نہیں ہوگا اور بجائے اُس کے بعد رمضان کے اور روزہ قضا رکھنا پڑے گا اور ان کے سوا قضا و کفاروں کے روزوں کے واسطے رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر قضا و کفارہ میں صبح صادق ہو جانے کے بعد روزہ کی نیت کرے گا تو وہ روزہ نہ ہوگا اور نفل روزہ میں بھی شب سے لیکر ختم چاشت تک نیت کرنا درست ہے۔ منہ ۱۲

[2] شرط ہے عورت کو۔ الخ یعنی دوسری شرط روزہ رکھنے کے واسطے عورت کا حیض و نفاس سے پاک و طاہر ہونا ہے جب تک کہ عورت حیض و نفاس سے پاک نہ ہوگی اُس وقت تک روزہ اُس کا نہ ہوگا اگر روزہ میں اُس کو یکایک حیض آجائیگا تو روزہ اُس کا ٹوٹ جائیگا اور اُسکی قضا رکھنا پڑے گی۔ منہ ۱۲

[3] حاملہ الخ۔ یعنی جو عورت حاملہ ہو یا جو عورت بچہ کو دودھ پلاتی ہو اُن کو روزہ رکھنے ہیں اگر کچھ حرج و ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ فرض ہے رکھیں اور اگر کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ ہو خواہ اپنے لیے خواہ بچہ کے لیے تو روزہ ہرگز نہ رکھیں اور بعد جاتے رہنے عذر کے فرضی روزوں کی قضا کریں۔ ۱۲ منہ

[4] جو بڑھاپے سے الخ یعنی جو بوڑھا کہ بہت ضعیف و کمزور ہو اور روزہ رکھنے کی اُس میں قوت نہ ہو اور اتنی عمر کو پہنچ گیا ہو کہ آیندہ روزے کی طاقت آنے کی امید نہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اس کو روزہ معاف ہے ہاں اگر وہ صاحب استطاعت ہو تو ہر روزہ کے عوض صدقہ دے جو صدقہ فطر کے برابر ہو یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع جو۔ منہ ۱۲

[5] عذر جب جاتا رہے۔ الخ یعنی جب آدمی کا عذر جاتا رہے تو اُس وقت روزہ کی قضا رکھنی فرض ہے۔ مثلاً بیمار جب اچھا ہو جائے یا ماں بچہ کو دودھ پلا چکے تو اُس وقت روزہ کی قضا واجب ہے۔ منہ ۱۲

[۱] جب کوئی رمضان میں۔ الخ یعنی جب کوئی رمضان میں فرض روزہ رکھ کر بے عذر غذا یا دوا یا جماع سے بالقصد دیدہ و دانستہ توڑ دے اور مسافر یا مریض نہ ہو اور اُس روزہ کی نیت رات سے کر چکا ہو اور توڑنا کسی عذر یا مجبوری سے نہ ہو اور نیز عورت کو اُس دن غروبِ آفتاب سے پہلے حیض یا نفاس نہ آ جائے نہ مرد یا عورت کو غروب سے پہلے کوئی ایسا مرض پیدا ہو جس میں روزہ نہ رکھنے کی شرعاً اجازت ہو تو ان شرائط کے ساتھ اُس کا روزہ توڑنا کامل جرم ہے ایسی صورت میں اُسے کفارہ بھرنا پڑے گا اور اگر ان شرطوں میں سے ایک بھی کم ہو گی تو صرف قضا آئے گی کفارہ نہ ہو گا اور کفارہ کا بیان اگلے شعر میں ہے ۱۲۔ منہ [۲] یعنی اُس روزہ الخ یعنی کفارہ اس کو کہتے ہیں کہ وہ شخص اول تو روزہ کی قضا رکھ لے اسکے بعد ایک لونڈی یا غلام آزاد کرے یا ساٹھ روزے پے در پے کہ اُن کے بیچ میں کوئی روزہ کسی طرح پر ترک نہ ہونے پائے رکھے اور اگر اُن کے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹ جائے تو وہاں تک کے سب روزے بیکار ہو جائینگے اور پھر اُن روزوں کو از سرِ نو شروع کرنا پڑیگا اور جو اس پر قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکین بلا تو کو دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلائے اُس وقت کفارہ پورا ہو گا۔ منہ [۳] ہے اسی کا نام کفارہ۔ الخ یعنی انہیں تین باتوں کا نام کفارہ ہے جن کا بیان کیا گیا کہ ایک بردہ آزاد کر دے یا ساٹھ روزے پے در پے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور یہ صرف رمضان کے روزے توڑنے میں ہی فرض ہے اور کسی روزہ توڑنے میں کفارہ نہیں آتا اُس کی صرف قضا ہی واجب ہوتی ہے۔ منہ [۴] بھول کر روزے میں۔ الخ یعنی اگر کوئی روزہ دار بھول جائے اور بھول کر دن میں کچھ کھانا کھا لے یا پانی وغیرہ پی لے تو اس کے روزہ میں کچھ نقصان و ضرر پیدا نہیں ہوتا اور روزہ اُس کا بدستور بنا رہتا ہے اور اُس کے عوض نہ کفارہ نہ قضا کچھ واجب نہیں ہوتا کیونکہ یہ کھانا اور پینا اُس کا خدا کی طرف سے ہے۔ منہ [۵] ناک میں۔ الخ یعنی جو روزہ دار اپنی ناک میں یا کان میں دوا یا تیل وغیرہ ڈالے یا وہ قصداً منہ بھر کے قے کرے یا حقہ کا کوئی دم لگائے یعنی حقہ پیئے یا حقنہ کرائے تو ان سب باتوں سے اُس کا روزہ جاتا رہتا ہے جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے ۱۲۔ منہ [۶] روزہ میں۔ الخ یعنی ماہ رمضان المبارک کے روزے میں پچھلے کو اٹھ کر سحری کھانا سنت ہے اور اُس کا بڑا ثواب ہے۔ اور رمضان کے عشرہ آخر میں ہر شہر و بستی میں کسی ایک مسلمان کا اعتکاف میں بیٹھنا سنت مؤکدہ بالکفایہ ہے فرض کفایہ یا سنت کفایہ اُس کو کہتے ہیں کہ اگر ایک مسلمان بھی اُس کو بجا لائے تو وہ کام سب کے ذمہ سے ادا ہو جائے

جب[۱] کوئی رمضان میں روزہ توڑ دے | جرم کامل سے وہ کفارہ بھرے
یعنی[۲] اُس روزہ کی تو رکھے قضا | اور کرے آزاد بردہ۔ بختیطا
ساٹھ روزے یا وہ پے در پے رکھے | ورنہ کھانا ساٹھ مسکینوں کو دے
ہے[۳] اسی کا نام کفارہ مدام | صوم رمضان میں ہی ہے یہ فرض تام
بھول[۴] کر روزے میں کھا پی لے اگر | کچھ نہیں ہوتا ہے روزہ کو ضرر
ناک[۵] میں یا کان میں ڈالے دوا | قے کرے منہ بھر کے خود بالقصد یا
کھینچے دم حقہ کا یا حقنہ کرے | انسے روزہ اس کا بس جاتا رہے
نذر کا روزہ تو واجب ہے مدام | اور باقی نفل ہیں سب لا کلام
پانچ دن روزوں کا رکھنا ہے حرام | پہلے دونوں عید کو اے نیکنام
تین دن ہیں عید اضحٰے کے قریں | گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں
روزہ[۶] میں کھانا سحر سنت ہے صاف | ہے کفایہ سنت اس میں اعتکاف

کرشب[1] شرعی کے چھ حصّے تمام	ہوگا سحری پچھلے حصہ کا طعام
لیلۃ[2] القدر اُسمیں ہی ایک ایسی رات	قدر جسکی ہی بڑی اے نیکذات
ہی ثواب اس میں عبادت کا بڑا	مستحب ہے جاگنا اُس رات کا
اُسکی طاعت اجر میں بڑھکر رہے	چار ماہ اوپر تراسی سال سے
اُسمیں[3] ہوتی ہے تجلی ایک وقت	ساری شب میں ہی وہ از بس نیک وقت
ہو دعا[4] اس وقت پر فوراً قبول	کر تلاش اُس وقت کو اے دل ملول
ساری[5] راتوں میں ہی وہ پوشیدہ رات	پھر ہی اس ظلمت میں یہ آب حیات
عشرۂ[6] آخر میں ہے اُس کا ظہور	جو کوئی جاگے گا پائے گا ضرور
جو کوئی سوئے گا کھوئیگا مفاد	سچ ہی جو جاگے وہی پائے مراد

۱؎ چھ حصے۔ الخ یعنی تمام رات کے غروب آفتاب سے لیکر طلوع صبح صادق تک چھ حصے برابر کئے جائیں تو چھٹے حصہ شب میں جو کھانا کھایا جائے اسکا نام سحری کا کھانا ہے اگر کوئی چھٹے حصہ شب سے پہلے کھانا کھالے گا تو وہ سحری میں شمار نہ ہوگا۔ منہ ۲؎ لیلۃ القدر۔ الخ یعنی تمام ماہ مبارک میں ایک رات ایسی آتی ہے کہ جس کا نام لیلۃ القدر ہے اُس رات کی بہت بڑی قدر و منزلت ہے اور اس میں رات بھر جاگنا اور عبادت کرنا بہت اچھا اور اولےٰ ہے اور باعث خوشنودی باری تعالےٰ کا ہے اور اُس ایک رات کے جاگنے اور عبادت کرنے کا ثواب تراسی برس اور چار ماہ کے دن رات عبادت سے زیادہ ہے کیونکہ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ۔ منہ ۳؎ اس میں ہوتی ہے۔ الخ یعنی اُس شب قدر میں ایک وقت خاص پر تجلی نور الٰہی کی ہوتی ہے کہ جس سے تمام عالم روشن و منور ہو جاتا ہے اور بعض اہل علم و عارفین کا قول ہے کہ اُس وقت تمام شجر و حجر و در و دیوار در سجدۂ عظمت الٰہی بجا لاتے ہیں اور اظہار عبودیت کا کرتے ہیں اور ہر ایک کو یہ کیفیت نظر نہیں آتی جو لوگ کہ اہل بصیرت ہیں اُن میں سے بھی کسی کو جس پر کہ خدا کا فضل و کرم شامل ہوتا ہے یہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے کسی کو یہ دونوں باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اور کسی کو صرف تجلی ہی تجلی معلوم ہوتی ہے اور شجر و حجر کا سجدہ میں گرنا نہیں معلوم ہوتا ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ پس وہ وقت جس میں کہ تجلی آگر واقع ہوتی ہے تمام رات میں نیک اور بہتر وقت ہے فقط۔ منہ ۱۲ ۴؎ ہو دعا۔ الخ یعنی اس رات میں جس وقت کہ یہ تجلی واقع ہوتی ہے وہ وقت قبولیت دعا کا ہے اُس ساعت میں جس قسم کی دعا نیک آدمی کریگا وہ یقینی قبول ہوگی اور یہ دعا کسی طرح رد نہیں ہوتی پس اے شخص مبتلائے بلا و لے شکستہ خاطر تجھ کو چاہیئے کہ اُس وقت خاص و مسعود کو تلاش کر تاکہ اُس وقت پر دعا کرنے سے تیری عمر بھر کی بلائیں اور مصیبتیں دور ہو جائیں اور دین و دنیا کی بھلائی تجھ کو حاصل ہو جائے اور یہ وقت بہت جلد ایک ساعت یا آن واحد میں گذر کر جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ نے رسول خدا سے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں اُس وقت بابرکت کو پاؤں تو کیا دعا مانگوں آپ نے فرمایا کہ اُس وقت یہ دعا مانگنا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ط منہ ۵؎ ساری راتوں میں ہے۔ الخ ساری راتوں میں کیا معنی کہ رمضان المبارک کی تیسوں راتوں میں یہ لیلۃ القدر کی رات پوشیدہ مخفی ہے یعنی یہ بات تو سب کے نزدیک ثابت ہے کہ لیلۃ القدر تمام ماہ مبارک میں ہوتی ہے لیکن یہ بات کہ تیسوں راتوں میں سے وہ کونسی رات ہے یہ بات کسی کو نہیں معلوم ہے کیونکہ مثل اسم اعظم کے یہ رات بھی چھپا دی گئی ہے تاکہ لوگ اس کی کماینبغی جستجو و تلاش کریں اور اس کی قدر و منزلت سے واقف ہوں اور اگلے مصرع میں جو تحریر ہے کہ پھر ہے اُس ظلمت میں یہ آب حیات تو اُس ظلمت سے مراد یہی رات ہے۔ اور آب حیات سے مراد تجلی کی ساعت ہے کیا معنی کہ اول تو یہ رات جسکو شب قدر کہتے ہیں رمضان کے تیسوں راتوں میں مخفی ہے کہ نہیں جان سکتے کہ وہ کونسی رات ہے اور اُس پر بھی یہ آب حیات یعنی تجلی نور الٰہی کی ساعت اُس رات بھر میں مستتر و مخفی در مخفی ہے کیونکہ مشک نافہ میں و گوہر یکتا صدف صادق میں مخفی ہی رہا کرتے ہیں۔ پس اب کونسی صورت ہے کہ اس پر بھی وہ صدف صادق معہ اپنے گوہر بے بہا کے ہاتھ آسکے اُسکا بیان اگلے شعر میں ہے منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

حج کا بیان

فرض[۵۱] ہے حج مومنوں پر ایکبار … جبکہ ہوں وہ تندرست اور مالدار

عاقل و بالغ بھی ہوں آزاد بھی … راہ بھی ہو پُرامن ہو اسے متقی

ساتھہ ہو عورت کے محرم بھی ضرور … یا کہ شوہر ساتھہ ہو اے ذیشعور

فرض حج کے تین ہیں سن مجھ سے صاف … ایک احرام اک وقوف اور اک طواف

بے[۵۲] سیا کپڑا اپہنا مرد کو … حج کی نیت سے یہی احرام ہو

ہوتی ہیں دو چادریں احرام کی … ایک تہبند۔ اوڑہنے کو دوسری

لیک[۵۳] اسمیں سر کھلا رکھنا مدام … مرد کو واجب ہی عورت کو حرام

کھولنا[۵۴] سب منہ کا لیک ای باصفا … مرد و عورت دونوں پر واجب ہو

باہر[۵۵] آکر ڈال لے عورت نقاب … جو الگ منہ سے رہے یہ ہے ثواب

(۱) ایک تہبند۔ اوڑہنی ہے دوسری

[۵۱] فرض ہے حج۔ الخ۔ یعنی تمام مسلمانوں مرد عورتوں پر عمر بھر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے جبکہ وہ عاقل و بالغ و آزاد و تندرست و مالدار ہوں اور راہ بھی پرامن ہو جس میں اکثر لوگ بخیریت تمام آتے جاتے ہوں اور مالداری کی شرط یہ ہے کہ اسقدر مال اُس کے پاس ہو کہ جس میں سے اپنے اہل و عیال کے نان نفقہ کے واسطے تا واپسی حج بخوبی چھوڑ جائے اور کچھہ اُن کو فاقہ کشی کی تکلیف نہ پہنچے اور نیز اُس کی آمد و رفت سفر حج کے واسطے کافی ہو جائے منہ ۱۲

[۵۲] بے سیا کپڑا اپہنا۔ الخ۔ یعنی مردوں کو بے سیا ہوا کپڑا حج کی نیت کرکے پہننا اسی کا نام احرام ہے۔ سیا ہوا کپڑا احرام میں مردوں کو ممنوع و حرام ہے اور عورتوں کو جائز ہے اور احرام میں دو کپڑے ہوتے ہیں ایک لنگی یا تہبند جو ناف کے برابر سے ٹخنوں کے اوپر تک باندہا جاتا ہے اور دوسری بدن پر ڈال لینے کے لئے چادر جس کو مرد گلے سے اور عورتیں سر کے اوپر سے اوڑہتی ہیں جیسا کہ اگلے شعر میں صاف صاف بیان ہے اور احرام حج کے لئے شرط ہے۔ منہ

[۵۳] لیک اُس میں سر کھلا رکھنا تمام یعنی حالت احرام میں مرد کو سب سر کا کھلا رکھنا اور عورت کو سر ڈہکا رکھنا واجب ہے اگر مرد سر کو ایک رات دن برابر ڈہکے رہیگا تو اُس کو دم دینا واجب ہوگا اور ایک دن رات سے کم ڈہکے رہنے میں صدقہ دینا پڑیگا اگر چہ اُس نے سر کو عذر سے ڈہکا ہو یا بھول کر یا سوتے میں ڈہکا ہو اور اگر عورت اپنے شوہر و محارم کے سوا کسی غیر شخص کے سامنے سر اپنا کھولے گی تو وہ سخت گنہگار ہوگی مگر اس کے سبب اُس پر دم وغیرہ کچھہ واجب نہ ہوگا بانیہمہ عورت کو لازم ہے کہ احرام میں ہرگز سر نہ کھولے ۱۲ منہ

[۵۴] کھولنا سب منہ کا۔ الخ یعنی منہ جو شروع پیشانی سے لیکر ٹھوڑی تک ہوتا ہے وہ مرد عورت دونوں پر کھلا رکھنا واجب ہے اگر وہ کبھی ڈہک جائیگا تو اُس کے عوض بھی دم دینا واجب ہوگا اُسی تفصیل سے جو اوپر سر کے ڈہکنے میں بیان ہوا کہ اگر ایک دن رات چھپا رہے گا تو دم دینا واجب ہوگا ورنہ صدقہ دیا جائیگا ۱۲ منہ

[۵۵] باہر آکر ڈال لے۔ الخ یعنی عورت جبتک کہ حج کے دنوں میں اندر پردہ میں رہے اُسوقت منہ ہمہ وقت کھلا رکھے اور جس وقت کہ اندر پردہ سے کسی خارجی کام کو یا ارکان حج ادا کرنے کو باہر نکلے تو اپنے منہ کو نامحرموں کی نظروں سے بچانے اور چھپانے کے واسطے ایک نقاب اس طریق سے ڈالے کہ جو اُس کے منہ سے بالکل علیحدہ رہے اور چھٹنے نہ پائے اور پردہ بھی ہو جائے کیونکہ احرام میں منہ کا کپڑے سے علیحدہ رکھنا اور کھلا رکھنا واجب ہے اور نامحرموں کی نظر سے اُسکا چھپانا اور پردہ میں رکھنا واجب ہی لہذا اُس میں دونوں کی رعایت ہے اور اس صورت کو فقہانے مستحسن بتایا ہے۔ منہ

[۱] باندھنا احرام کا الخ یعنی اہل ہند کو احرام کا باندھنا کوہ یلملم کے محاذات سے فرض ہے واضح ہو کہ ہر ملک و اقلیم کے باشندوں کے واسطے جو بیت اللہ میں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں احرام کے باندھنے کی جگہ مقرر ہے جس کو میقات کہتے ہیں پس ملک ہند کے باشندوں کے واسطے میقات یعنی احرام کے باندھنے کی جگہ محاذات کوہ یلملم مقرر ہے کہ ہند کی طرف سے جانے والے کو محاذات یلملم میں پہنچکر احرام کا باندھ لینا فرض ہے اور چونکہ یہ رسالہ اردو زبان میں ہے اور اہل ہند کے ہی واسطے کارآمد ہے بدیں وجہ مؤلف نے اہل ہند کی میقات یعنی احرام باندھنے کی جگہ مقرر بتا دی اور دیگر ممالک کے باشندوں کی میقات کو نہ بتایا کہ وہاں سے یہاں والوں کو کچھ غرض و مطلب نہیں ہے بدیں وجہ اُس کو چھوڑ دیا منہ

باندھنا احرام کا اے ذی شعور [۱] ॥ ہندیوں کو ہی یلملم سے ضرور

اُس [۲] سے بے احرام کے آگے حرام ॥ ہے حرام اے زائر بیت الحرام

عرفہ [۳] کو عرفات میں کرنا قیام ॥ فرض ہی اور ہی وقوف اسکا ہی نام

لوٹ [۴] کر عرفات کے میدان سے ॥ گرد پھرنا سات پھیرے کعبہ کے

یہ طواف رکن ہے اے زائرو ॥ یا زیارت کا طواف اس کو کہو

ہی اسی کا نام حج جب یہ کریں ॥ اس مقام خاص و وقت خاص میں

حج زیارت کردن خانہ بود ॥ حج رب البیت مردانہ بود

پانچ واجب [۵] ہیں اُسمیں پھر سنگیا ل ॥ دوڑنا اوّل صفا مروہ کا جان

اور ہی مزدلفہ میں رکنا دوسرا ॥ پھر منا میں سنگریزے مارنا

قصر بالوں [۶] کا ہے پھر واجب مدام ॥ پھر طواف صدر ہی اسے نیک نام

اصل واجب تو یہی ہیں اے جناب ॥ بعض واجب اور بھی ہیں بیحساب

[۲] اُس سے الخ یعنی کوہ یلملم سے بغیر احرام باندھے آگے جانا حرام ہے کیونکہ احرام باندھنا اُس موقع پر فرض ہے پس جو کہ وہاں احرام نہ کریگا تو ترک فرض ہوگا اور ترک فرض بلا ضرورت حرام ہے منہ [۳] عرفہ کو عرفات میں الخ یعنی نویں ذالحجہ کو عرفات میں قیام کرنا فرض ہے اور یہ حج کا پہلا رکن ہے اور بغیر اُس کے حج ادا نہیں ہو سکتا اور اسی کا نام وقوف عرفات ہے اور عرفات میں مطلق قیام کرنے سے اگرچہ ایک دم بھر کے لیے ہو فرض ادا ہو جاتا ہے کیا معنی کہ نویں تاریخ کے سورج ڈھلنے سے دسویں کے طلوع صبح صادق تک اس بیچ میں حاجی کا عرفات کے میدان میں ہونا ایک دم بھر کے لیے کافی ہے اگرچہ سوتا ہوا یا چلتا ہوا یا دوڑتا ہوا وہاں سے نکل جائے یا کسی دشمن کے خوف سے بھاگتا ہوا اس میدان میں گذر جائے فرض بہرحال ادا ہو جائیگا لیکن قیام طویل جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی وہ واجبات سے ہے کہ بغیر اُس کے حج نہیں ہوتا ہے اور دم دینا لازم آتا ہے منہ۔ [۴] لوٹ کر عرفات الخ یعنی بعد وقوف عرفات وہاں سے لوٹ کر خانہ کعبہ میں آنا اور اُس کے سات پھیرے طواف کرنا یہ حج کا دوسرا رکن ہے جو فرض ہے اور اس کے کر لینے کے بعد حج پورا ہو جاتا ہے اور اسی کا نام طواف رکن و طواف زیارت ہے اور یہ مقام خاص یعنی خانہ کعبہ میں اور وقت خاص میں یعنی دسویں کو اکثر و بصورت دیگر گیارھویں بارھویں تک ذالحجہ میں کیا جاتا ہے [۵] پانچ واجب۔ الخ یعنی حج میں پانچ واجب ہیں اور پہلا واجب سعی یعنی کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا ہے۔ منہ [۶] قصر بالوں کا۔ الخ یعنی چوتھا واجب مرد و عورتوں کے واسطے سر کے بالوں کی لٹیں کتروانا ہے اگر مرد بجائے قصر کے تمام سر کے بالوں کو منڈوا ڈالیں تو یہ افضل و اولیٰ ہے اور بہت ثواب رکھتا ہے لیکن واجب سب پر قصر ہی ہے اور پانچواں اُس کا واجب طواف صدر یعنی رخصت کا طواف ہے۔ منہ ۱۲

۵۱ یا کہ طائف کو۔ الخ۔ طائف۔ طواف کرنے والے کو کہتے ہیں یعنی جو شخص جب کبھی خانہ کعبہ کا طواف فرض خواہ واجب خواہ نفل کرے اُس پر بعد طواف فوراً دو رکعت نماز کا پڑھنا واجب ہے منہ ۵۲ یا تمتع۔ الخ۔ یا منجملہ دیگر متفرق واجبات حج کے ایک واجب یہ ہے کہ حاجیوں میں جو کوئی قارن یا متمتع ہو اُس کو قربانی کے دن میں قربانی کرنا واجب ہے قارن و متمتع کے معنی آگے چلکر معلوم ہو جائیں گے۔ منہ ۵۳ نیز رمی و ذبح۔ الخ۔ رمی سے مراد رمی جمار جمرۂ عقبیٰ پر ہے اور ذبح سے مراد قربانی کرنا اور حلق راس سے مراد سر منڈوانا مردوں کو اور بال کتروانا عورتوں کو ہے

وہ بھی داخل ہیں اُنھیں میں سب تمام	یا وہ اجزا انکے ہیں اے نیکنام
جس طرح ساعی کو اے مرد تقی	ابتدا کرنا صفا سے سعی کی
یا کہ طائف[۵۱] کو پس ختم طواف	اک دوگانہ کا ادا کرنا ہے صاف
یا تمتع[۵۲] اور قراں میں اے پسر	ذبح کرنا یوم نحر اک جانور
نیز[۵۳] رمی و ذبح و حلق راس میں	دائما ترتیب واجب ہے انہیں
یا ٹھہرنا[۵۴] عرفہ میں پھر تو اب	دوپہر سے تا غروب آفتاب
اور سورج[۵۵] چھپتے ہی چلنا مدام	عرفہ سے مزدلفہ کو اے نیکنام
واں سے پھر جانا[۵۶] منا کا اے صفی	ایسے ہی واجب ہیں اکثر اور بھی
جس کے ترک و فعل سے واجب ہو دم	اُس کا فعل و ترک واجب جانیں ہم
سب بیان حج میں وہ آجائیں گے	ڈھونڈھنے والے انہیں پا جائیں گے
طالب صادق اگر بندہ بود	عاقبت جوینده یابنده بود

اور مردوں کو بھی بال کتروانے پر اکتفا کیا جاتا ہے کیا معنی جس طرح یہ باتیں واجبات سے ہیں اسی طرح ان میں ترتیب کا لحاظ رکھنا کہ ایک کے بعد دوسرا ہو یہ بھی واجب ہے یعنی اوّل جمرۂ عقبہ پر رمی کرنا اس کے بعد قربانی کرنا پھر قربانی کے بعد سر کے بال کتروانا واجب ہیں پس اگر پیشتر قربانی کرے تو اس میں بھی ترک واجب ہے اور اس صورت میں دم دینا واجب ہو جاتا ہے کہ بغیر اس کے حج ناقص رہتا ہے۔ منہ ۵۴ یا ٹھہرنا عرفہ میں۔ الخ۔ یعنی منجملہ دیگر واجبات کے ایک واجب یہ ہے کہ وقوف عرفات میں دوپہر سے لیکر ٹھیک آفتاب کے غروب ہو جانے تک قیام کرے کیا معنی کہ مطلق وقوف عرفات جس پر ٹھہرنے کا اطلاق ہو سکے اسقدر تو فرض ہے جیسا کہ ارکان حج میں مذکور ہے لیکن زوال سے لیکر غروب تک وہاں ٹھہرے رہنا واجب ہے جس کے بغیر حج ناقص ہے منہ ۵۵ اور سورج۔ الخ عرفہ سے یعنی میدان عرفات سے بعد غروب بلا ادائے نماز مغرب فی الفور مزدلفہ کی طرف چلدینا اور پھر کہیں توقف کرنا بھی واجب ہے۔ منہ ۱۲ ۵۶ واں سے پھر جانا۔ الخ وہاں سے یعنی مزدلفہ سے قیام کرنے کے بعد پھر منا کو جانا اور کہیں نہ جانا یہ بھی واجب ہے غرض کہ اسی طرح پر متفرق واجبات حج کے اندر اور بھی ہیں اور اصل واجب وہی پانچ ہیں جو سب سے پہلے شروع میں بتائے گئے ما بقی یہ سب متفرقات واجبات ہیں اور اس کا کلیہ یہ ہے کہ جس کام کے کرنے سے یا ترک سے دم دینا یعنی قربانی کرنا واجب ہو جائے پس اُسی کا نہ کرنا یا کرنا واجبات سے ہے جیسا کہ اگلے شعر میں مذکور ہے۔ منہ ۱۲

مابقی پھر سنت و آداب ہیں	اب یہاں وہ بھی بیاں کرتا ہوں میں
فرض و واجب[1] یا کہ سنت مستحب	سن لے سب ترتیب سے ای باادب
تین قسمیں[2] حج کی ہیں لے زائراں	ایک افراد۔ اک تمتع۔ اک قران
کہتے ہیں[3] افراد اُس حج کو سنو	جو کہ تنہا حج بلا عمرہ کے ہو
اور تمتع[4] یہ کہ حج کے وقت میں	زائرین احرام عمرے کا کریں
بعد عمرہ پھر کریں احرام حج	اور بجالائیں وہ سب احکام حج
یعنی جب میقات سے آگے بڑھے	باندھے اِک احرام عمرہ کے لیے
کرکے عمرہ کھول دے احرام کو	آٹھویں ذی الحج کو پھر اے نیک خو
مکہ میں احرام حج وہ باندھ لے	کرکے حج[5] دسویں کو وہ بھی کھول دے
پھر قراں[6] وہ ہے جو اک احرام سے	حج و عمرہ کو ادا محرم کرے
ہے مدار[7] ان سب کا نیت پر دلے	ہو وہی واجب نیت جسکی کرے

[1] فرض واجب۔ الخ یعنی مناسک حج میں جسقدر فرائض و واجبات و سنن و مستحبات ہیں اُن کو ترتیب وار اب اے شخص تو سن لے گیا معنی کہ شروع سے آخر تک جس طریق سے حج کیا جاتا ہے وہ ترکیب من و عن بیان کیجاتی ہے اُس میں سب فرائض و واجبات و سنن و مستحبات آجائیں گے اُن کا خیال رکھنا چاہیئے۔ منہ [2] تین قسمیں حج کی۔ الخ یعنی حج کی تین قسمیں ہیں ایک افراد ہے اور اُس حج کے کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں دوسری قسم تمتع اور اُس کے کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں تیسری قسم قران ہے اور اُس کے کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔ منہ [3] کہتے ہیں۔ الخ یعنی افراد اُس حج کا نام ہے کہ تنہا حج بغیر افعال عمرہ کے بجا لائے گیا معنی کہ خالی حج کرے اور اُن دنوں میں تا ادائے حج عمرہ بالکل نہ کرے۔ منہ [4] اور تمتع الخ یعنی اُس حج کا نام ہے کہ جس میں عمرہ بھی کیا جائے مگر اُس کی صورت یہ ہے کہ اُس میں دو مرتبہ احرام عمرہ اور حج کے واسطے علیحدہ علیحدہ باندھا جاتا ہے جس کی ترکیب یہ ہے کہ حج کے مہینہ میں میقات سے پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ معظمہ میں آکر عمرہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کی سعی کرے اور پھر قصر کرکے احرام سے باہر آجائے اور اگر مرد بجائے قصر مو کے حلق کرے تو افضل ہے لیکن عورت بہر حال قصر ہی کرے کہ حلق اُس کو حرام ہے۔ اس کے بعد پھر مکہ معظمہ میں آٹھویں ذی الحجہ تک بغیر احرام کے اُس کو آزاد رہنے کا اختیار ہے آٹھویں کو پھر وہ حرم محترم ہی سے حج کا احرام باندھے اور اگر عمرہ سے فارغ ہوکر آٹھویں سے پہلے ہی حج کا احرام باندھے تو بہت افضل و اولی ہے اس میں جسقدر مشقت کرے گا اُسی قدر ثواب زیادہ پائیگا کہ ان دنوں میں احرام کی صورت گدایانہ و فقیرانہ بنی رہنا علاوہ ثواب عظیم کے عجیب ذوق و سرور پیدا کرتا ہے البتہ جو شخص علیل یا کمزور ہو اور وہ سمجھے کہ زیادہ دنوں تک شرائط احرام کی پابندی اُسے دشوار ہوگی تو اُسے آٹھویں تک احرام کی تاخیر کرنا ضرور مناسب ہے تا کہ بار خاطر و تکدر طبع نہ ہو اسی واسطے ہم نے اشعار میں مطلقاً آٹھویں ذی الحجہ سے احرام باندھنے کا ذکر کیا ہے ورنہ ترکیب عمرہ میں آٹھویں کی خصوصیت نہیں ہے اُس سے پہلے احرام کرنا افضل ہے اور واضح ہو کہ حج تمتع آفاقی یعنی حرم محترم سے باہر کا باشندہ کرسکتا ہے جو کہ سفر کرکے حرم میں بغرض ادائے حج آئے اور حرم محترم کا رہنے والا حج تمتع نہیں کرسکتا وہ صرف افراد یا قران کرسکتا ہے کیونکہ حج تمتع میں سفر کی شرط لازمی ہے لہذا مسافر کے واسطے وہ مخصوص ہے۔ منہ [5] کرکے حج۔ الخ یعنی دسویں ذی الحجہ کو منا میں پہنچکر بعد ادائے مناسک قربانی کرے اور بعد اُس کے سر منڈائے یا بال کترا لے اور اُس کے بعد احرام کھولے اور اس جگہ مفرد و متمتع و قارن سب کے سب احرام کھولتے ہیں۔ منہ [6] پھر قران وہ ہے۔ الخ یعنی تیسری قسم حج کی جو قران ہے وہ یہ ہے کہ حاجی ایک ہی احرام سے عمرہ و حج دونوں کے ارکان بجا لائے اور بیچ میں متمتع کی طرح احرام نہ کھولے۔ منہ [7] ہے مدار۔ الخ۔ حج کی ان تینوں قسموں کا جن کا ابھی ذکر ہوچکا دار و مدار نیت پر ہے کہ ان میں سے جس قسم کے حج کی نیت کریگا وہی حج اُس پر واجب ہوجائیگا کیونکہ فرائض و واجبات و جمیع اعمال صالحہ کا انعقاد مسلمان کی نیت پر ہوتا ہے جیسی نیت کریگا ویسا پھل پائے گا حدیث صحیحہ میں وارد ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ط ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ تمام اعمال نیتوں پر منحصر ہیں۔ منہ ۱۲۔

ملہ سب میں افضل الخ یعنی ان تینوں قسموں میں قران سب سے افضل و موجب زیادتی ثواب کا ہے کیونکہ اس میں بہت مشقت ہے اور ایک عرصہ تک احرام میں رہنا پڑتا ہے اور خواہشات نفسانی سے باز رہنا ہوتا ہے اور اکثر لبیک و تکبیر پکارنا پڑتا ہے اور جس قدر جس کام میں مشقت ہوگی اُسیقدر اُس کی مزدوری ملے گی۔ اور قران کے بعد تمتع کا درجہ ہے کس واسطے کہ تمتع میں بہ نسبت افراد کے دو عمل کرنا ہوتے ہیں اور اُس کے بعد پھر افراد سب میں کمتر ہے کہ اُس میں ایک ہی عمل کرنا ہوتا ہے اور واضح ہو کہ افراد یعنی تنہا حج جو سب میں کمتر درجہ رکھتا ہو اُس کا یہ ثواب ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ۔ یعنی جس مسلمان نے یہ حج کیا اور اُس میں رفث یعنی عورتوں کے سامنے فحش الفاظ نہ کہے اور نہ کچھ فسق و فجور کیا پس وہ شخص بعد حج کے ہو جاتا ہے ایسا کہ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے دوسری جگہ پھر اسی حج مفرد کے بارے میں ارشاد ہے والحج المبرور لیس لہ جزاءٌ الا الجنۃ ۔ یعنی اور حج مقبول نہیں ہے جزا اُس کی سوائے جنت کے اور کچھ۔ اسی طرح اس کے واسطے اور بھی بشارتیں ہیں پس غور کرنا چاہیے کہ جبکہ حج مفرد کی اسقدر فضیلت وارد ہے تو تمتع اور قران کی کسقدر ہو گی منہ ملہ بعض نے افضل الخ ۔ یعنی بعض مجتہدین کا مثل امام شافعی وغیرہ کے یہ قول ہے کہ تمتع سب میں افضل ہے اور اس کے بعد قران ہے منہ ملہ کیجیے تو بھی الخ ۔ یعنی اے حاجی تجھ کو مناسب ہے کہ تو بھی تمتع ہی کر کیونکہ اگرچہ حنفیوں کے نزدیک قران بہ نسبت تمتع کے افضل ضرور ہے مگر چونکہ تمتع کے کرنے میں بہت آسانی ہے کہ اوّل میقات پر احرام باندھ کر اور بیت اللہ میں پہنچکر عمرہ کر لینے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے اور سب باتوں سے جو حالت احرام میں ممنوع ہیں حلال ہو جاتا ہے اور اس کے بعد قریب حج کے کم از کم آٹھویں ذی الحجہ کو پھر از سر نو دوسرا احرام باندھ کر حج ادا کر لیا جاتا ہے پس اس میں حاجی کے واسطے نہایت آسانی ہے کہ تمام مناسک حج و عمرہ سے وہ جلد سبکدوش و بری الذمہ ہو جاتا ہے اور ثواب پورا پاتا ہے منہ ملہ دو کا ۔ الخ یعنی دو عمل کا کہ وہ عمرہ و حج ہیں ایک ہی احرام سے ادا

اِنّما الاعمال بالنیات ہیں	نیتِ مومن پہ اکثر گل کھلیں
سب میں افضل ہے قِران اے نیک پے	پھر تمتع بعد ازاں ۔ افراد ہے
بعض نے افضل تمتع کو کہا	کیونکہ اسمیں ہے سہولت دائما
کیجیے تو بھی تمتع ہی مدام	اس میں آسانی بہت ہے لاکلام
دو کا ایک احرام سے کرنا ادا	ہے بہت مشکل ۔ جو ہمت ہو تو کیا
عمرہ کرنا عمر بھر میں ایک بار	خواہ سنت خواہ واجب کر شمار
عمرہ یہ ہے پہلے باندھ احرام تو	پھر طواف و سعی پھر کر قصر مو
ہیں طواف و سعی و قصر عمرے کے کام	حالتِ احرام میں اے خوش خرام
ہیں مہینے حج کے تین اے باصفا	عید کا ۔ ذیقعدہ کا ۔ ذی الحجہ ۔ کا
دسویں ذی الحجہ کو اے مُحرم مدام	ختم ہو جاتے ہیں حج کے جملہ کام
پہنچے جب میقات پر اے یار تو	غسل کر ممکن ہو گر ورنہ وضو

کرنا بہت سخت مشکل کام ہے کہ اُس میں عرصہ دراز تک یعنی حج کے ایام میں دو ڈھائی مہینہ تک برابر احرام باندھے رہنا پڑتا ہے اور جمیع خواہشات نفسانی و ممنوعات احرام سے نفس کو باز رکھنا پڑتا ہے کہ یہ درحقیقت جہاد اکبر ہے اور ہر ایک آدمی کی قوت سے باہر بات ہے پس بوجوہات مندرجہ قران سے درگزر کر کے تمتع پر قناعت کرنا اور پھر دو عمل سے بآسانی سبکدوش ہو جانا مصلحت کے مطابق ہے اب آگے جو کہا ہمت ہو تو کیا تو اُس سے یہ مطلب ہے کہ اے شخص اگر تجھ میں ہمت قوی اور عزم مردانہ ہے تو اُن ہر دو عمل کا ایک احرام سے ادا کرنا کیا دشوار ہے یعنی پھر کچھ مشکل نہیں ہے بقول شخصیکہ ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد ۔ منہ ملہ عمرہ کرنا الخ ۔ اب یہ بیان عمرہ کا ہے کہ ہر مسلمان کو عمر بھر میں ایک بار عمرہ کرنا لازمی ہے چاہیے وہ ایام حج میں حج کے ساتھ شامل کر کے عمرہ کرے غرض کہ عمرہ کرنا ضروری ہے کسی طرح کرے اور جو یہ مولف نے کہا اس کو سنت خواہ واجب شمار کر اُس سے مراد یہ ہے (بقیہ حاشیہ نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

مل کے خوشبو باندھ پھر احرام پاک — بعدہ دو نفل پڑھ بر روئے خاک

پڑھ کے یہ دو نفل نیت حج کی کر — جیسا حج ہو تجھ کو منظور نظر

نیت مسنون دل پر شور سے — کرکے پھر لبیک کہنا زور سے

کہہ لیا لبیک جب تو نے تمام — ہو گئیں اب تجھ پہ یہ باتیں حرام

کوئی وحشی جانور کرنا شکار — یا بتانا اور کو لے حج گزار

جوں بھی مت مار کہ ہے اس میں بھی جان — اسکو حج فی سبیل اللہ جان

قتل ہر ذی روح کا گو ہے خطا — پالتو کا ذبح لیکن ہے روا

عورتوں سے وصل یا ذکر وصال — بوسہ بازی یا ہنسی کی قیل و قال

فحش بھی مت بک کہ ہیں باتیں خراب — اور لڑائی بھی نہ لڑ مت کر عتاب

مت پہننا کپڑے خوشبو کے رنگے — دور رہ مشک و گلاب و عطر سے

مل کھلی سر میں نہ تو خوشبو لگا — بال اور ناخن نہ کتروانا ذرا

---

۵۱ مل کے خوشبو۔ الخ۔ یعنی غسل یا وضو کر لینے کے بعد جو پاک کپڑا کہ احرام کے واسطے موجود ہو اوس میں اول عطر وغیرہ کی خوشبو مل کر بارادۂ حج احرام باندھ لے اور سیئے ہوئے کپڑے علیحدہ کر دے اور بعد باندھنے احرام کے فوراً دو نفل نماز ادا کرے بر روئے خاک جو مولف نے لکھا ہے اُس سے اس بات کا اشارہ ہے کہ بر روئے خاک نماز کا ادا کرنا افضل و اولی ہے کسی کپڑے کی جانماز یا تختہ وغیرہ کے مصلے پر نماز پڑھنے سے خاص کر حاجی کے واسطے کہ اُس کے لئے خاک آلودہ ہونا اور خاکساری کرنا ہر صورت سے مناسب حال ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ حاجی کی صفت یہ ہے کہ سر غبار آلودہ ہو اور بال پراگندہ ہوں۔ پس حاجی کو بر روئے خاک نماز ادا کرنا بہر حال بہتر و افضل تر ہے۔ منہ ۱۲

۵۲ پڑھ کے یہ دو نفل۔ الخ۔ یعنی ان دونوں رکعتوں کے پڑھ لینے کے بعد فوراً حج کی نیت کر تینوں قسم کے حجوں میں سے جونسا حج تجھ کو کرنا منظور ہو اسی حج کی نیت کر لے کیا معنی کہ افراد یا تمتع یا قران میں سے جو پسند ہو اُس کی نیت کرے کہ نیت کر لینے کے بعد وہی حج تجھ پر واجب ہو جائے گا اور اگر خدانخواستہ ہو کہ حائضہ نفسا عورت باتباع سنت غسل کرے اور وضو کرے اور نماز نہ پڑھے و لیکن نیت حج کی کرے اور لبیک آہستہ بولے کیونکہ حج کیواسطے نیت کا کرنا شرط ہے اور درستی احرام کیواسطے لبیک کہنا شرط ہے اور غسل و وضو کرنا یا نماز نفل کا پڑھنا شرط نہیں ہے۔ البتہ یہ امور غیر حائضہ و نفسا کے واسطے مسنون ہیں بعد اس کے حائضہ جس وقت حیض سے فارغ ہو جائے اُسیوقت پھر غسل طہارت بغیر خطمی یا تیل وغیرہ سر میں ڈالنے کے کرے کہ غسل طہارت فرض ہے اور اسی طرح مرد کو حالت احرام میں جب کبھی غسل جنابت کی ضرورت پڑے تو وہ بھی بغیر خطمی و تیل وغیرہ سر میں ڈالنے کے غسل کرے اور اُس کے بعد بقیہ ارکان حج ادا کرے اور احرام باندھ لینے کے بعد بلا ضرورت فرض معمولی طور پر غسل ہرگز نہ کرے تاکہ جوں وغیرہ نہ مرنے پاویں۔ فتنبہ منہ

۵۳ نیت مسنون۔ الخ۔ یعنی حج کی وہ نیت کرنا جو مسنون ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ترجمہ اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں حج کا پس آسان کر تو میرے لئے اور قبول کر تو اسکو مجھ سے۔ یہ نیت حج مفرد کی ہے اور اگر تمتع کرنا منظور ہو تو یوں نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ۔ ترجمہ یعنی اے اللہ ارادہ کرتا ہوں میں اس وقت عمرہ کرنے کا پس آسان کر تو اُس کو میرے واسطے اور قبول کر تو اُس کو مجھ سے اور اگر قران کرنا منظور ہو تو یوں نیت کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ۔ ترجمہ اے اللہ ارادہ کرتا ہوں میں حج اور عمرہ کے کرنے کا ایک ساتھ پس آسان کر تو اُن دونوں کو میرے لئے اور قبول کر اُن دونوں کو مجھ سے پس ان تینوں میں سے ایک نیت کرنے کے بعد بہ آواز بلند لبیک پکارے اور وہ یہ ہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ۔ منہ

۵۴ کہہ لیا لبیک۔ الخ جبکہ اے حاجی تو نے احرام باندھ کر اور نیت کر کے لبیک ایک مرتبہ پکار لیا پس اُسی وقت سے تو محرم ہو گیا اور جملہ احکامات احرام تجھ پر ثابت ہو گئے اور ممنوعات احرام سے تجھکو پرہیز کرنا واجب ہو گیا یعنی ذیل کی باتیں محرم کو کرنا حرام ہو گئیں۔ منہ ۱۲ (بقیہ نمبر ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ اس میں ہو الخ یعنی یہ باتیں ممنوعات جو بیان کی گئی ہیں انہیں سے اگر تو کسی بات ممنوع کا مرتکب ہوا اگرچہ اتفاقاً ہوا اگرچہ بھول کر ہو اگرچہ ضرورتاً ہو تو بس ہر جنایت یعنی ہر خطائے احرامی کے بالعوض دم دینا یعنی قربانی کرنا ایک گائے کی یا اونٹ کی یا بہیڑ یا بکری یا دنبہ کی واجب ہے کہ بغیر اس کے حج ناقص رہیگا اور قربانی اونٹ یا گائے یا بہیڑ یا بکری کی اس تفصیل پر کرنا پڑے گی جو کتب فقہ میں مشرح ہے ۱۲ منہ ۵۲ بعد کر لینے الخ یعنی مفرد اور قارن جس وقت طواف رکن کر لیں گے اس وقت اُن سے یہ جملہ قیدیں جماع وغیرہ نہ کرنے کی اٹھ جائینگی اور اس وقت وہ پورے آزاد ہو جائینگے گیا معنی کہ رمی جمار و قصر کے بعد تو اُن سے سوائے جماع کے اور باقی ممنوعات ساقط ہو جائیں گے اور نیم آزاد ہو جائیں گے ولیکن طواف رکن کے بعد قید عدم جماع بھی اُن سے جاتی رہے گی اور وہ پورے آزاد ہو جائیں گے اور متمتع اوّل طواف عمرہ و سعی و قصر ہو کر لینے کے بعد حلال و آزاد مطلق ہو جائیگا اور پھر دوبارہ جب وہ حج کا احرام مکہ سے باندہے گا تب پھر اُس پر یہ باتیں حرام ہو جائیں گی اور پھر وہ بھی رمی و قصر ہو کے بعد نیم آزاد اور بعد طواف رکن کے کریا آزاد مطلق ہو جائیگا۔ منہ ۵۳ جب چلے۔ الخ یعنی اے شخص جب تو میقات سے آگے چلے تو جا بجا کثرت بار بار لبیک پکارتا چل کہ زائر بیت اللہ کے واسطے یہی زاد آخرت بہت خوب ہے ۱۲ منہ ۵۴ ورد رکھنا اس کا اکثر۔ الخ یعنی اس لبیک کے پکارنے کا ورد اکثر رکھنا خاص کر صبح شام کے وقت اور نماز فریضہ کے بعد اور نیچے اوپر چڑہنے اترنے کے وقت اور سواروں اور دوسرے قافلہ سے ملنے کے وقت بہت لبیک پکارتے رہنا ۱۲ منہ ۵۵ جہر مردوں کو ہے۔ الخ یعنی لبیک و تکبیر با آواز کہنا مردوں کے لیے سنت ہے مگر عورتوں کے لئے بلند آواز سے کہنا منع ہے وہ لبیک اور تکبیر دونوں کو آہستہ کہا کریں ۱۲ منہ ۵۶ پہنچے جب مکہ۔ الخ یعنی جبکہ تو میقات سے چل کر مکہ معظمہ پہنچے تو اوّل سیدھا مسجد بیت الحرام میں چلا جانا اور کہیں نہ جانا ۱۲ منہ ۵۷ دیکھے تو۔ الخ یعنی جس وقت اے زائر تو مکہ معظمہ میں پہنچکر بیت اللہ کو دیکھے اسی وقت تکبیر و تہلیل کے واسطے آواز بلند کرنا یعنی کہنا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اور وہاں کھڑے ہو کر دعا بھی کرنا کہ وقت اجابت ہے ۱۲ منہ ۵۸ پھر الخ یعنی تکبیر تہلیل کرنے کے بعد مسجد الحرام میں داخل ہو کر اول مرتبہ حجر اسود کو چومنا یعنی بوسہ دینا اور دونوں ہاتھ اُس سے لگانا اور اگر ہجوم و انبوہ خلایق کی وجہ سے حجر اسود کو منہ سے چومنا میسر نہو تب۔ منہ ۵۹ ہاتھ کو اُس سے لگا کر۔ الخ یعنی اُس وقت صرف دونوں ہاتھوں کو حجر اسود سے لگا کر چوم لے کہ اسی قدر کافی ہے اور اگر ہاتھوں کو لگانا بھی میسر نہ آئے تو چوبدست کو حجر اسود سے لگا کر چوم لے کہ اُس میں بھی اتباع سنت ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سنگ اسود شریف کی طرف دونوں ہتھیلیاں شانوں تک اٹھا کر تکبیر کہے پہ ہی قناعت کر اور پھر فوراً کعبہ معظمہ کو بائیں ہاتھ پر لیکر طواف شروع کر ۱۲۔ منہ۔

مرد سر سے لیکے ٹھوڑی تک تمام	سارے چہرے کو کھلا رکھیں مدام
عورتیں منہ کو فقط کھولے رہیں	اور سر کو اپنے وہ ڈہانپے رہیں
اس[۵۱] میں ہو تجھ سے اگر کوئی خطا	تجھکو دم یا صدقہ دینا آئے گا
بعد[۵۲] کر لینے طواف رکن کے	قیدیں سب اُٹھ جائینگی میرے ہتے
جب[۵۳] چلے آگے کو تو اے ہوشمند	جا بجا لبیک کو کہنا بلند
ورد[۵۴] رکھنا اس کا اکثر بانیاز	وقت صبح و شام بعد ہر نماز
جہر[۵۵] مردوں کو ہے لیکن عورتیں	تلبیہ تکبیر آہستہ کہیں
پہنچے[۵۶] جب مکہ میں تو اے محترم	پہلے جانا جانب بیت الحرم
دیکھے[۵۷] تو جس وقت بیت اللہ کو	بولنا تکبیر و تہلیل اے نکو
پھر[۵۸] وہاں جا کر حجر اسود کو چوم	یہ نہ کر نے دے اگر تجھکو ہجوم
ہاتھ کو اُس[۵۹] سے لگا کر چومنا	بعد ازاں بیت الحرم کو گھومنا

لـه چومنے میں۔ الخ۔ یعنی حجرِ اسود کے بوسہ دینے کے وقت تکبیر کہنا اور درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا اور خانہ کعبہ کے طواف میں ذکر و تسبیح باری تعالیٰ کی کرنا اور وہ یہ ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ منہ ٢ــه سنگ اسود سے الخ۔ یعنی حجرِ اسود کو بوسہ دیکر اُسی کے پاس سے طواف کعبہ شروع کرے اور وہیں آکر طواف کا پھیرا ختم کرے اور پھر سنگ اسود کو بوسہ دے۔ منہ ٣ــه سات پھیرے گھومنا۔ الخ۔ یعنی خانہ کعبہ کے گرد اسی طرح سات پھیرے گھومنا یعنی کہ سات مرتبہ طواف کرنا اور ہر پھیرے میں سنگ اسود کو بوسہ دیتے جانا۔ ۱۲ منہ ٤ــه رمل کرنا تین پہلے پھیروں میں۔ الخ۔ یعنی طواف کے اوّل تین پھیروں میں رمل کرنا اور باقی چار پھیروں میں معمولی چلنا کہ یہ سنت ہے رمل کہتے ہیں شانے ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم قوی پہلوانوں کی طرح جلد جلد رکھتے ہوئے چلنے کو اور یہ ابتداءً بغرض نمایش کفار کے کیا گیا تھا تاکہ اہلِ اسلام کی ہیبت و شوکت کافروں کے دل میں بیٹھ جائے اور اب بغرض اتباع سنت کیا جاتا ہے فقط منہ

چومنے میں پڑھیو تکبیر و درود
گھومنے میں ذکر و تسبیح و درود

سنگِ اسود سے شروع کرنا طواف
اور اُسی پر ختم کرنا بے خلاف

سات پھیرے گھومنا اے یار تو
سنگِ اسود چومنا ہر بار تو

رمل کرنا تین پہلے پھیروں میں
شانہ جنباں جلد جلد اُس میں چلیں

اور چادر سے بھی کرنا اضطباع
اسمیں ہے حضرت کا بیشک اتباع

ہے یہ مفرد کے لیے طوفِ قدوم
حاضری کیوقت مجرے کی رسوم

اور جو لایا ہو تمتع یا قِران
طوفِ عمرہ اُس کو ہے یہ بیگماں

حیض والی عورتوں پر لاکلام
ہے طوافِ خانۂ کعبہ حرام

پاک ہو کر وہ بجالائیں طواف
اضطباع و رمل ہے اُنکے خلاف

تلبیہ گویاں سے مستمتع مگر
بند کردے تا بہ احرامِ دگر

طوفِ کعبہ جب کبھی طائف کرے
اُسپہ واجب ہے کہ دو رکعت پڑھے

٥ــه اور چادر سے۔ الخ۔ یعنی طواف کرنے کے وقت چادر سے اضطباع بھی کرنا کہ یہ بھی اتباع سنت ہے اور اضطباع کہتے ہیں اس کو کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے جسمیں بانکپن ثابت ہو اور یہ بھی کفار کے دلوں کو ہیبت زدہ کرنے کے لئے کیا گیا تھا اور اب سنت ہے واضح ہو کہ رمل اور اضطباع عورتیں نہ کریں ۱۲ منہ ٦ــه ہے یہ مفرد۔ یعنی یہ طواف جو بیت الحرام میں آتے وقت ہی کیا جاتا ہے۔ مفرد یعنی تنہا حج کرنے والے کے لئے طواف قدوم ہے کہ خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے شکرانہ اور نذرانہ میں اللہ کے واسطے کیا جاتا ہے جیسے حاضری بارگاہ کا مجرا کہئے اور جو حاجی کہ قارن و متمتع ہوں ان کے واسطے یہ عمرہ کا طواف ہے کہ بغرض ادائے ارکان عمرہ یہ طواف اُن پر لازمی ہے غرضکہ تینوں قسم کے حاجیوں کو اس طواف کا کرنا ضروری ہے اگرچہ ہر ایک قسم کے حاجی کیواسطے اس کا نام جداگانہ ہے اور جو عورت کہ حائضہ ہو وہ طواف نہیں کرسکتی کہ حالت حیض و نفاس میں خانہ کعبہ کا طواف کرنا یا اُسمیں جانا حرام ہے بعد فراغ حیض غسل کرکے یہ طواف بجالائے کہ واجب ہے اور اضطباع اور رمل کرنا اُس کی شان کے خلاف ہے یعنی اس کو منع ہے ۱۲ منہ ٧ــه تلبیہ کو الخ۔ یعنی جو شخص کہ متمتع ہو یعنی تمتع کی جس نے نیت کی ہو وہ اس طواف کے شروع کرتے ہی تلبیہ کو دوسرے احرام حج کے باندھنے تک موقوف کردے اور اُس کے بعد پھر نہ کہے جبتک کہ دوسرا احرام نکرنہ باندھے تلبیہ لبیک پکار کے کہتے ہیں۔ منہ ٨ــه طوف کعبہ۔ الخ۔ طائف طواف کنندہ کو کہتے ہیں۔ یعنی جبکہ طواف کرنے والا ساتوں پھیرے طواف کے پورے کرلے تب مسجد حرام میں جاکر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نفل ادا کرے کہ اس وقت ان دونوں کا ادا کرنا واجب ہے۔ منہ

[51] پڑھ کے۔ الخ یعنی یہ دونوں رکعات پڑھ کر پھر حجر اسود کو آ کر بوسہ دے اور اس کے بعد وہاں سے نکل کر صفا مروہ کی سعی کرے ۱۲ منہ [52] جا کے چڑھ جانا الخ۔ یعنی وہاں پہنچ کر اول صفا کے اوپر چڑھے یہاں تک کہ خانہ کعبہ نظر آنے لگے اور خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تکبیر و تہلیل کرے اور حمد و ثنائے باری تعالیٰ بجا لائے اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر خدا سے دعا مانگے اور درود شریف پڑھے اسی طرح تین بار کرے یعنی تین بار تہلیل و حمد و ثنا کرے اور ہر مرتبہ دعا بھی کرے کہ دونوں تین تین بار ہو جائیں منہ [53] پھر وہاں سے الخ۔ یعنی صفا پر حمد و ثنا دعا وغیرہ تین تین بار کر کے پھر اس سے نیچے اترے اور مروے کی طرف روانہ ہو جس وقت کہ کوہ صفا کی بلندی سے نشیب یعنی پستی میں پہنچے تو اس کے راستہ بائیں ہاتھ کو مسجد الحرام کی دیوار میں دو سبز میل بنے ہیں جب پہلے میل پر پہنچے تو مرد دوڑنا شروع کرے لیکن اتنا زیادہ نہ دوڑے کہ جس سے کسی دوسرے کو اذیت و تکلیف ہو۔ پس جب کہ دوڑتا ہوا دوسرے میل سے نکل جائے اس وقت پھر آہستہ ہو لے اسی جگہ کو جو دونوں میلوں کے درمیان ہے مسعیٰ کہتے ہیں۔ اس میں دوڑتے وقت دعا کرے کہ وقت قبول ہے اور یہاں یہ دعا منقول ہے رب اغفر وارحم انك انت الاعز الاکرم یہی دعا پڑھتا ہوا کوہ مروہ پر چڑھ جائے اور کوہ صفا کی مانند اس پر بھی خانہ کعبہ کی جانب منہ کر کے تین تین بار دعا کرے اور درود پڑھے۔ صفا و مروہ کے اوپر چڑھ کر اور قبلہ رخ ہو کر یہ کہے الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد پھر کہے لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علیٰ کل شیء قدیر لا اله الا الله وحده انجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده اس کے بعد دعا خیر کرے جو جی چاہے پھر دعا کے بعد یہی اذکار بجا لائے اور پھر دعا کرے اس کے بعد پھر ذکر مذکور مکرر ادا کرے اور پھر دعا کرے غرض کہ ثنا و دعا تین تین بار کرے جیسا اکثر بیان کیا گیا اس کے بعد پھر مروہ سے اتر کر کوہ صفا کی طرف کو منہ موڑے اور درمیان راستہ مسعیٰ کے نشیب میں پہنچ کر دوڑے اور پھر بدستور صفا پر چڑھے جیسا کہ گذرا ۱۲ منہ [54] سات پھیرے۔ الخ یعنی اس طریق پر جس طرح کہ ہم نے بیان کیا صفا سے مروہ کی طرف اور مروہ سے صفا کی جانب سات پھیرے کرے اور ہر بار ان دونوں پر چڑھے اور ذکر و اذکار مذکورہ اور دعا ہر بار دونوں پر کرتا رہے اسی کا نام سعی ہے ۱۲ منہ۔ [55] سعی حج کی ہے یہ الخ۔ مفرد یعنی تنہا حج کرنے کے والے کے واسطے یہ سعی حج کی ہے کہ جس کا ذکر واجبات حج میں ہوا ہے۔ اور جو لوگ کہ قارن و متمتع ہیں ان کے واسطے یہ سعی عمرہ کی ہے کہ واسطے تکمیل افعال عمرہ کے کی جاتی ہے جیسا کہ عمرہ کے بیان میں اس کا ذکر کیا گیا ہے اور قارن و متمتعین اپنی حج کی سعی کو طواف زیارت کے بعد کریں گے کہ وہ سعی ابھی ان کے ذمہ باقی ہے اور مفرد پھر نہ کریں گے۔ کہ ان کی سعی ختم ہو چکی فتنبہ۔ منہ [56] بعد اس کے پھر وہ مرد الخ۔ یعنی اس سعی کے کر لینے کے بعد جو لوگ متمتع ہوں یعنی متمتع ہوں وہ اپنے سر کے بالوں کی لٹیں کتروائیں واضح ہو کہ تمتع اور متمتع ایک لفظ ہیں۔ ۱۲ منہ

پڑھ[51] دوگانہ اور حجر اسود کو چوم — پھر صفا مروہ کے اندر جا کے گھوم
جا کے[52] چڑھ جانا صفا پر پہلے تو — خانہ کعبہ کی جانب کر کے رو
پڑھنا تکبیر اور تہلیل اور ثنا — ہاتھ اٹھا کر حق سے پھر کرنا دعا
پھر[53] وہاں سے سوئے مروہ ہو رواں — بیچ میں مسعیٰ کے جا کر ہو دواں
مروہ پر لانا بجا مثل صفا — ایک پھیرا یہ ہوا اے باصفا
پھر وہاں سے منہ صفا کو موڑنا — بیچ میں مسعیٰ کے پھر تو دوڑنا
سات[54] پھیرے ایسے ہی کرنا تمام — اور صفا و مروہ پر چڑھنا مدام
کیجیو دونوں پہ ذکر اذکار تو — اور دعا بھی کیجیو ہر بار تو
دوڑ مسعیٰ کی ہے مردوں کیلیے — عورتوں کو چل کے چلنا چاہیے
سعی[55] حج کی ہے یہ مفرد کو۔ اخی — قارن و متمتع کو ہے عمرہ کی
بعد[56] اس کے پھر وہ مرد اور عورتیں — جو کہ متمتع ہوں قصر مو کریں

سلہ کھولیں پھر احرام الخ یعنی جو لوگ کہ متمتعین ہوں کیا معنی کہ جن حاجیوں نے بہ نیت استمتاع میقات سے عمرہ کا احرام باندھا ہو وہ لوگ اب اپنے احرام کو کھول کر حلال ہو جائیں کہ اُن کا ایک عمل پورا ہو گیا اور جو لوگ کہ مفرد و قارن ہوں وہ نہ بال کتروائیں اور نہ احرام کھولیں کہ اُن کو دسویں ذی الحجہ تک بدستور محرم بنا رہنا فرض ہے ۱۲ منہ سلہ ترویہ۔ الخ۔ ترویہ آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو کہتے ہیں یعنی متمتعین عمرہ کے ارکان سے فارغ ہو کر ساتویں تاریخ ذی الحجہ تک برابر آزاد رہیں اور امور مشروعات میں سے جو چاہیں سو کرتے رہیں مگر آٹھویں ذی الحجہ کو وہ پھر حج کے واسطے دوسرا احرام باندھیں جیسا کہ متمتع کے بیان میں بتلا دیا گیا ہے اور نیت کر کے کہیں اللھم انی أرید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی۔ منہ سلہ پھر کہیں لبیک الخ یعنی متمتعین نیا احرام باندھ کر اور نیت مذکور کر کے لبیک کہنا پھر شروع کریں اور جس طرح کہ اور حاجی یعنی مفردین و قارن لبیک کو برابر کہہ رہے ہیں اُسی طرح پر اب یہ متمتعین بھی جا بجا اُن کے ساتھ شامل ہو کر لبیک پکاریں۔ واضح ہو کہ اس احرام کے وقت سے اب پھر متمتعین بدستور سابق مقید ہو گئے اور آزادی اُنکی جاتی رہی اور ممنوعات احرام اُن پر پھر عائد ہو گئے۔ منہ سلہ نکلیں پھر مکہ سے الخ یعنی اب جملہ حجاج مفردین و متمتعین و قارنین آٹھویں کو قبل از زوال مکہ سے نکل کر منا کو جائیں اور اُس وقت سے نویں کے طلوع آفتاب تک منا میں رہیں اور آٹھویں کو ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نماز وہیں منا میں ادا کریں اور پھر نویں کی فجر کی نماز پڑھ کر جب آفتاب ذرا نکلے تو وہاں سے میدان عرفات کو چلدیں اور عرفات میں جہاں جگہ ملے وہیں قیام کریں مگر بطن عرنہ میں نہ ٹھریں اور وہاں لبیک پکارتے رہیں پھر بعد ہو جانے زوال کے امام جو امیر الحجاج ہو خطبہ پڑھے اور خطبہ کے بعد ظہر کے وقت میں نماز ظہر و عصر کو ملا کر با جماعت ادا کرے۔ مع ایک اذان اور دو تکبیروں کے اور سنتیں نہ پڑھے۔ ۱۲ منہ۔ سلہ پڑھ کے یہ ظہرین۔ الخ۔ چونکہ نماز ظہر و عصر ظہر کے وقت میں یہاں پڑھیں گئیں بدیں وجہ اس جگہ اُن کا نام ظہرین ہوا۔ پس یہ دونوں نمازیں با جماعت پڑھ کر وہاں سے موقف میں جا کر قیام کریں اور اسی کا نام وقوف عرفات ہے۔ منہ

کھولیں پھر احرام بھی متمتعین
قارن و مفرد وسلے کھولیں نہیں

ترویہ کی صبح میں پھر اُن کو
باندھ لیں متمتعین احرام کو

پھر کہیں لبیک کی یہ سب صدا
حاجیوں کے ساتھ مل کر جا بجا

نکلیں پھر مکہ سے حاجی سب کے سب
اور رہیں جا کر منا میں وقت شب

فرض ظہر و عصر و مغرب اور عشا
ہوں یہاں فجر نہم تک سب ادا

صبح کو عرفہ کے اُٹھ کر پھر چلیں
اور وہ سب عرفات میں جا کر رہیں

پس پڑھے خطبہ وہاں بعد از زوال
وہ امیر الحاج امام باکمال

بعد خطبہ ظہر کو اور عصر کو
جمع کر بین الصلوتین اے نکو

پڑھ کے یہ ظہرین ہمراہ امام
سب کریں موقف میں پھر جا کر قیام

کو وہ رحمت پاس امام با صفا
قبلہ رو اونٹنی کے اوپر ہو کھڑا

وہ کرے تسبیح و تہلیل و ودود
اور پڑھے تحمید و لبیک و درود

سلہ وہ کرے تسبیح۔ الخ یعنی امام محرم اونٹنی کے اوپر سوار قبلہ رخ کھڑا ہو کر تسبیح و تہلیل و تحمید حق عز اسمہ کے کرے یعنی کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اور پھر لبیک بھی پکارے اور درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت بھیجے اور قواعد و طریق حج کے حاضرین کو بتائے اور دعائے عافیت دارین جو کہ خوب طول طویل ہو خلوص کے ساتھ خدا سے مانگے اور تا غروب اسی طرح وہاں کھڑا رہے اور جس قدر حجاج اُس میدان عالی شان میں موجود ہوں وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر امام کی طرف متوجہ رہیں اور جو اُن میں سے قریب ہوں وہ امام کے کلام کو بگوش ہوش سماعت کریں جیسا کہ اگلے اشعار میں صاف صاف بیان ہے۔ ۱۲ منہ

سب کو آداب دعا پر دے وقوف ۔ اور گذارے عجز و زاری میں وقوف

چلتے ہوں حجاج مرد اور عورتیں ۔ اُسکے پیچھے سب کھڑے ہو کر سنیں

جس[۵۱] نے اک ساعت وقوف ایاں کیا ۔ ہو گیا حج اُس کا ثابت بے خطا

بعد[۵۲] ازاں بعد از غروب آفتاب ۔ سب چلیں مزدلفہ کی جانب شتاب

شب[۵۳] کو مزدلفہ میں جا کر پیشتر ۔ فرضِ مغرب اور عشا کو جمع کر

پھر[۵۴] رہیں شب کو وہیں تا صبح تاب ۔ فجر اول وقت پڑھکر پھر شتاب

مشعر انور کے پاس آئیں وہ سب ۔ ٹھہریں تا قربِ طلوعِ شمس اب

وقف مزدلفہ یہی ہے بے خطا ۔ یاں کریں تکبیر و تہلیل و دعا

چلدیں[۵۵] پھر قبل از طلوع آفتاب ۔ اور منا میں آکے لیں وہ سب شتاب

ماریں از بہرادائے واجبات ۔ سنگریزے جمرۃ العقبہ پہ سات

بولنا[۵۶] تکبیر ساتوں بار ہیں ۔ بند کر لبیک پہلی مار میں

[۵۱] جس نے اک ساعت وقوف الخ یعنی اب اس موقعہ پر جس حاجی نے ایک ساعت بھی وقوف عرفات کر لیا اُس کا حج فرض ادا ہو گیا اور اور اُس کو فوت حج کا اندیشہ نہ رہا۔ اگرچہ غروب آفتاب تک یہاں پر توقف کرنا واجبات سے ہے ولیکن اصل فرض ایک ہی آن کے وقف وقت میں ادا ہو جاتا ہے ۱۲ منہ [۵۲] بعد ازاں الخ یعنی امور مذکورہ کے بعد جب آفتاب تمام و کمال غروب ہو جاوے اُس وقت پھر سب کے سب مع امام کے مزدلفہ کی طرف جلد بلا تامل روانہ ہو جائیں اور غروب کے بعد پھر توقف ہرگز نہ کریں نہ نماز مغرب یہاں پڑھیں نہ راستہ میں پڑھیں کہ اس دن نماز مغرب یہاں کہیں جائز نہیں ہے مزدلفہ میں جا کر عشا کے ساتھ یہ نماز بھی پڑھنا ہو گی ۱۲ [۵۳] شب کو مزدلفہ الخ یعنی جبکہ مزدلفہ میں رات کو پہنچ جائیں تو وہاں اُتر کر کسی موقعہ مناسب پر قیام کریں مگر وادی محسر میں قیام نہ کریں پھر قیام کر لینے کے بعد وضو وغیرہ کر کے ایک اذان اور ایک ہی تکبیر سے اول نماز مغرب اور اُس کے بعد بلا توقف فوراً نماز عشا باجماعت امام حج کے ساتھ پڑھیں یعنی عشا کے قیام میں دونوں نمازیں جمع کریں اور اُن کے بیچ میں سنت وغیرہ کچھ نہ پڑھیں اور بعد عشا کے سنتیں اور وتر پڑھیں۔ وتر ضرور پڑھیں کہ وہ واجب ہیں اگر کوئی بھولے سے اُس دن ظہرین کے بیچ میں یا مغربین میں سنت یا نفل پڑھیگا تو جمع بین الصلوتین کا حکم جاتا رہیگا اور وہ گنہگار ہوگا بہ سبب مخالفت سنت مشہورہ کے اور جس کسی کو امام الحاج کے ساتھ نماز باجماعت نہ ملے تو وہ بھی مغرب اور عشا کو جمع کرے اور اُن کے بیچ میں سنت وغیرہ کچھ نہ پڑھے اگر کوئی سنت وغیرہ پڑھ لیگا یا اور کسی کام میں مشغول ہو جائیگا تو عشا کے لیے دوبارہ تکبیر کرنی ہو گی ۱۲ منہ [۵۴] پھر رہیں الخ یعنی بعد ادائے نماز مغرب و عشا کے حاجی وہیں رات کو بسر کریں اور جلد سو رہیں کہ دن بھر کے ہارے تھکے ہیں اور یہ سونا بھی اُن کا داخل عبادت ہے۔ پھر علی الصباح اُٹھ کر باجماعت نماز فجر اول وقت ادا کر کے سب کے سب مشعر الحرام کے پاس آ کر وقت فجر تک وقوف کریں اور اسی کا نام وقوف مزدلفہ ہے جو واجبات حج میں شمار ہوا ہے اس وقوف میں یعنی حسب دستور سابق تکبیر و تہلیل کرے اور توحید کا ذکر کرے اور دعا مانگے ۱۲ منہ [۵۵] چلدیں پھر الخ یعنی یہ وقوف کر کے پھر سب حاجی مع امام کے آفتاب کے نکلنے سے کچھ پہلے وہاں سے منا کو روانہ ہو جائیں اور روانگی کے وقت چھوٹی چھوٹی سات کنکریاں دانہ باقلہ کی برابر مزدلفہ سے اُٹھا لیں اور اُن کو دھو کر رکھ لیں اور پھر منا میں پہنچکر وہ ساتوں کنکریاں چھوٹی جو مزدلفہ سے اُٹھائیں تھیں وہ لیکر اگر وہاں بھول کر نہ اُٹھائیں ہوں تو اب یہیں سے اُٹھائیں مگر جمرہ کے پاس سے نہ اُٹھائیں مثل دانہ باقلا کے جمرۃ عقبہ پر ماریں اور اسی کا نام رمی جمرۃ العقبہ ہے جو واجبات حج میں شمار ہے ۱۲ منہ [۵۶] بولنا تکبیر الخ یعنی تکبیر جس کو کہ اللہ اکبر کہتے ہیں وہ ساتوں بار ساتوں کنکریاں مارنے میں بولتا جائے یعنی ہر کنکری کے مارنے میں ایکبار تکبیر بھی پکار کر کہتا جاوے تاکہ ساتوں کنکریوں کے ساتھ تکبیریں بھی سات مرتبہ ہو جائیں اور لبیک کہنا پہلی کنکری کے مارنے کے ساتھ ہی موقوف کر دیا یعنی کہ اب لبیک بالکل نہ کہیں کہ اُس کا وقت پہلے کنکری کے مارنے کے ساتھ ختم ہو گیا ۔ ۱۲ منہ

سلہ لوٹ کر الخ یعنی کنکریوں کے مارنے سے لوٹ کر اور قربانی کی جگہ جا کر فی کس کم از کم ایک ایک بھیڑ بکری یا اونٹ و گائے قربانی کریں اور واضح ہو کہ قارن و متمتع پر قربانی واجب ہے اور مفرد کو مستحب ہے اور افضل ہے اور جس قارن یا متمتع کو قربانی کرنے کی استطاعت نہ ہو تو وہ دس روزے رکھے تین روزے تو ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں ذالحجہ کو رکھے اور بقیہ سات روزے ایام تشریق کے بعد رکھے اور جو قربانی کریں وہ اُس کے بعد میں سر منڈائیں ۱۲ منہ سلہ سر نہ منڈوائیں الخ یعنی اگر حاجی تمام سر کے بال نہ منڈوائیں تو ایک انگشت بال کتروا دیں کہ واجب اس میں بھی ادا ہو جاتا ہے اور منڈانا افضل ہے۔ مگر عورتیں یعنی قصر ہی بالوں کا کرائیں کہ اُن کو منڈانا حرام ہے ۱۲ منہ سلہ قصر کر کے الخ یعنی مرد و عورتیں بالوں کا قصر کر کے احرام کھولدیں اور اُس کے کھولنے کے بعد اب سب چیزیں مشروع جو احرام باندھنے سے ممنوع ہو گئیں تھیں سوا عورتوں کے وہ جائز و حلال ہو گئیں کیا معنی کہ عورت کے ساتھ بوس و کنار و جماع ابھی جائز نہیں ہوا اُس کے سوا اور سب کام ممنوعات احرام جائز ہو گئے منہ ۱۲ سلہ بعد ازاں الخ یعنی احرام کھول دینے کے بعد پھر جب حاجی بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر طواف رکن جسکو کہ طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اسی تاریخ یعنی دسویں ذی الحجہ کو ادا کریں اسی طریق و ترکیب سے کہ جس طرح طواف قدوم یا طواف عمرہ میں اس سے پہلے کیا تھا یعنی کہ اُسی طرح پھر سات پھیرے خانہ کعبہ کے آس پاس گھوسے اور ہر پھیرے میں حجر اسود کو بوسہ دیتا جائے اور خاتمہ پر مقام ابراہیم میں جا کر دو رکعت نماز ادا کرے اور حج کی تکمیل کرے یعنی اب حج تمام و کمال پورا ہو گیا اگرچہ قارن و متمتع کو سعی حج ہنوز باقی ہے تاہم حج کی تکمیل ہو چکی پس اس طواف رکن کو بطور فرض ہر ایک حاجی ادا کرے مگر حائضہ عورت یہ ہرگز نہ کرے کہ اُس کو بیت الحرم کے پاس مطاف میں داخل ہونا حرام ہے۔ جس وقت وہ حیض سے فارغ ہو کر غسل کر لے اس وقت پھر دیر نہ کرے اور فوراً بلا توقف بیت اللہ میں حاضر ہو کر طواف رکن کو پورا کرے کہ بغیر اُس کے حج ناتمام ہے اگر دسویں تاریخ مکہ معظمہ کو نہ جائیں تو گیارہویں انتہا بارہویں تک اس طواف کو ادا کریں لیکن افضل و

لوٹ کر پھر ذبح و قربانی کریں	سر منڈائیں مرد سب پھر بعد میں
سر نہ منڈوائیں تو قصر مو کریں	قصر ہی لیکن کریں سب عورتیں
قصر کر کے کھولدیں احرام۔ اب	ہیں سوا عورت کے جائز کام سب
بعد ازاں بیت الحرم میں آن کر	کر طواف رکن اسے حاجی۔ مگر
حائضہ عورت نہ داخل ہو مطاف	پاک ہو کر وہ بجا لائے طواف
کر لیا جب یہ طواف لے زائرین	عورتیں بھی اب تمہیں جائز ہوئیں
رمل اور سعی اس میں مت کرنا اگر	کر لیا ہو اُن کو تم نے پیشتر
رہگیا ہو جب تو اب کرنا ادا	نا ادا ہو سُنت خیر الوریٰ
قارن و متمتعین تو شخبر ا م	سعی حج کی اب کریں لیکن مدام
سعی حج کی اُن کو افضل ہے ابھی	گو کہ قارن کو ہے جائز پہلے بھی
پھر منا میں لوٹ کر اکیس بار	تینوں جمروں پر کریں رمی جمار

ادسلے یہی ہے کہ دسویں کو ہی یہ ادا کر لیں اور بارہویں کے بعد تو اُس کی تاخیر کرنا موجب گناہ و دم ہے مگر حائضہ عورت کو کچھ نہیں ہے کہ وہ جب پاک ہو گی جبھی کرے گی۔ واضح ہو کہ مصرع اولی قافیہ میں جو آن کر بہ نون مجمہ وارد ہوا ہے وہ صحیح ہے۔ اگرچہ بغیر نون مجمہ کے بھی صحیح ہے لیکن یہ لفظ معنوں کے ساتھ زیادہ فصیح سمجھا جاتا ہے جن صاحبوں نے نون کیا تو اس لفظ میں کلام کیا ہے ان کو استاد ذوق کا یہ شعر ملاحظہ فرمانا چاہیئے ع موذ سے لے اجل تکلیف مت کر گیا کر کچھ آن کر ۱۲ ہو نکا پہلے ہی کشتہ میں کسی کی آن کا ۱۲ منہ سلہ قارن و متمتعین۔ الخ یعنی جو لوگ کہ سوائے مفردین کے قارن یا متمتع ہوں وہ لوگ البتہ حج کی سعی اب کریں کیونکہ انہوں نے جو پہلے طواف کے بعد سعی کی تھی وہ حج کی سعی نہ تھی بلکہ عمرہ کی سعی تھی لہذا اب اس طواف رکن کے بعد ان کو حج کی سعی کرنا چاہیئے اور رمل اب یہ بھی نہ کریں بشرطیکہ پیشتر طواف عمرہ کے وقت کر لیا ہو۔ منہ (بقیہ حاشیہ نمبر ۲ ضمیمہ میں دیکھیں)

سلہ تین دن تک ۔ الخ ۔ یعنی گیارہویں سے لیکر تیرھویں تک بعد از زوال اسی طرح سات سات کنکریاں ہر ایک جمرہ پر روزانہ اکیس بار مارا کریں تاکہ اکیس کے حساب سے ان تینوں دن کی اور فقط سات عدد جمرۂ عقبہ کی رمی دسویں تاریخ کی مل کر سب کی تعداد ستر عدد ہو جائے کہ اسقدر سنت ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اگر تیرھویں تک نہ ٹھہرے تو صرف بارھویں تک ہی رمی کرکے مکہ معظمہ کو چلا جائے اور آجکل لوگوں کا اسی پر عمل ہے بارھویں کو عام حجاج چلے جاتے ہیں تو بعض حاجیوں کا وہاں تنہا رہنا اندیشہ رکھتا ہے ہاں جو وہاں ٹھہرا رہے اُس پر اب تیرھویں کی رمی بھی لازم ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ تیرھویں کو قبل از زوال رمی کرکے چلا جائے ۱۲ منہ سلہ یعنی تیرھویں کو رمی کرنے کے بعد پھر بیت الحرم کو واپس آئیں پھر طواف رخصت بیت اللہ کے گرد بجا لائیں کہ یہ بھی واجب ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ جب گھر کو جانے لگیں اُس وقت اس طواف کو کرکے جائیں ۱۲ منہ ۔

سلہ یعنی طواف رخصت کے بعد زمزم کا پانی ضرور نوش کریں کہ سنت ہے ۱۲ منہ سلہ ملتزم سے الخ یعنی اسے حاجیو آب زمزم پینے کے بعد پھر تم سب ملتزم سے لپٹ کر ملنا ۔ ملتزم دیوار کعبہ کے اُس ٹکڑے کا نام ہے جو درمیان حجر اسود اور باب بیت اللہ کے ایک جگہ ہے کہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے پھر اُس کے بعد خانہ کعبہ کے پردہ کو پکڑنا ۱۲ منہ سلہ خوب رونا الخ یعنی خانہ کعبہ کے پردہ کو پکڑ کر خوب زار زار رونا اور اس کی جدائی اور مفارقت میں آٹھ آٹھ آنسو بہانا کہ یہ وقت خانہ کعبہ کی جدائی کا ہے اور خداوند عز اسمہٗ جو مالک حقیقی ہے خانہ کعبہ کا نیز تمام موجودات و کائنات کا اُس سے اُس وقت نہایت خلوص و درد دل سے دعا مانگے کہ وہ مالک حقیقی اس آستانہ ایزدی کی اپنے فضل و کرم سے پھر دوبارہ زیارت نصیب کرے اس کے سوا جو جی چاہے وہ خلوص کے ساتھ اُس وقت مجیب الدعوات سے طلب کرے کہ اس وقت در اجابت کشادہ ہوتا ہے اور رحمت خداوندی اپنی بندہ مخلص و اشکبار کو ڈھانپتی ہوتی ہے اور دعائے نیک کو آغوشِ قبولیت میں جگہ دیتی ہے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم سلہ ہے دعا اُس وقت کی ۔ الخ یعنی خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کے وقت کی دعا قبول ہونے کی بہت قوی امید ہے پس اے حاجی اس وقت رونے میں اور دعائے نیک کے طلب کرنے میں اور مبالغہ میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھنا کہ وقت از دست رفتہ باز بدست نمی آید ۔ دعا کے بعد درود پڑھنا اور خانہ کعبہ کی جدائی میں روتا ہوا گھر کو چلے جانا وعلیک السلام یا زائر بیت الحرام ۱۲ منہ سلہ حائضہ عورت نہ لائے الخ یعنی طواف رخصت کے وقت اگر کوئی عورت حیض میں مبتلا ہو تو وہ یہ طواف نہ کرے اور نہ اُس پر اس طواف کی غرض سے پھر قیام کرنا ضروری ہے بلکہ جب وقت معینہ رخصت کا آجائے تو فوراً چلی جائے اور حیض سے پاک ہونے کا انتظار نہ کرے ایسی حالت میں یہ طواف اُس عورت پر واجب نہیں معاف ہے ۔ ہاں اگر رخصت کے وقت حیض میں مبتلا نہ ہو تو ضرور طواف کرکے جائے کہ اب واجب ہے ۔ واضح ہو کہ حج کے ارکان میں حیض والی اور نفاس والی عورت کا ایک حکم ہے ۱۲ منہ ۔

(اور تیرھویں کو پھر حرم کو واپس آئیں اور جب آئیں تو وقت رخصت کے طواف صدر لائیں)

تین دن تک روز انتی ہی کریں — تاکہ سب رل مل کے ستر ہو رہیں

تیرھویں کو واپس آئیں پھر حرم — پھر طوافِ صدر گھومیں لاجرم

حاجیو اب ہے یہ رخصت کا طواف — سب خطائیں اس میں کروالو معاف

پھر کہاں تم اور کہاں بیتِ خدا — جانے حق پھر کیا ہے قسمت میں لکھا

رمل اور سعی اسمیں کچھ مت کیجیو — بعد ازاں زمزم کا پانی پیجیو

ملتزم سے پھر لپٹنا تم تمام — پھر پکڑنا پردۂ بیت الحرام

وہ پکڑ کر خوب رونا زار زار — اور دعا کرنا خدا سے بار بار

ہے دعا اسوقت کی بیشک قبول — کر دعا اور گھر کو جا خاطر ملول

حائضہ عورت نہ لائے یہ طواف — واسطے اُس کے ہے یہ بالکل معاف

ف۱ بعد حج کے ہے ۔الخ۔ اب یہاں سے بعد ادائے مناسک حج کے روضۂ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت بابرکت کا بیان شروع ہوا کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد روضۂ مطہرہ منورہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد پاک کی زیارت جا کر کرنا بہت ضروری اور لازمی ہے کہ فرمایا ہے حضرت نے ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ یعنی جو جگہ کہ درمیان گھر میرے اور منبر میرے کے ہے وہ ایک باغ ہے باغوں جنت سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقد مبارک اسی جگہ میں واقع ہے اور اسی واسطے اس کو روضہ کہا جاتا ہے کہ جس کی زیارت باعث دخول جنت ہے اللھم ارزقنا زیارتہ منہ۔

ف۲ یہ کہ موکد مستحب ہے بالخبر ۔الخ۔ یعنی زیارت روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقہا کے نزدیک مستحب موکد وافضل المستحبات سے ہے بدلیل اس خبر کے کہ آپ نے فرمایا ہے من زارنی بعد موتی کان لمن زارنی فی حیاتی۔ یعنی جس مسلمان نے میری زیارت کی بعد وفات میرے کے تو گا وہ شخص ایسا کہ گویا زیارت کی اس نے میری بیچ زمانہ حیات میری کے اس حدیث کے مضمون سے زائر کے لیے فضیلت صحابیت کی مترشح ہوتی ہے سبحان اللہ کیا خوب بشارت ہے زائر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے اللھم ارزقنا زیارتہ منہ

ف۳ بلکہ یہ واجب ہے ۔الخ۔ یعنی زیارت روضۂ منورہ کی مستحب موکد ہی نہیں بلکہ یہ واجب ہے عاشقان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بلکہ اس سے بھی زائد جو لوگ کہ عاشق صادق وشیفتہ جمال با کمال سید عالم فخر آدم حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہیں انکے نزدیک تو فرض عین ہے کہ بغیر اس کے عشق نبوی کا دم بھرنا دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ جو شخص کہ زیارت بابرکت کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اور پھر وہ زیارت نہ کرے تو اس کے واسطے وعید وارد ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ من حج ولم یزرنی فقد جفانی جس نے حج کیا اور میری زیارت کو حاضر نہ ہوا۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا فاملوا ایھا المتکرون منہ

ف۴ اور بھی ہیں ۔الخ۔ یعنی اسی زیارت روضہ منورہ کے بارے میں اور بھی حدیثیں موجود ہیں کہ جن سے زائر کے لیے کمال عنایت ومہربانی ثابت ہوتی ہے دیکھو اس بشارت کو کہ فرمایا ہے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جس مومن نے زیارت کی میری قبر کی پس اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہو گی منہ ۱۲

روضۂ نبوی کی زیارت کا بیان

بعد حج کے ہے[۱] زیارت لازمی ... روضۂ پاکِ رسول اللہ کی

یہ[۲] موکد مستحب ہے بالخبر ... سیر کر من زارنی کی اے پسر

بلکہ[۳] یہ واجب ہے نزد عاشقین ... بلکہ فرضِ عین نزدِ صادقین

اس کے تارک کیلئے ایعاد ہے ... قد جفانی شاہ کا ارشاد ہے

اور[۴] بھی ہیں اس میں آثار انکو ... مصطفٰے کے فضل کا کیا ذکر ہو

دیکھ ہاں من زار قبری کا شرف ... ہے شفاعت کی نظر تیری طرف

پس[۵] بذوق وشوق کرنا یہ سفر ... جذبۂ دل کی کشش ہو راہبر

راستہ[۶] بھر پڑھیو ہاں صلوات تو ... مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ

پھر[۷] مدینہ طیبہ میں آن کر ... باوضو روضہ پہ جانا پیشتر

ف۵ پس بذوق وشوق ۔الخ۔ یعنی جبکہ زیارت روضہ نبوی کے یہ فضائل اور مراتب ہیں تو اے زائر تو اس سفر دیار نبوی کو نہایت ذوق وشوق وخلوص کے ساتھ طے کرنا جذبۂ دل کی کشش ومحبت دیار حبیب کی طرف تجھ کو کھینچتی ہوئی لیجائے۔ بقول کیکہ شوق کھینچے لیے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں منہ

ف۶ راستے بھر پڑھیو ۔الخ۔ یعنی مدینہ منورہ کے تمام راستے میں درود شریف کی کثرت ہر وقت رکھنا کیونکہ من احب شیئا اکثر ذکرہٗ یعنی جو کوئی کسی سے محبت رکھتا ہے تو اس کی یاد بہت کرتا ہے کیا معنی کہ کثرت ذکر کسی شئے کا علامت ہے اس کی دوستی اور محبت کی پس کثرت درود شریف دلیل ہے اس بات کی کہ درود خواں محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جب یہ بات یوں ہے تو یہ بھی ضرور ہے کہ رسول کریم کی بھی اس کی طرف توجہ خاص ہو گی کس واسطے کہ محبت صادق میں یہ اثر ہے کہ محبوب کو بھی محب کیجانب مائل ومتوجہ کر دیتا ہے۔ منہ ۱۲ ۔ (بقیہ نمبر ضمیمہ میں دیکھیں)

اور اگر ممکن ہو تجھ سے عاشقا
غسل کر کپڑے بدل خوشبو لگا

پاس جالی کے کھڑے ہو کر تمام
دست بستہ اسطرح پڑھنا سلام

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یا
اَشْرَفَ الْمَخْلُوْق طٰ فَخْرَ الانبیا

اَلسَّلَامُ عَلیکَ یا بَدْرَ الدُّجٰے
وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یا شَمْسَ الضُحیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یا خَیرَ الوَرَا
وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یا بَحَرَ العطا

اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یا رَدَّ المِحَنْ
وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یا جدّ الحَسَنْ

اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یا بَدْرَ البُدُوْر
وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یا صَدرَ الصُّدُوْر

اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یا وَجْہَ السُّرُوْر
وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یا نُوْرَ الصُّدُوْر

اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اے بحرِ کرم
وَالسَّلَامُ عَلَیکَ اے شاہِ حرم

اَلسَّلَامُ عَلیکَ اے سلطانِ دِیں
وَالسَّلَامُ عَلَیکَ ختمُ المُرسلین

اَلسَّلَامُ عَلیکَ اے اُمّی لقب
وَالسَّلَامُ عَلَیکَ اے عالی نسب

اَلسَّلام اے قرنک خیر القرون — وَالسَّلام اے جامع علم و فنون
اَلسَّلام اے خلقکَ خُلقِ عظیم — وَالسَّلام علیک اے دُرِ یتیم
اَلسَّلام اے منبع فیضِ ہُدے — وَالسَّلام اے مظہرِ نورِ خدا
اَلسَّلام اے معدنِ انوارِ حق — وَالسَّلام اے مخزنِ اسرارِ حق
اَلسَّلام اے خسروِ بابُ السَّلام — وَالسَّلام اے والیِ بیت الحرام
اَلسَّلام اے سیدِ عالی جناب — وَالسَّلام اے شافعِ یومِ الحساب
اَلسَّلام اے رحمۃً للعالمین — وَالسَّلام اے قبلۂ دُنیا و دین
اَلسَّلام علیک اے روحی فداک — یا مَلاذی لیس لی مَاوا سواک
اَلسَّلام اے جانِ من بر تو فدا — وَالسَّلام اے خاک پایت این گدا
اَلسَّلام علیک مِنّی اے فرید — آپ کے روضہ پہ حاضر ہے حمید[۵]
بار اس کے سر پہ ہے عصیاں کا بڑا — ہے شفاعت آپ کی کا آسرا

۵ حمید۔ الخ۔ حمید مؤلف رسالہ ہٰذا کا تخلص ہے اور نام عبد الحمید ہے لہٰذا جو زائر کہ روضۂ منورہ پر حاضر ہو کر یہ صلوٰۃ و سلام پڑھے اور نام دوسرا ہو تو وہ اُس اپنے نام کو اس جگہ قافیہ میں لا کر پڑھے اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کرے اور اگر اُس کا نام اس قافیہ پر نہ ہو تو اُس کو چاہیے کہ اپنے نام کے قافیہ کا دوسرا قافیہ مطلع میں بدل دے اور پھر اپنا نام لا کر مصرعہ ثانی میں پڑھے جس طرح اگر کسی کا نام علی یا ولی یا صفی یا تقی وغیرہ ہو تو اُس کو چاہیے کہ مصرعہ اولے میں بجائے اے فرید کے اے نبی پڑھے اور مصرعہ ثانی میں جو نام اُس کا ہو وہ پڑھے وقس علیٰ ھٰذا اور اگر کسی کا نام ایسا ہو کہ وہ کسی طرح شعر میں نہ آسکتا ہو یا اُس کا قافیہ مصرع ثانی میں ٹھیک ٹھیک نہ آسکتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ مؤلف رسالہ کے نام کو ہی جو شعر میں موجود ہے بعینہٖ پڑھے اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کرے کہ انما الاعمال بالنیات پس اس وقت یہ سلام یقینی پڑھنے والے کی ہی جانب سے متصور ہوگا اور اُس کے ذیل میں مؤلف ناچیز کو بھی کچھ نفع ہو جائیگا کہ اُس کا نام گمنام دربار خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام میں بطور خادم پیش ہو جائیگا اور اس میں اُس زائر مہربان کا کچھ ہرج نہ ہوگا بلکہ مؤلف ناچیز پر تا قیامت اُس کا احسان رہیگا۔ وعلیہ السلام الی یوم القیام۔

۵۱ ان دونوں یاروں پر۔ الخ۔ ان دونوں یاروں کا اشارہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے جو کہ دونوں اسی روضۂ مقدس و منور کے اندر پہلوئے مزار مجمع انوار سید ابرار علیہ الصلوٰۃ و السلام میں مدفون ہیں سبحان اللہ کیا شرف ہے ان دونوں صاحبوں کا کہ دنیا تو دنیا آخرۃ میں بھی انہوں نے اپنے آقائے نامدار کا ساتھ نہ چھوڑا یاری اسی کا نام ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ط ۱۲ منہ ۵۲ بعد اس کے فاتحہ۔ الخ۔ فاتحہ سورۂ الحمد کا نام ہے چونکہ مزارات و مقابر پر جا کر سب سے پہلے اس سورۂ پاک کو معہ دیگر سورتوں کے پڑھکر مردوں کو بخشتے ہیں لہذا اب اُس مجموعہ کا نام فاتحہ مشہور ہو گیا پس مطلب یہ ہی کہ بعد ختم کرنے صلوٰۃ و السلام مذکور کے فاتحہ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نذر کرے اور فاتحہ میں بعد اعوذ و بسم اللہ کے اول سورۂ الحمد اور اُس کے بعد سورۂ یٰس و سورۂ کوثر ایک ایک بار اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اُس کا ثواب روح پر فتوح سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ تمام آل و اصحاب کے نذر کرے کیونکہ۔ از دست فقیر بینوا باید ہیچ۔ جز آنکہ بصدق دل دعا سے ہمت اگر کسی صاحب کو سورۂ یٰس شریف یاد نہو یا آنکہ وقت میں اس قدر گنجائش نہو تو وہ نہ پڑھے اور باقی پر اکتفا کرے اس کے بعد مسجد نبوی میں جو کہ وہیں ہے داخل ہو ۱۲ منہ ۵۳ جاکے مسجد میں الخ یعنی مسجد نبوی میں داخل ہو کر فوراً دو رکعت نفل تحیۃ المسجد ادا کرے اور اگر جماعت نماز فرض ہو رہی ہو تو اُس میں شریک ہو کر نماز پڑھے اور تحیۃ المسجد کو اُس وقت ترک کرے کہ اسی میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائیگی ۱۲ منہ ۵۴ آٹھ دن تک۔ الخ۔ کیا معنی کہ کم از کم آٹھ دن تک مدینہ منورہ میں قیام کر کے پانچوں وقت نماز فرض مسجد نبوی میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ جماعت ادا کرے اس میں کسی طرح فرق نہ پڑے کیونکہ مسجد نبوی میں ایک نماز فرض کا ثواب پچاس ہزار نماز فرض کی برابر ہی۔ اس لئے زائر تجھ کو مناسب ہے کہ کم از کم آٹھ دن تک چالیس فرضی نمازیں باجماعت مسجد نبوی میں پڑھ لے تاکہ بیس لاکھ فرضی نماز کا ثواب تجھکو آسانی حاصل ہو جائے اور اُس کی برکت سے نامہ اعمال تیرا روشن و منور ہو جائے ۱۲ منہ ۵۵ بعد اس کے پھر تجھے ہے اختیار الخ یعنی آٹھ دن کے قیام کے بعد پھر تجھے اختیار ہے کہ چاہے تو اور زیادہ رہ کہ موجب زیادتی ثواب و برکت کا ہے یا اپنے دیس اور دیار کو واپس چلا جا ۱۲ منہ ۵۶ تو رہے طیبہ میں جبتک الخ۔ طیبہ نام مدینہ طیبہ کا ہی یعنی اے زائر مدینہ طیبہ میں جبتک تو رہے تو وہاں درود و سلام کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت کثرت رکھنا اور رات دن درود کا ورد رکھنا اور باوضو درود خوانی کرنا کیا معنی کہ جس وقت حدث لاحق ہو اور وضو ٹوٹ جائے فوراً پھر وضو کر لے اور درود شریف کا مشغلہ جاری رکھے ۱۲ منہ۔ ۵۷ ورد رکھنا الخ یعنی شب و روز طہارت کے ساتھ درود خوانی جاری رکھنا کہ کثرت درود شریف کی برکت سے ۱۲ منہ ۵۸ کیا عجب ہے۔ الخ۔ یعنی اے زائر اگر تو اس طریق پر طہارت کامل کے ساتھ درود شریف کی کثرت رکھے گا تو کیا عجب ہے کہ تجھ کو رویائے صالحہ میں یعنی عالم خواب میں دیدار پُر انوار حبیب خدا اشرف انبیا سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نصیب ہو جائے۔ منہ ۱۲ (بقیہ نوٹ نمبر ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

آپ پر ہوں سو درود اور سو سلام
آپ کی آل اور یاروں پر تمام

اور سلام ان دونوں۵۱ یاروں پر بھی ہو
آپ کے پہلو میں خوابیدہ ہیں جو

رحمت و برکات حق شام و سحر
بر جناب بوبکر و عمر رضی اللہ عنہ

بعد۵۲ اسکے فاتحہ پڑھ کر وہاں
مسجد نبوی میں جانا بیگماں

جاکے مسجد۵۳ میں باخلاص و حضور
نفل دو فوراً ادا کرنا ضرور

آٹھ دن۵۴ تک اسمیں پڑھ لے پاکباز
باجماعت پنجگانہ پڑھ نماز

بعد۵۵ اسکے پھر تجھے ہے اختیار
اور رہنا یا چلے آنا دیار

تو رہے۵۶ طیبہ میں جبتک اے ودود
پڑھتے رہنا باوضو اکثر درود

ورد۵۷ رکھنا رات دن اس کا وہاں
کثرت صلوٰتش کی برکت سے ہاں

کیا عجب۵۸ ہی گر زیارت ہو نصیب
پائے تو رویا میں دیدار حبیب

من رآنی۵۹ قد رآی الحق کا خطاب
تجھکو حاصل ہو تو اٹھجائیں حجاب

یہ سکینہ ہے[۵۱] یہ نعمت ہے عجیب	جس کو حاصل ہو خوشا اُس کے نصیب
جو کہا[۵۲] میں نے یہ ہے سربستہ راز	کر عمل اس پر ضرور اے پاکباز
گر عمل اس پر کرے گا با حضور	یہ شرف حاصل تجھے ہوگا ضرور
یہ شرف[۵۳] تجھکو اگر بخشیں نبی	یاد کر لینا دُعا میں مجھکو بھی
ہے وہاں[۵۴] اک مدفنِ پاک بقیع	واں بھی جا کر ایک دن ہو یا شفیع
یعنی وہ ہے اک مزارِ دل فروز	اُس کی بھی کرنا زیارت ایک روز
اس میں اکثر اہل بیت پاک ہیں	بعض اصحاب شہِ لولاک ہیں
کر زیارت انکی جا کر ایک رات	اور مخاطب ہو کے اُنسے کر یہ بات
السّلام علیکم اے اہل القبور	یغفر اللہ لکم و ہوا الغفور
السلام اے دار قوم مومنین	رحمۃ اللہ علیکم اجمعین
اللھم اغفر لاصحاب البقیع	وارفع الدرجات عندک یا رفیع

۵۱ یہ سکینہ ہے۔ الخ یعنی اے شخص زیارت بابرکت جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم خواب میں یہ ایک عجیب سکینہ راحت بخش سینہ اور عجیب غریب نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جس کو حاصل ہو جائے خوشا اس کے نصیب اور زہے اُس کی قسمت ورنہ یہ دولت کس کو میسر آتی ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ۱۲ منہ ۵۲ جو کہا میں نے۔ الخ۔ یعنی جو بات کہ میں نے تجھ کو بتائی ہے وہ ایک راز سربستہ ہے اُس پر تجھ کو ضرور عمل کرنا چاہئے اگر تو اُس میرے کہنے پر عمل کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ شرف زیارت جمال جہاں آرا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بالضرور تجھ کو حاصل ہوگا۔ کہ من طلب وجد وجل۔ طلب ہر چیز کی شرط ہے اور وہ راز سربستہ یہی ہے جو تجھ کو پیشتر ہی بتا دیا گیا کہ جب تک مدینہ منورہ میں تو مقیم رہے تو طہارت کے ساتھ خلوص دل سے ہر وقت درود شریف کی کثرت رکھنا اور صلوٰۃ وسلام مزار پُر انوار پر پڑھتے رہنا اور منہیات اور لغویات سے اجتناب کرنا ۱۲ منہ ۵۳ یہ شرف۔ الخ اگر اے زائر تجھ کو یہ شرف زیارت دیدار محبوب خدا کا عالم خواب میں عطا ہو تو اُس وقت بحضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دعائے خیر کرے میرے واسطے بھی دعائے مغفرت کرنا اور نبی کریم سے بھی طلب دعائے خیر میرے لیے کرنا۔ وعلیہ السلام الی یوم القیام۔ منہ ۵۴ ہے وہاں الخ یعنی مدینہ طیبہ میں ایک گورستان موسوم بہ بقیع غرقد ہے اور اُس میں اکثر اہل بیت نبوت وکبار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مدفون ہیں پس اے زائر وہاں جا کر بھی تو ایک رات یا ایک دن اُن کی زیارت کرنا اور اُن پر فاتحہ پڑھنا مسنون ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات کو وہاں تشریف لیجایا کرتے تھے منہ ۵۵ یعنی بقیع میں جا کر یہ کہے السلام علیکم یا اہل القبور۔ یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر یا یہ پڑھے السلام علیکم یا اہل قوم مومنین۔ اللھم اغفر لاھل البقیع الغرقد۔ الی آخرہ۔ منہ

فاتحہ پھر اُن پہ پڑھنا باادب ۔۔۔ اور دعا اپنے لئے کرنا طلب

پھر چلے آنا مکاں پر لے درود ۔۔۔ پڑھتے رہنا یسے ہی ختم درود

جب[۵۲] چلے گھر کو وہاں سے اپنے تو ۔۔۔ مسجدِ نبوی میں جاکر با وضو

اک دوگانہ کیجیو دل سے ادا ۔۔۔ ہاتھ اُٹھا کر حق سے پھر کرنا دُعا

بعد[۵۳] ازاں روضہ پہ پھر جاکر شتاب ۔۔۔ بادلِ پُر درد و با چشمِ پُر آب

مثل[۵۴] سابق عرض کرنا پھر سلام ۔۔۔ دست بستہ اور بآدابِ تمام

لیک[۵۵] مقطع اس طرح پڑھنا جدید ۔۔۔ واسطے رخصت کے حاضر ہے حمید

پڑھ[۵۶] چکے جب تو سلام ای خستہ جان ۔۔۔ بعد اُس کے فاتحہ پڑھنا وہاں

بعد[۵۷] اسکے اذنِ رخصت لیجیو ۔۔۔ پھر سلامِ رخصتی یوں کیجیو

ازمن[۵۸] مسکین حمید بینوا ۔۔۔ بادبر تو اے محمد مصطفےٰ

صد تحیت صد درود و صد سلام ۔۔۔ صد ہزاراں رحمتِ حق تا قیام

(رجمتی)

۵۱ فاتحہ ۔الخ یعنی بقیع غرقد میں بعد سلام اہل بقیع کے فاتحہ حسب دستور پڑھنا اور اُس کا ثواب اُن کو ہبہ کرکے اپنے قیام گاہ کو واپس چلے آنا اور اسی طرح برابر فاتحہ و درود کا ہمیشہ سلسلہ جاری رکھنا مدینہ طیبہ میں ۱۲ منہ ۵۲ جب چلے گھر کو الخ یعنی جب ان تمام باتوں سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ سے اپنے گھر کو تو واپس آنے کا ارادہ کرے تب چلتے وقت وضو کرکے پیشتر مسجد نبوی میں جانا اگر نماز فرض کا وقت ہو تو وہ باجماعت ادا کرنا اور اگر فرض کا وقت نہ ہو تو ایک دوگانہ تحیۃ المسجد کا پڑھنا اور خلوص کے ساتھ بعد ادائے نماز خدا وند سبحانہٗ سے ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا کہ وہ پھر آئندہ اس دربار نبوی میں حاضر ہونے کی اور اس مسجد نبوی میں ادائے نمازیں اور ذکر کی توفیق بخشے اور نیز امن و امان اور عافیت دارین کی دعا کرے کہ اللہ اس کو مع الخیر گھر پہنچا دیوے ۱۲ منہ ۵۳ بعد ازاں روضہ پہ الخ یعنی اس نماز رخصت اور دعا کے بعد پھر نبی النور روضۂ منورۂ نبوی پر حاضر ہو در آں حالیکہ صدمۂ فرقت سے دل میں سوز و گداز اور آنکھوں میں آنسو بھرے اور ڈبڈبا رہے ہوں ۔ منہ ۵۴ مثل سابق ۔الخ یعنی اس صورت سے روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر پہلے کی طرح پھر صلوٰۃ و سلام پڑھنا یعنی جیسے آتے وقت نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ خلوص دل سے صلوٰۃ و سلام پڑھا تھا اُسی طرح اب جاتے وقت سوز و گداز اور حسرت و یاس سے دست بستہ نہایت مؤدب ہوکر وہی صلوٰۃ و سلام پھر عرض کرے اور آنکھوں میں آنسو جاری ہوں ۔منہ ۔ ۵۵ لیک مقطع اس طرح ۔الخ یعنی صلوٰۃ و سلام کے اشعار کا مقطع جو پہلے آتے وقت پڑھا تھا کہ حاضر درگاہ عالی ہے حمید پس اس مقطع کو اب یہاں رخصت کیوقت اس طرح بدل کر پڑھنا واسطے رخصت کے حاضر ہے حمید ۱۲ منہ ۵۶ پڑھ چکے ۔الخ یعنی جب کہ تو صلوٰۃ و سلام مذکور پڑھ چکے تب اُس کے بعد فاتحہ بہ طریق سابق روضۂ منورہ پر پڑھ کر نذر کرنا ۱۲ ۔منہ ۵۷ بعد اس کے الخ یعنی فاتحہ خوانی کے بعد پھر لے زائر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر کو جانے کے واسطے رخصت طلب کرنا یعنی زبان حال و قال سے کہنا کہ الوداع الوداع یا رسول اللہ الوداع الوداع یا نبی اللہ الوداع الوداع یا حبیب اللہ الوداع الوداع یا سید المرسلین یا شفیع المذنبین الوداع الوداع یا رحمۃ للعالمین ۔ اس کے بعد پھر سلام رخصت میں نیچے کے دو اشعار نہایت سوز و گداز اور رقت قلبی سے آنکھیں بند کرکے اور ہمہ تن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوکر پڑھے اور روتا ہوا وہاں سے گھر کو چلدے ۔ ۱۲ منہ ۵۸ حمید الخ یہ مؤلف کتاب کا نام ہے اور سلام پڑھنے والا اس جگہ اپنا نام موزوں کرکے پڑھے اور اس موقع پر بہت سے نام موزوں ہو جائیں گے کیونکہ یہاں قافیہ نہیں ہے جو کچھ دقت ہووے اور ہم قافیہ نام ہی مثل مجید یا سعید وغیرہ کے موزوں ہوسکے بلکہ دیگر کثیر نام بھی یہاں موزوں ہو جائینگے مثل امیر یا کبیر یا صغیر یا حبیب یا لبیب وغیرہم کے بلکہ ایسے نام بھی آسکتے ہیں ۔ ازمن احمد علی بینوا ۔ وازمن عبدالغفور بینوا ۔ وغیرذلک کے اور اگر اتفاقاً کوئی ایسا ہم نام ہو کہ وہ موزوں نہو تو اُس وقت پڑھنے والا لفظ فقیر اپنی طرف منسوب کرکے یہاں موزوں کرکے پڑھے یعنی اس طرح ازمن مسکین فقیر بینوا ۔ اور یہ کیا خوب لفظ ہے اس موقع کے واسطے فللہ الحمد ۔ (بقیہ نوٹ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہو کے رخصت شہ سے ای خستہ جگر	پچھلے پاؤں لوٹنا با چشم تر
وقت رحلت کیجیو زاری تمام	کیونکہ اب آقا سے چھٹتا ہی غلام
صدمۂ فرقت سے رونا زار زار	آنکھیں ہوں خونِ جگر سے اشکبار
گھر تک آنا ایسے ہی با اضطراب	دیدہ گریاں سینہ بریاں دل کباب
سچ ہے یہ دو وقت ہیں نازک کمال	حق بجانب ہی جو ہو اُن پر ملال
جب چلے محبوب تیرے دار سے	یا چلے تو کوچۂ دلدار سے
الغرض محبوب ہو جس دم جدا	اُس پہ دل کرتا ہی سخت آہ و بکا
ناتوانی پا منہ اندر فراق	ابغض الاشیاء عندی الطلاق

نکاح کا بیان

سنت مشہور ہے کرنا نکاح	مرد کو ہیں چار عورت تک مباح

لہ پچھلے پاؤں الخ - یعنی اے شخص جب کہ مزار پر انوار سے رخصت ہو کر تو گھر کو واپس چلے تو روضۂ منورہ سے پچھلے پاؤں لوٹنا کیا معنی کہ اُلٹے پاؤں لوٹنا اور روضہ کی طرف پشت کر کے نہ لوٹنا کہ اس میں نہایت بے ادبی ہے اور واپسی میں نہایت مبالغہ کے ساتھ زاری و اشکباری کرتا ہوا اپنی سواری کی جگہ آکر اور سوار ہو کر چلدینا - جیساکہ اگلے شعروں میں مذکور ہے ۱۲ منہ

سلہ الطلاق - الخ - طلاق بمعنی مفارقت زن و شو چونکہ اس لفظ کے بعد فوراً نکاح کا بیان شروع ہوا ہی لہذا یہ مناسبت لفظی و رعایت معنوی بہت موزوں و خوب ہے - ۱۲ منہ

سلہ سنت مشہور ہے - الخ - یعنی مرد و عورت کا باہم نکاح کرنا اُن قواعد کے ساتھ جو شریعت میں اس کیواسطے رکھے گئے ہیں سنت ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے النکاح سُنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی - ترجمہ یعنی نکاح کرنا میری سنت ہے پس جو شخص میری سنت سے منھ پھیرے پس وہ میرے طریق پر نہیں اور مباح کے لفظ سے یہاں حلال مراد ہی یعنی مرد کو چار عورتوں تک سے ایک وقت میں نکاح کرنا حلال ہی - کما قال اللہ تعالی - فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع - یعنی فرمایا اللہ تعالی نے - پس نکاح کرو اے مسلمانوں جسقدر کہ پسند ہو تم کو عورتوں میں سے دو تک خواہ تین تک خواہ چار تک - منہ ۱۲

غلبہ شہوت یعنی نکاح کرنا حالت اعتدال میں ابتدا تو سنت ہے جیسا کہ گذرا اور جبکہ اُس کو شہوت کا غلبہ اور جوش زائد ہو تو اُس وقت نکاح کرنا واجب ہے اور پھر اگر اس غلبۂ شہوت کی وجہ سے زنا کرنے کا اندیشہ و خوف طاری ہونے لگے تو اُس حالت میں صاحب استطاعت کو نکاح کا کرنا فرض ہو جاتا ہے تاکہ حرام کا ارتکاب نہو۔ منہ ٭ ہے شہادت الخ یعنی نکاح میں یہ دو باتیں فرض ہیں ایک تو شہادت کہ شرط ہی دوم ایجاب و قبول جو کہ رکن ہیں اور مرد و عورت میں ایک کی طرف سے ایجاب اور دوسرے کی طرف سے قبول ہو اُس کا نام ایجاب و قبول ہی مثلاً عورت کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اپنا۔ در جواب اُس کے مرد کہے کہ قبول کیا میں نے یا بالعکس اس کے مثلاً مرد کسی عورت سے کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت جواب میں کہے کہ میں نے تجھ سے قبول کیا بس اسی کا نام نکاح ہی مگر شرط یہ ہی کہ یہ نکاح گواہوں کے سامنے منعقد ہو اور اعلان کی تصریح آگے مذکور ہے ۱۲ منہ ٭ دو مسلمان مرد ہوں الخ۔ اگر ایجاب و قبول کے وقت کم از کم دو مسلمان مرد عاقل و بالغ و آزاد موجود ہوں یا کم از کم ایک مسلمان مرد اور دو عورتیں مسلمان عاقلہ بالغہ حرہ شہادت نکاح میں موجود ہوں اور معاً ایک جلسہ میں ایجاب و قبول سنیں اور یہ سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہی تو نکاح صحیح و درست ہوگا اگر شاہد ایک ہی مرد ہوگا یا نری عورتیں ہی عورتیں ہونگی۔ تو اعلان نکاح نہ ہوگا اور اعلان نکاح شرط ہے اور بہت ضروری ہی کیونکہ فرمایا حضرت نے اعلنوا ھذا النکاح و اجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف ط ترجمہ یعنی اعلان کیا کرو اس نکاح میں (جو کہ کم از کم دو گواہوں سے ثابت ہوتا ہی) اور کیا کرو اس کو مسجدوں میں (اس لیے کہ وہاں اکثر نمازی لوگ ہوتے ہیں اور اُن سے اعلان خوب ہو جاتا ہے) اور بجایا کرو وقت نکاح کے دفوں کو (کیونکہ دفوں کے بجنے سے نکاح میں اعلان و شہرت خوب ہوتی ہے) دوسری جگہ فرمایا ہے کہ فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح ط ترجمہ یعنی فرق درمیان حلال اور حرام کے یہ ہی کہ آواز نکالی جائیں واسطے اعلان نکاح کے اور دف بجایا جائے واسطے نکاح کے اس سے معلوم ہوا کہ اعلان کا کرنا نکاح میں شرط ہے کہ بغیر اُس کے نکاح جائز نہیں کہ ہر طریق سے اعلان کے کرنے کی آپ نے تاکید فرمائی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دف بجانا نکاح کے لیے مستحب ہی اور اعلان سے مراد وہی کم از کم دو مسلمان گواہوں کا ہونا ہے۔ اگر مسلمہ عورت سے نکاح ہو تو اُس کے نکاح میں مسلمان گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ اور اگر کسی کتابیہ عورت سے نکاح کرے تو اُس کے لئے کافروں کی گواہی بھی ہو سکتی ہی ۱۲ منہ ٭ ناکح و منکوحہ الخ یعنی اگر دولہا دلہن آپس پاس نہ ہوں کہ جو خود اصالتاً ایجاب و قبول کریں اور الگ الگ ہوں جیسا کہ فی زمانہ رواج و دستور ہے تو اس حالت میں دونوں کی طرف سے وکیل قبول کرے یا کرلے اور اگر وکیل ولی عورت کا ہو تو بہت اچھا ہے۔ مثلاً باپ و دادا یا بھائی کہ وہی ایجاب و قبول بعد استیذان عورت کے کرائیں۔ (نوٹ نمبر ۴ کا بقیہ و نمبر ۵ و ۶ و ۷ وہ ضمیمہ میں دیکھیں)

غلبۂ شہوت میں واجب جان اُسے	فرض قطعی ہی زنا کے خوف سے
سُن قواعد اُس کے اب اے متقی	ہیں شرائط اُس میں کچھ اور رُکن بھی
ہی شہادت شرط از حکم رسول	رُکن اُس کے دونوں ایجاب و قبول
دو مسلماں مرد ہوں شاہد اگر	عاقل و بالغ ہوں اور آزاد ہیں
یا کہ ہو اک مرد اور دو عورتیں	ہوگا جب اعلان ثابت عقد میں
جب سُنا سمجھا ہو دونوں کا کلام	ایک جلسہ میں تو ہو پورا یہ کام
ناکح و منکوحہ غائب ہوں اگر	بس وکالت بھی ہی شرط اُس وقت پہ
عقد کے ہونیکے وقت اے نیک پے	خطبہ پڑھنا پیشتر مسنون ہے
مہر سنت ہے بوقت انعقاد	دس درم سے کم نہیں اے خوش نہاد
جب نہ لے گا نام کوئی مہر کا	مہر مثل اس وقت لازم آئیگا
عاقل و بالغ ہوں دونوں عاقدین	گر نہوں ایسے تو پھر اے نور عین

جو ولی[۵۱] ہوں اُن کے بالغ اور عقول | اُن کی جانب ہی ہو ایجاب و قبول
بالغہ[۵۲] خود عقد کی مختار ہے | کُف ہیں کیا اُسکو ولی درکار ہے
غیر کُف[۵۳] میں ہاں اگر چاہے نکاح | اور ولی رکھتی نہ ہو جب ہے مباح
اور ولی[۵۴] ہو تو یہ اُس میں شرط کر | وہ رضا دے غیر کُف کو جان کر
اس کے بعد اُس سے یہ کر سکتی ہے عقد | ورنہ بالکل باطل و منفی ہے عقد
بعد[۵۵] اُسکے بھی رضا بے سود ہے | کیا ہے جو اصل سے مردود ہی
ہیں[۵۶] ولی عصبات کی ترتیب پر | جو کہ ہیں عصبہ بنفسہ اسے پسر
لیک[۵۷] اُنہیں باپ اور دادا تمام | سب ولیوں میں ہیں اقوی لاکلام
غیر کُف[۵۸] سے اور فاحش غبن سے | عقد نابالغ روا اُس کے لیے
جب[۵۹] نہو عصبات میں کوئی ولی | تب ولی ماں اُسکی ہوگی اور ولی
اصل[۶۰] سے اور فرع سے اپنے تمام | فرع سے ماں باپ کے بھی لاکلام

سلہ جو ولی ہوں اُن کے۔ الخ یعنی نابالغ یا بے عقل عاقدین کے ولی جو کہ عاقل بالغ ہوں وہ اُس نابالغ کی طرف سے ایجاب و قبول کر سکتے ہیں یا اجازت دے سکتے ہیں اگر ولی خود بھی نابالغ یا مجنون ہوگا تو اُس کا ایجاب و قبول خود کرنا یا اجازت دیکر اُس سے قبول کرانا دونوں نامعتبر ناجائز ہیں ۱۲ منہ ۵۲ بالغہ خود۔ الخ یعنی عورت اگر عاقلہ بالغہ ہے خواہ وہ باکرہ ہو خواہ بیوہ یا مطلقہ ہو اب اگر وہ کفوں میں کسی سے نکاح کرنا چاہے تو اپنے نفس کا اُسے اختیار ہے اس میں ولی کی اجازت درکار نہیں ہے کفو سے یہ مراد ہے کہ نسب یا حسب یا چال چلن یا پیشہ میں اُس عورت کے ولی سے کم نہو ایسا کہ اُس کے ساتھ اس عورت کا نکاح ہونا اس عورت کے ولی کے لیے عرف میں باعث ننگ و بدنامی نہ ہو اگر وہ ایسا نہیں ہے تو ولی کی عدم رضامندی بالغہ کے نکاح کے لیے کچھ باعث ضرر نہیں ہے اور اگر وہ شخص نسب یا حسب میں یا پیشہ میں کمتر ہے یا بد چلنی کی وجہ سے عوام میں وہ نہایت ذلیل و خوار ہے یا کفو تو برابر ہے ولیکن اُس عورت نے مہر ہی اس قدر کمی فاحش منظور کر لی کہ جو شخص کے مہر مثل سے بہت زیادہ کم ہے مثلاً مہر مثل ایک ہزار ہے اور اُس نے نصف سے بھی کم پر پانچ سو یا چار سو پر مہر منظور کر کے مقرر کر لیا تو ایسی صورت میں ولی کو اختیار ہے کہ اُس کے نکاح میں اعتراض کر کے نکاح کو فسخ کرا دے۔ پس اگر شوہر کفو میں برابر ہے اور مہر بھی پورا ہے تو عاقلہ بالغہ عورت ولی کی رائے پر مجبور نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اُس کی اجازت کی وہ پابند ہے باینہمہ اولیٰ و افضل یہی ہے کہ ولی کی رضامندی سے نکاح کرے تو سنت بھی ہے۔ ۱۲ منہ ۵۳ غیر کف میں الخ یعنی ہاں اگر عورت عاقلہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کرے اور اس کا ولی کوئی نہو تو وہ نکاح بالکل مباح ہے اور اُس کو اب بغیر ولی کے اور کوئی فسخ نہیں کر سکتا ۱۲ منہ ۵۴ اور ولی ہو الخ یعنی اگر عاقلہ بالغہ عورت کے ولی موجود ہو خواہ قریب کا خواہ دور کا ہو تو غیر کفو میں نکاح کرنے میں یہ شرط ہے کہ ولی اُسے غیر کفو جان کر صراحۃً رضامندی دے تو وہ نکاح منعقد ہو جائے گا اور پھر فسخ نہو سکے گا۔ اور اگر اُسنے اجازت تو دی مگر یہ نہ جانتا تھا کہ وہ غیر کفو ہے یا صراحۃً اجازت نہ دی بلکہ دریافت کے وقت وہ چپ ہو رہا اگرچہ وہ جلسہ نکاح میں بھی موجود ہو تو ان صورتوں میں وہ نکاح قائم نہیں رہے گا بلکہ ولی کے اعتراض کے وقت فسخ کر دیا جائے گا اور باطل ٹھہریگا ۱۲ منہ ۵۵ بعد اس کے بھی۔ الخ یعنی اگر غیر کفو میں نکاح کر لینے کے بعد وہ عورت ولی سے اجازت لے اور ولی اجازت دیدے تو بھی وہ نکاح اصلا نہ ہوگا اور بعد نکاح کے اجازت و رضامندی بے سود ہے جبکہ وہ اصل سے ہی ناجائز و مردود ہے تو اب اسوقت کی رضا سے کیا ہو سکتا ہے وہ نکاح ہوا یا نہ ہوا برابر ہے اور بسبب فساد زمانہ کے اسی پر فتویٰ ہے ۱۲ منہ ۵۶ ہیں ولی عصبات۔ الخ یعنی نکاح کے ولی عصبات کی ترتیب پر ہوتے ہیں جیسے فرائض میں قوی عصبہ کے ہوتے ضعیف عصبہ حق سے محروم ہو جاتا ہے اسی طرح پر یہاں قوی عصبہ بنفسہ کی موجودگی میں ضعیف عصبہ بنفسہ ولی نہیں سمجھا جاتا۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۶، ۷، ۸، ۹ و ۱۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

جملہ[1] منکوحات اصل و فرع کی	اصل و فرع زوجہ اور خالہ پھپی
خالہ[2] اور پھپی بہن اور بھانجی	اُسکے منکوحہ کی اُسکے بھتیجی
دودھ[3] کے رشتے بھی ایسے ہی تمام	ہی نکاح ان سب کا ناکح پر حرام
زوج[4] و زوجہ میں نہو گر اتفاق	مرد کو جائز ہے دیدینا طلاق
ایک[5] یا دو ہوں اگر رجعی طلاق	ہی روا عدت میں رجعت بے فراق
اور[6] اگر بائن ہو یا عدت گئی	از سرِ نو عقد ہو عورت گئی
اور[7] طلاقیں تین دیں ہیں اُسکو گر	اب نہیں جائز کسی صورت مگر
بعد[8] عدت عقد زن ہو غیر سے	اور وہ صحبت بھی کرے پھر چھوڑ دے
یا مرے اور اُسکی عدت ہو تمام	عقد اب پہلے سے ہو ورنہ حرام
سوتن[9] میں بے یا نشے میں دی تمام	دے ہنسی میں یا کہ غصہ میں مدام
ہو زبردستی وہ یا بالاتفاق	سب طرح ہو جاتی ہے واقع طلاق

[1] جملہ منکوحات الخ یعنی تمام وہ عورتیں جن سے کہ زفاف ہوا ہو خواہ وہ اپنے اصول کی ہوں خواہ فروع کی ہوں اور اپنی مدخولہ بی بی کی وہ رشتہ دار عورتیں جن کی اولاد میں کہ بیوی ہو یا اس طرح کہ بی بی کی اولاد ہوں اور خالائیں اور پھپھیاں اس شخص کی یعنی ماں کی بہنیں اور اُس کے حکم میں ہیں مانا۔ نانی وغیرہم کی بہنیں اور باپ کی بہنیں اور اُسی کے حکم میں ہیں دادا دادی وغیرہم کی بہنیں یہ سب کی سب ہمیشہ ہمیشہ حرام ہیں۔ ۱۲ منہ

[2] خالہ پھپی الخ یعنی خالہ پھپی بہن بھانجی اور اسی کے ذیل میں ہے بھتیجی یہ سب اس شخص کی مدخولہ بی بی کی جب تک وہ عورت نکاح میں ہے یا بعد طلاق عدت میں ہے حرام ہیں۔ ہاں اگر عورت مرگئی یا اُسے طلاق دی اور طلاق کی عدت گزر گئی تو اُن سے نکاح جائز ہے ۱۲۔ منہ

[3] دودھ کے رشتے بھی ایسے ہی تمام الخ۔ یعنی اسی طریق پر دودھ کے رشتہ دار بھی مثلاً دودھ پلائی اور اس کے ماں دادیاں وغیرہم اور اُس کی اولاد میں بیٹیاں پوتیاں نواسیاں وغیرہ یہ سب عورتیں نکاح کرنے والے پر حرام ہیں کیا معنی کہ ان عورتوں سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو عورتیں کہ ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں وہ محرم کہلاتی ہیں ۱۲ منہ

[4] زوج و زوجہ میں الخ یعنی اگر میاں بی بی میں باہم میل جول نہ ہو کیا معنی کہ نا اتفاقی ہو تو عورت کو طلاق دیدینا درست ہے ۱۲ منہ

[5] ایک یا دو الخ یعنی اگر طلاق صرف ایک مرتبہ دی ہے رجعی تو تا بہ مدت عدت یعنی بعد طلاق تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جانے تک اُس طلاق سے رجوع کر لینا اور مطلقہ کو پھر بی بی بنا لینا درست ہے اور اسی طرح اگر دو رجعی طلاقیں دی ہیں مثلاً یوں کہا کہ میں نے تجکو طلاق دی میں نے تجکو طلاق دی۔ یا یہ کہا کہ میں نے تجکو دو طلاقیں دیں تا ہم مدت مذکورہ کے اندر رجعت درست ہے مثلاً زبان سے یوں کہا کہ میں نے اسے اپنے نکاح میں پھیر لیا تو پھر وہ عورت نکاح سے باہر نہ ہو گی بدستور اُس کی زوجہ بنی رہیگی۔ ۱۲ منہ

[6] اور اگر بائن ہو یا عدت۔ الخ۔ یعنی اگر طلاق بائن دی ہے یا یہ کہ بعد طلاق رجعی کے عورت مطلقہ کی عدت گزر گئی ہے تو اب وہ عورت بھی اُس کے نکاح سے جاتی رہی اور رجعت کے قابل نہیں رہی مگر ہاں اس صورت میں اس مطلقہ سے از سرِ نو عقد نکاح کر سکتا ہے کیا معنی کہ اب بغیر نکاح کے رجعت نہیں کر سکتا از سرِ نو نکاح کر سکتا ہے واضح ہو کہ طلاق بائن وہ طلاق ہے جس کے کہتے ہی عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے طلاق بائن و رجعی کے لیے الفاظ مقرر ہیں کہ ان سے طلاق بائن پڑتی ہے اور ان سے رجعی بائن کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ میں نے تجھے بائن یا بڑی طلاق دی یا عورت سے بہ نیت طلاق طلاق کہا کہ تجھ نکل جا یا چلی جا یا میرے سامنے سے دور ہو یا منہ کالا کر کے چھپا لے یا پردہ میں تجھ سے ہو جا یا اور خصم کر لے یا اب تو میرے کام کی نہیں رہی یا مجھے تجھ سے کچھ تعلق نہیں یا تو میرے نکاح سے باہر ہے وغیرہ وغیرہ۔ فتاوی رضویہ میں ان دونوں طلاقوں کے دو سو میں کلمے جمع کیے ہیں کہ ایسے کسی اور میں مجتمع نہ ہوں گے۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۶ و ۷ و ۸ و ۹ صفحہ میں دیکھیں)

۵۱ بے سبب اچھا نہیں دینا طلاق الخ۔ یعنی بلا وجہ طلاق دینا اچھا نہیں ہے بلکہ بُری بات ہے اور بے وجہ طلاق دینے سے حق سبحانہٗ خوش نہیں ہوتا اگرچہ طلاق درست و حلال ہے لیکن جملہ حلال چیزوں میں بدتر و مبغوض تر حلال طلاق ہے۔ منہ ۵۲ ہے۔ الخ یعنی طلاق دینا حق سبحانہٗ کو بہت ناپسند ہے اور بہت محبوب اُس کو لونڈی غلام آزاد کرنا ہے۔ ۱۲ منہ ۵۳ ہو اگر عورت الخ۔ اب یہاں سے وہ وجوہات بیان کیے جاتے ہیں کہ جن وجوہ سے عورت کو طلاق دینا درست ہے یعنی اگر کسی شخص کی جورو زناکار ہو یا وہ کسی عورت سے ہی مخش کرتی ہو ۱۲ منہ ۵۴ بدزباں ہو یعنی یا کہ کسی کی جورو بدزبان ہو کیا معنی کہ فحش گالیاں بکتی ہو خواہ وہ شوہر کے ساتھ بدزبانی کرتی ہو خواہ محلہ والوں کے ساتھ ناحق گالیاں بکتی ہو یا کہ عورت نماز بالکل نہ پڑھتی ہو اور یہی حکم ہے روزے کے نہ رکھنے کا اور یہ باتیں سمجھانے سے اور نصیحت کرنے سے بھی نہ مانتی ہو کیا معنی کہ چاہے جس قدر خاوند اُس کو نماز روزہ کی بابت ہدایت کرتا ہو یا کہ بدزبانی اور بدکاری سے باز رہنے کی ممانعت کرتا ہو مگر وہ شوخ اُن اپنے بیہودہ باتوں کو نہ چھوڑتی ہو تو ایسی صورت میں۔ منہ ۵۵ یا خلاف شرع۔ الخ۔ یعنی یا کہ کسی کی عورت کوئی کام ایسا کرتی ہو جس کا کرنا شرعاً حرام ہو مثلاً ناچتی گاتی ہو یا شراب پیتی ہو یا بلا اجازت خاوند کے گھر سے باہر نکلتی ہو یا بے پردہ باہر نکلتی ہو یا نامحرموں سے پردہ نہ کرتی ہو یا کوئی عورت بانجھ ہو اور اُس کا بانجھ ہونا قواعد حکمت سے معلوم ہو گیا ہو یا معذور ہو کر مباشرت کے قابل نہ رہی ہو شب ۱۲۔ منہ ۵۶ مستحب ہے۔ الخ یعنی ان صورتوں میں جو بیان کی گئیں عورت کو طلاق دیدینا بہتر ہے بلکہ زانیہ و فاحشہ و بے نماز عورت جو سمجھانے سے بھی اپنی حرکات سے باز نہ آتی ہو اُس کو طلاق دینا اگرچہ فرض و واجب نہیں مگر نہایت ہو کہ مستحب ہے اور اگر زانیہ کو زنا پر بھی طلاق نہ دیگا تو وہ دیوث ہوگا ۱۲۔ منہ ۵۷ حیض والی کی ہے عدت۔ الخ۔ یعنی وہ عورت جس کو طلاق دی گئی ہو اگر وہ ایسی ہے کہ جس کو حیض آیا کرتا ہو کیا معنی کہ نہ تو وہ نابالغہ ہو جیسے اب تک حیض نہ آیا ہو اور نہ وہ سن ایاس پر پہنچی ہو کہ جس سے آگے کو حیض کی امید ہی نہ رہی ہو تو اُس حائضہ عورت کی عدت تین حیض ہیں اور اگر وہ نابالغہ ہے یا سن ایاس کو پہنچی ہوئی ہے تو اس کی عدت تین مہینہ تک ہوتی ہے اور بیوہ عورت کی عدت چار مہینے دس دن تک ہے اور لونڈی کی عدت دو مہینے پانچ دن کی ہے۔ اور شوہر کی موت کے بعد یا طلاق کے بعد اُسی جگہ بیٹھے رہنے کو عدت کہتے ہیں ۱۲ منہ ۵۸ حاملہ۔ الخ یعنی جو عورت حاملہ ہو۔ اُس کو اگر خاوند نے طلاق دی ہو یا اُسکا خاوند مر گیا ہو تو ہر صورت میں اُس حاملہ عورت کی عدت بچہ پیدا ہونے کے وقت تک سمجھی جائیگی خواہ بچہ جلد پیدا ہو یا دیر میں ہو ۱۲۔ منہ

بے سبب اچھا نہیں دینا طلاق — سخت ہے مکروہ شارع کو فراق
سب حلالوں میں ہے یہ بدتر حلال — خوش نہیں ہوتا ہے اس سے ذوالجلال
ہے بہت مبغوض رب فعلِ طلاق — ہے بہت محبوب رب فعلِ عتاق
ہو اگر عورت کسی کی زانیہ — یا ہو عورت سے مخشی وہ روسیہ
بدزباں ہو یا نہ پڑھتی ہو نماز — اور وہ سمجھانے سے بھی آئے نہ باز
یا خلاف شرع کچھ کرتی ہو کام — بانجھ رہوے یا کوئی عورت مدام
مستحب ہے اُس کو دیدینا طلاق — ہر طرح پر اُس سے بہتر ہے فراق
حیض والی کی ہے عدت تین حیض — غیر کی ہے تین ماہ اے اہلِ فیض
لیک جب شوہر کسی زن کا مرے — چار مہ دس دن تک عدت تب کرے
حاملہ عورت کی عدت ہاں مگر — ختم ہو جاتی ہے وضع حمل پر

ساتویں دن ہے عقیقہ مستحب، یعنی سر کا مونڈنا اسکے با ادب

عقیقہ کا بیان

بچّہ[1] جب پیدا ہو نہلا کر اُسکے	اُسکے کانوں میں اذاں فوراً کہے
ساتویں[2] دن ہے عقیقہ مستحب	یعنی سر کا مونڈنا اسکے با ادب
اُسکے سر سے بال اُتریں جسقدر	تول کر چاندی کو اتنا صدقہ کر
بال اُسکے سر سے اُتریں جسگھڑی	ذبح کرنا چاہیئے قربانی بھی
بالعوض لڑکے کے ہیں دو بکریاں	ایک ہی لڑکی کے بدلے بیگماں
نام بھی[3] اُسکا رکھیں اُسوقت پر	نام رکھنا نیک اور اچھا مگر

سلہ بچّہ جب پیدا ہو۔الخ یعنی جب کبھی کسی مسلمان کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اس کے دونوں کانوں میں بانگ دیں یعنی سیدھے کان میں چار بار اذان دیجائے اور اُلٹے کان میں تین بار تکبیر دی جائے اور بعد اس کے کوئی کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اور لعاب دہن سے نرم کر کے بچّہ کو چٹا دیں ۱۲ منہ سلہ ساتویں دن ہے۔الخ یعنی بچہ کی پیدائش سے ساتویں دن عقیقہ کرنا مسنون مستحب ہے اور وہ یہ ہے کہ بچہ کے سر کے بال مونڈے جائیں اور اسی وقت قربانی بھی کی جائے اگر بچہ لڑکا ہو تو دو بکری اور لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کرے اور اُس کے گوشت وکھال کے وہی احکام ہیں جو قربانی کے ہیں ۱۲ منہ سلہ یعنی جس وقت عقیقہ کیا جاوے اسی وقت بچہ کا نام بھی رکھدیا جائے یعنی بروقت ذبح کرنے قربانی کے کہے اللھم ھذہ عقیقة ابنی فلان (فلان کی جگہ نام تجویز کیا ہوا لیا جائے) دمھا بدمه ولحمھا بلحمه وعظمھا بعظمه وجلدھا بجلده وشعرھا بشعره اللھم اجعلھا فداء لابنی من النار وتقبلھا منه کما تقبلتھا من نبیك محمد المصطفی وحبیبك احمد المجتبی صلی الله علیه وسلم ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین لا شریك له وبذلك امرت وانا من المسلمین بسم الله الله اکبر۔ اگر بچہ مادہ ہو تو بجائے ابنی کے بنتی کہے اور بجائے بدمه ولحمه وغیرہ کے بدمھا ولحمھا کہے اسی طرح سب جگہ ضمیر ھا کی بولے اور جب شروع سے آخر تک یہ دعا پڑھ چکے اور بسم الله الله اکبر پر پہنچے اسی وقت ذبح کردے اور ذبح کے ساتھ بچہ کے سر پر استرہ چلے جب بال اُتر آئیں تو اُن کے برابر چاندی تول کر صدقہ کردے اور سر پر زعفران مل دینا چاہیئے۔ منہ

کسب حلال و تجارت و زراعت اور ٹھیکہ اور سود وغیرہ کا بیان

اس طرح فرماتے ہیں خیر الورا — وہ زمانہ بعد میرے آئے گا

کچھ نہ پروا ہوگی سب کو تہا یہ مال — جو لیا ہم نے محرّم یا حلال

پرورش پائی ہو جسکے گوشت نے — مال ناقص یا محرم مال سے

ہاں نہ ہوگا جنتی وہ بدنصیب — نار دوزخ اُس کے بس ہوگی قریب

مومنوں کو چاہیے اسکا خیال — قوت وہ حاصل کریں اکلِ حلال

کسب جائز ہاتھ سے اپنے کریں — سب سے بہتر ہے حصولِ مال میں

بعد اُس کے ہے تجارت خوب ہے — پھر زراعت شرع میں محبوب ہیں

---

[1] فرماتے ہیں۔ الخ۔ عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم یاتی علی الناس زمان لا یُبالی المرء ما اخذ منہ امن الحلال ام من الحرام طیعنی روایت ہے ابوہریرہ سے یہ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آدے گا ایک زمانہ ایسا کہ نہیں پروا کریگا آدمی اُس مال کی کہ حاصل کریگا کہ آیا حلال ہے یا حرام۔ ۱۲ منہ [2] پرورش پائی۔ الخ یعنی جس کا گوشت حرام مال سے بڑہا ہے وہ جنت میں نہ جائیگا اور جہنم کی آگ اس کے قریب ہوگی۔ قال رسول اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت وکل لحم نبت من السحت کانت النار اولی بہ۔ ترجمہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا نے نہیں داخل ہوگا بہشت میں وہ گوشت کہ اُگا ہے حرام کہانے سے اور جو گوشت کہ حرام کے کہانے سے پیدا ہوا ہے قریب ہوگی آگ دوزخ کی اُس کے ۱۲ منہ [3] قوت الخ۔ یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ قوت اکل حلال حاصل کریں کیونکہ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ۔ ۱۲ منہ [4] حدیث میں آیا ہے قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور۔ ترجمہ حدیث یعنی صحابہ نے پوچھا کہ یا حضرت کون کسب سب سے زیادہ پاکیزہ ہے فرمایا ہاتھ کا عمل اور ہر بیع بے خلل کہ مناہی شرع سے پاک ہو۔ ۱۲ منہ [5] بعد اُس کے ہے تجارت خوب ہے الخ۔ یعنی ہاتھ کے کسب کے بعد تجارت خوب چیز ہے کہ اُس کا نفع کسب حلال میں داخل ہے بشرطیکہ تجارت مبرور ہو جیسا کہ اوپر حدیث میں وارد ہے اور تجارت مبرور یہ ہے کہ اُس میں امانت داری اور دیانت داری پوری ہو اور دغابازی کسی قسم کی نہ ہو اور خرید و فروخت اُس کی موافق شریعت کے ہو جیسا کہ تجارت کے باب میں آگے چل کر بیان ہوگا۔

پس ایسے تاجر کے واسطے حدیث میں آیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سوداگر سچا قول و فعل میں اور امانت دار لینے اور دینے میں قیامت کے دن نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے تاجر صادق و امین کا اور فی زمانا ایسے سوداگر نایاب ہیں اور تجارت کے بعد زراعت کا درجہ ہے کہ اُس سے بھی رزق حلال حاصل ہوتا ہے اور اگر زراعت اپنے ہاتھ سے کی جائے تو میرے نزدیک وہ بھی کسب دستی میں داخل ہے ۱۲ منہ۔

؎ بعد اُس کے اور پیشے ہیں الخ۔ یعنی تجارت و زراعت کے بعد پھر اور پیشے ملازمت ٹھیکہ و کرایہ وغیرہ کے ہیں لیکن کوئی بھی پیشہ کیوں نہ ہو اول نیت آدمی کی اس میں بخیر ہونا چاہیئے۔ انما الاعمال بالنیات اُس کے بعد اداے فرض منصبی میں امانت اور دیانت ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے یہ نہ ہو کہ کسی کو دھوکہ یا فریب دیکر کچھ نفع حاصل کیا جائے اگر ایسا ہوگا تو پھر وہ کسب خراب اور ناجائز ہو جائیگا۔ جیسا کہ فی زماننا تحصیل اور اکثر ملازمت پیشہ کرتے ہیں اور بندگان خدا کو دھوکا اور فریب دیکر رشوت لیتے ہیں چونکہ وہ لوگ کار منصبی میں دخل کرتے ہیں لہذا وہ مشاہرہ کہ جو اُن کو اُن کی خدمت مفوضہ کے معاوضہ میں اُن کے آقا سے ملتا ہے وہ بھی اُن پر حرام ہو جاتا ہے۔ کذا قال استاذی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ منہ۔

بعد اُسکے اور پیشے ہیں تمام ‌ ‌ ‌ چاہیئے نیت بخیر ان میں مدام
دھوکا دینا یا خیانت یا دغا ‌ ‌ ‌ یہ طریقہ ہی نہیں اسلام کا
جو دکھا کر خشک گیلا ناج دے ‌ ‌ ‌ ایسا خائن دین کو تاراج دے
بیع کی تفصیل سُن اجمال سے ‌ ‌ ‌ وہ بدلنا مال کا ہے مال سے
بیع جائز سود ہے بالکل حرام ‌ ‌ ‌ بیع فاسد بھی ہے سودے نیکنام
ہے محرم سود کا سب کاروبار ‌ ‌ ‌ دشمنِ دینِ خدا ہے سود خوار
لعن کرتے ہیں رسول اللہ اُسے ‌ ‌ ‌ سود کو جو شخص لے یا اُسکو دے
لینے والا دینے والا سود کا ‌ ‌ ‌ اور تمسک لکھنے والا سود کا
شاہد و دلال و میانی لوگ سب ‌ ‌ ‌ جرم لعنت میں برابر ہیں وہ اب
ان سبھوں پر لعن کی ہے آپ نے ‌ ‌ ‌ یہ بھی فرمایا ہے اُس کے واسطے
ایک درم دانستہ کھانا سود کا ‌ ‌ ‌ ہے زنا چھتیس دفعہ سے سوا

؎ دھوکا دینا الخ۔ یعنی یہ باتیں اول تو ہر حال میں طریق اسلام کے خلاف ہیں مگر تجارت اور ملازمت میں بہت زیادہ معیوب اور بدتر ہیں کہ جن سے ان کا کسب حلال فوت ہو جاتا ہے ۱۲ منہ ؎ خشک الخ۔ یعنی جو چیز کہ خشک بیچنے کی ہو (جیسے کسی قسم کا غلہ وغیرہ) اُس کا نمونہ خشک دکھلا کر باقی چیز نم دار بیچے گا تو وہ خائنوں میں شمار ہوگا۔ اور اپنی دیانت برباد کریگا بسبب فریب اور دغابازی کے حضرت نے فرمایا ہے۔ من غشنا فلیس منا۔ ترجمہ یعنی جو کوئی فریب دے وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے ۱۲ منہ ؎ بیع کی الخ۔ یعنی کسب میں فریب و دغا کا حال تو عام ہو گیا اب بیع کی حقیقت معلوم کر وہ کیا چیز ہے۔ بیع ایک مال کو دوسرے مال سے بدل لینے کو کہتے ہیں ۱۲ منہ ؎ بیع جائز الخ۔ یعنی بیع جس کی حقیقت معلوم ہو گئی وہ جائز ہے لیکن سود اور بیاج اُس میں قطعی حرام ہے اور جو بیع کہ فاسد ہو وہ بھی سود کا حکم رکھتی ہے ۱۲ منہ ؎ ہے محرم الخ۔ یعنی سود کا بیوپار بالکل حرام ہے اور سود خوار خدا اور رسول کا دشمن ہے کہ اُس کے نہ چھوڑنے پر قرآن عظیم میں فرمایا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ۔ ترجمہ اگر وہ سود لینا نہ چھوڑیں تو جان لو کہ تم اللہ جل جلالہ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہو۔ العیاذ باللہ اور بھی اس کے بارہ میں نہایت سخت سخت وعیدیں ہیں جیسا کہ نیچے کے اشعار میں اُس کا بیان موجود ہے ۔ ۱۲ منہ

سلہ پس مسلمانوں پہ الخ یعنی جبکہ سود لینے دینے کا اسقدر جرم ہے تو ہر مسلمان مرد و عورت پر یہ بات فرض ہے کہ سود کے معنی سمجھے کہ سود کس کو کہتے ہیں اور بیع جو کہ جائز ہے اور سود جو ناجائز ہے اُن میں تمیز کرے کہ دونوں میں کیا فرق ہے ۱۲ منہ سلہ بیچنا اک جنس کا ہمجنس سے الخ - اب یہ بیان سود کا شروع ہوا کہ سود اُس کو کہتے ہیں کہ ایک چیز کو اُس کی ہمجنس سے بیچنا کمی زیادتی پر سود میں داخل ہے بشرطیکہ اتحاد جنس کے ساتھ اتحاد قدر یعنی اتحاد ناپ یا تول بھی پایا جائے واضح ہو کہ علت ربوا دو چیزیں ہیں کہ جن میں سود جاری ہوتا ہے ایک تو جنس یعنی شے کی ذات جیسے روپیہ اور چاندی کہ دونوں ایک ذات ہیں اگرچہ ایک مسکوک ہے اور دوسری غیر مسکوک - دوسرے قدر یعنی تول یا ناپ جیسے چاول یا چاندی کہ تول کر بکتے ہیں - یا گیہوں اور جو کہ عرب میں ناپ کر پیمانہ سے بیچے جاتے ہیں - پس جنس سے تو کوئی شے خالی نہیں ہو سکتی کہ جو چیز بیچی جائے گی آخر کچھ نہ کچھ جنس دحقیقت رکھتی ہوگی - اور ناپ یا تول ہر شے میں ہونا ضرور نہیں بکثرت ایسی چیزیں ہیں کہ نہ ناپ سے نہ تول سے بیچی جاتی ہیں بلکہ گنتی سے بکتی ہیں یا سب یہ اندازے سے - اور یہ بھی معلوم رہے کہ شرع مطہر نے یہ دو چیزیں وزنی مقرر فرما دی ہیں - یعنی سونا اور چاندی عام از ینکہ ڈھیر ہو یا سکہ یا برتن ہو یا گہنا اور یہ چار چیزیں کیلی مقرر فرمائی ہیں یعنی ناپ کر پیمانہ سے بکنے کی گیہوں اور جو چھوارے اور نمک پس ان چھیوں چیزوں کی قدر تو ہمیشہ یہی رہے گی اگرچہ عرف و رواج بدل جائے جیسے روپیہ کہ اب کہیں تول کر نہیں لیا دیا جاتا ہمارے ملک میں ناپ کا تو اصلا رواج نہیں کہ گیہوں و جو وغیرہ بھی کیلی چیزیں وزن سے بکتی ہیں مگر ان چھیوں چیزوں میں عرف کا لحاظ بالکل نہ ہوگا البتہ ان کے سوا باقی چیزیں وزن سے بکتی یعنی ان کے سوا جو چیز کہ آجکل کہیں تول کر بکتی ہے وہ وزنی ہوگی اور جو ناپ کر بکتی ہوگی وہ کیلی رہے گی اور جس میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں وہ قدر سے خالی سمجھی جائے گی - اس کے بعد سمجھنا چاہئے کہ جو مال دوسرے مال سے بدلا جاتا ہے تو وہ

پس مسلمانوں پہ ہے فرض اے عزیز	بیع کیا ہے اور سود ہے کیا تمیز
بیچنا اک جنس کا ہمجنس سے	کم زیادہ پر سمجھ سود اسے
متحد ہوں جب وہ قدر و جنس میں	سود ہے گر اُن کو کم یا بیش دیں
خواہ سمجھیں نقد یا وہ دیں ادھار	دونوں صورت میں ہے سود اے ہوشیار
جنس ہو گر مختلف اور قدر ایک	قرض میں تو سود ہے اور نقد نیک
جنس ہو یا ایک اور ہوں قدر دو	یہ بھی صورت قرض میں ممنوع ہو
جنس کی ہمجنس پہ دینا ادھار	ہے برابر بھی حرام اے دیندار
مختلف ہو جنس گر اور قدر بھی	بیع یہ دونوں طرح جائز ہوئی
ہر شے ہے صحت بیع کی لازم ضرور	فاسد و باطل سے بیع اے ذی شعور
یاد رکھنا بیع کی قسمیں ہیں تین	جائز و موقوف و فاسد بالیقین
ہیں شرائط اسمیں کچھ اور رکن بھی	غور کر اُن سب پہ خوب اے متقی

چار حال سے خالی نہ ہوگا یا تو ان میں قدر و جنس دونوں متحد ہوں گی جیسے روپیہ سے چاندی لینا کہ دونوں ایک ہی جنس کے ہیں اور وہ دونوں وزنی بھی ہیں - یا یہ کہ ان میں قدر متحد ہوگی اور جنس مختلف ہوگی جس طرح گیہوں کے بدلے جو لینا - یا یہ کہ ان میں جنس متحد ہوگی اور قدر مختلف جیسے پیسوں کے بدلے تانبے کی ڈبیا خریدنا یا وہ چیزیں خریدنا کہ جو گنتی سے بیچی جاتی ہوں نہ تول یا ناپ سے تو یہاں جنس ایک ہی ہوئی اور قدر یعنی تول ناپ ایک نہیں ہے اس لئے کہ جانب دوسرے سے قدر ہی نہیں - قدر متحد نہ ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اُن میں ایک یا دونوں قدر سے بالکل خالی ہوں جیسے کہ کپڑے کے عوض میں گھوڑا لینا - دوم یہ کہ ایک چیز کیلی اور دوسری وزنی ہو - جیسے روپے کے بدلے گیہوں یا جو کہ ان میں قدر شرعی متحد نہیں - چوتھی صورت یہ ہے کہ قدر و جنس دونوں مختلف ہوں جیسے روپیہ اور نوٹ یا اشرفی اور گھوڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان میں نہ جنس متحد ہے نہ قدر

(بقیہ نوٹ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

ہے[51] مقدم شرط صحت بیع کی	عاقل و بالغ ہوں بائع مشتری
شرط[52] دیگر مال قیمت دار ہو	قابل تسلیم اسے دیدار ہو
رکن[53] ہیں پھر اسکے ایجاب و قبول	ایک مجلس میں ہوں جب دونوں قبول
شرط[54] فاسد کر دے فاسد عقد کو	جو خلاف مقتضائے عقد ہو
ہو کسی عاقد کو اسمیں منفعت	یا مبیع مستحق کی مصلحت
جیسے[55] بیچے باغ کوئی آم کا	سو روپے کے بالعوض لے باصفا
اور کرے شرط اسمیں فاسد اختیار	آم بھی دینا مجھے تو دو ہزار
بیع لیں فاسد ہوئی یہ سود ہے	نفع بائع کے سبب مردود ہے
ہاں[56] اگر کچھ پیڑ استثنا کئے	تو روا ہے اُتنے مستثنیٰ رہے
اور[57] جو کوئی شرط لغو اسمیں کرے	منفعت جس میں نہو جیسے کہے
بیچا تو ہوں میں یہ گھوڑا تجھے	پر بشرطیکہ نہ بیچے تو اسے

۵۱ ہے مقدم شرط الخ یعنی بیع کے صحیح منعقد ہونیکے واسطے پہلی شرط یہ ہے کہ خریدار و فروشندہ دونوں ذیعقل ہوں مجنوں نہ ہوں اور بالغ ہوں نابالغ نہ ہوں اگر کوئی نابالغ لڑکا معاملات میں خوب ماہر و ہوشیار ہو اور نفع ضرر کو بخوبی سمجھتا ہو تو اُس کی بیع بشرط اذن ہونے کے صحیح جائے گی اور اگر وہ ایسا نہ ہوگا تو اُس کی بیع باطل ہو جائے گی کیا معنی کہ بیع منعقد ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عاقدین ذیعقل ہوں اور بالغ ہوں اگر مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے کوئی چیز بیچی یا خریدی تو بیع باطل ہے وہ سرے سے منعقد ہی نہ ہوگی عاقدین کا ذیعقل و بالغ ہونا یا اُن کے ولی کا نابالغ سمجھدار کو اذن دے دینا عموماً خواہ کسی خاص چیز میں ہو یہ شرط نفاذ عقد ہے یعنی عاقدین میں اگر کوئی عاقل نابالغ غیر ماذون ہے تو بیع منعقد صحیح تو ضرور ہو جائیگی مگر نافذ نہ ہوگی بلکہ اجازت ولی پر موقوف رہیگی جیسا اوپر کے حاشیہ میں بیان ہوا۔ ۱۲ منہ۔ ۵۲ شرط دیگر الخ یعنی بیع کے صحیح ہونے کی دوسری شرط یہ بھی ہے کہ مال متقوم یعنی قیمت دار دیا ہو پس صحت بیع کے واسطے مال کا ہونا بھی شرط ہے اگر کوئی چیز ایسی ہوگی کہ وہ مال ہی نہ ہو مثلاً خون مردار یا آزاد آدمی پس بیع اُس کی باطل ہوگی کیونکہ جب مبیع مال ہی نہیں ہے تو قیمت کس چیز کی دیجائے گی اور یہ چیزیں شریعت میں مال ہی نہیں رکھی گئی ہیں اور اسی طرح جو چیز کہ مال تو ہو مگر قیمت دار نہ ہو جیسے مسلمانوں کے لیے شراب یا سور پس بیع اُس کی بھی باطل ہے غرضکہ صحت بیع کے واسطے مال کا ہونا اور اس کا قیمت دار ہونا شرط ہے اور نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ مال متقوم قابل تفویض ہو کیا معنی کہ جس کو بائع مشتری کے قبضہ میں سپرد کر سکے منہ ۵۳ رکن ہیں الخ یعنی بعد متحقق ہونے شرائط صحت بیع کے جانبین میں ایجاب وقبول کا ہونا اس کے ارکان میں داخل ہے کیا معنی کہ بعد طے ہو جانے قیمت مال کے کہے کہ میں نے اتنے میں اس کو بیچا اور مشتری کہے کہ میں نے خرید لیا یا قبول کیا اس کا نام ایجاب وقبول ہے اور یہ بیع میں رکن ہے جس طرح کہ نکاح بالوکالت و بالولایت ہوتا ہے اُسی طرح بیع بھی بالوکالت و بالولایت ہو سکتی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب وقبول دونوں ایک جلسہ میں ہوں۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے عمرو کے ہاتھ یہ چیز اتنے میں بیع کی اور عمرو نے اس وقت قبول نہ کیا بلکہ دوسرے جلسہ میں کہا کہ میں نے قبول کیا تو اب وہ چیز زید کی اجازت ثانی پر نفاذ پذیر ہوگی ورنہ وہ منعقد نہ ہوگی کہ جلسہ بدل گیا وقس علی ہذا۔ ۱۲ منہ ۵۴ شرط فاسد۔ الخ۔ بیع صحیح کے بتا دینے کے بعد اب بیع فاسد کا بیان شروع ہوا کہ وہ کیا چیز ہے یعنی بیع فاسد کی ایک صورت یہ ہے کہ جس میں کوئی شرط فاسد لگی ہو اور شرط فاسد وہ ہے کہ جو مقتضائے عقد کے خلاف ہو اور اس میں بائع کو یا مشتری کو نفع ہو یا مبیع کو کہ مستحق نفع ہو اور مثال اُس کی ایک تو آگے اشعار میں موجود ہے اُس کے علاوہ دوسری یہ کہ کوئی مکان بیچے اور اس میں شرط کرے کہ بیچنے کے بعد (بقیہ نوٹ نمبر ۵۴ و نمبر ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

نفع بھی پر اسمیں دونوں کا نہیں ۔۔۔ مقتضائے عقد گو کہنا نہیں
نفع اوسکو بھی نہیں اے نیک پے ۔۔۔ اور نہ جھگڑا اہل استحقاق ہے
لغو ہے یہ شرط پر فاسد نہیں ۔۔۔ پس صحیح یہ بیع ہوگی ہر کہیں
یا سور کا یا سگِ بازار کا ۔۔۔ مول[1] لینا بیچنا۔ مُردار کا
اور بہتی ہوئی مُسکر۔ شراب ۔۔۔ خون جاری حمل و آزاد و تراب
یا کہ اُڑتے ہوں ہوا میں جانور ۔۔۔ مچھلیاں ہوں تال کے اندر اگر
جو نہو قبضہ میں اُس کے زینہار ۔۔۔ یا شکاری بیچے جنگل کا شکار
یہ سرے سے منعقد ہوتی نہیں ۔۔۔ ہیں یہ سب باطل ہو بیع ای اہلِ دیں
بیچنا اُس شے کا بھی ممنوع ہے ۔۔۔ پاس[2] بائع کے نہو جو ایک شے
وہ بھی ہے مکروہ رکھنا اسپہ غور ہ ۔۔۔ بیع[3] ہو جو نقد اور۔ اور قرض اور
وہ بھی ہے مکروہ تحریمی سُنو ۔۔۔ وقت اذانِ جمعہ کے جو بیع ہو

[1] مول لینا الخ۔ یعنی بیع فاسد کا بیان ہو چکا اب بیع باطل کا شروع ہوا یعنی مردار چیز جو ذبح نہ کی گئی ہو مری ہوئی ہو یا سور جس کو خنزیر کہتے ہیں۔ یا بازاری کتا کیا معنی کہ وہ کتا جو کہ شکاری نہ ہو یا خون جاری یا شراب انگوری یا کوئی نشہ لانے والی بہتی ہوئی چیز یا دیگر نشی چیزیں یا آزاد آدمی جو بردہ شرعی نہ ہو یا پیٹ کے اندر بچہ جنین خریدا یا بیچا یا تالاب کے اندر مچھلیاں یا اُڑتے ہوئے جانور یا جنگل کا شکار جس کو کہ مار کر ہنوز اپنے قبضہ میں نہ کیا ہو یہ سب تام وکمال بیع باطل ہیں اور حرام ہیں کیونکہ اس میں سے کوئی چیز یا تو مال ہی نہیں یا بیچنے والے کی ملک نہیں جو انعقاد بیع کے واسطے لازمی ہے ۱۲۔منہ [2] پاس بائع کے۔ الخ۔ یعنی جو چیز کہ بائع کی ملک و قبضہ میں نہ ہو اُس کا بھی بیچنا ناجائز ہے جس طرح پالا ہوا کبوتر کہ اُڑ گیا اور پھر واپس نہیں آیا اُس کی بیع ہی جائز نہیں ہے مگر اُس شخص کے ہاتھ جائز ہے کہ جو اقرار کرتا ہو کہ وہ میرے پاس موجود ہے یا یہ کہ جیسا شہر و قصبہ کے بقال اکثر کرتے ہیں کہ نہ دام دیتے ہیں نہ مال لیتے ہیں مال والے سے نرخ وغیرہ طے کر کے دوسرے وقت یا دس بیس دن کے بعد اُس روز کے نرخ کے حساب سے نفع ونقصان سمجھ لیتے ہیں یہ بیع باطل اور حرام ہے اور وہ نفع سود میں داخل ہے اور یہ صورت جو آجکل واقع ہو رہی ہے۔ کہ بعض سوداگر یا عطائی لوگ اپنی جلب منفعت کے لیے خواہ مخواہ غلط اشتہار دیدیتے ہیں کہ ہماری دُکان پر فلاں فلاں چیز موجود ہے جو صاحب ہم سے منگوائیں گے تو ہم اُن کو کفایت کے ساتھ دیں گے اور حالانکہ وہ چیز اُن کے پاس نہیں ہوتی جب کوئی مشتری روپیہ بھیجکر اُس چیز کو منگواتا ہے تو وہ مشتہر صاحب دوسری جگہ سے لیکر بھیج دیتے ہیں تو یہ صورت اگرچہ دکانًا جائز ہو سکتی ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں اور وہ اس غلط اشتہار دینے اور فریب کرنے سے آپ ہی گنہگار ہوگا۔ مشتری طلب کنندہ کے ذمہ کچھ الزام نہیں ہے ۱۲۔منہ [3] بیع ہو جو نقد اور۔ الخ۔ یعنی جس چیز کی قیمت کہ نقد اور دست بدست بیچنے میں تو کم ہو اور قرض میں زائد قیمت پر دے اور بہ سبب قرض دینے کے یہ مزید نفع اور حاصل کرے تو یہ اگرچہ بکراہت جائز ہے مگر کسی طرح مناسب نہیں کہ ادھار دینے کے سبب سے قیمت بڑھا دے۔ ۱۲۔منہ

سلہ نرکو مادہ پر کودانا الخ۔ یعنی کوئی شخص فیس یا قیمت لیکر اپنے نرکو کسی مادہ پر چھوڑے خواہ گھوڑا ہو خواہ گدہا خواہ بیل وغیرہ کچھ ہو وہ معاوضہ جو اس کے عوض لیا جائے وہ مکروہ تحریمی ہے یعنی قریب حرام کے ہی ۱۲۔ منہ سلہ لید گوبر۔ الخ۔ یعنی لید گوبر مینگنی وغیرہ فضلہ مویشی کا بیچنا تو جائز ہے اگرچہ وہ بھی کراہت تنزیہی سے خالی نہیں لیکن انسانی پاخانہ کی بیع محض باطل ہے ۱۲ منہ سلہ لید کو گر مٹی سے۔ الخ۔ یعنی اگر پاخانے میں کچھ مٹی ملی ہو تو اس کی بیع بھی خراب نہ ہوگی یعنی کہ اُس وقت جائز ہو جائے گی اور کراہت تنزیہی سے یہ بھی خالی نہیں پاخانہ سے مٹی ملی ہونے میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ مٹی غالب ہو اور پاخانہ مغلوب ہو تو بیع جائز ہوگی اور یہی ہے ظاہر الروایۃ لیکن بحر الرائق میں ہے کہ پاخانے کے ساتھ مٹی کا ملا ہوا ہونا کافی ہے خواہ غالب ہو خواہ مغلوب ہو ہر طرح جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے بہ سبب ضرورت کے کیونکہ اس بات کا اندازہ کوئی نہیں کرتا کہ اس میں پاخانہ غالب ہے یا مٹی۔ مخلوط یعنی معدوم و ضائع ہونے کے ہے یعنی کہ پاخانہ کے ساتھ مٹی مخلوط ہونے کی صورت میں بیع ناجائز ہوکر معدوم و ضائع نہ ہوگی بلکہ اُس صورت میں بیع جائز و قائم رہیگی۔ ۱۲۔ منہ سلہ کھاد کی جائز ہے۔ الخ۔ یعنی جبکہ پاخانہ کے ساتھ مٹی مخلوط ہونے کی صورت میں بیع جائز ہوئی تو کھاد کی بیع بھی جائز ہے کہ اس میں بھی انسانی و حیوانی فضلات کے ساتھ مٹی وغیرہ مخلوط ہوتی ہے اور اس کی ضرورت اکثر رہتی ہی ۱۲ منہ سلہ گھاس ہے۔ الخ۔ یعنی گھاس اگرچہ اپنی زمین میں ہو اور بن کی لکڑی اسی طرح نہر یا تالاب یا اپنے مملوک کوئیں کا پانی ان کی بیع ناجائز ہے کہ یہ چیزیں کسی کی ملک نہیں ہوتیں ان میں عام آدمیوں کا حق ہے کہ لیں اور اپنے کام میں لائیں جو بھی کوئی گھاس چھیل لیگا یا لکڑی کو بن سے کاٹ لائیگا یا اُس پانی کو بھر لائیگا وہی اُس کا مالک ہو جائیگا اس کے بعد اُس کی بیع جائز ہو جائے گی ورنہ باطل و حرام ہوگی ۱۲ منہ سلہ بالیں اور پھل الخ۔ یعنی کھیت کی بالیں خواہ ان میں دانہ پڑا ہو اور اسی طرح درختوں کے پھل خواہ کھانے کے قابل ہوگئے ہوں یا نہوں جبکہ وہ کسی طرح کام میں آسکیں اگرچہ وہ مویشی کے چارہ میں ہی کام آئیں اُنکو کاٹ لینے کی شرط پر ان کا ابتیاع یعنی خرید و فروخت جائز ہے اور اگر اس شرط پر بیچیں کہ جب یہ پھل پک جائیں اور کھانے کے قابل ہو جائیں تب کاٹیں تو یہ بھی ناجائز ہے کہ اس میں مشتری کا نفع ہے ہاں اگر بائع اُس نفع کو مشتری کے حق میں ہبہ کردے تو اب وہ بھی امام محمد کے قول کے مطابق جائز ہو جائیگا وعلیہ عمل الناس ۱۲۔ سلہ اور چکوتہ الخ یعنی کھڑے کھیت کے غلہ کا تخمینہ کرکے غلہ ہی کے عوض میں اُس کو بیچ دینا جس کو یہاں چکوتہ کہتے ہیں وہ کبھی درست نہیں ہے کیونکہ یہ بیع مجہول ہے اور غلہ کی بیع غلہ کے عوض ہے جس میں کمی و بیشی قطعی و یقینی ہے اور جو کھلم کھلا سود کا ہوا ۱۲ منہ سلہ بیع جو مجہول۔ الخ۔ بیع فاسد و باطل و مشروع کے بیان کے بعد اب ایک کلیہ بیع جائز و ناجائز کا بتایا گیا ہے کہ جو بیع مجہول ہو یعنی کہ جس کی کیفیت اور کمیت نہ معلوم ہو یا جو بیع آخر میں (بقیہ نوٹ نمبر ۸ کا اور ۹ و ۱۰ و ۱۱ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

نرکو[1] مادہ کو دانا بالعوض | یہ بھی ہے مکروہ تحریمی غرض
لید[2] گوبر۔ مینگنی کا بیچنا | جائز۔ اور پاخانے کا باطل ہوا
ہاں[3] اگر مٹی سے وہ مخلوط ہو | بیع اُس کی یوں نہ کچھ محبوط ہو
کھاد[4] کی جائز ہے پس بیع و شرا | ہے ضرورت مقتضی اس کی سدا
گھاس[5] ہو اور بن کی لکڑی حق عام | کاٹ کر بیچے روا ورنہ حرام
بالیں[6] اور پھل جب ہوں قابل انتفاع | ہی بشرط قطع۔ جائز ابتیاع
اور[7] چکوتہ اُس کا غلہ کے عوض | یہ کبھی جائز نہیں ہے الغرض
بیع[8] جو مجہول ہو ممنوع ہے | بیع جو معروف ہو مشروع ہے
بالیقین[9] جائز ہے بیع من یزید | ہے وہ نیلام ایک شی کا اے حمید
کتنی[10] جائز ہے مگر اس شرط سے | جنس وہ بازار میں دائم بکے
یعنی[11] وقت عقد سے وہ صاجو | تا بوعدہ منقطع ہوتی نہ ہو

جنس و نوع شی کا ہو جائے قرار ۔۔۔ ناپ۔ تول اور نرخ کر دیں آشکار

ہو صفت بھی اسکی سب یکسر بیاں ۔۔۔ یعنی جید یا ردی یا درمیاں

فرق بارانی و چاہی بول دیں ۔۔۔ الغرض تعیین کماہی کھولدیں

پھر تقرر جائے کا بھی شرط ہے ۔۔۔ کس جگہ پر کون لائے گا وہ شی

باربرداری کی بھی جو جسپہ ہو ۔۔۔ اسکو بھی ظاہر کریں پہنچائے جو

پھر ہے مدت کا بھی طے ہونا ضرور ۔۔۔ تاکہ آخر میں نہ واقع ہو فتور

یاد رکھ یہ بات بھی اے خیر خواہ ۔۔۔ کم سے کم مدت ہے اسکی ایک ماہ

نیز تعیین ثمن ظاہر کرے ۔۔۔ اور اسی جلسہ میں سب گن دے اسے

شرط ہو کوئی اگر اس کے خلاف ۔۔۔ بیع ہو جائیگی فاسد پھر تو صاف

جلب ہے محمود۔ ممنوع احتکار ۔۔۔ محتکر ملعون ہے جالب رزق دار

رہن کا رکھنا بھی جائز ہے و لے ۔۔۔ جبکہ وہ کچھ نفع اس شی سے نہ لے

له جنس و نوع شی۔ الخ یعنی جس چیز کی کٹھنی کرے اس کی جنس اول باہم مقرر ہو جانا چاہئے مثلاً غلہ میں گیہوں دئے جائیں گے یا جو چنے وغیرہ یہ نہیں کہ بغیر نامزد کئے جنس کے مطلق غلہ کی بدنی کر لی جائے جو بآلاخر نزاع کی باعث ہو اگر جنس کا نام نہ لیا جائیگا تو بدنی یا کٹھنی درست نہ رہے گی اور اگر وہ جنس کئی قسم کی ہوتی ہو جیسے چاول میں باس متی اور منسراج وغیرہ وغیرہ تو نوع کی تعین بھی ضرور ہے اسی طرح جس چیز کی کٹھنی کی جائے اس کا نرخ اور ناپ یا تول بھی اسی وقت ظاہر کر دیا جائے کہ فی روپیہ یا فی اشرفی کتنے پیمانے گیہوں یا جو وغیرہ کے دئے جائیں گے۔ اور اگر تول سے ٹھریں تو یہ کہ کس قدر سیر یا من وہ غلہ لیا جائیگا۔ اور نیز سیر اور من کی بھی تشریح کہ انگریزی تول ہے یا فرخ آبادی تول سے یا بدایوں و بریلی کی تول سے لیا جائے گا غرضکہ ان سب باتوں کی پوری پوری تشریح بیشتر کر لینا شرط ہے تاکہ آخر میں نزاع باقی نہ رہے۔ منہ ۵۲ ہو صفت بھی۔ الخ۔ یعنی کٹھنی کی چیز کی صفت بھی سب بیان کر دی جائے کہ کیسی چیز لی جائے گی آیا بہت عمدہ اول اعلیٰ قسم کی یا اوسط درجہ کی یا ادنےٰ درجہ کی چیز لی جائے گی ان صفات کا بیان کر دینا بھی کٹھنی کے واسطے مشروط ہے۔ منہ ۵۳ فرق۔ الخ۔ یعنی سلم اگر ایسی چیز میں ہے کہ جسکا حلق پیدا یا روئیدگی سے ہو مثل غلہ و نیلہر وغیرہ کے تو اس میں اس بات کا قرار داد ہو جانا بھی ضرور ہے کہ آیا وہ جنس مزروعہ چاہی ہو گی یا بارانی اور بارانی سے مراد خاکی ہے کیونکہ بارش کے اوپر اسی چیز کا دارو مدار ہوتا ہے کہ جس کے لیئے کوئی اور سلسلہ ظاہری آبپاشی کا نہ ہوا اگرچہ خاکی کا لفظ بھی یہاں آسکتا تھا۔ مگر چونکہ پیداوار کے واسطے بارانی ہونا زیادہ تر موزوں و مناسب ہے اور اس میں لطف شعر زیادہ ہے لہٰذا بارانی لکھا گیا اور چاہی و خاکی کی قرارداد اس لئے ضروری ہے کہ چاہی چیز عمدہ و بہتر ہوتی ہے خاکی سے بدیں وجہ یہ بھی مشروط ہے۔ منہ ۵۴ پھر تقرر جائے۔ الخ یعنی بدنی میں جگہ مخصوص کا مقرر کرنا بھی ضروری ہے کہ کٹھنی کی چیز کہاں پر لیجائے گی کھیت میں لیجائے گی یا مکان پر لیجائے گی اور باربرداری کسکی ہو گی مشتری کی ہو گی یا بائع کی ہو گی جبکہ وہ چیز باربرداری کی ہو جس کے پہنچانے میں مصارف پڑتے ہوں کیونکہ جگہ کے قرب و بعد سے مصارف مختلف ہوتے ہیں تو بدنی میں ان سب باتوں کا طے ہونا لازمی ہے ۱۲۔ منہ ۵۵ پھر ہے مدت کا۔ الخ یعنی ایک شرط بیع سلم یعنی کٹھنی کی اجل معلوم کا طے ہونا ہے کہ کتنے دنوں میں سلم فیہ مشتری کو بائع دیگا کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلف فی شیٔ فلیسلف فی کیل معلوم و وزن معلوم الی اجل معلوم۔ ترجمہ یعنی فرمایا حضرت نے جو شخص کہ بدنی کرے کسی چیز میں پس چاہئے کہ بدنی کرے ناپ اور پیمانہ معلومہ میں اور وزن اور تول معلوم میں مدت معلوم تک کیا معنی کہ بدنی میں پیمانہ شئے اور وزن شئے اور مدت ادائے شئے ان سب باتوں کا معلوم ہونا لازمی اور واجبی ہے اور مجہول ہونا کافی نہیں ہے اور وہ بیع کو ناجائز کرتا ہے۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

اور جو مرہونہ سے حاصل ہو مفاد — پس یہی ہے سود رکھنا اسکو یاد

بیع شرطیہ جو ہے بیع الوفا — بعض اُس کی بیع کہتے ہیں روا

یعنی جب قیمت کو بائع پھیر دے — مشتری اُس چیز کو واپس کرے

بیع کی صورت میں جائز نفع ہے — خاصکر جب غیر منقولہ ہو شے

اس پہ فتویٰ ہے نہایہ نے دیا — شرح مجمع نے پسند اُسکو کیا

ہے دُرر میں بھی یہی بیع صحیح — اور بزازیہ میں بھی اسے فصیح

ہیں اسی پہ صاحب اشباہ بھی — اور علاء الدین امام حصکفی

بعض کہتے ہیں کہ یہ بیع الوفا — درحقیقت رہن ہی ہے اے فتا

نفع اس صورت میں پس جائز نہیں — کیونکہ وہ شے ملک میں قائم نہیں

ملک اگر ہوتی تو ہوتا جبر کیوں — بیع کیا ہوتی ہے پہلو دار یوں

پس وثوقِ زر یہاں مقصود ہے — رہن ہے تو نفع لینا سود ہے

له بیع شرطیہ۔ الخ یعنی بیع شرطیہ جس کو کہ بیع الوفا کہتے ہیں اور بعض جگہ بیع الامانت بھی بولتے ہیں وہ اکثر فقہا کے نزدیک جائز ہے اور اُس سے فائدہ اٹھانا درست ہے بسبب ضرورت و حاجت لوگوں کے سود سے بچنے کے واسطے۔ اور اُس بیع کی صورت یہ ہے کہ بائع کوئی چیز مثلاً ہزار روپیہ میں اس شرط پر بیچے کہ جب بائع مشتری کو قیمت پھیر دے تو وہ مشتری بالوفا وہ مبیع پھیر دے اور اسی کا نام وفاداری اور امانت ہے کہ جس سے ایفاء وعدہ لازمی ہے۔ حتیٰ کہ بیع الوفا کے بائع نے پھر اُس کو کسی دوسرے کے ہاتھ بطور بیع لازم بیچا تو وہ بیع بغیر اجازت مشتری اول کے صحیح نہ ہوگی اور اسی طرح اگر مشتری بالوفا نے اُس کو فروخت کیا تو وہ بھی صحیح نہ ہوگی اور بائع وفا کو اور اُس کے وارثوں کو حق استرداد ثابت ہوگا درمختار میں ہے کہ قیل بیع یفید الانتفاع به وفی اقالة شرح المجمع عن النهاية وعليه الفتوى۔ بعض فقیہوں نے کہا کہ بیع الوفا درحقیقت بیع ہے کہ مشتری بیع سے فائدہ لینے کی مفید ہے اور شرح مجمع کے باب الاقالہ میں نہایہ سے منقول ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے وقیل ان بلفظ البیع لم یکن رہنا انتہی درمختار میں ہے کہ بعض فقیہوں نے کہا کہ جب بیع الوفا بیع کے نام سے موسوم ہے تو پھر وہ رہن کیونکر ہو سکتی ہے وفیہ وفی الدرر صحح بیع الوفا فی العقار استحسانا واختلف فی المنقول۔ اور اسی درمختار میں ہے کہ دُرر میں کہا کہ بیع الوفا غیر منقولہ چیزوں میں بیشک صحیح ہے استحسان کی رو سے اور منقول میں اختلاف ہے کیا معنی کہ زمین میں تو اُس کا جائز و صحیح ہونا بالاتفاق ہے لیکن منقولہ چیزوں میں اختلاف فقہا صرف یہ ہے کہ بعض کے نزدیک اُن میں بھی جائز ہے اور بعض کے نزدیک اُن میں جائز نہیں وفیہ من الاشباہ والبزازیہ انه صحیح لحاجة الناس فرارا من الربوا وقالوا ما ضاق على الناس امر الا اتسع حکمه اور اُسی درمختار میں اشباہ اور بزازیہ کے حوالہ سے یہ بھی ہے کہ بیع الوفا صحیح ہے بسبب حاجت آدمیوں کے سود سے بچنے کے واسطے اور فقہا نے کہا ہے کہ کوئی امر لوگوں پر تنگ نہیں ہوا مگر یہ کہ اُس کا حکم وسیع ہو جاتا ہے وفی فتاوی ابن الحلبی ان صدرت الاجارة بعد قبض المشتری المبیع وفاء ولو البائع وعده فهی صحیحة والاجرة لازمة للبائع۔ اور اسی مختار میں ہے کہ میں کہتا ہوں یعنی امام علاء الدین حصکفی صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اور ابن حلبی کے فتاویٰ میں ہے کہ اگر اجارہ کیا مبیع بالوفا کا مشتری بالوفا نے بعد قابض ہونے اُس کے کے تو وہ اجارہ بھی صحیح ہے اور اجارہ اجیر کے ذمہ واجب الادا ہے اجارہ دینے والے کے واسطے انتہی۔ اسی طرح اس کی صحت میں اور اور اقوال بھی فقہا کے منقول ہیں اور بحرالرائق وغیرہ کا رجحان بھی اسی طرف ہے ۱۲ منہ سلمہ بعض کہتے ہیں۔ الخ یعنی بعض فقہا کا قول یہ ہے کہ بیع الوفا درحقیقت رہن ہے بیع نہیں ہے کہ اس لئے کہ بیع میں مشتری بطور لزوم مبیع کا مالک ہو جاتا ہے اور بیع الوفا کی شے مبیع ملک میں کسی طرح قائم نہیں ہوتی تو پھر وہ بیع کیونکر قرار پا سکتی ہے بیع میں واپسی مبیع پر جبر کیونکر اور کیسے ہو سکتا ہے کہ جب بائع قیمت لائے تو مشتری اُس کو واپس دے کہ شرع نے بیع میں ایسے دو پہلو کبھی روا نہیں رکھے۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۲ ضمیمہ میں دیکھیں)

آٹھ قول آئے ہیں اسمیں باسند — اُن میں اَحوط ہی ہے ایسے معتمد

ٹھیکے کا دینا بھی جائز ہے مگر — شرط فاسد[۵۱] ہو نہ اسمیں کچھ اگر

ہو[۵۲] مکانوں کا سکونت کے لیے — یا دُکانوں کا تجارت کے لیے

یا سواری کا سفر کے واسطے — جبکہ مدت اور کرایہ طے کرے

نوکر[۵۳] اور مزدور کی سب نوکری — اُجرتِ معلوم پر جائز ہوئی

ناچنے[۵۴] گانے کی اُجرت ہی حرام — اور دلّالی و خرچی بھی تمام

اور[۵۵] زمینوں کا زراعت کیلیے — نقد پر ٹھیکے کا دینا چاہیئے

شرح اُجرت کھولدینا شرط ہے — ٹھیکہ کی مدت بھی سب بتلائے طے

ہر[۵۶] زراعت کا بھی دے وہ اختیار — یعنی جو چاہے سو بوئے کاشتکار

اور جو دے مخصوص شے کا اختیار — تو وہی شے ہو گی جائز بالقرار

ہو زمیں قابل زراعت کے بھی سب — ان شرائط پر ہے ٹھیکہ مستحب

---

[۵۱] شرط فاسد۔ الخ یعنی وہ فاسد شرط جس کا بیان بیع کے احکامات میں گزرا اگر وہ ٹھیکہ میں بھی کیجائے تو اس شرط فاسد سے ٹھیکہ بھی ناجائز اور فاسد ہو جائیگا ۱۲۔ منہ

[۵۲] ہو مکانوں کا الخ یعنی ٹھیکہ لینا یا دینا مکانوں کا رہنے کے لئے اور دُکانوں کا سوداگری یا کسی اور کام کے واسطے اور سواری کی چیز کا مثل گاڑی۔ رتھ۔ گھوڑا۔ گدھا وغیرہ کے سفر کرنے یا بوجھ لادنے کے واسطے جبکہ ان چیزوں کی اُجرت اور مدت بخوبی طے کر لی جائے اور اُس میں کوئی شرط فاسد نہ لگائی جائے تو یہ سب درست ہے ۱۲ منہ

[۵۳] نوکر اور مزدور الخ یعنی کسی آدمی کو دوامی نوکر رکھے خواہ کسی مزدور کو ایک دن یا چند دنوں کے واسطے ملازم کرے اور اُن کی اُجرت اور نوکری ظاہر کر دے اور اُس پر ایجاب و قبول ہو جائے تو یہ بھی سب درست ہے اور بلا اظہار اُجرت کسی کو نوکر رکھ لینا یا کسی مزدور کو کسی کام پر مقرر کر دینا درست نہیں ہے ۱۲۔ منہ

[۵۴] ناچنے گانے کی۔ الخ یعنی یہ جو طوائفیں یا ڈومنیاں یا گویے ناچتے اور گاتے اور بجاتے ہیں اُنکی اُجرت لینا دینا اور دلّالی خواہ کسی چیز فروخت کی بابت ہو خواہ حرام کاری کرانے کی بابت ہو یا کہ حرامکاری کی خرچی خواہ مرد عورت کو دے خواہ عورت مرد کو دے یہ سب اُجرتیں حرام در حرام ہیں ۱۲۔ منہ

[۵۵] اور زمینوں کا الخ۔ یعنی زمین کا ٹھیکہ یا پٹہ دینا درست ہے جبکہ اُس کی مدت بتائی جائے اور اُس کی شرح اُجرت کھول دی جائے کہ اتنے رقبہ کی اراضی اتنے روپیوں یا اشرفیوں میں اتنے دنوں کے لئے ہے۔ منہ

[۵۶] ہر زراعت کا۔ الخ یعنی وہ مالک زمین اپنی زمین ٹھیکے والے کو ہر زراعت کرنے کا اختیار بھی دیدے اور وہ زمین قابل زراعت بھی ہو شورا در ادسر نہو تو اس صورت میں ٹھیکہ دینا جائز بلکہ مستحب واولے ہے ۱۲ منہ

ملہ اور بٹائی پر۔ الخ یعنی بجائے نقد پر ٹھیکہ وپٹہ دینے کے اگر زمین کو بٹائی پر اٹھائے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بٹائی ناجائز ہے کیونکہ حدیث شریف میں روایت ہے عبداللہ بن مغفل سے کہ کہا اس نے زعم ثابت ابن ضحاک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہی عن المزارعۃ وامر بالمواجرۃ۔ ترجمہ یعنی بیان کیا ثابت بن ضحاک صحابی نے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بٹائی کرنے سے زمین کے اور حکم دیا ہے ٹھیکہ پر دینے زمین کا بالعوض نقد کے اور دوسری جگہ حضرت جابر سے روایت ہے کہ۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ عن المخابرۃ الی آخرہ ترجمہ یعنی منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی کے کرنے سے آخر حدیث تک یہ دونوں حدیثیں صحیح مسلم کی ہیں پس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے ان حدیثوں سے استدلال کرکے بٹائی کو جائز بتایا ہے ۱۲۔ منہ ملہ لیکن ان کے دونوں شاگرد۔ الخ۔ یعنی بٹائی پر کھیت کا دینا امام صاحب موصوف کے نزدیک تو ناجائز ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا مگر ان کے دونوں شاگرد رشید جن کو کہ درجہ اجتہاد قریب قریب اپنے استاد امام اعظم رحمۃ اللہ کے حاصل ہے اور جن کو کہ صاحبین کہتے ہیں وہ دونو صاحب اس بٹائی کے کرنے کو جائز بتاتے ہیں ولیکن چند شرائط کے ساتھ مشروط کرکے جائز بتاتے ہیں اور وہ شرطیں آگے بیان کی جاوینگی اگر وہ ثابت ہونگی تو ان کے نزدیک بھی بٹائی درست نہ ہوگی اور واضح ہو کہ امام ابوحنیفہ کو امام اعظم اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا علم اور فضل اور تبحر تمام مجتہدین و محدثین سے جو ان کے وقت میں تھے یا ان کے بعد ہوئے بہت بڑھا ہوا ہے بلکہ ان کے یہ دونوں شاگرد ابو یوسف اور امام محمد جن کو کہ صاحبین کہتے ہیں یہ بھی علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھے اور امام اعظم کا تو کہنا ہی کیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق وامام باقر رضی اللہ عنہ وحماد رحمۃ اللہ کے شاگرد ہیں اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور انکے پدر بزرگوار امام باقر کا جو کچھ علم و فضل ہے وہ اظہر من الشمس ہے پس ایسے کامل مکمل کا جو شاگرد ہوگا وہ ظاہر ہے کہ سب میں اعظم و افضل ہوگا بدیں وجہ ان کو امام اعظم کہتے ہیں اور انہیں کے مقلد حنفی کہلاتے ہیں ۱۲ منہ ملہ ہے نظیر۔ الخ۔ یعنی صاحبین رحمہما اللہ جس دلیل سے کہ بٹائی کرنے کو جائز بتاتے ہیں

اور بٹائی پر اٹھانا کھیت کا	بوحنیفہؓ نے تو ناجائز کہا
کیونکہ ہیں اخبار میں وارد یہی	منع کرتے تھے بٹائی سے نبی
لیکن ان کے دونوں شاگرد رشید	صاحبین اسکو بتاتے ہیں سعید
یعنی وہ جائز بتاتے ہیں مدام	جبکہ شرطیں اسکی ثابت ہوں تمام
ہے نظیر انکی بھی اک اچھی اثر	یعنی نخلستان خیبر کی خبر
ہے انہیں کے قول پر فتویٰ ضرور	تا بٹائی میں نہ آجائے فتور
مفتیوں کا ہے اسی پر اتفاق	تاکہ یہ مخلوق پر گذرے نہ شاق
اس پہ ہے اجماع جملہ مسلمین	پس بمجبوری یہ جائز کر یقین
چار ارکان اسکے ہیں اے مومنین	محنت اور ہل بیل اور تخم و زمین
ہو زمیں اور تخم مالک کا اگر	محنت اور ہل بیل عامل کے مگر
یا کہ مالک کی طرف سے ہو زمیں	اور ہوں عامل کی وہ باقی چیزیں تین

وہ نخلستان خیبر کی خبر ہے اور یہ نظیر بٹائی کے جواز کی اچھا اثر رکھتی ہے انزاد رخر یہ دونوں حدیث کی قسمیں ہیں اشعار میں اور قافیہ میں ان الفاظ کی بندش اور رعایت نے جو خوبی پیدا کر لی ہے اس کو فقیہ خوب سمجھ سکتے ہیں شرح اس کی نہیں ہو سکتی اور نظیر جواز کی یہ ہے وعن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفع الی یہود خیبر نخل خیبر وارضہا علی ان یعملوہا من اموالہم ولرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شطر ثمرہا۔ ترجمہ یعنی روایت ہے ابن عمر سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے یہود خیبر کو درخت خیبر کے اور زمین اس کی اس شرط پر کہ محنت کریں وہ درختوں پر اور کھیتی کریں وہ زمین کی اور خرچ کریں اس میں وہ اپنا مال اور پیدا وار میں سے آدھا رسول خدا کو ادا کریں اور آدھا خود لیں۔ منہ ملہ ہے انہیں کے الخ۔ یعنی صاحبین کے قول پر جنہوں نے کہ دلیل مذکور کی رو سے بٹائی کو جائز و درست رکھا ہے فتویٰ جاری ہے اور مفتیوں کا دستور العمل یہی ہے کہ اسیکے جواز پر فتویٰ دیتے ہیں۔ یہ بسبب ضرورت کے کہ ہر ایک مالک اراضی کو جو اسکی بابت پیش آتی ہیں (بقیہ نوٹ نمبر ۹۵ و ۹۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

سلہ یا کہ عامل کا الخ۔ یعنی اگر صورت مذکورہ بھی نہ ہو تو یہ ہو کہ عامل یعنی کاشتکار کا فقط کام اور محنت کھیتی کرنے اور کمانے کی اور مالک کی زمین اور تخم اور ہل بیل یہ سب ہوں تو ان سب صورتوں میں بٹائی درست ہے اور اس عقد مزارعت کے صحت کے واسطے آگے کی باتوں کا ہونا در شروط ہے۔ منہ سلہ اُن کے حصہ کا۔ الخ۔ یعنی بٹائی کے صحیح منعقد ہونے کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ کاشتکار و زمیندار کے حصہ کا بھی پہلے ہی قرارداد ہو جائے کہ دونوں میں سے کس کو تہائی پیداوار یا چوتھائی دیا جائیگا یا دونوں کا آدھا آدھا ہوگا۔ منہ سلہ نام لیں الخ یعنی قرارداد حصہ فریقین کے وقت یہ بات بھی نامزد ہونا ضروری ہے کہ جنس کونسی بوئی جائے گی آیا گیہوں بوئے جائیں گے یا چنی کی کاشت کیجائے گی یا دیگر جنس۔ منہ سلہ دونوں عاقل۔ الخ یعنی صحت عقد مزارعت کے واسطے یہ بھی لازم ہے کہ زمیندار و کاشتکار دونوں عاقل بالغ ہوں اگر انجان ہونگے تو اُن کا عقد معتبر نہ ہوگا جیسا کہ اوپر بیع کے بیان میں چند جگہ بتلا دیا گیا ہے چونکہ نابالغ مازون سمجھدار و تجربہ کار کا معاملہ بیع و اجارہ وغیرہ میں ضرور نافذ جائز رکھا گیا ہے اس لئے مؤلف نے شعر ہذا میں صرف عاقل پر اکتفا کی اور بلوغ کا ذکر نہ کیا منہ سلہ اور نہ ہوں عاقل۔ الخ۔ یعنی اگر وہ دونوں یا کہ ایک دونوں میں سے عاقل نہ ہو بسبب صغر سنی کے خواہ بسبب دیوانگی کے تو اس وقت اُن دونوں کے ولی مجاز یا ایک کا ولی مجاز اور دوسرا خود اگر عاقل ہو عقد مزارعت کرے اور جملہ معاملات بیع شرا میں اور نیز دیگر معاملات نکاح وغیرہ میں اسی طرح پر سمجھنا چاہئے کہ اگر عاقدین عاقل و بالغ نہوں تو ان کے بجائے اُن کے ولی مجاز معاملہ داری کریں اور ایسی حالت میں ولی کی معاملہ داری صحیح و درست سمجھی جائے گی اور مصرع اولیٰ میں ولی بمعنی سرپرست شرعی کے ہے اور مصرع ثانی میں ولی بمعنی بزرگ کے ہے چونکہ قاری کتاب کی جانب خطاب ہے لہذا قافیہ درست ہے اور اگر ولی کو ردیف مانا جائے تب بھی قافیہ اُن کے اور اے کا درست رہیگا منہ سلہ اس میں اگر کچھ اور ہو۔ الخ یعنی اگر شرائط مذکورہ میں کچھ تغیر و تبدل ہوگا تو بٹائی میں خلل پڑ جائے گا یعنی کہ بٹائی جائز نہ رہے گی۔ منہ

یا کہ عامل کا فقط ہو اک عمل	بیج ہو مالک کا اور ہوں بیل ہل
اُن کے حصہ کا بھی ہو جائے قرار	کس کا آدھا یا تہائی لے نگار
نام لیلیں جنس مزروعہ کا بھی	یعنی گیہوں بوئیں گے وہ یا چنی
دونوں عاقل ہی ہوں پھر وہ عاقدین	تب بٹائی ہو درست اے نور عین
اور نہوں عاقل تو ہوں اُنکے ولی	سب جگہ یوہیں سمجھنا اے ولی
اسمیں گر کچھ اور ہو رد و بدل	پھر تو آئے گا بٹائی میں خلل
قطعہ قطعہ بانٹ لینا کھیت کا	ناج اوپر کا ہیرا اس طرح کا تیرا
یہ کبھی جائز نہیں اے نیک خو	سب سے بہتر ہے کہ ٹھیکہ نقد ہو
اور ٹھیکہ گاؤں کی توفیر کا	جس طرح لوگوں میں اب رائج ہوا
یعنی نزدیک کاشتکاران ہے روا	وہ اجارہ ہے ہے اُنکے بالیقیں
اور گاؤں پاس ٹھیکہ دار کے	وہ محاصل لیکر اُس کو دام دے

سلہ قطعہ قطعہ۔ الخ یعنی کھیت کے دو یا تین ٹکڑے کر کے یہ قرارداد کرنا کہ ان ٹکڑوں کا پیداوار کاشتکار کا ہوگا یا یہ کہ نشیبی زمین کا پیداوار ایک کا اور بلند زمین کا پیداوار دوسرے کا یا کہ گول یا نالی کے قریب کا پیداوار ایک کا اور اُن سے دور کا پیداوار دوسرے کا یہ قرارداد نا جائز ہے اس سے عقد مزارعت فاسد ہے عقد اسی وقت صحیح ہوگا کہ کل کھیت کے پیداوار میں سے ہر ایک کا حصہ معین کرکے نامزد کر لیا جائے کہ نصف نصف یا ثلث یا ربع وغیرہ وغیرہ اور چونکہ بٹائی میں ان سب باتوں کی نگہداشت دشوار ہے اور ان کے برخلاف خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اور نیز اس کے اوسط نہ ہونے میں ہی شبہ نہیں ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ کھیت کو نقد ٹھیکہ پر ہی طے کر کے دیا کرے کہ اس میں کچھ کھٹکا نہیں ہے۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ضمیمہ میں دیکھیں)

کم ملے یا بیش اس سے کام کیا	ہر طرح دے اس کو جو ٹھیرا لیا
چاروں مذہب میں ہے یہ باطل حرام	آجکل غافل ہیں اس سے خاص و عام
ایسا ٹھیکہ ہے شبیہ شریہ	دیکھ خیریہ عقود الدریہ
باغ کا ٹھیکہ یہ دینا صاحبو	سال یا دو سال۔ یا سہ سال کو
[۵۱] یہ نہیں جائز بقول مصطفیٰ	مفت کیوں لیتے ہو مال انسان کا
[۵۲] باغ میں جبتک کہ پھل آئے نہیں	بیچنا جائز اس کا کر یقین
[۵۳] بعض کے نزدیک پھل جب تک ہیں خام	بیچنا تب تک ہے ناجائز مدام
[۵۴] باغ میں پھل آکے جب پکنے لگیں	تب اجازت بیع کی یہ بعض دیں
[۵۵] پر ائمہ اپنے کہتے ہیں تمام	مطلقاً جائز ہے پختہ ہوں کہ خام
کہتے ہیں جائز وہ بیع ہر ثمر	خام ہونے پر بھی بالائے شجر
شرط کرتے ہیں مگر وہ بھی تمام	اسطرح کہتے ہیں وہ تینوں امام

[۵۱] یہ نہیں جائز۔ الخ یعنی یہ ٹھیکہ باغوں کا لینا دینا جائز نہیں ہے بموجب فرمانے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کیونکہ مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع السنین ترجمہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے باغوں کے سے چند سالوں کے واسطے یعنی ٹھیکہ اور دوسری جگہ ہے کہ نہی رسول اللہ عن المحاقلة والمزابنة والمخابرة والمعاومة وعن الثنیا ورخص فی العرایا یعنی روایت کی مسلم نے جابر سے کہ فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے کھیتی کے سے چکوتا کرنے اور بیچنے کھجوروں کے سے درختوں پر بدلے سو فرق پیمانہ کھجور کے کہ بیچے ہوں اور بٹائی کرنے کھیت کے اور بیچنے پھلوں کے سے قبل نمودار ہونے ان کے کے ایک سال یا دو سال یا زیادہ کے واسطے اور مستثنیٰ کر لینے پھلوں کے سے باغ میں اور اجازت دی عرایا میں اور ایک اور جگہ فرمایا ہے حضرت نے أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ ترجمہ یعنی کیا نہیں غور کرتا تو کہ اگر باز رکھے اللہ تعالیٰ میوہ کو درخت پر نمودار ہونے سے یا پکنے سے تو پھر کس سبب سے لے ایک تمہارا مال بھائی اپنے کا مفت۔ کیا معنی کہ جیسا ایک تمہارا باغ کو پھل لانے سے پیشتر بیچ دیگا اور اس میں کسی وجہ سے خدا کی قدرت سے اس سال پھل نہ آوے گا تو پھر وہ قیمت اس کی مفت کیونکر لیگا پس چونکہ یہ بیع مجہول ہے لہذا ناجائز ہے۔ منہ [۵۲] باغ میں جب تک کہ پھل آوے نہیں۔ یعنی جب تک کہ سب باغ میں پھلت بخوبی پھل نہ آوے گا تو پھر وہ قیمت اس کی مفت کیونکر لیگا پس چونکہ یہ بیع مجہول ہے جائز نہیں ہے ۱۲۔ [۵۳] بعض کے نزدیک۔ الخ یعنی بعض فقہا کے نزدیک جبتک کہ پھل کچے رہیں اس وقت تک باغ کا بیچنا جائز نہیں ہے بلکہ ممانعت وحلت۔ منہ [۵۴] باغ میں پھل آکے الخ یعنی جبکہ باغ میں پھل نمودار ہوکے کے بعد پکنا بھی شروع ہو جائیں اس وقت باغوں کا بیچنا جائز ہے ان کے نزدیک قبل پکنے پھلوں کے باغ بیچنا جائز نہیں ہے کیا معنی کہ کچھ پھلوں کے نمودار ہونے پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ پھلوں کے نمودار ہونے کے بعد ان کا پختہ ہونے لگنا بھی خرید و فروخت باغ کے واسطے شرط ہے۔ منہ [۵۵] پر ائمہ اپنے الخ یعنی ولیکن ہمارے سب امام کیا معنی کہ تینوں امام تمام کچے پھلوں کی بیع بھی درختوں کے اوپر جائز بتاتے ہیں۔ اور وہ امام اعظم اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ ہیں مگر ان کے نزدیک بھی ان کچے پھلوں کی بیع جائز ہونے کے واسطے یہ شرط ہے کہ ایسے پھلوں کے باغ بیچنے کے بعد مشتری ان پھلوں کو ایک ساتھ کچا ہی توڑ لے اور بائع اپنے باغ کو پھلوں سے خالی کر لے تب تو یہ بیع کچے پھلوں کی جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے کیا معنی کہ اگر پھلوں کے پکنے سے پہلے باغ کو بیچا اور اس میں یہ شرط لگائی کہ پھلوں کے پکنے کے بعد رفتہ رفتہ پھل توڑے جائیں گے اور بتدریج باغ خالی کیا جائیگا تو ایسی صورت میں ان کے نزدیک بھی بیع ناجائز ہوگی کیونکہ پکنے سے پیشتر پھلوں کی بیع ان کے نزدیک بھی اسی وقت جائز ہوگی جبکہ ان پھلوں کو پکنے سے پیشتر ہی کچا توڑ لیا جائے۔ منہ ۱۲۔

پھل اگر کچے خریدے مشتری | پس کرے یہ شرط بائع اس گھڑی
یہ کہ وہ سب توڑ لے کچے ہی پھل | تب تو جائز ہی وگرنہ ہے خلل
اور اگر وہ شرط آپس میں کریں | یہ کہ پھل پیڑوں پہ پکنے تک رہیں
بیع پس فاسد ہی یہ اے نیک نام | ایسی صورت میں ہے ناجائز مدام
اور جو سب پھل[۱] آکے پورے بھر گئے | جب بھی شرط ترک ناجائز ہے
قول یہ منقول ہے[۲] شیخین کا | برخلاف اس کے محمد نے کہا
یعنی اس صورت میں وہ اس شرط کو | کہتے ہیں جائز کہ تا نقصان نہ ہو
بعض نے فتویٰ بھی ہے اس پر دیا | کیونکہ برعکس اسکے نقصان ہی بڑا
پھل کے آنے سے[۳] و لیکن پیشتر | بیچنا باغ کا اور مور پہ
شرط پھل آنے کی ہو یا خام میں | شرط اُنکے پختہ ہونے کی کریں
یہ تو ہے بالکل حرام اے مومنین | اختلاف اسمیں کسی کا بھی نہیں

ؔ۱ اور جو سب پھل۔ الخ یعنی پھلوں کو نمودار ہو جانے پر بھی کچھ منحصر نہیں، پھر بلکہ اگر تمام پھل باغ میں پورے آجائیں اور خوب بھر بھی جائیں اور اپنی نہایت کو پہنچ جائیں کہ پھر ان میں حجم بڑھنے کی گنجائش باقی نہ رہے تو اس صورت میں بھی درختوں پر چھوڑنے کی شرط ناجائز ہے۔ ۱۲ منہ ؔ۲ قول یہ منقول ہے۔ الخ یعنی یہ قول کہ بعد پورے بھر جانے اور بڑھ جانے پھلوں کے بھی اُن کا درختوں پر چھوڑ رکھنا جائز نہیں ہے امام اعظم اور امام ابو یوسف جن کو کہ شیخین بھی کہتے ہیں اُن کا قول ہے ولیکن امام محمد کا اس میں یہ اختلاف ہے کہ اس صورت میں جبکہ پھل پورے بھر جائیں اور انتہا کو پہنچ جائیں تو پکنے تک کی شرط پر پھلوں کا درختوں پر چھوڑے رکھنا جائز ہے اور بعض فقہائے متاخرین نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے تاکہ لوگوں کا نقصان نہ ہو کیونکہ اس کے عکس میں بڑا حرج اکثر واقع ہوتا ہے ۱۲ منہ ؔ۳ پھل کے آنے سے ولیکن۔ الخ یعنی باغوں میں پھلوں کے آنے سے پہلے اُن کو بیچنا اور ایک سال یا دو سال یا تین سال یا اس سے بھی زیادہ مدت پہلے اُن کا ٹھیکہ دینا یا پھول نکلنے کے وقت جن کو کہ مور کہتے ہیں اُن کا بیچنا یا پھل نمودار ہونے کے بعد جلد یہ شرط کر کے بیچنا کہ پھلوں کو اُن کے پکنے تک درختوں پر رہنے دیا جائے جیسا کہ اوپر بخوبی جتا دیا گیا ہے تو یہ بالکل حرام ہے اور اس میں کسی امام کا اختلاف نہیں ہے کیا معنی کہ جیسا اختلاف کہ پھلوں کے نمودار ہونے پر انکو فوراً توڑ لینے کی شرط پر بیچنا یا نمودار ہونے کے بعد اُن کے بھر کر پورے ہو جانے کے وقت بیچنے کے جواز و عدم جواز میں فقہا اور ائمہ کے درمیان ہے ایسا اختلاف پھل آنے سے پہلے بیچنے میں کسی کا نہیں ہے کہ یہ بالاتفاق سب کے نزدیک حرام ہے اور سود میں داخل ہے۔ واضح ہو کہ ہمارے باغات کے بیچنے میں آجکل بالعموم یہ رواج ہو رہا ہے کہ اکثر لوگ ہمارے باغ کو پھل نمودار ہونے سے پہلے مور نکلنے پر اور بعض پھل نمودار ہونے کے بعد فوراً پک جانے تک درختوں پر قائم رکھنے کی شرط پر اور بعض صاحب تو دو دو تین تین سال پیشتر بیچ ڈالتے ہیں اور شرع شریف کی ممانعت و علت حرمت کا کچھ خیال نہیں کرتے یہ حرکت نہایت مذموم ہے اور بہت بیجا ہے کہ جس کا وبال آخرت میں بہت زیادہ ہے جب مالکان باغ سے اس کی ممانعت کہی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم پھل نمودار ہونے پر بھی فوراً باغات کو بیچیں اور اُن کے پختہ ہو جانے تک انتظار کریں تو ایک پھل بھی جانوران و زدان سے باقی نہ بچے اور سب مال ہمارا ضائع جائے اور ہم مالکان سے اپنے متعدد باغوں کی حفاظت ہو نہیں سکتی پھر کیا ہو۔ پس ایسی صورت میں اُس کے جواز کی مستحسن شکل یہ ہے کہ ہر باغ میں کچھ نہ کچھ زمین خالی ضرور ہوتی ہے اور یہ نہیں تو دو درختوں کے بیچ کے فاصلہ کی زمین تو ضرور ہی خالی ہو گی پس وہ زمین جو کہ درختوں کی جڑوں سے علیحدہ ہے اُس زمین کا ٹھیکہ یا پٹہ برائے انتفاع جائز کے واسطے جتنی بھی مدت کے لئے طرفین کی خوشی ہو جتنے بھی روپیہ کے بالعوض عاقدین چاہیں لین دین سب درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اُس میں مشتری کو اختیار ہو کہ وہ مدت معینہ کے اندر گو وہ کتنی زیادہ مدت دراز کے واسطے کیوں نہ ہو (بقیہ نوٹ نمبر ۳ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

بیع[51] پھل پکنے پہ ازبس خوب ہے ❊ سب اماموں کو یہ تو مجبوب ہے
اور[52] بٹائی باغ کی لے بوالہوس ❊ ہے بٹائی کھیت کی مانند بس
تول میں یا ناپ میں کرنا کمی ❊ یا کہ قیمت میں چرائے مشتری
دیر کرنا اُجرتِ مزدور کو ❊ ظلم ہے۔ اور ہے حرام اسے نیکخو

لباس کا بیان

اوڑھنا[53] کپڑے کا ذی مقدور کو ❊ جس سے ٹھلک سردی گرمی دور ہو
سترِ عورت بھی بخوبی چھپ سکے ❊ مرد و زن دونوں پہ واجب جان لے
ہے مباح اس سے زیادہ اوڑھنا ❊ پر ہے یہ اسراف و تکبر ناروا
زیور[54] نقدیں اور ریشم تمام ❊ ہے پہننا مردوں کو ان کا حرام
چار انگل تک ولیکن ریشمی ❊ گوٹ ہے ان کو روا یوں ہی زری

---

[51] بیع پھل۔ الخ یعنی بہار باغ کا پھلوں کے پختہ ہو جانے کے بعد بیچنا یہ بہت خوب ہے کہ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اور سب اماموں کو یہ پسند ہے کیا معنی کہ بالاتفاق سب کے نزدیک چاروں مذہب میں یہ حلال و طیب ہے۔ منہ ۱۲

[52] اور بٹائی۔ الخ یعنی باغ کو بٹائی پر دینا نقد پر نہ بیچنا اس کا حکم کھیت کی بٹائی کے مانند یا قریب قریب اس کے ہے اور وہ حکم گذر ہی چکا مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۱۲ منہ

[53] یعنی ذی مقدور کو اس قدر کپڑا اوڑھنا کہ جس سے سردی و گرمی ٹھلک دور ہو وے اور ستر عورت بھی چھپ سکے یہ فرض ہے اور اس سے زیادہ کرنا مباح ہے۔ منہ ۱۲

[54] زیور نقدین۔ الخ یعنی سونے اور چاندی کا زیور اور ان کا بنا ہوا کپڑا اور ریشم خالص یہ سب چیزیں مردوں کو حرام اور عورتوں کو جائز ہیں کیونکہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ حریرًا فجعلہ فی یمینہ واخذ ذھبًا فجعلہ فی شمالہ ثم قال ان ھذین حرام علی ذکور امتی۔ منہ

[illegible]

۱ ہو جو بالعکس اس کے۔ الخ یعنی جس کا تانا ریشمی اور بانا اور چیز کا ہو مثلاً سوت کا یا اون کا تو ایسا کپڑا مردوں کو پہننا جائز ہے کہ وہ ریشم کا حکم نہیں رکھتا ہے اور اس کے بالعکس یعنی جس کا تانا سوت اور اون وغیرہ کا تانا اور بانا ریشم کا ہو تو بھی مردوں کو ریشم کی مانند ممنوع ہے کہ یہ ریشم کا حکم رکھتا ہے مگر چار انگشت کی چوڑی گوٹ منع نہیں ہے جس طرح پر کہ اسقدر ریشم یا زری کے کپڑے کی گوٹ منع نہیں ہے کیا معنی کہ اگر کپڑا چار انگل سے زائد ہے اور اس پر چار انگل کی گوٹ یا حاشیہ یا بیل یا بوٹے ریشم یا زری کے ہیں تو حلال ہے اور اگر خود کپڑا ہی چار انگل یا اس سے کم ہو تو ریشم یا زری مرد کو حرام ہے جیسے تعویذ سونے یا چاندی کا یا کمربند ریشم وغیرہ کا ۱۲۔ منہ ۲ مرد کو رنگ کسم بھی ہے حرام۔ الخ۔ یعنی کسم سے رنگا ہوا کپڑا بھی مردوں کو پہننا حرام ہے کیونکہ روایت ہے حضرت مولا علی رض سے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن لبس القسی والمعصفر ترجمہ یعنی منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے پہننے سے اور کسم کی رنگ کے کپڑے پہننے سے رواہ مسلم۔

جس کا تانا ریشمی بانا ہو اور	مرد و زن دونوں کو جائز ہے یہ طور
ہو[۱] جو بالعکس اس کے وہ بھی منع ہو	چار انگل سے زیادہ مرد کو
مرد[۲] کو رنگ کسم بھی ہے حرام	زعفرانی[۳] بھی ہے ایسا ہی مدام
ٹخنوں[۴] سے نیچا ہو پاجامہ اگر	ہے تکبر سے محرّم سر بسر
ہیں[۵] وعیدیں سخت اُسکے واسطے	نار دوزخ سے وہ پاجامہ جلے
سب[۶] تکبر کے کراہت کر لقین	دیکھ عالمگیریہ لے پاک دیں
منع[۷] یہ مردوں کو ہیں اے معتبر	عورتوں کو تینوں جائز ہیں مگر
بلکہ ٹخنوں کا چھپانا فرض آنکھیں	دامن اپنے ٹخنوں سے نیچے رکھیں
جامۂ[۸] مسنونہ ہی سبز و سفید	ہیں لباس خلق اے با اُمید
اور[۹] عمامہ باندھنا سنّت سے گنے	جس کا شملہ ہاتھ بھر اوسطے سے ہے
کم سے کم ہو پاؤ گز۔ اور بیٹھ کر	تا زمیں جائز ہے۔ اور زائد میں شر

منہ ۳ زعفرانی بھی ہے۔ الخ یعنی جس طرح پر کسم کا کپڑا مردوں کو حرام ہے اسی طرح پر زعفران سے رنگا ہوا کپڑا بھی مردوں کو حرام ہے اس سے بھی نہی وارد ہے منہ ۴ ٹخنوں سے نیچا ہو پاجامہ اگر۔ الخ یعنی اگر مردوں کا پاجامہ اس قدر نیچا ہو کہ جس سے ٹخنے چھپ جائیں تو وہ بھی مطلقاً حرام ہے اگر بہ نیت تکبر و تبختر پہنے ورنہ مکروہ ہے ۱۲۔ ۵ ہیں وعیدیں۔ الخ یعنی جس کا پائجامہ کہ ٹخنے سے نیچے لٹکتا ہو اس کے پائجامہ کے لئے احادیث نبوی میں سخت در سخت وعیدیں وارد ہیں چنانچہ ایک حدیث صحیح میں وارد ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواہ البخاری ترجمہ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسقدر پائجامہ کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہوگا وہ آتش دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ روایت کی یہ حدیث بخاری نے منہ ۱۲ ۶ سب تکبر کے۔ الخ یعنی ٹخنوں سے نیچا پاجامہ اگر بغیر تکبر و تبختر کے کسی اور وجہ سے پہنے تو وہ حرام نہیں ہے اور نہ اس کے واسطے وہ وعید ناقذ ہے کیونکہ صحیح بخاری میں حدیث مروی ہے کہ یہ حدیث سنکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ اب میں کیا کروں کہ میرا تہبند تو خود بخود لٹک کر نیچے آجاتا ہے جبتک کہ میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں اور اوپر متوجہ ہوکر پھر اس کو سخت نہ باندھوں فرمایا انت لست ممن یصنعہ خیلاء (ع) یعنی اے صدیق تم ان میں سے نہیں ہو جو تکبر اور اترانے کی راہ سے ایسا کرتے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ تکبر کی راہ سے لٹکانا حرام ہے ورنہ مکروہ تنزیہی رہے گا اور صدیق اکبر کے لئے کچھ مکروہ نہیں کہ وہ اس سے مستثنیٰ فرما دئے گئے کہ وہ اپنی عادت سے مجبور تھے کہ ان کا پاجامہ خود بخود لٹک کر ٹخنوں کے نیچے آجایا کرتا تھا کذا فی فتاویٰ عالمگیریہ ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

جو عمامہ سے پڑھے وقتی جناب ۔۔ اُس کو ستر حصے زائد ہو ثواب

کھانوں کا اور ذبیحہ کا اور حلال و حرام جانوروں کا اور شکار کا بیان

فرض ہے کھانا ہر اک کو اسقدر ۔۔ زندگی جتنے سے قائم ہو۔ مگر

ہو تہائی پیٹ تک تو خوب ہے ۔۔ یہ حدیث و سنت محبوب ہے

آدھے پیٹ اور پون تک بھی مستحب ۔۔ پُر شکم ہونا مباح ہے با ادب

اس سے زائد ہی حرام اسے دیں شعار ۔۔ جس سے بدہضمی ہو اور کھٹی ڈکار

ل جو عمامہ۔ الخ یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی نمازی عمامہ باندھ کر اپنی نماز فرض ادا کرے تو اُس نمازی کو بجائے ایک نماز کے ستر نمازوں کا ثواب ہوتا ہے۔ منہ

ل فرض ہے کھانا۔ الخ۔ اب یہاں سے کھانوں کا بیان شروع ہوا یعنی ہر آدمی کو اسقدر کھانا فرض ہے کہ جسقدر کھانے سے حیات انسانی قائم رہے اور اُس سے زیادہ کھانا پون پیٹ تک مستحب ہے تاکہ ادائے فرائض و واجبات وسُنن کی قوت بنی رہے اور پُرشکم ہو کر کھانا مباح ہے اور روزہ رکھنے کے واسطے وہ ہی افضل ہے اور اُس سے بھی زیادہ کھانا کہ جس سے بدہضمی ہو کر کھٹی ڈکاریں آنے لگیں حرام ہے اور اُس سے سوائے اسراف مالی اور نقصان جان کے اور کچھ حاصل نہیں ہے اور کھانے کے واسطے کون کون سی چیزیں حلال و درست ہیں اور کون سی درست نہیں ہیں اُس کا بیان آگے ہے۔ منہ ۱۲

ــــــه جنس غلہ۔ الخ یعنی ہر قسم کا غلہ مثل گندم جو چنا جوار باجرہ مکا ارد، ارہر، مونگ، مسور، مٹر، تل، سرسوں، کودوں وغیرہ کے اور تمام قسم کی ترکاریاں مثل آلو، گوبھی، لوکی، ساگ، پات وغیرہ کے اور جملہ پھل خربزہ، تربوز، آم، انار، انگور، سیب، بہی، امرود، بیر وغیرہ کے اور سب میوہ جات مثل بادام، کشمش، پستہ وغیرہ کے ان کا کیا حکم ہے۔ اُس کا حکم آگے مذکور ہے ــــــه پاک پانی اور عرق ہیں طیبات۔ الخ۔ یعنی پاک پانی خواہ بارانی ہو یا زمینی ہو جیسا کہ اُن کا بیان باب الوضو میں گذر چکا ہے اور عرق ہائے طیبات۔ طیبات پاک چیزوں کو کہتے ہیں مثل گلاب اور سونف اور گاؤزبان اور دیگر نباتات خشک کے مثل خشک کھجور اور خشک انگور کا پانی ہوتا ہے کہ جو تھوڑا ابالا جاتا ہے اور جس میں قدرے جوش پیدا ہو جاتا ہے لیکن نشہ مطلق نہیں ہوتا اور نقیع جیسا مذکہ انگور کو کہتے ہیں کہ انگور خشک کو پانی میں تر کر کے اُس کا آب زلال لیا جاتا ہے اور یہاں مراد تمام فواکہات کے خیسانده وافشرده سے ہے بشرطیکہ اُس میں کچھ نشہ پیدا ہونے پاوے ۱۲۔منہ ــــــه سب جڑی بوٹی۔ یعنی تمام اقسام نباتات کہ جو زمین اور پہاڑوں پر پیدا ہوتی ہیں مثل گاؤزبان اور سولف اور منڈی اور کیبنی وغیرہم کے اور تمام ادویات کو جو مختلف مقامات سے حاصل ہوتی ہیں مثل مشک و عنبر و لعل و یاقوت و جواہر اور گندھک اور رانگ اور موم اور مومیائی وغیرہ کے بشرطیکہ ان میں سے کوئی چیز ہلاک کنندہ مثل سنکھیا اور دیگر سمیات وغیرہ کے اور کوئی چیز نشہ لانے والی مثل افیون اور بھنگ اور چرس اور گانجہ وغیرہ کے ذرہ برابر نہ ہو۔منہ ۱۲ ــــــه شہد و شکر نیشکر۔ الخ۔ یعنی شہد جو کہ لعاب مگس انگبیں ہے اور شکر یا مصری و قند وغیرہ جو کہ جوہر نیشکر و دیگر فواکہات و نباتات وغیرہ کا ہے اور نیشکر جو کہ ایک رسدار شیریں چیز از قسم نباتات ہے یہ سب چیزیں جن کا ذکر یہاں تک ہوا حلال ہیں کیا معنی کہ تمام اجناس غلہ و ترکاری ہا و جملہ اقسام پھل و میوہ ہا و جمیع آب ہا و نبیذ و نقیع شربت ہا و تمام نباتات و ادویات غیر مہلک و غیر مسکر و شہد و شکر و نیشکر جن کے صفات بخوبی بیان کر دئے گئے ہیں وہ سب بغرض حصول حیات انسانی و قوت و صحت بدنی غذا اگر دوا کے حلال

جنس ــه غلہ اور ترکاری تمام	جملہ پھل اور میوجات لے نیکنام
پاک ــه پانی اور عرق ہیں طیبات	اور نبیذین اور نقیع میوہ جات
سب ــه جڑی بوٹی تمامی ادویہ	ہوں نہ مہلک اور نہ مسکر جو ذرہ
شہد ــه و شکر نیشکر سب ہیں حلال	روغن و سرکہ نمک پاکیزہ مال
بیضہ ــه ہا و لحم مذبوحات و شیر	ہیں حلال و پاک و طیب لے بصیر
قے ــه ہو یا پاخانہ یا پیشاب ہو	یا منی یا خون یا زرداب ہو
کل ــه لیتے کی چیزیں اور مردار تمام	اور جو اشیا نجس ہیں سب حرام
جانور ــه جتنے کہ ہیں مردار خوار	پنجہ کش ہوں یا کہ ہوں وہ نیشدار
سب ــه شکاری جانور مردار ہیں	خچر اور ہاتھی گدھے بیکار ہیں
بندر ــه اور لنگور اور حشرات الارض	جن و انسان ترک ان سبکا ہی فرض
ہی ــه سور قطعی حرام اے خوشخصال	گائے، بکری، اونٹ، چوپائے حلال

[illegible] کہ وہ دودہ دہی و چھاچ و مٹھا وغیرہ کے۔منہ۔

ہیں اور اسی طرح پر تمام قسم کے دہنیات مثل روغن سرسوں و روغن کنجد و روغن زیتون و روغن بادام و غیرہا کے اور ہر قسم کے نمک مثل سانبھر اور لوسا اور لاہوری اور کھاری وغیرہ کے اور تمام سرکہ جات مثل انگوری و عرق نیشکری وغیرہ کے حلال و پاکیزہ مال قابل استعمال کے ہیں فافہم۔منہ ۱۲ ــــــه بیضہ ہا و۔ الخ۔ مذبوحات اُن جانوروں سے مراد ہے کہ جو ذبح کئے جاتے ہیں اور جن کا گوشت حلال ہے اور اُن کا ذکر آگے چل کر ہوگا پس مطلب یہ ہے کہ انڈے اور گوشت اور دودہ اُن سب جانوروں کے کہ جو ذبح کئے جاتے ہیں حلال اور پاک ہیں انڈے پرند جانوروں کے ہوتے ہیں۔ اور دودہ چرند یعنی چوپایوں کے ہوتا ہے اور ان چیزوں کے جائز و حلال ہونے کے واسطے اُن جانوروں کا ماکول ہونا شرط ہے۔ یہاں تک کہ اُن سب چیزوں کا بیان کیا گیا جنکا استعمال غذائی و دوائی مسلمانوں کے واسطے درست ہے اور جن چیزوں کا استعمال درست و جائز نہیں ہے انکا ذکر آگے مذکور ہوتا ہے۔منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

سب پکھیرو جو سیدہی چونچ کے حلال — ہے مگر کوا حرام اے خوشخصال

اور پکھیرو ٹیڑہی چونچوں کے تمام — ایک طوطے کے سوا سب ہیں حرام

ہو نجاست کھانے پر جن کی گذر — یا ہوام اور رینگنے والے جانور

کھی اور بھڑ اور بھمیری سب حرام — ان میں ٹڈی ہے حلال و خوش طعام

جتنے ہیں پانی کے اندر جانور — اُن میں ہے مچھلی حلال و معتبر

کھانے کو پس مچھلی ٹڈی کے سوا — ذبح کرنا فرض ہے ذی روح کا

ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہیں — ساتھ ہی واللہ اکبر بھی پڑھیں

ہو مدد پر ذبح میں گر دوسرا — شرط ہے اُس کو بھی پڑھنا ذکر کا

چھوڑ دے قصداً جو کوئی تسمیہ — ہو گا پس مردار حیوان اے ثقہ

معتبر ہے ذبح از اہلِ کتاب — دوسروں کا ذبح مردار و خراب

قبلہ رخ کو ذبح کرنا خوب ہے — برخلاف اُس کے بہت معیوب ہے

سب پکھیرو۔ الخ۔ یہ پرند جانوروں میں کے حلت و حرمت کا کلیہ ہے کہ پرندوں میں جسقدر جانور کہ سیدہی چونچ کے ہوتے ہیں مثل مرغی و طاؤس و تیتر و کبوتر و فاختہ و مینا و لوا و بٹیر و جمیع اقسام کنجشک یا ٹے کے و قاز و کلنگ و مرغابی و چہا و بگلا وغیرہم کے وہ سب حلال ہیں الا ایک کوا اُن میں حرام ہے بسبب اس کے کہ وہ مردار خوار و نجاست خوار ہے۔ منہ ۱۲ اور پکھیرو۔ الخ۔ یعنی سب پرند جو کہ ٹیڑہی و نوکدار چونچ رکھتے ہیں مثل باز و جرہ و شکرہ وغیرہم کے وہ سب مردار ہیں کیونکہ اکثر ایسے جانور درندی و شکاری ہوتے ہیں مگر اُن سب ٹیڑہی چونچ کے جانوروں میں ایک طوطا حلال ہے کہ وہ نہ درندہ ہے نہ مردار خوار ہے فتدبر۔ منہ ۱۲ ہو نجاست کھانے پر۔ الخ۔ یعنی یا وہ جانور کہ جو نجاست کھاتے ہوں خواہ وہ پرند ہوں مثل کوے وغیرہ کے خواہ وہ چرند ہوں مثل سور اور گلہری وغیرہ کے وہ بھی مردار و حرام ہیں واضح ہو کہ نجاست خوار جانور دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو کہ بالکل نجاست پر ہی گذران کرتے ہیں یا اکثر خوراک اُن کی نجاست ہو وہ تو بالکل مردار ہیں اور ایک قسم وہ جو کہ نجاست کم کھاتے ہوں اور اتفاقیہ نجاست سامنے آجانے پر کھا لیتے ہوں جیسے کہ مرغی و گائے وغیرہ وہ مردار نہیں ہیں لیکن کراہت ایک گونہ اُن میں بھی ہے بسبب نجاست خوار ہونے کے لہذا مناسب ہے کہ ایسے جانور کو تین دن تک بند کرکے اور اُن کو دانہ و چارہ وغیرہ دیکر چوتھے روز ذبح کیا جائے تو اُس صورت میں کراہت اُن میں باقی نہ رہے گی چمگادڑ جو کہ خلاف قواعد قدرت باوجود پرند ہونے کے انڈا نہیں دیتا بچہ جنتا ہے وہ بھی مردار ہے یا ہوام مثل چھپکلی گرگٹ سانپ بچھو کانتر وغیرہ کے جو کہ پیٹ کے بل زمین پر چلتے ہیں یا رینگنے والے جانور مثل چیونٹی کانسلائی سونڈی۔ کیڑے مکوڑوں کے وہ سب بھی مردار ہیں اور یہ بھی ایک قسم حشرات الارض کی ہیں فتدبر منہ کھی اور بھڑ اور بھمیری۔ الخ یعنی کھی ہر قسم کی خواہ شہد کی ہو خواہ دوسری ہو اور جملہ اقسام بھڑ و جو کاٹ کھاتے ہیں اور تمام قسم کی بھمیریاں اور چھپر یہ سب ہی حرام اور مردار ہیں الا ان سب چیزوں میں ایک ٹڈی جس کو ملخ کہتے ہیں وہ حلال و ماکول ہے۔ منہ جتنے ہیں۔ الخ۔ یعنی جسقدر جانور کہ پانی میں بود و باش رکھتے ہیں مثل گوہ۔ ناکہ۔ گھڑیال۔ کچھوہ۔ مینڈک وغیرہم کے اُن سب میں از روئے ... ہیں فقط ایک مچھلی ہر قسم کی حلال و ماکول اور باقی سب غیر ماکول ہیں فتدبر۔ منہ کھانے کو پس ٹڈی مچھلی کے سوا۔ الخ۔ یعنی مسلمان آدمی کو خورش کے واسطے سوائے ٹڈی اور مچھلی کے باقی تمام جانوران ماکول کا ذبح کرنا فرض ہے کہ بغیر ذبح کے اُن کا کھانا حرام ہے۔ کیا معنی کہ ٹڈی اور مچھلی بغیر ذبح کرنے کے کھائی جاتی ہیں کیونکہ اُن میں بہتا ہوا خون نہیں ہے جس کے واسطے ذبح کرنے کی ضرورت ہو علاوہ ازیں بغیر ذبح ان کے حلال ہونے میں نص وارد ہے کہ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ احلت لنا میتتان السمک والجراد یعنی حلال کر دئے گئے واسطے ہمارے دو مردے ایک مچھلی اور ایک ٹڈی لہذا بغیر ذبح کے اُن کو کھانا درست ہوا اور ماسوا ان کے دیگر تمام حیوانات (لقیہ نمبر ۱۴ کا نوٹ دنمبر ۲۸ و ۱۰۹ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

له ذبح کا آلہ الخ یعنی وہ ہتیار کہ جس سے جانور کو ذبح کرے خوب تیز ہونا چاہئے کہ ایک دفعہ میں پار کر دیوے اگر آلہ ذبح تیز نہ ہو کند و موتھر ہو کہ یہ بہت مکروہ ہے کیا معنی کہ مکروہ تحریمہ ہے کہ ایسے آلہ سے بلا وجہ جانور کو اذیت و تکلیف پہنچتی ہے۔ منہ سله ذبح ہے مکروہ۔ الخ یعنی ایسا سخت ذبح کرنا کہ جس سے گردن کٹکر بالکل علیحدہ ہو جاوے یا آنکہ چھری وغیرہ حرام مغز تک پہنچ جاوے یہ بہی مکروہ ہے۔ منہ سله ذبح کی جا گلا۔ الخ یعنی جانور مذبوح کے ذبح کرنے کا مقام گلا ہے گلے کے سوا دوسری جگہ ذبح کرنا جائز نہیں ہے اگر گلے کو چھوڑ کر کسی اور مقام پر ذبح کیا جائے گا تو ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔ اور گلا۔ سر اور گردن کے جوڑ اور گردن اور سینہ کے جوڑ کے درمیانی مقام کو کہتے ہیں لہذا ذابح کو واجب ہے کہ اس درمیان میں ہمیشہ ذبح کیا کرے۔ منہ ۱۲ سله ہر گلے میں چار۔ الخ یعنی ہر حیوان کے گلے میں چار رگیں ہوتی ہیں اُن میں سے ایک رگ حلقوم ہے جس کو نرخرا بولتے ہیں اور جس میں ہوکر دم آتا جاتا ہے اور دوسری رگ مری ہے جس میں ہوکر دانہ پانی پیٹ میں پہنچتا ہے دو شہ رگیں ہوتی ہیں جن میں خون پہرتا رہتا ہے اور ذبح اختیاری کے وقت ان میں تین رگوں کا کاٹنا لازمی و ضروری ہے اور چاروں کا کاٹنا سُنت ہے۔ منہ سله تین کٹ جانے میں بہی۔ الخ یعنی منجملہ چار رگوں کے اگر تین رگیں بہی ذبح میں کٹ جائینگی تو جانور ذبح ہو جائے گا اور اُس کا کہانا حلال ہوگا اور اگر تین رگوں سے کم کٹیں گی تو ذبیحہ مردار ہو جائے گا۔ منہ سله اختیاری ذبح میں۔ الخ۔ ذبح اختیاری اُس کو کہتے ہیں کہ جانور کو اپنے قبضہ میں لاکر بطریق معمول ذبح کرے پس جبکہ جانور کو باختیار خود ذبح کرے اُس وقت اس طرح پر ذبح کرنا کہ جس میں کم از کم تین رگیں اُس کے گلے کی کٹجائیں۔ شرط ہے مگر اضطراری ذبح میں جبکہ جانور پر قبضہ نہ پہنچے اُس وقت یہ حکم نہیں ہے اُس کے واسطے دوسرا حکم ہے اور وہ بالتفصیل آگے بیان ہوتا ہے۔ منہ سله ہو معلم باز یا کتا۔ الخ۔ یہ بیان ذبح اضطراری کا ہے۔ اور ذبح اضطراری اُس کو کہتے ہیں کہ جب جانور وحشی ہو اور اُس پر قبضہ نہ ہو تو اُس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر کسی تیز جراح چیز سے حربہ کیا جائے اور وہ جانور اُس حربہ سے مرجائے یا کسی تعلیم یافتہ شکاری جانور کو تکبیر کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ درندہ اُس کو زخمی کرکے مار ڈالے تو وہ زخم اُس شکار کے کہیں کیوں نہ لگے وہ ذبیحہ قرار پائے گا۔ اس کا نام ذبح اضطراری ہے۔ پس مقصود یہ ہے کہ اگر باز یا کتا جو تعلیم یافتہ ہو اُن دونوں میں سے کسی کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ شکار کو زخمی کرکے مار ڈالے تو وہ شکار ذبح ہو جائیگا۔ بطریق ذبح اضطرار کے جیسا کہ ابہی بیان کیا گیا کیونکہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما علمت من کلب او باز ثم ارسلتہ وذکرت اسم اللہ فکل مما امسک علیک یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑے تو اپنے کتے یا باز تعلیم یافتہ کو شکار پر بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر پس کہا تو اس شکار کو جس کو کہ اُس نے تیرے واسطے پکڑ رکھا ہے (بقیہ نوٹ نمبر ۸ کا و نمبر ۹ و ۱۰ کا ضمیمہ میں دیکہیں)

ذبح کا آلہ ہو تیز اے نیک بخت
کند ہونا اسکا ہے مکروہ سخت

ذبح ہے مکروہ اتنے زور سے
جس سے گردن کٹکے باہر جا پڑے

ذبح کی جا ہے گلا اے ذاجبین
دوسری جا ذبح جائز ہے نہیں

ہر گلے میں چار ہوتی ہیں رگیں
کاٹنا چاروں کا سُنت ہے تہیں

تین کٹجائیں بہی ہوگا حلال
اس سے کم میں ہوگا مردار و وبال

اختیاری ذبح میں یہ شرط ہے
اضطراری میں نہیں اے نیک پے

ہو معلّم باز یا کُتّا اگر
چھوڑے اس کو تسمیہ پڑھ کر مگر

کرکے زخمی مار ڈالے وہ شکار
ہوگیا وہ ذبح ذبح اضطرار

اُسکا کہانا ہو درست اے باکمال
تیر پران کا بہی مارا ہے حلال

جائے تو زندہ اگر پائے اُسے
ذبح کرنا بہی ہے فرض اُس کے لئے

ذبح بن پہر وہ نہیں ہوگا ذبیح
ذبح کرکے زندہ کرنا لے مسیح

جس جگہ پکڑا ہو کتے نے اُسے — اُس جگہ سے کاٹکر کچھ پھینکدے

ہے معلم باز جب آنے لگے — اور ہی کتا جب نہ کھائے اُسمیں سے

جو کوئی آلہ کہ ایسا تیز ہو — چیر کے پھاڑے او بہائی خون کو

تسمیہ پڑھ کر اگر حربہ کرے — اور شکار اُس کی جراحت سے مرے

بالیقین وہ ہی ذبیحہ اور حلال — کچھ نہیں ہو اسمیں جائے قیل و قال

فی زمانہ مردمانِ ہر دیار — کرتے ہیں بندوق سے اکثر شکار

اُسکے بارہ میں بہت ہی اختلاف — کچھ نہیں ہو اُس کا فتوی صاف صاف

کہتے ہیں ناجائز اکثر عالمین — بعض جائز اُس کو کرتے ہیں یقین

مولوی بلہور کے خرم علے — شاہ اہل اللہ صاحب دہلوے

دونوں نے لکھا ہو ناجائز اسے — اپنے اپنے ترجمہ میں فقہ کے

اور مرے اُستاد مولانا حسن — عالم و فاضل فقیہ سہسون

جس جگہ پکڑا ہو الخ یعنی کتے معلم نے شکار کو جس جگہ اُس کے بدن میں سے پکڑ کر مارا ہو پس اُس جگہ سے تھوڑا سا گوشت کاٹکر پھینکدے یا اُسی کتے کو کھلا دیوے باقی سب آپ کھائے کیونکہ کتے کا لعاب دہن ناپاک ہے پس زخم میں جہاں جہاں اُس کا لعاب لگا ہو وہاں سے کاٹ کر پھینکدے منہ ہے معلم الخ یعنی باز یا شکرہ وغیرہ تعلیم یافتہ جب ہوتا ہے کہ اگر اُس کو چھوڑ کر باز دار بلاوے تو اُس کے بلانے سے وہ چلا آوے اور کتا تعلیم یافتہ جب ہوتا ہے کہ شکار کو پکڑ کر اُس میں سے چیر پھاڑ کر کھانے نہ لگے کیا معنی کہ اگرچہ شکار کو پکڑ کر اُس کو مار ڈالے ولیکن اُس میں سے خود بخود کھاوے ہرگز نہیں اور اگر کتا شکار کو مار کر اُس میں سے خود بخود کھانا شروع کر دے گا تو پھر وہ تعلیم یافتہ نہ رہے گا اور اُس کا مارا ہوا شکار مردار ہو جائے گا کتے کی عادت یہ ہے اگر اُس کو تعلیم دی جاوے تو وہ شکار کو پکڑ کر لے آتا ہے اور اگر شکار بڑا اور وزنی ہو تو اُس کو پکڑ کر روک رکھتا ہے ولیکن کھاتا نہیں ہے اور جب تعلیم یافتہ نہیں ہوتا تو اکثر شکار کو چیر پھاڑ کر کھانا شروع کر دیتا ہے اور باز و بہری و جرہ و شکرہ وغیرہ تعلیم یافتہ جب ہوتا ہے کہ وہ آدمی خوگر ہو جاوے اور بلانے سے آوے شکار کو پکڑ کر اور شکار کو مار کر کھانے نہ کھانے کی شرط نہیں ہے کیونکہ شکار کو مار کر اُن درندوں کا نہ کھانا غیر ممکن ہے منہ جو کوئی آلہ کہ ایسا تیز ہو الخ اب یہاں سے شکار کے مارنے کا آلہ بتایا جاتا ہے کہ جو ہتھیار ایسا تیز دھاردار ہو کہ جو شکار میں لگ کر اُس کے بدن کو چیر کر اور پھاڑ کے اور خون اُس شکار میں سے تھوڑا سا نکال کر بہا دے منہ تسمیہ پڑھ کر الخ یعنی اگر ایسے ہتھیار سے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر حربہ کرے اور شکار اُس حربہ کی ضرب سے فوراً مر جائے کیا معنی اس شکاری کے شکار تک پہنچنے سے پہلے وہ جانور مر جاوے تو وہ مرا ہوا جانور یقینی ذبیحہ و حلال ہوگا اور اُس میں جائے گفتگو ہرگز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص ایسے مرے ہوئے جانور کو ذبیحہ و حلال نہ سمجھے گا تو وہ مرتد ہو جائیگا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا کیونکہ اس بارے میں نص قطعی وارد ہے پس ایسے شخص کو حلال نہ سمجھنا یا شک کرنا نص صریح کی مخالفت کرنا ہے جو کہ یقینی کفر ہے منہ ۱۲ فی زمانہ مردمانِ ہر دیار الخ یعنی اس زمانہ میں ہر ملک و دیار و جملہ ولایتوں میں لوگ بندوق سے اکثر شکار کھیلا کرتے ہیں لیکن اس بندوق کے بارہ میں علما میں اختلاف بہت ہی زیادہ ہے اور اُس کے شکار کے جواز و عدم جواز میں اب تک کوئی اجماع علمائے اُمت کا ایسا نہیں ہوا جس سے اُس شکار کے جائز یا ناجائز ہونے کا صاف صاف فتوی شائع ہو اور اُس کے حلت یا حرمت کی دلیل قطعی قائم ہو کر ایک امر حق قرار پا جاوے تاکہ با آسانی لوگ اُس پر عمل کریں اور تردد باقی نہ رہے منہ کہتے ہیں ناجائز اکثر الخ یعنی بندوق کے مارے ہوئے شکار پر جو اختلاف کثیر ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ اکثر علما تو اُس کو ناجائز و مردار قرار دیتے ہیں اور بعض علما اُسکو جائز و حلال فرماتے ہیں کیا معنی کہ اگر بسم اللہ و اللہ اکبر کہکے بندوق چلائی جاوے اور اُس سے شکار مر جاوے تو بعض علما کے نزدیک وہ شکار مثل تیر و تلوار کے مارے ہوئے شکار کے حلال ہے اور اکثر کے نزدیک مثل پتھر اور لاٹھی وغیرہ کے مارے ہوئے شکار کے وقیذ و موقوذ ہے یعنی مردار ہے منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

حافظ وقاریٔ قرآنِ مجید — در فرائض نیز بے مثل و عدید
وہ بھی فرماتے کہ ناجائز یہ ہے — رحمۃ اللہ علیہ پے بہ پے
مولوی ومفتی لطف اللہ[۱] — قاضی شہرِ علیگڑھ دین پناہ
فاضل ونامی ویکتائے زمن — مفتیٔ آں حیدرآباد دکن
اوستادانِ جہاں را اُستاد — اہل دیں راست بروے اعتماد
وہ بھی فرماتے ہیں ناجائز اسے — شامی وقاضی کے استدلال سے
مولوی احمد رضا خان فقیہ[۲] — غیرتِ مثلش دیگرے لاریب فیہ
پایہ اش در فقہ بس بلند — پرتوِ بویوسف است آں ارجمند
پیشوا و مقتدائے اہل دین — وارثِ علمِ پیمبر در زمین
واقفِ اسرار قرآن و حدیث — قامعِ بدعات و شمشیرِ خبیث
آں محیِ سنتِ خیر الانام — اہل سنت والجماعت را امام

۱؎ مولوی ومفتی لطف اللہ۔ الخ۔ یعنی مولینا مولوی لطف اللہ صاحب مدظلہٗ علیگڈھی جو علیگڈھ خاص کے قاضی ہیں اور حیدرآباد میں ایک عرصہ تک مفتی رہے ہیں اور جو بہت بڑے فقیہ کامل و فاضل جید ہیں اور جن کی مثل اس میانِ دوآب میں دوسرا کوئی ایسا ہمہ داں نہیں ہے اور جو استاد الاساتذہ کے نام سے مشہور ہیں اور جن کے صدہا شاگرد مثل مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی عبدالغنی صاحب مئو قائم گنج کے بڑے بڑے فاضل موجود ہیں۔ وہ بھی اس شکار کو ناجائز فرماتے ہیں اور اس کے عدم جواز میں قاضی خاں کی یہ عبارت تحریر فرمائی ہے۔ ولا یحل صید البندقۃ والمعراض والعصا وما اشبہ ذالک وان جرح ذالک انتہی۔ قاضی خاں اور شامی کی عبارت ردالمحتار سے یہ تحریر کی ہے۔ ولا یخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم۔ انتہی ان کے جوابات بھی آگے مذکور ہوں گے منہ ۱۲

۲؎ مولوی احمد رضا خاں فقیہ۔ الخ۔ مولینا مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب مدظلہ فاضل بریلوی جو بہت بڑے فقیہ و محدث و جامع جمیع علوم و یکتائے روزگار ہیں اور فقہ میں جن کا ثانی نہیں ہے اور جو فی زماننا مجتہد مقید کا درجہ رکھتے ہیں اور فی الحقیقت اہل سنت و جماعت کی کشتی کے ناخدا ہیں اور وجود جن کا اس زمانہ کے لئے بمنزلہ مسیح کے ہیں وہ بھی اس شکار کی ممانعت فرماتے ہیں اور اس بارہ میں وہ دیگر اساتذۂ متاخرین کے پیرو ہیں وہ فرماتے ہیں کہ چونکہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں ہے لہٰذا اس کا شکار درست و جائز نہیں ہے۔ انتہی قولہ۔ اس کی تحقیق بھی آگے چلکر ہوگی کہ آیا بندوق میں کاٹ ہے یا نہیں جن فقہاء گذشتہ و حال کے نزدیک یہ شکار ناجائز و مردار ہے وہ مذکور ہو چکے اب وہ فقہا ذکر کئے جاتے ہیں جو اس کو جائز و حلال بتاتے ہیں۔ منہ۔

فاضلِ کاملِ بریلی مسکنش
نیست جائز این شکار از گفتنش

لیک پیرو مرشدِ ہر شیخ و شاب
شاہ عبدالقادرِ عالی جناب

نقش پائے نقشبندانِ سلف
ہیں اباً عن جدٍّ خلف ابنِ خلف

یعنی صاحبزادۂ عالی حضور
خواجۂ دنیا و دین عبدالغفور

وہ فقیہہ[٢] و عالم و فاضل بھی ہیں
اور طبیبِ حاذق و کامل بھی ہیں

مثلِ محدث بھی بڑے باقتدار
کہتے ہیں بندوق کا جائز شکار

یعنی پڑھ کر تسمیہ کو ایک بار
جو کوئی بندوق سے مارے شکار

اس سے مرجائے اگر وہ جانور
ہوگیا پس وہ حلال و معتبر

اور اگر وہ جانور زندہ ملے
شرط ہے جب ذبح بھی کرنا اسے

ذبح[٣] بن پھر وہ نہیں ہوگا حلال
ہے یہ دستورِ شریعت لازوال

شیخ عبداللہ[۴] ذی علم و فہیم
مفتیِ بھوپال در عہدِ قدیم

۱؎ لیک پیرو مرشد الخ۔ جو فقہا کہ گولی کے شکار کو جائز فرماتے ہیں اُن میں ایک پیرو مرشد مولینا شاہ عبدالقادر خاں صاحب مدظلہٗ ساکن شہر شاہجہانپور ہیں اور جو مولینا و مرشدنا حضرت خواجہ عبدالغفور صاحب نقشبندی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ خلف الصدق ہیں اور خواجہ صاحب مرحوم و مغفور خلیفہ و سجادہ نشین اپنے نانا مولینا حضرت عبدالرحمن صاحب مرحوم شاہجہانپوری کے تھے اور وہ حضرت مولینا شاہ غلام علی صاحب مرحوم دہلی کے خلیفہ تھے جو آفتاب عالمتاب کی طرح شہرۂ آفاق ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ واضح ہو کہ خواجہ عبدالغفور صاحب نقشبندی رضی اللہ عنہم نہایت درجہ پابند شریعت و متبع سنت و صاحب نسبت بزرگ تھے اور جن کی صدہا کرامتیں و خرق عادات ان آنکھوں سے دیکھی گئی ہیں یہ مؤلف ناچیز بھی انہیں کے دست مبارک پر بوسہ زن ہو کر کفش برداروں میں شامل ہوا ہے حالانکہ خواجہ صاحب مرحوم و مغفور مجھ سے ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ تم تو ہمارے برادر طریقت ہو ورنہ تم مرید بڑے حضرت مولینا شاہ عبدالرحمن صاحب قدس اللہ سرہٗ کے ہو اور وہ اس معنی کر کہ جب میری والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ بڑی حضرت شاہ عبدالرحمن صاحب مرحوم و مغفور سے اول بیعت ہوئی ہیں تو اس وقت میں شکم مادر میں موجود تھا اور چونکہ جنین اپنی ماں کے تابع شریعت میں قرار دیا گیا ہے لہٰذا خواجہ صاحب مرحوم باصرار یہ فرماتے تھے کہ تم درحقیقت باتباع اپنی والدہ کے بڑے حضرت سے بیعت ہو چکے ہو اور ہم سے صرف تجدید بیعت تم نے کی ہے جب اس بارہ میں مجھکو کچھ شک ہوا کہ میں تو درحقیقت ان حضرت سے مرید ہوا ہوں پھر یہ حضرت کیسے فرماتے ہیں کہ تم بڑے حضرت سے بیعت ہو چکے ہو اور یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ماں کے مرید ہونے کے وقت اس کے پیٹ کا بچہ بھی بیعت میں داخل ہو جائے جبکہ وہ ایک مضغۂ گوشت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور جنین جو شریعت میں اپنی ماں کے تابع رکھا گیا ہے وہ ماں کے اسلام قبول کرنے میں ہے نہ کہ بیعت میں جب یہ خدشہ گذرا تو واللہ باللہ ثم باللہ وکفیٰ باللہ شہیدا کہ میں نے ایک روز شب کو خواب میں دیکھا کہ میں اپنے پلنگ پر بیٹھا ہوا ہوں اور میرے کمرے کے برآمدے میں سے خواجہ عبدالغفور صاحب قدس سرہٗ اور ایک بزرگ اُن کے ساتھ آگے آگے آئے اور میری چارپائی کے سامنے مونڈوں پر بیٹھ گئے میں اپنے حضرت کو دیکھ کر تعظیم بجا لایا مجھ سے متبسم ہو کر فرمانے لگے کہ تمہارے پاس بڑے حضرت یعنی مولینا شاہ عبدالرحمن صاحب شاہجہانپوری تشریف لائے ہیں میں بہت خوش ہوا پھر خواجہ صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ آپ اس کو توجہ دیدیں چنانچہ حضرت ممدوح نے مجھ کو توجہ دی اور اس کا اثر اس وقت جو کچھ ہوا وہ زبان قلم سے نہیں نکل سکتا۔ بیدار ہونے کے بعد میں سمجھا کہ یہ وہ بات ہے کہ جو خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ تو بڑے حضرت کا مرید ہے ۱۲۔ منہ

۲؎ وہ فقیہہ الخ۔ یعنی مولینا مولوی عبدالقادر خاں صاحب مدظلہٗ بہت بڑے فقیہہ کامل و فاضل اجل ہیں اور نیز طبیب حاذق ہیں کہ حکیم محمود خانصاحب و حکیم عبدالمجید خاں صاحب دہلوی کے شاگرد رشید ہیں ۱۲۔ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۳ و ۴ و ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

عالمِ جیّد فقیہہ معتمد — در حدیث و فقہ لو وہ مستند

وہ[۱] بھی فرماتے تھے کہ بس جائز اُسے — یہ روایت ہی علاء الدین سے

نیز[۲] قطب الدین خان دہلوی — وہ بھی لکھتے ہیں مظاہر میں یہی

بُندقہ ہو جبکہ ہلکا اور تیز — جو کہ ہو جرّاح و خونریز ایعزیز

پس نہیں مارا ہوا اُس کا حرام — زخم سے ثابت ہی موت اُسکی مُدام

عا[۳]لمانِ مصر نے بھی جابجا — اُس کا فتویٰ دیدیا ہے برملا

صید گولی کا جو کہتے ہیں حلال — اُنکا مانعین سے یہ ہے سوال

جبکہ شرطِ ذبح قائم ہی سدا — زخم کرنا اور بہانا خون کا

اور[۴] یہی یہ بندوق ہی ثابت تمام — پھر ہی کیوں اس ضرب کا مارا حرام

کیا[۵] یہی انصاف ہی اے صاحبو — غور اپنے دل میں تم کچھ تو کرو

لہ وہ بھی فرماتے تھے۔ الخ یعنی مفتی صاحب مرحوم بھی بندوق کے مارے ہوئے شکار کو جائز و ماکول بتاتے تھے اور یہ روایت مولوی علاؤ الدین صاحب ساکن جلال آباد ضلع مظفر نگر نے مجھ سے بیان فرمائی ہے کہ مفتی صاحب مرحوم نے چند مرتبہ مولوی صاحب موصوف سے اسکے جائز و ماکول ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور یہ کہ مفتی صاحب مرحوم نہایت شد و مد سے اُس کے جواز کے قائل تھے۔ اور مولوی علاؤ الدین صاحب نہایت ثقہ و مقدس و دیندار و پرہیزگار بزرگ ہیں اور ولیعہد بہادر ریاست بھوپال کے اُستاد ہیں مدظلہ العالی۔ منہ ۲ نیز قطب الدین خان دہلوی۔ الخ یعنی مولوی نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم دہلوی اپنے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے کتاب الصید والذبائح میں عدی بن حاتم کی روایت کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ اگر بندقہ ہلکا اور تیز ہو تو وہ شکار کو حرام نہیں کرتا بسبب تحقیق موت کے ساتھ زخم کے واضح ہو کہ بندقہ لغت میں مٹی کے غلّہ کو کہتے ہیں جو غلیل سے پھینکا جاتا ہے لیکن اب مجازاً بندوق کی گولی کو بھی کہنے لگے ہیں۔ پس نواب صاحب مرحوم نے یہاں بندقہ سے بندوق کی گولی مراد لی ہے نواب صاحب کی اس تقریر سے ثابت ہے کہ اُن کے نزدیک اگر چھوٹی گولی نوکدار سے شکار مارا جائے تو وہ حلال ہے بسبب اس کے کہ اُسی میں جرح و طعن ہوتا ہے واضح ہو کہ بعض فقہا کے نزدیک خردہ و لانبی گولی نوکدار سے اور نیز چھرّہ و گراب سے مارا ہوا شکار حلال ہے بسبب اس کے کہ اُن کے نزدیک چھوٹی و نوکدار گولی کا اور چھرّہ کا مارا ہوا شکار رجرح و طعن سے مرتا ہے اور مدور و کلاں گولی سے مارا ہوا شکار حلال نہیں ہے کہ وہ اندفاع ضعیف سے مرتا ہے جرح طعن سے نہیں مرتا۔ چنانچہ یہی مذہب مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم کا بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اسی حدیث کے فائدہ میں بندقہ ثقیلہ یعنی بڑی مدور گولی کے شکار کو حرام اور چھوٹی اور نوکدار گولی کے مارے ہوئے شکار کو حلال لکھا ہے اور یہ بات نواب صاحب اور اُن کے ہمخیال فقہا کی غلطی ہے گولی خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہو نوکدار ہو خواہ مدور ہر ایک یکساں کام کرتی ہے ۱۲ منہ ۳ عالمان مصر نے بھی جابجا۔ الخ یعنی علمائے مصر نے بھی بندوق کے شکار کے جواز کا فتویٰ شائع کر دیا ہے اور وہ ایک رسالہ کی صورت میں ہے اور شاہ صاحب ممدوح کے پاس موجود ہے پس مطلب اُن کا یہ ہے کہ جبکہ ایک ملک کے علما نے اُس کے جواز پر اتفاق کر لیا ہے تو پھر اب یہاں کے علما کو اُس کے ساتھ متفق نہ ہونے کی کیا وجہ ہے علمائے مصر کا اُس کے جواز پر اجماع کرنا اُن کے نزدیک حلت بندقہ کے واسطے کافی دلیل ہے ۱۲ منہ ۴ صید۔ الخ یہاں تک جو مذکور ہوا وہ ہر دو قسم کے علما کا اختلاف تھا یعنی کہ جن کے نزدیک بندوق کا شکار ناجائز ہے وہ لکھ دیئے گئے اور جن کے نزدیک جائز ہے وہ بتا دیئے گئے اب مؤلف علمائے مجوزین کے دلائل و براہین پیش کر کے بغرض دفع اعتراض مانعین ایک الزامی سوال کو علمائے مجوزین کی طرف سے پیش کر کے اُس کے جواب کا مطالبہ اُن سے کرتا ہے اور مجوزین کے دعوی کو ثابت کرتا ہے ہو۔ منہ (بقیہ نوٹ نمبر ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۰ رائے اس میں ۔ الخ یعنی بندوق کے شکار کے عدم جواز میں آپ سب فقہا کی رائے جوکہ منع فرماتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے اور یہ خطائے اجتہادی ہے جیساکہ ہم نے عقلاً و نقلاً ثابت کردکھایا ہے اور جن باتوں میں کہ کتاب وسنت واجماع اُمت وقیاس مجتہد مطلق سے ثبوت نہیں ہوتا تو اُس میں فقہائے ما بعد کی رائے کا صائب نہ ہونا یا کسی ہی بات کے اجتہاد میں خطا کا ہو جانا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اختلاف کا ہونا لازمی ہے جوکہ باعث رحمت ہے ۔منہ ۵۱ غلہ سے پتھر سے لاٹھی سے ۔ الخ یعنی غلہ اور پتھر اور لاٹھی وغیرہ سے مارا ہوا جائز نہیں ہے کیا معنی کہ غلہ جوکہ مٹی سے بناکر غلیل سے پھینکتے ہیں یا پتھر وغیرہ سے کھینچ مارنے سے یا لاٹھی اور گرز وغیرہ کے ضرب پٹکنے سے جانور ذبح نہیں ہوتا اگرچہ یہ چیزیں گاہے زخم بھی کر دیں کیونکہ ان چیزوں کے صدمہ اور دباؤ اور اندفاع عنیف سے شکار مرتا ہے نہ کہ جراحت وخون ریزی سے اور اگر اتفاقیہ ان میں جراحت ہو ہی جائے تو وہ ساقط الاعتبار ہے کیونکہ اکثر فعل اُن کا یہ نہیں ہے جیساکہ اس سے پہلے حاشیہ پر ہم نے بخوبی جتادیا ہے اور ایسے ہی مرے ہوئے شکار کو وقیذ و موقوذ کہتے ہیں ۔منہ ۵۲ بوجھ سے جس کے ۔الخ ۔یہ کلیہ شکار کے مردار ہونے کا بتایا جاتا ہے جیساکہ شروع میں شکار کے حلال ہونے کا کلیہ بتایا گیا تھا یعنی جو چیز کہ ایسی ہو کہ جس کے صدمہ سے شکار دب کر مرجائے اور محض اندفاع عنیف سے اُس شکار کی ہلاکت واقع ہو اور زخم خونریزی اُس میں نہ ہوتی ہو اُس کا مارا ہوا شکار ہرگز اور کبھی جائز نہیں ہے اگرچہ بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر اُس سے مارا جائے کیونکہ یہ شکار وقیذ و موقوذ ہے ۔منہ ۵۳ لیک یہ بندوق کی حالت نہیں ۔ الخ یعنی یہ حالت جوکہ غلیل اور پتھر اور لاٹھی وغیرہ کے مارے ہوئے شکار کی ہے یہ بندوق کی نہیں ہے کہ اُس کا مارا ہوا شکار وقیذ و موقوذ ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ بالیقین آلۂ جارحہ ہے جس کو ہم نے ثابت کردیا اور جس کا کہ جراحت وخونریزی لازمی ودائمی کام ہے فقط ۔ ۵۴ اس کے رد میں ۔ الخ ۔ یعنی یہ جو دلائل مجوزین صید البندوق کے بیان کئے گئے اُن کے درجواب مانعین شکار مذکور یہ کہتے ہیں کہ یہ دلائل جواز وحلت شکار بندوق میں کچھ قوی ومضبوط نہیں ہیں اور نہ کسی فقیہ کے ذہن نشین وپسند ہوسکتے ہیں کیونکہ حلت وذکوٰۃ جانور ماکول کے واسطے محض اُس کے زخم کردینا اور خون بدن میں سے بہا دینا کافی نہیں ہے کہ اس طرح تو گوپھن کے پتھر سے بھی زخم ہوتا ہے خون بہتا ہے مگر پتھر کا مارا ہوا شکار بالاجماع حرام ہے کہ اُس کا زخم وانہار دم بوجہ اندفاع عنیف ہے پس مجرد زخم وانہار دم بوجہ اندفاع عنیف کی نفی حکم شرعی سے محض ناواقفی ہے ۔ ذبح کے لئے صرف زخم وانہار کافی نہیں بلکہ دھار دار آلہ کی تخصیص ہے ۔ محیط سرخسی اور بدائع اور کافی شرح وافی اور اجناس اور غایۃ البیان امام اتقانی اور رد المحتار طحطاوی اور ینابیع اور جوہرہ نیرہ اور فتاوہ عالمگیری وغیرہا سے اس کی تحقیق آشکار ہے امام اتقانی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں قال فی الاجناس یعتبر فی حصول الذکوۃ اربع الی ان قال الثالث صفتہ الالہ بالا تکون مایقطع لہا حدۃ جوہرہ نیرہ میں ینابیع سے ان یا انہ یجد الکل امام نسفی نے کافی میں فرمایا ۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۵ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

یہ کہ کتے کا تو پکڑا ہو ذبیح / اور نہ ہو بندوق کا مارا صحیح
رائے[۵۰] اسمیں آپکی صائب نہیں / ہے خطاے اجتہادی بالیقین
غلے[۵۱] پتھر سے لاٹھی سے ڈھیلے / ہی نہیں جائز سمجھ موقوذ اُسے
بوجھ[۵۲] سے جسکے مرے وہ شکار / وہ کبھی جائز نہیں اے دیں شعار
لیک[۵۳] یہ بندوق کی حالت نہیں / ہے وہ آلہ جارحہ کر نا یقیں

مانعین شکار کی طرف سے مجوزین کے اعتراض کا رد

اسکے[۵۴] رد میں کہتے ہیں یوں مانعین / کچھ نہیں ہیں یہ دلائل بہترین
زخم وخونریزی نری کافی نہیں / امر اِرّ الدم کے تو یہ معنی نہیں
ذبح میں ہے شرط حدت کی مدام / جوکہ کاٹے دھار کی تیزی سے جام
آپ کی گولی میں یہ حدت کہاں / توڑتی ہے وہ تو اک قوت سے ہاں
توڑ[۵۵] میں اور کاٹ میں ہے فرق تام / ایک نہ سمجھے جو سمجھ ہے اسکی خام

لہ جو نہ سمجھے فقہ سے کیا اُس کو کام

دہار ہونا کاٹنے میں شرط ہی
ہیں یہی اقوال فقہ حنفیہ
حلت[۲] و حرمت کے جو یہ قول ہیں
صید یہ جائز ہو یا جائز نہو
شک ہو جسکی حلت و حرمت میں جب
ترک کرنا اس کا اولیٰ ہے مدام
ہو گئی ہیں[۳] پس کہ جب یہ بات صاف
پس ہے اُسکا ترک کرنا لازمی
ایسے[۴] ہی جو صید پانی میں گرے
وہ بھی ناجائز ہے بالکل اے ثقہ
جبکہ کھانا ہو حلال و معتبر

بس اسی سے ہی زکوٰۃ اے نیک پے
دیکھ طحطاوی و عالمگیریہ
اُن سے ہو کر اکطرف کہتا ہوں میں
ہے مگر انصاف شرط اے مومنو
پس وہاں یہ حکم ہے اے حق طلب
ہے یہی حکم شریعت لاکلام
اکثر اہل علم ہیں اُس کے خلاف
بن کئے ذبح اُس گوشت کھانا کبھی
اور وہ اُسمیں غرق ہو کر جان دے
کیونکہ ہی مرگ اُسکی بیشک مشتبہ
بولے بسم اللہ اُس کے بشیر

ورنہ بن ذبح اُس گوشت کھانا نہیں

[۱] دہار ہونا۔ الخ یعنی یہ امر کتب معتمدۃ الائمہ فقہ سے ثابت ہی ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ شرعی کے لئے آلہ کا دہار دار ہونا ضرور شرط ہے اور اسی سے جانور ماکول کی زکوٰۃ واقع ہوتی ہے اور گولی۔ گراب۔ چھرے میں یقیناً دہار نہیں۔ پس مسئلہ ختم ہوا کہ بفضلہ تعالیٰ کتب معتمدہ سے جزئیہ نکل آیا۔ وللہ الحمد۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی حاجی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی۔ منہ ۱۲ [۲] حلت و حرمت۔ الخ۔ اب مؤلف کہتا ہے کہ صید البندوق کی حلت و حرمت میں یہ جو اقوال علمائے سابق و حال کے معہ دلائل و براہین نقل کئے گئے ان میں سے میں کسی کی تقویت یا تضعیف کرنے سے ایکطرف اور علیحدہ ہو کر بطریق قول فیصل اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ شکار کسی قاعدہ کلیہ کی رو سے جائز ہو خواہ ناجائز ہو مگر انصاف شرط ہے کہ جب کسی چیز کی حلت و حرمت میں شک و شبہ واقع ہو تو اگرچہ اصل اشیاء میں اباحت ہی ہے لیکن شرع شریف کا حکم ایسی جگہ یہی ہے کہ اُس کا ترک کرنا بہر حال میں اولیٰ و افضل ہے اور بعض کے نزدیک واجب ۱۲۔ منہ [۳] ہو گئی ہے پس کہ جب یہ بات۔ الخ یعنی جبکہ یہ بات ہماری تحقیقات و استفسار علماء سے بخوبی واضح ہو چکی ہے کہ اکثر اہل علم زمانہ سابق و حال مثل علامہ شامی و شاہ اہل اللہ صاحب دہلوی و استاد سہسوانی و فاضل بریلوی و مفتی حیدرآبادی وغیرہم اُس کے خلاف ہیں تو اُس میں ضرور بالضرور ایک شک و شبہ پڑ گیا تاوقتیکہ پھر کبھی تمام علماء کا اجماع اس پر نہ ہو جائے پس ایسی حالت میں اُس شکار کا ترک کرنا اور نہ کھانا بہر حال اولیٰ و انسب ہی بلکہ واجب ہے اور اُس کی دوسری چیزوں کھال اور خون اور سینگ وغیرہ سے متمتع ہونا بہتر و خوشتر ہے واللہ اعلم بالصواب۔ منہ [۴] ایسے ہی۔ الخ۔ یعنی شکار آلۂ جارحہ سے زخمی ہو کر پانی میں جا پڑے اور اُس میں ڈوب کر مر جائے تو وہ بھی مردار و غیر ماکول ہے کیونکہ اُس کی موت میں یہ قوی شبہ ہے کہ آیا وہ زخم کے اثر سے مرا ہے یا پانی میں ڈوب جانے سے مرا ہے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ زخم کے اثر سے مرا ہے پانی میں ڈوب کر نہیں مرا تو وہ پھر مردار نہ ہوگا فتنبہ۔ منہ

۵۱ یعنی نجس و حرام طعام پر بسم اللہ کہہ کر اس کو کھانا کفر و ضلالت ہے اور حلال و طیب کھانے پر اس کو پڑھ کے کھانا باعث رحمت و خیر و برکت ہے ۱۲ منہ
۵۲ قرض میں دو۔ الخ یعنی میت کا مال پہلے اس کے قرض عین میں ادا کرو۔ قرض عین اس قرض کو کہتے ہیں جس میں کوئی شے مرہون و مستغرق ہو یعنی اس قرض کا تعلق کسی معین شے ہو۔ پس سب سے پہلے ایسی شے سے وہ قرضہ ادا کیا جائے۔ مثلاً ایک شخص نے ایک زمین خریدی اور اس کو بالعوض اس کی زر قیمت کے رہن کر دیا اب اس خریدار کے مر جانے کے بعد سوائے اس زمین مرہونہ کے اور کوئی چیز نقد و جنس میں سے نہیں ہے تو ایسی صورت میں وہ زمین مرہونہ بحکم یہ قرض عین ادا کیا جائے تجہیز و تکفین میں پہلے نہ خرچ کیا جائے کیا معنی کہ قرض عین تجہیز و تکفین پر مقدم ہے اور تجہیز و تکفین مطابق طریق سنت کے کیجائے اس میں اس سے زائد خرچ نہ کیا جائے ۱۲ منہ ۵۳ بعد اس کے۔ الخ یعنی قرض عین ادا ہونے کے بعد تجہیز و تکفین کی جائے اور تجہیز و تکفین کے بعد دوسرا قرض جو کہ قرض عین سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ ادا کیا جائے کیا معنی کہ اب وہ قرض ادا کیا جائے جس میں کوئی شے مرہون و متعلق نہ ہو جس قرض میں کوئی چیز مرہون نہیں ہوتی اس کو ہم نے قرض دیگر کہا ایسے قرضہ پر تجہیز و تکفین کا صرفہ مقدم ہے ۱۲ منہ ۵۴ بعد ازاں موصیٰ لہ کو۔ الخ یعنی بعد ادائے قرض دیگر جو کچھ مال میت بچے اس میں سے موصیٰ لہ کو تہائی مال متروکہ تک دیا جائے۔ موصیٰ لہ اس کو کہتے ہیں جس کے واسطے میت وصیت کر جائے کہ بعد میرے اسقدر مال فلاں آدمی کو دیا جائے پس بموجب وصیت میت کے تہائی مال تک موصیٰ لہ کو دیا جائے اگر میت کسی کو تہائی مال سے زائد کی وصیت کریگا تو وہ زیادتی بے اجازت ورثہ پوری نہ کی جائے گی کیونکہ تہائی مال سے زیادہ وصیت بے اجازت ورثہ درست نہیں ہے اور تہائی تک درست ہے غرضکہ اتنا کی وصیت بے اجازت وارثان میت ایک ثلث تک نافذ ہے اور یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ وصیت حق داران شرعی کے حق میں بے اجازت دیگر ورثہ ثلث یا اس سے کم میں بھی جائز نہیں غیروں کے واسطے جائز ہے پس جو کوئی میت اپنے کسی وارث کے حق میں وصیت کرے گا کہ اسی ایک کو سب مال دیدیا جائے یا آنکہ اس کے حصہ شرعی سے اس کو کچھ زیادہ دیا جائے تو یہ وصیت اس کی جاری نہ ہوگی اور اس موصیٰ لہ کو اسی قدر ملیگا جسقدر کہ اس کا حق فرائض میں ہوگا جبتک دیگر ورثہ اجازت نہ دیں فتنبہ ۱۲ منہ ۵۵ دیکھے یہ۔ الخ یعنی موصیٰ لہ جو کہ حقدار شرعی نہ ہو اس کو تہائی مال تک دیکر باقی ترکہ بقیہ وارثان میت کو آپس میں تقسیم کرنا حلال ہے کیا معنی کہ اگر ورثہ بلا وجہ شرعی وصیت کو باطل کرکے سب مال آپس میں بانٹ لیں تو یہ حلال نہیں ہاں قدر وصیت چھوڑ کر باقی تقسیم کریں تو روا ہے اگرچہ ابھی موصیٰ لہ نے مال نہ پایا ہو۔ منہ ۵۶ پہلے ہیں ذی فرض۔ الخ یعنی وارثان میت میں سے جن کو ترکہ میت کا پہنچتا ہے ان میں سے اول ذی فرض یعنی ذوی الفرض اور عصبات نسبی ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کے بعد عصبات سببی حقدار ہیں۔ ذی فرض یا ذوی الفرض ان کو کہتے ہیں کہ جن کا فرض یعنی حصہ شرعی کتاب سنت سے معین و ثابت ہو۔

بعد میں الحمد للہ کے سمر ہذا م — اور جو کھانا ہو نجس یعنی حرام
فاقہ کرنے سے جو ہو مضطر کمال — ہو گیا کھانا حرام اس کو حلال

کتاب الفرائض یعنی فرض حصوں کا بیان

اب فرائض کا میں کرتا ہوں بیان — مال میت پیشتر اسے وارثان
قرض[۵۲] میں دو جو کہ قرض عین ہو — بعدہٗ تجہیز اور تکفین کرو
بعد[۵۳] اس کے قرض دیگر دیجیو — بعد[۵۴] ازاں موصیٰ لہ کو ثلث دو
دیکھے[۵۵] یہ موصیٰ لہ کو ثلث مال — مابقی ترکہ ہے وارث پر حلال
پہلے[۵۶] ہیں ذی فرض عصبات نسب — بعد ان کے پھر ہیں عصبات سبب
ہوں[۵۷] نہ عصبات سبب موجود اگر — ہونگے وارث ان کی جا عصبات غیر
ہوں[۵۸] نہ وہ بھی پھر اگر اے نیک نام — رد ہو اصحاب فرائض پر تمام

(بقیہ نوٹ نمبر ۲ کا و نمبر ۷ و ۸ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ پھر ہو وہ تقسیم۔ الخ یعنی اگر اصحاب رد بھی نہ ہوں تو مال متروکہ ذوی الارحام کو حسب حصص شرعی دیا جائے اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو مولی الموالاۃ کو دیا جائے اور مولی الموالاۃ نیکی و بدی کے قبول کرنے والے کو کہتے ہیں صورت عقد موالاۃ یہ ہے کہ ایک شخص مجہول النسب دوسرے شخص سے یہ کہے کہ تو میرا مولی ہے جب میں مروں تب میری میراث تو لینا اور اگر مجھ سے کوئی جرم قابل تاوان دیت عاقلہ سرزد ہو تو وہ تاوان تو ادا کرنا اور وہ شخص دیگر اس بات کو منظور کرے تو یہ دوسرا شخص مولی الموالاۃ کہلاتا ہے نیکی و بدی قبول کرنے سے یہی مطلب ہے کہ اُس نے میراث مجہول النسب لینے اور اُس کے بدلے جرمانہ یا تاوان دینے کو قبول کر لیا ہے ۱۲۔ منہ ۵۲ پھر نسب کا الخ یعنی جبکہ میت کا کوئی مولی الموالاۃ بھی نہ ہو تو اُس صورت میں اُس کا ترکہ اُس کو دیا جائے جس مجہول النسب شخص کا میت نے کسی اپنے عزیز سے نسب کا اقرار کیا ہو اور اس اقرار سے تا وقت وفات منحرف نہوا ہو غیر پر اقرار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ میت نے اُس کو اپنا بیٹا یا بیٹی نہ بتایا ہو بلکہ مثلاً اپنے باپ کا یا بھائی کا یا بھتیجے کا بیٹا یا بیٹی بتایا ہو اور اپنے قول پر تا دم حیات قائم رہا ہو تو اُس حالت میں وہ ترکہ اُس مجہول النسب کو دیا جائے گا اور اگر میت نے کسی کو مرتے وقت اپنا بیٹا تسلیم کیا ہو یا جس کو میت نے اپنے کسی بھائی یا بھتیجے کا بیٹا یا بیٹی بنایا ہو اور اُس کے اُس بھائی یا بھتیجے نے بھی اپنی زندگی میں اس مجہول النسب کے بیٹا یا بیٹی ہونے کا اقرار کر لیا ہو تو اُس صورت میں وہ شخص مجہول النسب نہ رہیگا اور اول ہی مرتبہ میں عصبہ نسبی قرار پا کر میراث پائے گا۔ منہ ۵۳ بعد ازاں موصیٰ لہٗ کو۔ الخ یعنی جبکہ وہ مجہول النسب شخص بھی جس کے لئے میت نے اپنے کسی عزیز پر اقرار نسب کیا ہو موجود نہ ہو تو اُس صورت میں مال متروکہ سے جتنی وصیت ثلث سے زیادہ کی ہو تا نذر کر دیجائے گی یہانتک کہ اگر کل مال کی وصیت کی تھی تو وہ تمام و کمال مال موصیٰ لہٗ کو دیدیا جائے گا۔ اور ایسی حالت میں وصیت ثلث سے زیادہ کی ہو اور ثلث کی قید نہ رہے گی اور جب وہ موصیٰ لہٗ بھی نہ پایا جائے یا اُس کی وصیت دیکر بھی کچھ بچے مثلاً نصف کی وصیت کی تھی نصف بچ رہا تو اُس وقت وہ مال متروکہ کل یا باقی لاوارثا قرار پا کر بیت المال حکومت اسلام میں بغرض مصارف مسلمین داخل کیا جائے گا اور بیت المال اُس خزانہ شاہی کو کہتے ہیں جس میں رفاہ عام و ضروریات اسلام کے لئے روپیہ جمع رہتا ہے۔ منہ

پھر ہو وہ تقسیم ذوالارحام میں	بعد ہم مولی الموالاۃ اُس کو لیں
پھر نسب کا جس کے میت نے کیا	غیر پر اقرار یوں رشتہ بنا
بعد ازاں موصیٰ لہٗ کو دیں کمال	جو ثلث سے ہو فزوں پھر بیت مال

دوسری فصل موانع ارث کے بیان میں

مانعات ارث ہیں کل پانچ چیز	قتل ناحق اُس میں اول کر تمیز
دوم ممنوع بیچارہ غلام	اختلاف دین سوم ہی لاکلام
چہارم اختلاف ملک و دار	سہل ترتیب اجل پنجم شمار

جو کہ ممنوع وہ مانع نہیں
لیک ہی محجوب حاجب بالیقیں

۵۴ مانعات ارث۔ الخ یعنی وہ چیزیں جن سے وارث مورث کے ترکہ سے ممنوع و محروم ہو جاتا ہے سب پانچ ہیں۔ اول اُن میں قتل ہے کیا معنی کہ جو وارث اپنے کسی مورث کو عمداً بلا وجہ مار ڈالے گا تو اُس مورث کے ترکہ سے محروم ہو جائیگا اور پھر اُس میں سے اُس کو کچھ نہ ملے گا۔ منہ

(بقیہ نمبر ۵ د ۱ د ۲ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

۱ؔ فرض کل چھ ہیں کلام اللہ میں۔ الخ یعنی قرآن مجید و فرقان حمید میں ذوی الفروض کے واسطے مالک الارض والسموات نے جو حصص و سہام فرض کئے ہیں وہ تعداد و شمار میں کل چھ عدد ہیں اور ان چھیوں فرض کی دو قسم مقرر ہیں فرائض میں ۱۲۔ منہ ۲ؔ قسم اول میں ہیں۔ الخ یعنی دو قسموں مقررہ میں قسم اول میں آدہا اور چوتھائی اور آٹھواں حصہ ہے۔ منہ ۳ؔ قسم ثانی میں ہے۔ الخ یعنی دوسری قسم میں دو تہائی اور ایک تہائی اور چھٹا حصہ داخل ہیں۔ یہ دونوں قسم کے ملکر چھیوں حصے ہو گئے واضح ہو کہ ان چھیوں فرضوں کی جو دو قسمیں مقرر کی گئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم اول کے جو فرض ہیں وہ تینوں ایک شان کے ہیں مثلاً آدہی کا نصف چوتھائی ہوتا ہے اور چوتھائی کا نصف آٹھواں ہوتا ہے اور اگر اس کو بالعکس کیا جائے تب بھی وہی نتیجہ نکلیگا مثلاً آٹھویں کو دونا کیا جائے تو چوتھائی ہوگا اور اگر چوتھائی کو دونا کیا جائے تو نصف حصہ نکلے گی۔ علی ہذا قسم دوم کے فرض ایک شان کے ہیں مثلاً دو تہائی کو نصف کیا جائے تو ایک تہائی نکلے گی اور ایک تہائی کو نصف کیا جائے تو چھٹا حصہ پیدا ہوگا

فرض حصوں کا بیان

فرض کل چھ ہیں کلام اللہ میں[1]	اُن کی دو قسمیں ہیں بس اس راہ میں
قسم اول میں ہیں[2] شامل بیگماں	حصۂ نصف و چہارم آٹھواں
قسم ثانی میں ہے[3] داخل بے خطا	دو تہائی اک تہائی اور چھٹا
مالک[4] ان کے مرد و زن بارہ ہیں سب	وہ بھی گن لے اسجگہ اے باادب

ذوی الفروض کا بیان

[illegible]

پہلے باپ[5] اور وہ نہو تو اسکا باپ	ایسے ہی اوپر تک اسکو سمجھیں آپ
ہے چھٹا[6] اُن کا جو ہو اولاد نر	مابقی بھی لڑکیاں ہوں اسکے گر

اسی طرح اس کے برعکس کا حال ہے پس ان دونوں قسم کے متحد الشان فرضوں کی دو قسمیں علیحدہ علیحدہ مقرر کر دی گئی ہیں فتفہم۔ منہ ۴ؔ مالک ان کے۔ الخ یعنی ان دونوں قسم کے چھیوں فرض حصوں کے مالک و حقدار بارہ مرد و عورت ہیں کیا معنے کہ جن ذوی الفروض کو یہ حصے پہنچتے ہیں وہ سب بارہ کس ہیں جنکا بیان آگے موجود ہے۔ منہ ۵ؔ پہلے باپ اور وہ نہ ہو تو اس کا باپ۔ الخ یعنی منجملہ بارہ تن اصحاب فرائض کے ایک باپ ہے اور اگر باپ نہ ہو گیا معنی کہ مرگیا ہو تو باپ کا باپ یعنی دادا جس کو فرائض میں جد صحیح بولتے ہیں اور وہ بھی نہ ہو تو دادا کا باپ یعنی پردادا غرض کہ اسی طرح اصول میت کے اوپر تک یکے بعد دیگرے جو کوئی پایا جائے منہ ۶ؔ ہے چھٹا ان کا الخ یعنی باپ کا اور وہ نہو تو دادا اور پردادا وغیرہم کا جو کوئی بھی قریب تر پایا جائے ان میں سے ایک کو مال متروکہ کا چھٹا حصہ دیا جائیگا جب کہ میت کے اولاد نرینہ بھی موجود ہو۔ اگر میت کے اولاد نرینہ نہ ہو بلکہ اولاد اناث ہو یعنی لڑکیاں یا پوتیاں یا پرپوتیاں ہوں تو اس صورت میں بعد دینے حصہ بنات کے جو کچھ ترکہ باقی رہیگا وہ بھی سب اسی باپ یا دادا یا پردادا وغیرہم کو بطور عصوبت ملے گا۔ کیا معنی کہ ایسی حالت میں چھٹا فرض بھی اپنا وہ لیں گے۔ اور بقیہ ترکہ بھی اور میت کے بہن بھائیوں کو کچھ نہ لینے دیں گے اسی پر فتوی ہے اور جن علماء کے نزدیک دادا یا پردادا کی موجودگی میں بہن بھائی میت کے بھی میراث پاتے ہیں اس کا بیان ہم آخر کتاب میں بالتفصیل انشاء اللہ تعالی مقاسمۃ الجد کے ذکر میں کریں گے۔ فتفہم۔ منہ ۱۲

۱ جب نہ کچھ اولاد ہو۔ الخ یعنی میت کے جب کوئی اولاد نر و مادہ لڑکا لڑکی یا پوتا پوتی یا پرپوتا پرپوتی نہ ہو تو یہ سب اصول یعنی باپ اور وہ نہو تو دادا اور وہ نہو تو پردادا وغیرہم جو کہ میت سے قریب تر ہو سب کا سب ترکہ عصبہ بن کر وصول کریں گے مطلب یہ ہے کہ جب کچھ اولاد نہ ہو تو بعد دینے حق دیگر ذوی الفروض کے۔ اگر وہ ہوں۔ تو یہ اصول مذکورہ باقی سب ترکہ خود لے لیں گے بہن بھائیوں کو کچھ نہ لینے دیں گے جیسا اوپر مذکور ہوا۔ منہ ۲ ہوں جو اخیافی کلالہ کے لئے۔ الخ۔ یعنی جبکہ میت کلالہ ہو اور اُس کے اخیافی بہن بھائی موجود ہوں تو اُس صورت میں اگر اخیافی ایک بھائی یا اخیافی ایک بہن ہو تو اُس کو بلا تفریق نر و مادہ چھٹا حصہ ملے گا اور اگر اخیافی کئی ایک ہوں یعنی دو بھائی بہن اخیافی ہوں یا زائد ہوں تو اُن کو دو سدس ملیں گے یعنی تہائی حصہ ملے گا اس سے زائد حصہ اُن کا کسی حالت میں نہیں اور اخیافی بہن بھائی حصہ لینے میں برابر ہیں یعنی ہر ایک نر و مادہ کو اُن میں سے مساوی حصہ تقسیم ہوگا کم زیادہ نہ ملے گا۔ اور اخیافی اُس کو کہتے ہیں کہ ماں ایک ہو اور باپ جدا اور کلالہ وہ میت ہے جس کے کچھ اولاد نر و مادہ نہ ہو اور نہ اصول میں باپ دادا پردادا وغیرہ کوئی نر موجود ہو تو ایسے میت کے ترکہ میں اخیافی حصہ دار ہوتے ہیں ۱۲۔ منہ ۳ نصف شوہر کو نہو۔ الخ یعنی میت عورت کے اگر اولاد نر و مادہ کوئی نہو تو اُس صورت میں شوہر کو آدھا ترکہ ملے گا اور شوہر اولاد متوفیہ کے ساتھ میں ہو تو اُس صورت میں اُس کو چوتھائی حصہ ملیگا اور یہی مجیب تفصیل ہی ۱۲۔ منہ ۴ یوں ہیں بی بی کو۔ الخ یعنی اسی طریق پر میت مرد کے اگر کوئی اولاد نر و مادہ نہ ہو اس کی بی بی یعنی جورو کو چوتھائی حصہ ترکہ کا ملے گا اور اگر عورت مذکورہ کے ساتھ شوہر متوفی کی اولاد بھی ہو تو اُس صورت میں جورو کو آٹھواں حصہ ترکہ ملیگا۔ منہ ۵ لڑکیوں کو الخ یعنی میت کے اولاد واناث کو جبکہ اُن کے ساتھ مثل اُن کے کوئی نر نہ ہو تو دو نفر یا اُس سے زائد لڑکیوں کو ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گی زائد نہ ملیں گی فقط کے لفظ سے یہی مراد ہے کہ لڑکیوں کا حصہ دو تہائی تک ہے اس سے زائد نہیں ہے اور ایک لڑکی ہو تو اُس کو صرف آدھا ترکہ ملیگا ۱۲۔ منہ ۶ لڑکیوں کے بعد ہیں پھر پوتیاں۔ الخ یعنی لڑکیاں

جب[۱] کچھ اولاد ہو تب یہ اصول	بنکے عصبہ باقی سب کرلیں وصول
ہوں[۲] جو اخیافی کلالہ کے لیے	ایک کو سُدس اور کئی کو ثلث دے
نصف[۳] شوہر کو نہو اولاد اگر	ساتھ بچّے کے چہارم ہے مگر
یوں[۴] ہیں بی بی کو چہارم بے ولد	ساتھ اُسکے آٹھواں بے ردّ و کد
لڑکیوں[۵] کو دو تہائی ہیں فقط	ایک لڑکی ہو تو آدھا بے نقط
لڑکیوں[۶] کے بعد ہیں پھر پوتیاں	پوتے پرپوتے کی یوہیں بیٹیاں
ساتھ لڑکوں کے وہ عصبہ ہیں مگر	مثل حظ الانثیین للذکر
ساتھ[۸] ایک اگلی کے گر ہوں پچھلیاں	تب چھٹا حصہ ہے اُنکا بیگماں
ہوں[۹] یہ سب محجوب ہوں اگلی جو دو	اور جو پیدا ساتھ میں نر اُنکے ہو
یا کہ[۱۰] اُن سے بھی ہو نیچے کوئی نر	بانٹنا تب دو کو مثل یک ذکر
جبکہ[۱۱] نیچے تک نہوں یہ لڑکیاں	تب بجائے اُنکے بہنیں ہوں عیاں

اگر نہ ہوں اور پوتیاں ہوں تو وہ اُن کے بعد بجائے اُن کے قایم مقام ہیں کیا معنی کہ جس طرح دو یا زائد لڑکیوں کو در صورت نہ ہونے لڑکے کے دو تہائی ملتی ہیں اور ایک لڑکی کو آدھا ترکہ ملتا ہے اُسی طرح پوتیوں کو لڑکیوں کے بعد یعنی لڑکیوں کی عدم موجودگی میں دو یا زیادہ کو دو ثلث اور ایک کو نصف ترکہ ملیگا اور یہی بات نیچے تک قابل خیال رکھنے کے ہے یعنی پوتیوں کے بعد پرپوتیاں اور پرپوتیوں کے بعد نگر پوتیاں نیچے تک اسی طریق مذکورہ کے مطابق حصہ فرض پاتی چلی جائیں گی کہ ایک ہوگی تو نصف اور زائد کو دو ثلث فقط۔ منہ ۷ ساتھ لڑکوں کے۔ الخ یعنی یہ سب لڑکیاں جن کا ذکر اوپر ہوا اگر تنہا نہ ہوں بلکہ لڑکوں کے ساتھ ہوں تو اُس صورت میں اُن کا حصہ وہ نہ رہے گا جو اوپر مذکور ہوا بلکہ اُن لڑکوں کے ساتھ وہ بھی عصبہ بنجائیں گی مگر عصبہ بننے کی صورت میں اُن کو ہر ایک بھائی کے مقابلہ آدھا حصہ ملے گا کیا معنی کہ دو بہنوں کا حصہ ایک بھائی کے حصہ کے برابر ہوگا جیسا کہ آیت کریمہ میں اسکا حکم ہے (بقیہ نوٹ نمبر ۷ کا و نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

بہن سگی ہمشیر لڑکی کی بجائے	پھر ہے سوتیلی بہن پوتی کی بجائے
لڑکیوں کے ساتھ ہیں عصبہ ہیں وہ	اصل و فرع نر سے محجوبہ ہیں وہ
جبکہ ہوں یہ ساتھ بھائی کے ولیک	تب بھی دیں گے دو مادہ کو ایک
مائی کا حصہ ہے چھٹا ہمراہ فرع	ہے یہی دو بھائی اور بہنوں کی شرع
ہو نہ گر نسل اور نہ دو بھائی بہن	ثلث کل ہے ماں کا حصہ اے حسن
شوہر و زوجہ میں سے گر ہو کوئی	باپ کے ہمرہ تو ثلث ما بقی
ہو نہ گر مادر تو بعد اس کے تمام	ہوتی ہے جدہ صحیحہ ذی سہام
ایک ہوں یا دو ہوں یا ہوں جسقدر	سب کو ملتا ہے چھٹا حصہ مگر
سلسلہ میت سے ہو جس کا قریب	اسکے آگے دور والی بے نصیب
ہوں برابر کی تو پھر وہ سب کو ہے	رکھ خیال اس بات کا اے نیک پے
ایک جدہ ہی جو ہوں دو سلسلے	تب بھی اوروں کے برابر ہی وہ لے

[1] سگی ہمشیر۔ الخ یعنی حقیقی بہن میت کی کہ ایک ماں ایک باپ سے ہو وہ میت کی لڑکی کی مثل ہے اور میت کی سوتیلی بہن کہ ایک باپ اور دوسری ماں سے ہو وہ میت کی پوتی کی مثل ہے حصہ پانے میں کیا معنی کہ جسقدر فرائض میں لڑکی کو پوتی کے اوپر فوقیت حاصل ہے اسی قدر فوقیت میت کی حقیقی بہن کو سوتیلی بہن پر حاصل ہے۔ شرح اس کی یہ ہے کہ جس طرح ایک لڑکی کو نصف اور دو یا زائد لڑکیوں کو دو ثلث ملیں گے۔ اور جب وہ نہوں تو اسی طرح میت کی پوتیوں میں ایک پوتی کو نصف اور دو یا زائد کو دو ثلث دئے جاتے ہیں اسی طرح پر میت کی ایک حقیقی بہن کو نصف اور دو یا زائد حقیقی بہنوں کو دو ثلث ملتے ہیں اور جب یہ نہوں تو اسی طرح ایک سوتیلی بہن کو نصف اور دو یا زائد کو دو ثلث ملیں گے اور پھر جس طرح ایک لڑکی کے ساتھ ایک پوتی خواہ زائد پوتیاں چھٹا حصہ پاتی ہیں اور دو یا زائد لڑکیوں سے وہ سب پوتیاں محجوب ہو جاتی ہیں اسی طرح ایک حقیقی بہن سے ایک سوتیلی بہن خواہ زائد چھٹا حصہ پائیں گی اور دو یا زائد حقیقی بہنوں سے وہ سب سوتیلیاں محجوب ہو جائیں گی اور پھر جس طرح محجوب پوتیاں بسبب ساتھ ہونے ذکر پوتے میت کے بقیہ ترکہ پانے میں عصبہ ہو جاتی ہیں اسی طرح یہ سوتیلی بہنیں محجوبہ اپنے مثل بھائی کے ساتھ ہونے سے باقی ترکہ پانے میں عصبہ ہو جاتی ہیں۔ یہ ہے حقیقی بہن کی مماثلت صلبی لڑکی سے اور سوتیلی بہن کی مماثلت پوتی سے لیکن یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ پوتیاں محجوبہ اپنے نیچے کے درجے کے ذکر سے مثلاً بھتیجے وغیرہ سے بھی بقیہ ترکہ حاصل کرنے میں عصبہ بنجاتی ہیں مگر سوتیلی بہنیں سوا اپنی مثل بھائی کے اپنے نیچے کے ذکر بھتیجے وغیرہ سے عصبہ نہیں ہوتیں اور اس صورت میں وہ بدستور محجوب رہیں گی اور ان سے نیچے والا مذکر بھتیجا وغیرہ خود تنہا باقی ترکہ لے لیگا۔ فتنبہ۔ منہ ۱۲

[2] لڑکیوں کے ساتھ ہیں عصبہ ہیں وہ۔ الخ یعنی وہ بہنیں خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلی میت کی لڑکیوں کے ساتھ اگر فرائض میں پائی جائیں گی تو اس صورت میں عصبہ بنکر باقی ترکہ حاصل کریں گی کیا معنی کہ جس طرح لڑکیوں کی عدم موجودگی میں وہ لڑکیوں کا فرض نصف یا دو ثلث پاتی ہیں اسی طرح ان کی معیت میں ان کا فرض ان کو دیکر باقی ترکہ جو کچھ بچیگا وہ سب بطور عصوبت خود لے لیں گے اور یہاں بہن کو عصبہ مع الغیر بولیں گے لڑکیوں میں نیچے تک کی سب لڑکیاں یکے بعد دیگرے شامل ہیں اس موقع پر اگر حقیقی بہن عصبہ بنے گی تو اسکا سوتیلا بھائی بھی اگر ہوگا تو وہ بھی محجوب و محروم ہو جائے گا لیکن یہ سب بہنیں خواہ تنہا ہوں، خواہ لڑکیوں کے ساتھ ہوں۔ اصول ذکر یعنی باپ اور دادا اور پردادا وغیرہم سے اور فروع مذکر یعنی لڑکے یا پوتے یا پرپوتے وغیرہم سے بالکل محجوب و بے بہرہ ہوتی ہیں اور ان کیساتھ ان کو کچھ حصہ نہیں ملتا ہے۔ واضح ہو کہ اصول میں سوا باپ کے دادا اور پردادا وغیرہ سے ان کا محجوب ہونا مختلف فیہ ہے لیکن فتویٰ اسی پر ہے کہ وہ محجوب ہیں اور اسکا اختلاف مقاسمۃ الجد میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا۔ ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

۱ جانئے جدۂ صحیحہ۔ الخ یعنی جدۂ صحیحہ کہ ذیفرض ہوتی ہے جملہ اہل فرائض کے نزدیک وہ عورت ہے جس کے سلسلہ نسب میں کوئی نانا شامل ہو گیا معنی کہ وہ عورت کسی نانا کی ماں نہ ہو نہ اپنے نانا کی ماں ہو نہ باپ کے نہ دادا پردادا کے نانا کی ماں ہو اور اسی طرح دوسری جانب نہ ماں کے نانا نہ نانی کے نانا کی ماں ہو نہ دادی نہ پردادی وغیرہا کے نانا کی ماں ہو اُس کا نام جدہ صحیحہ ہے اور اگر کسی نانا کی ماں ہو گی مثلاً اپنے نانا کی ماں یا باپ اور دادا وغیرہ کی نانا کی ماں ہو یا دوسری جانب میں۔ اپنی ماں یا نانی یا دادی پردادی وغیرہا کے نانا کی ماں ہو گی وہ تو جدہ فاسدہ کہلائے گی۔ اور وہ ذوی الارحام میں شمار ہو گی۔ دادی اور نانی اور اُن کی مائیں اور دادا اور پردادا کی مائیں یہ سب جدات صحیحہ ہیں کہ اُنکے نسب میں نانا کہیں نہیں ہے۔ منہ ۲ باپ دادا سے ہے۔ الخ۔ یعنی میت کے باپ دادا جن عورتوں کی اولاد میں ہوں تو وہ عورتیں اُن کی موجودگی میں محروم و بے بہرہ رہتی ہیں مثلاً اگر کسی میت کے باپ موجود ہو اور دادی اور نانی بھی ہوں تو ایسی صورت میں دادی جو کہ باپ کی ماں ہے باپ کے سبب سے بالکل محروم رہے گی اور نانی کو حصہ ملے گا کیونکہ نانی سے باپ کا کچھ واسطہ نہیں ہے اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ اس صورت میں نانی کو چھٹا حصہ ملے گا یا بارہواں۔ اسی طرح دادا کی ماں یا دادا کی دادی نانی کا حال دادا کی موجودگی میں سمجھنا چاہیے کہ دادا سے وہ سب محروم و محجوب ہیں۔ واضح ہو کہ میت کے باپ دادا سے انہیں کی مائیں محروم ہو جاتی ہیں۔ میت کے ماں کی طرف کی نانیاں اُن سے محروم نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ جتا دیا گیا ہے لیکن میت کی ماں سے دونوں طرف کی مائیں قطعی محروم ہیں۔ منہ ۳ دیکھیے حق ان سب کا۔ الخ یعنی ان سب ذوی الفروض کا فرض حق دیکر پھر جو کچھ ترکہ باقی رہ جائے وہ باقی ماندہ عصبات کی قسمت کا حصہ ہے۔ منہ ۴ فرض سے باقی ہے عصبہ پر۔ الخ۔ یعنی یہ عصبہ کی تعریف ہے کہ عصبہ اُس کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض کا فرض حصہ پیشتر دے کر جو کچھ باقی رہے وہ باقی ماندہ مال اُس کو لینا حلال ہے۔ پس اگر کوئی شخص قابو یافتہ کسی ذوی الفروض کا حق نہ دے گا اور سب مال خود لے لیگا تو وہ مال اُس کو حلال و درست نہ ہو گا بلکہ حرام ہو جائیگا اور قیامت کے روز اُس سے سخت مواخذہ ہو گا اور اُس حق تلفی پر عذاب شدید اُس کو دیا جائیگا۔ کسی حق دار کا حق مارنا نہایت ظلم ہے اور موجب عتاب و غضب خدا و رسول کا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں اور جہاں تک قابو پاتے ہیں کسی کا حق مارنے میں مطلق درگذر نہیں کرتے العیاذ باللہ۔ اور اگر وہ عصبہ تنہا ہو کیا معنی کہ ذوی الفروض میں سے اُس کے ساتھ کوئی نہ ہو تو ایسی حالت میں وہ عصبہ کل مال تمام و کمال خود لے لیگا اور اگر عصبہ دو تین نفر ایک درجہ کے پائے جائیں گے تو وہ سب بحصہ مساوی آپس میں تقسیم کریں گے اور ایسے عصبات کو عصبہ بنفسہ کہتے ہیں ۱۲۔ منہ ۵ عصبۂ نسبی۔ الخ یعنی عصبہ بنفسہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو عصبۂ نسبی۔ دوسرے عصبہ سببی۔ عصبہ نسبی اُن میں مقدم و راجح ہیں اور اُن کی چار قسمیں ہیں کیا معنی کہ عصبات نسبی چار قسموں کے اندر محدود ہیں جنہیں ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے اور ایک قسم کے سامنے دوسری قسم والے وارث نہیں ہوتے ہیں یس سب سے پہلی قسم میں میت کی اولاد عصبات میں شمار ہے ۱۲۔ منہ۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۶، ۷، ۸، ۹)

جانئے جدۂ صحیحہ اُس کو آپ ۔۔۔ جس کی نسبت بیچ آئے ماں کا باپ

باپ دادی ہیں محروم انکی ماں ۔۔۔ اور ماں سے ساری جدہ بیگماں

دیکھئے حق ان سبکا پھر جو کچھ بچے ۔۔۔ پس وہ باقی ترکہ عصبہ کو ملے

عصبات کا بیان

فرض سے باقی ہی عصبہ پر حلال ۔۔۔ ہوگا جب تنہا تو لیگا جملہ مال

عصبۂ نسبی ہیں چار اے ذیشعور ۔۔۔ قسم اول نسل میت کے ذکور

یعنی لڑکے بعد ہم اُن کے پسر ۔۔۔ ایسے ہی نیچے تک اُن پر رکھ نظر

قسم ثانی ہیں اصولِ نر ہیں تام ۔۔۔ پہلے باپ ور پھر ہے دادا بالتزام

ہو مگر جدِ صحیح اے شادکام ۔۔۔ جسکی نسبت بیچ آئے ماں کا نام

قسم ثالث باپ کی اولاد نر ۔۔۔ پہلے بھائی پھر بھتیجے یاد کر

۱ قسم چارم۔ الخ۔ یعنی عصبات نسبی کی چوتھی قسم میں میت کے دادا کی اولاد نرینہ نیچے تک شامل ہے کیا معنی کہ اوّل چچا اور وہ نہ ہوں تو چچا زاد بھائی اور وہ نہ ہوں تو چچا زاد بھائیوں کے لڑکے اسی طرح عصبہ نیچے تک ہوتے ہیں اور اگر نیچے تک کچھ نہ ہوں تو اسی طرح میت کے پردادا کی نسل نرینہ اور اس کے بعد نگردادا کی نسل نرینہ نیچے تک عصبہ ہوگی غرضکہ اوپر تک جسقدر اجداد میت کے ہیں اُن سب کی نسل نرینہ یکے بعد دیگرے بلحاظ قرابت عصبہ ہوسکتی ہے بشرطیکہ سلسلۂ نسب اُن کا صحیح طریق پر ثابت ہوجائے اور ان سب اجداد کی نسل نرینہ چوتھی قسم میں شمار ہے ۱۲ منہ ۲ سلسلہ اُس کا۔ الخ۔ یعنی ان ہر چہار اقسام مذکورہ کا سلسلۂ انتظام یہی ہے کہ اوپر کی قسم والوں کے ہوتے ہوئے اُس سے نیچے کی قسم والے محروم و بے نصیب عصوبت سے رہتے ہیں کیا معنی کہ قسم اول سے قسم دوم و سوم و چہارم والے سب اور قسم سوم سے قسم چہارم والے سب نامراد و ناشاد رہتے ہیں اور اعلیٰ والے عصبہ ہوجاتے ہیں جیسا کہ اول ہی سمجھا دیا گیا ہے۔ منہ ۳ ایسے ہی ہر قسم میں الخ۔ یعنی جس طرح اوپر کی قسم والوں کے مقابلہ میں نیچے کی قسم والے محروم رہتے ہیں اسی طرح ایک قسم والوں کے اندر پاس والے سے دور والا نخس محجوب ہوتا ہے مثلاً لڑکے کے سامنے پوتے کو اور باپ کے سامنے دادا کو اور بھائی کے سامنے بھتیجے کو اور چچا کے سامنے چچا زاد بھائی کو کچھ نہ ملے گا جیسا کہ ہر قسم کے بیان میں ہی واضح کر دیا گیا ہے ۱۲ منہ ۴ پھر حقیقی سے ہیں۔ الخ۔ یعنی جس طرح قریب کے مقابلہ میں بعید محجوب ہو جاتا ہے اسی طرح حقیقی بھائی سے جملہ سوتیلے بہن بھائی اور حقیقی بھتیجے سے جملہ سوتیلے بھتیجے اور حقیقی چچا سے جملہ سوتیلے چچا یونہیں اوپر تک بے بہرہ و محروم رہتے ہیں۔ منہ ۵ ساتھ ہیں لڑکوں کے الخ۔ یعنی اگر میت کے لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں یا پوتوں کے ساتھ پوتیاں ہی اسی طرح نیچے تک ہوں۔ منہ ۶ یا ہوں بہنیں۔ الخ۔ یعنی یا میت کی بہنیں میت کے بھائی کے ساتھ موجود ہوں تو اُس وقت یہ سب نر و مادہ یعنی لڑکے لڑکیاں پوتے پوتیاں وغیرہ نیچے تک اور بہن بھائی آپس میں ایک دوسرے سے ملکر عصبہ بنجائیں گے کیا معنی کہ یہ نر بہ سبب قوت عصوبت اپنی کے اپنے ساتھ کی مادائوں کو بھی عصبہ بنا لیتے ہیں واضح ہو کہ ایسے موقع پر ان مادہ عورتوں کو عصبہ بالغیر بولتے ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ میت کے حقیقی بھائی حقیقی بہنوں کو اور سوتیلے بھائی سوتیلی بہنوں کو عصبہ بالغیر بنا سکتے ہیں لیکن حقیقی بھائی سوتیلی بہنوں کو عصبہ نہ بنائیں گے کہ ایک حقیقی بھائی سے سب سوتیلے بہن بھائی ساقط و محروم ہو جاتے ہیں جیسا کہ اوپر جتا دیا گیا ہے۔ منہ ۷ پس ملے گا اُن کو باہم یکدگر۔ الخ۔ یعنی صورت مذکورہ میں جبکہ نر و مادہ مل کر عصبہ بنیں گے تو ان سب کو باہم ایکدوسرے کے ساتھ کیا معنی کہ لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ یا پوتیوں کو پوتوں کے ساتھ نیچے تک یا حقیقی بہنوں کو حقیقی بھائیوں کے ساتھ یا سوتیلی بہنوں کو سوتیلے بھائیوں کے ساتھ بحساب لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ تقسیم ہوگا۔ یعنی نر کو دوہرا حصہ اور مادہ کو اکہرا ملے گا جیسا کہ آیۂ کریمہ میں ارشاد ہوا ہے۔ منہ

قسم چارم نسلِ جد کا ہر ذکر	ایسے ہی ہر نسلِ اجدادِ دگر
سلسلہ اُسکا یہی ہے اے نجیب	قسم اوّل سے ہے آخر بے نصیب
ایسے ہی ہر قسم میں اے نیک پے	پاس کے سے دُور کا محجوب ہے
پھر حقیقی سے ہیں بے بہرہ سدا	بھائی سوتیلے بھتیجے اور چچا
ساتھ ہیں لڑکوں کے ہوں گر لڑکیاں	یا کہ ہوں پوتوں کے ہمرہ پوتیاں
یا ہوں بہنیں بھائیوں کے ساتھ ہیں	تب یہ باہم ہونگے سب عصبہ بنیں
پس ملے گا اُن کو باہم یک دگر	مثلُ حظِّ الانثیین للذکر
کچھ نہیں ملتا بھتیجی پھپھی کو	حکم اوپر تک یہی تم جان لو
کیونکہ یہ نہ فرض میں داخل نہیں	اسلئے عصبات میں شامل نہیں
ہیں ذوی الارحام میں یہ حصہ دار	دیکھ لینا اُس جگہ اے دیں شعار

(بقیہ نوٹ نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

۱؎ بعد نسبی کے ہے۔ الخ۔ یعنی عصبات بنفسہ کی جو دو قسم ہیں ایک نسبی اور دوسرا سببی۔ اُن میں سے عصبات نسبی کا بیان ہو چکا اب عصبات سببی کا بیان یہ ہے کہ جب فرائض میں عصبہ نسبی کوئی نہ پایا جائے تو اس وقت بجائے اُن کے عصبہ سببی مقرر ہو کہ باقیماندہ مال لے لیگا اور اگر ذوی الفرض کوئی نہ ہو تو وہ سب مال لیگا جس طرح عصبہ نسبی لیتا ہے اور عصبہ سببی وہ ہے جس کو اہل الفرائض مولی العتاقہ کہتے ہیں یعنی آزاد کنندہ عصبہ سببی مقرر ہوگا۔ ۱۲ منہ ۲؎ اور نہو مولی العتاقہ خود اگر۔ الخ۔ یعنی اگر مولی العتاقہ خود بذات خاص موجود نہ ہو تب اُس مولی العتاقہ کے جسقدر عصبات نرینہ ہوں گے اُن کو وہ مال دیا جائیگا کیا معنی کہ سببی میں مولی العتاقہ کے عصبات نرینہ عصبہ بنفسہ مقرر ہوتے ہیں اُن کے ساتھ اُن کی مادائیں عصبہ نہیں بنتیں پس اگر کسی میت کے مولی العتاقہ کے ایک لڑکی اور ایک لڑکا یا ایک بہن اور ایک بھائی پائے جائیں تو اُس صورت میں لڑکے یا بھائی کو سب حصہ ملیگا اور لڑکی اور بہن کو کچھ نہیں ملیگا۔ کیونکہ عصبات سببی میں مادائیں عصبہ بالغیر نہیں بنتیں ۱۲۔ منہ ۳؎ کہتے ہیں مخرج اُسے۔ الخ۔ اب یہاں سے ذوی الفروض کے حصوں کے مخرجوں کا بیان شروع ہوا اور فرائض میں مخرج اُس عدد کو کہتے ہیں جس عدد سے ذوی الفروض کے سہام صحیح تقسیم ہو جائیں کیا معنی کہ ذوی الفرض کا حصہ جس کو اہل فرائض کسر بولتے ہیں جس طرح کہ آدھا اور چوتھائی اور آٹھواں یا تہائی اور دو تہائی اور چھٹا۔ صحیح اُس سے نکل آئے اور اُس سے کم ہو تو بغیر ٹوٹے نکلے نہیں پس ایسے تقسیم کنندہ عدد کو مخرج بولیں گے اور واضح ہو کہ درستی مخرج پر تقسیم فرائض کی صحت کا سارا دارومدار ہے۔ منہ ۴؎ نصف کا مخرج ہے دو۔ الخ۔ اب ہر فرض کے مخرج کا بیان کیا جاتا ہے تیسری فصل میراث میں جو چھٹوں فرض حصوں کی دو قسمیں مقرر کی ہیں اُن دونوں میں نصف قسم اول کا جو پہلا فرض ہے اس کے مخرج کا بیان کیا جاتا ہے کہ ایسا عدد جس میں سے نصف حصہ پورا نکل آئے وہ دو ہے کہ اُس سے آدھے کا ایک ایک عدد پورا بلا کسر صحیح برآمد ہوتا ہے پس جہاں کہیں فرائض میں فقط ایک فرض نصف ہو اور اُس کے ساتھ دوسرا فرض نہو وہاں کم از کم دو کے عدد سے مخرج مقرر کریں گے جس میں سے آدھے کا ایک عدد پورا نکل آئے اور ٹوٹے نہیں۔ اور اسی طرح چوتھائی فرض کا مخرج چار ہے جس میں سے چارم کا ایک عدد صحیح ہو کر نکلتا ہے اور آٹھویں فرض کا مخرج آٹھ ہے جس میں سے آٹھویں کا ایک عدد پورا ملتا ہے یہ جب ہے کہ فرائض میں یہ سب حصے تنہا علیحدہ علیحدہ آئیں دوسرے فرض حصص ان کے ساتھ نہ ہوں ۱۲۔ منہ ۵؎ قسم اول کے الخ۔ یعنی یہ مخارج جو اوپر بیان کیے گئے وہ قسم اول کے تینوں فرضوں کے ہیں اور قسم دوم کے تینوں فرضوں کے مخارج اگلے شعر میں مذکور ہوتے ہیں اُن کو بھی بغور تمام سننا چاہیے ۱۲ ۶؎ ثلث اور دو ثلث کا۔ الخ۔ یعنی قسم دوم کے فرض حصوں میں جو ثلث اور دو ثلث دو فرض ہیں پس اُن دونوں کا مخرج تین ہے کیا معنی کہ ایسا عدد جس میں سے ایک ثلث اور دو ثلث صحیح نکل آئیں وہ تین کا عدد ہے کہ اُس میں سے ایک ثلث کا ایک عدد۔ اور دو ثلث کے دو عدد صحیح نکل آتے ہیں اور اسی طرح چھٹے فرض کا مخرج چھ ہے جسمیں سے چھٹے حصے کا ایک عدد پورا حاصل ہوتا ہے۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۷ کا ضمیمہ میں دیکھیں)

عصبات سببی کا بیان

بعد نسبی کے ہے[۱] عصبہ بالسبب	کہتے ہیں مولی العتاقہ جسکو سب
اور[۲] نہو مولی العتاقہ خود اگر	ہونگے عصبہ اسکے سب عصبات پر

فرض حصوں کے مخارج کا بیان

کہتے[۳] ہیں مخرج اسے اے نیکنام	جس سے نکلیں فرض کے پوری سہام
نصف[۴] کا مخرج ہے دو چارم کا چار	آٹھویں کا آٹھ ہے اے ہوشیار
قسم[۵] اول کے یہ مخرج ہیں تمام	قسم ثانی کے بھی سن اے نیکنام
ثلث[۶] کا اور دو ثلث کا مخرج ہے تین	اور چھٹے حصہ کا چھ ہے کر یقین
پھر[۷] اگر اک قسم کے دو یا کہ سب	جمع ہوں چھوٹے کا ہو سہام تب

سلہ جمع ہوں گر۔ الخ۔ یعنی یہ بیان جو اوپر کے شعر میں ہوا وہ ہر دو قسم کے علیحدہ علیحدہ تینوں فرضوں کے ایک جگہ جمع ہونے کا تھا اب کہتا ہے کہ اگر دونوں قسم کے فرض باہم ایک جگہ جمع ہوں تو اُس وقت کیا ہو۔ یعنی اُس صورت میں جبکہ قسم اول کا آدھا۔ فرض قسم دوم کے کسی ایک فرض سے خواہ سب فرضوں سے مثلاً ایک ثلث سے۔ خواہ چھٹے سے خواہ ان تینوں سے آکر ملے۔ منہ سلہ مسئلہ تب چھ سے ہوگا۔ الخ۔ واضح ہو کہ مسئلہ اور مخرج ایک بات ہے جبکہ فرائض میں تمام حصہ داروں اور ورثا کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں تو اُس وقت مسئلہ قائم کرکے مخرج بناتے ہیں اُس سے ہر ایک کو سہام تقسیم کرتے ہیں بدیں وجہ مسئلہ و مخرج کا اطلاق ایک معنی میں ہوتا ہے لہذا صورت مذکورہ میں مسئلہ کا مخرج چھ ہوگا مثلاً اگر کہیں فرائض میں ایک شوہر اور ایک مادر اور ایک خواہر اخیافی پائے جائیں تو چونکہ یہاں شوہر کا فرض نصف ہے جو قسم اول کا فرض ہے اور ماں کا ایک ثلث اور خواہر اخیافی کا ایک سدس ہے جو قسم دوم کے فرض ہیں لہذا بسبب مجتمع ہونے فرض نصف قسم اول کے ساتھ ثلث و سدس فرضوں قسم دوم کے مخرج مسئلہ ۶ ہوا اُس میں سے نصف کے تین سہام شوہر کو دیئے گئے اور ثلث کے دو سہام ماں کو دیئے گئے اور چھٹے کا ایک سہام خواہر اخیافی کو دیا گیا جیسا کہ ذیل میں مدیت سے ظاہر و روشن ہے وہو ہذا۔

مسئلہ ۶ ہندہ

شوہر	مادر	خواہر اخیافی ایک
۳ سہام	۲ سہام	۱ سہم

بس اسی کا نام مخرج ہے جس سے ہر ذوی الفرض کا فرض صحیح برآمد ہو جائے جیسا مثال مذکور میں موجود ہے۔ پھر جبکہ یہ چھ کا مخرج بسبب زیادہ ہو جانے فرض حصوں کے تنگ ہو جائے اور اس میں گنجایش پورے سہام دینے کی باقی نہ رہے تو اس حالت میں طاق و جفت دونوں طرح پر دس تک اس کا عول لیا جاتا ہے تاکہ سہام پورے تقسیم ہو جائیں۔ عول مخرج کے بڑھانے کو کہتے ہیں اور جہاں کہیں عول ہوتا ہے وہاں سب حصہ داروں کے حصے کچھ کچھ کم ہو جاتے ہیں اور عول کی پوری تشریح فصل ہذا کے آخر شعر میں بیان

جمع ہوں گر اول و ثانی کہیں — جبکہ ثانی سے ملے نصف اے حسین
مسئلہ تب چھ سے ہوگا بے عجب — دس تلک اسکا عول طاق و جفت سب
اور چہارم قسم ثانی سے ملے — مخرج اسکا ہوگا اے سدم بارہ سے
سترہ تک عول اس کا طاق ہو — آٹھواں پھر قسم ثانی میں ہو جو
مسئلہ چوبیس سے ہوگا وفا — عول ستائیس ہے اس کا نرا
عول ہی مخرج بڑھا لینے کا نام — تنگ جب ہونے لگیں اس پر سہام

فصل دربیان نسبت ہائے تماثل وتداخل وتوافق وتباین

دو عدد و مشکل ہوتے ہیں جہاں — ان کی نسبت ہے تماثل بیگماں

کیجائے گی۔ فتنبہ۔ منہ سلہ اور چہارم قسم ثانی سے ملے۔ الخ۔ یعنی اگر چوتھائی فرض قسم اول کا قسم دوم کے کسی فرض سے ملے کیا معنی کہ دونوں ایک جگہ فرائض میں جمع ہوں تو اس وقت اُن کا مخرج بارہ سے بنے گا اور عول اُس کا طاق سترہ تک ہوگا جیسا کہ اگلے مصرع میں موجود ہے یعنی اس مخرج کا عول جفت نہیں ہوتا ہمیشہ طاق آتا ہے خواہ تیرہ خواہ پندرہ خواہ سترہ غرض طاق ہی ہوگا جفت نہ ہوگا اور سترہ سے زائد بھی نہ ہوگا۔ منہ سلہ آٹھواں پھر قسم ثانی میں ہو جو۔ الخ۔ یعنی پھر اگر اول قسم کا آٹھواں فرض قسم دوم کے کسی فرض کے ساتھ جمع ہو اُس وقت کیا ہو اُس کا بیان اگلے شعر میں ہے۔ منہ سلہ مسئلہ چوبیس سے ہوگا وفا۔ الخ۔ یعنی اُس حالت میں مسئلہ کا مخرج چوبیس سے پورا ہوگا اور عول اُس کا صرف ستائیس آئے گا اس سے کم و بیش کبھی نہ ہوگا۔ منہ۔ (بقیہ حاشیہ نمبر ۶ و ضمیمہ میں دیکھیں)

لـه کم عدد زائد کو۔ الخ یعنی اگر دو عدد متماثل نہ ہوں بلکہ مختلف ہوں پس اگر اُن میں ایک عدد دوسرے عدد میں داخل ہو اور اُس کو گنتا ہو یعنی بڑا عدد چھوٹے پر صحیح تقسیم ہو جاتا ہو مثلاً دو عدد ا اور چار عدد د کہ دد کا عدد چار کو گنتا ہے اور اُس میں داخل ہے پس ایسی نسبت کو تداخل کہتے ہیں ۱۲۔ منہ ـلـه ہے فرائض میں۔ الخ یعنی فرائض میں تباین اُس نسبت کا نام ہے کہ دو عددوں کو ایک کا عدد شمار کرتا ہو سوا ایک کے اور کوئی عدد شمار نہ کرے جس طرح کہ ۳ و ۴ یا ۸ و ۹ کہ اُن کو سوا ایک کے اور عدد شمار نہیں کرتا پس ایسی نسبت کا تباین نام ہے ۱۲۔ منہ ـلـه اور عدد ثالث الخ یعنی اگر کہیں دو عدد ایسے ہوں کہ نہ تو اُن دونوں میں ایک عدد دوسرے عدد میں داخل ہو اور نہ ہی اُن کو ایک نری نرا شمار کرتا ہو بلکہ ان دونوں باتوں کے سوا تیسرا عدد اور کوئی اُن کو شمار کرے تو ایسی نسبت کا توافق نام ہے مثلاً ۴۔ ۶ کہ نہ تو چار چھ میں داخل ہے اور نہ فقط ایک کے ہی شمار پر اکتفا ہے بلکہ تیسرا عدد جو دو کا ہے وہ بھی اُن کو شمار کرتا ہے کہ دو دا اور دو چار ہوئے اور ۳ دو کو سہ گنا کیا تو چھ ہوئے پس اسی کو توافق بولتے ہیں۔ منہ ـلـه دو اگر دونوں۔ الخ۔ یعنی اگر ان دونوں اعداد مذکور کو دو کا عدد گنے جیسا ابھی اوپر مثال میں بتایا گیا تو اُس کو توافق بالنصف کہیں گے اور اگر تین کا عدد اُن متوافقین اعداد کو شمار کرے تو اُس کو توافق بالثلث بولیں گے۔ جس طرح ۹ و ۱۲۔ کہ اُن دونوں کو تین کا عدد شمار کرتا ہے لہذا وہ توافق بالثلث کہا گیا اور اسی طرح اُس سے زائد کا بھی حساب سمجھنا چاہیے کہ اگر شمار کنندہ عدد ثالث بجائے دو اور تین کے چار ہوگا تو اُس وقت وہ توافق بالربع اور اگر پانچ ہوگا تو توافق بالخمس کہلائے گا وعلیٰ ہذا الی الآخرہ۔ یہی مطلب ہے اگلے شعر کا۔ فتبنہ۔ منہ ـلـه ایک فرقہ کا سہام۔ الخ۔ اب یہاں سے تصحیح فرائض شروع ہوئی یعنی اگر فرائض میں وارثوں کے ایک گروہ پر حصہ صحیح نہ بٹے بلکہ ٹوٹے تو اُس وقت عدد وارثان اور عدد سہام میں نسبت کا غور کریں کہ ان دونوں عددوں میں نسبتہائے مذکورہ میں سے کونسی نسبت پائی جاتی ہے جیسا اگلے شعر میں مذکور ہے۔ واضح ہو کہ وارثوں کے عدد کو عدد رؤس اور اُن کے حصوں کو سہام کہتے ہیں۔ اور یہ بھی خوب یاد رہے کہ تصحیح فرائض کا دار و مدار سب نسبتوں پر ہے جو مذکور ہوئیں پس نسبتوں کی یادداشت خوب ہونا چاہیے۔ فتبنہ۔ منہ ۱۲ ـلـه اُن میں نسبت ہو۔ الخ۔ یعنی اگر عدد رؤس اور اُن کے سہام میں نسبت توافق نظر آئے تب عدد رؤس کے وفق کو مخرج میں ضرب دینا چاہیے ۱۲۔ منہ ـلـه حاصل ضرب اُس سے۔ الخ۔ یعنی وفق فرقہ اور مخرج کے ضرب کرنے سے جو عدد کہ حاصل آئے اُسی حاصل ضرب سے اب مخرج بنانا چاہیے پس اس جدید تیار شدہ مخرج سے سب سہام صحیح منقسم ہو جائیں گے جیسا کہ اگلے شعر کے مصرع اولے میں اُس کا بیان موجود ہے ۱۲۔ منہ

کم عدد زائد کو گنتا ہو اگر	نام اُس کا ہے تداخل معتبر
ہے فرائض میں تباین کا یہ طور	ایک ہی گنتا ہو دونوں کو نہ اور
اور عدد ثالث جو دونوں کو گنے	ایسی نسبت کا توافق نام لے
دو اگر دونوں عدد کا عد کرے	کہہ توافق بالیقین بالنصف اُسے
تین گن جائے تو وہ بالثلث ہے	ایسے ہی زائد بھی جاں لے نیک پے

تصحیح و تقسیم فرائض کا بیان

ایک فرقہ کے سہام اے باہنر	ہوں نہ جب تقسیم اُسکے راس پر
پس سہام و راس میں اُسکے بہ فور	نسبت مذکور کا کر خوب غور
اُن میں نسبت ہو توافق کی اگر	وفق فرقہ مسئلہ میں ضرب کر
حاصل ضرب اُس سے آئیں جسقدر	اُس سے کر تصحیح مخرج اے پسر

سلہ منقسم ہو جائیں گے۔ الخ یعنی اس ترکیب سے ہر وارث کے سہام پورے تقسیم ہو جائیں گے جیسا کہ اوپر بتا دیا گیا مثال اُس کی ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۸

جدہ صحیحہ	دختران	چچا
یک ضعیفہ	۶ نفر	یک نفر
۳	۱۲	۳

مثلاً ایک شخص زید مرا اور اُس نے ایک جدہ صحیحہ اور چھ لڑکیاں اور ایک چچا وارث چھوڑے پس یہاں اوّل مسئلہ چھ سے ہوگا بسبب پائے جانے ایک سدس اور دو ثلث کے پس اُس میں سے چھٹا جدہ کو اور دو ثلث کے چار سہام لڑکیوں کو اور باقی بطور تعصیب چچا کو ملیگا لیکن چھ لڑکیوں کو دو ثلث کے جو چار سہام ملے ہیں وہ اُن پر منقسم نہیں ہیں لہٰذا اُن کے عدد رؤس چھ ہیں اور عدد سہام چار ہیں نسبت کا خیال کیا گیا تو توافق بالنصف پایا گیا پس بموجب قواعد مذکورہ وفق عدد رؤس کو کہ تین ہے مخرج مسئلہ میں کہ چھ ہے ضرب دیا تو حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے اب بجائے چھ کے اٹھارہ مخرج رکھا گیا تو اُس سے ہر فریق کے ہر فرد کو حصہ ملتا ہے جدہ کو چھٹے کے تین سہام اور ۶ نفر دختران کو دو ثلث کے بارہ سہام اور چچا کو بطور تعصیب تین سہام پہنچتے ہیں۔ ... اور وہ اُن سب پر فرداً فرداً منقسم ہیں اور کہیں کسر نہیں ہے اسی کا نام تصحیح ہے۔ ۱۲ منہ

سلہ اور جو ہو ان میں تبایُن۔ الخ یعنی اگر عدد رؤس اور عدد سہام میں توافق نہ ہو بلکہ تبایُن ہو تو اُس وقت کل اعداد رؤس کو اصل مخرج میں ضرب کرنا اور اس کے حاصل ضرب سے جدید مخرج بالا تیار کر لینا جیسا کہ اگلے دونوں شعروں میں بیان ہے پس اسی مخرج بالا سے ہر فریق کے ہر فرد کو صحیح سہام پہنچیں گے۔ مثلاً مثال مذکورہ بالا میں اگر بجائے چھ نفر دختران کے پانچ نفر دختران ہوں تو اُن کے عدد رؤس اور عدد سہام میں نسبت تبایُن پیدا ہوگی پس اس حالت میں کل عدد رؤس کو کہ ۵ ہیں اصل مخرج چھ میں ضرب دیں گے تو حاصل ضرب تیس ہوں گے اب وہی مخرج بالا ٹھہرے گا اور اُس سے ہر فرد کا حصہ صحیح بٹ جائیگا۔ مخرج بالا اُس کا نام ہے کہ جب اصل مخرج سے سہام تقسیم نہ ہوں تو اُس میں کسی عدد کو نسبت کی مناسبت سے ضرب دیں اور اُس کے حاصل ضرب کو اٹھا کر اصل مخرج پر ایک لکیر یا خط کھینچ کر اوپر رکھدیں جیسا مثال مذکور میں درج ہے اسی کا نام مخرج بالا ہے۔ منہ ۱۲

سلہ اور کئی فرقوں کے الخ۔ اب تک جو بیان کیا گیا وہ صرف ایک فرقہ کے سہام منکسرہ کی تصحیح کا بیان تھا اب یہاں سے چند فرقوں موجودہ فرائض کے سہام منکسرہ کی تصحیح شروع ہوئی (بقیہ نوٹ نمبر ۳ کا دنمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

منقسم ہو جائیں گے اُس ہی سہام — اور جو ہو انہیں تبایُن لا کلام
ضرب کریں جملہ اعدادِ رؤس — اصل مخرج میں بلا رنج و فسوس
حاصلِ ضرب اُسکی ہی ہوں جسقدر — مخرج بالا اُسی سے جا کے کر
اور کئی فرقوں کے سہم اے باہنر — منکسر ہوں اُنکے راسوں پر اگر
پیشتر ہر اک کے سہم و راس میں — غور نسبت ہائے بالا کا کریں
آئے جو نسبت اُنکے راس کی — اصل فرقے فرض کرے پس وُہی
اب یہاں فرقوں میں باہم غور کر — ہو تماثل اُن میں جب با یکدگر
ایک فرقے کے عدد کو بالیقین — مسئلہ میں ضرب کر لے پاک دیں
اور جو ہو اُن میں تداخل بالطریق — اُنمیں ہو سب سے زیادہ جو فریق
اُسکے اعداد رؤس لے پر ہنر — اصل مخرج میں اٹھا کر ضرب کر
اور جو فرقوں میں توافق ہو بہم — وفق یک در دیگرے زن ای صنم

[illegible]

۱۰ اور اگر اُن میں تباین سے ہو الخ یعنی اگر اُن فرقوں کے باہم نسبت تباین پائی جائے تو ایک فریق کے کل عدد رؤس کو دوسرے فریق کے کل عدد رؤس میں ضرب کرنا چاہیئے ۱۲۔ منہ ۱۱ اُن کے الخ یعنی اُن دونوں فریق کے باہم حاصل ضرب سے تیسرے فریق لنسبتیہ کی نسبت کو غور کرنا چاہیئے کہ اُن میں کیا نسبت پیدا ہوتی ہے کیا معنی کہ اگر ایک فرقہ کے وفق کو دوسرے سے ضرب کیا گیا ہو جیسا کہ اس سے اوپر تیسرے شعر میں بیان کیا گیا ہے یا بصورت تباین کل عدد رؤس کو دوسرے فرقہ کے کل عدد رؤس سے ضرب کیا گیا ہو جیسا کہ اس سے اوپر کے شعر میں موجود ہے تو اُن دونوں نسبتوں کے ہر ایک کے حاصل ضرب سے تیسرے فرقہ کے لنسبتیہ عدد رؤس میں نسبت دیکھنا چاہیئے ۱۲۔ منہ ۱۲ ہو توافق وفق۔ الخ۔ اب اگر ان میں نسبت توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے میں اور اگر نسبت تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل عدد رؤس میں ضرب دینا چاہیئے کہ کیا معنی کہ حاصل ضرب فرقہ ہائے لنسبتیہ بالا کو فریق سوم کی نسبت مذکورہ سے پھر ضرب دینا چاہیئے ۱۲۔ منہ ۱۳ ایسے ہی چارم۔ الخ۔ یعنی اسی طریق مذکور کے موافق چوتھے اور پانچویں فریق میں بھی اگر وہ پائے جائیں نسبتوں کا اُن میں غور کر کے ضرب کرتے رہنا چاہیئے آخر تک کیا معنی کہ چاہے جسقدر فریق ہوں اُن تمام فریقوں میں یہی طریق ضرب کا جاری رکھنا چاہیئے۔ منہ۔ ۱۴ بعد ہم آخر کے حاصل ضرب کو۔ الخ۔ یعنی طریق مذکور کے موافق آخر فریق تک ضرب کر کے سب سے آخر تک کے حاصل ضرب کو اصل مخرج میں ضرب دینا اُس سے تصحیح مسئلہ ہو جائیگی منہ ۱۵ پھر اگر ہو عول مخرج میں الخ۔ یعنی پھر اگر کسی جگہ مخرج میں عول بھی ہو تو وہاں مخرج عائلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل ضرب مخرج بالا قائم ہوگا ۱۲ منہ ۱۶ ضرب ہو گی عول ہی۔ الخ۔ یعنی جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ۱۲ منہ ۱۷ جب نہ ہو عصبہ کوئی۔ الخ۔ یعنی جبکہ وارثوں میں جملہ ذوی الفروض ہوں اور عصبہ آخذ بقیہ فرض نہ پایا جائے تو اسوقت ذوی الفروض کا فرض دیکر جو باقی بچے وہ بقیہ بھی پھر انہیں ذوی الفروض کو علیٰ قدر حصص لوٹا دیا جائے اسی کا نام اہل فرائض کے یہاں رد ہے ۱۲۔ منہ ۱۸ رد وسلے ہوتا نہیں۔ الخ یعنی ذوی الفروض کے فرقہ میں جورو اور خاوند۔ ان دونوں پر رد نہیں ہوتا کیا معنی کہ جو اصل فرض ان کا ہے وہی ملتا ہے اُس کے سوا دوبارہ بطور رد انہیں کچھ نہیں دیا جاتا باقی اور تمام ذوی الفروض کو درصورت نہ ہونے عصبہ کے رد کیا جاتا ہے اور زوجین پر رد کا نہ ہونا متفق علیہ ہے لیکن جبکہ فرائض میں سوا جورو یا خاوند کے کوئی اور ذوی الفروض نہو اور ذوی الارحام میں سے بھی کوئی نہ ہو غرض کہ موسلے بالزائد تک کوئی مستحق نہ ہو تو اُس وقت فتویٰ یہ ہے کہ جورو یا خاوند میں سے جو کوئی ہو اُسی پر سب رد کر دیا جائے کذا قال استاذی و مولائی حافظ و قاری مولانا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ منہ۔

۱۰ اور اگر انہیں تباین سے ہو حرب	ایک کو دی دوسرے کے کل میں ضرب
۱۱ انکے حاصل ضرب ہی پھر بے قصور	تیسرے میں غور کر جا کر ضرور
۱۲ ہو توافق وفق اُس کا ضرب کر	اور تباین ہو تو کل میں اے پسر
۱۳ ایسے ہی چارم میں پنجم میں مدام	غور کر کے ضرب دینا تا تمام
۱۴ بعد ہم آخر کے حاصل ضرب کو	اصل مخرج میں اُٹھا کر ضرب دو
اُس سے ہو تصحیح اُسکی بالیقیں	۱۵ پھر اگر ہو عول مخرج میں کہیں
۱۶ ضرب ہو گی عول ہی میں ہر جگہ	حاصل ضرب اُس کا ہوگا مسئلہ

ذوی الفروض پر رد کرنے کا بیان

۱۷ جب نہ ہو عصبہ کوئی ذو فرض ہیں	باقی ہی پھر انہیں کو پھیر دیں
اسکو رد کہتے ہیں سب اہل ہنر	۱۸ رد وسلے ہوتا نہیں زوجین پر

اہل[۵۱] ردمیں جنس واحد ہو اگر ۔۔۔ مسئلہ اعداد سے تب اُسکے کر

اور[۵۲] جو ہوں دو تین فرقے فرض ہیں ۔۔۔ مسئلہ اُن کے سہاموں سے کریں

پھر[۵۳] اگر زوجین میں سے ہو کوئی ۔۔۔ اہلِ رد کے ساتھ پس لے متفق

چھوٹے[۵۴] مخرج میں سے دیکر حصّت کو ۔۔۔ مابقی سب اہلِ رد کو بانٹ دو

ساتھ[۵۵] اُس کے جنس واحد ہو اگر ۔۔۔ مابقی کو بانٹنا اعداد پر

منقسم[۵۶] ہو جائیں گر اُن پر سہام ۔۔۔ سب سے بہتر ہے دگرنہ لاکلام

چھوڑ[۵۷] کر سب کام کر نسبت کا غور ۔۔۔ انکے اعداد اور سہموں میں بغور

اُن[۵۸] میں نسبت ہو توافق کی اگر ۔۔۔ ضرب کو وفق رُوس اب اخذ کر

ضرب[۵۹] اقل مخرج میں حصّت و شوکے ہو ۔۔۔ اور تداخل میں بھی لینا وفق کو

اور[۶۰] تباین اُنمیں ہو گر اے عروس ۔۔۔ کر اقل مخرج میں ضرب کل رُوس

اور[۶۱] اگر ہوں ساتھ اُسکے دو فریق ۔۔۔ تب عمل کرنا یوں اے رفیق

---

۵۱ اہل رد میں جنس واحد ہو۔ الخ۔ اہل ردسوا زوجین کے باقی ذوی الفروض کو کہتے ہیں یعنی جبکہ اہل رد ذوی الفروض میں سے فقط ایک جنس کے فریق ہوں مثلاً لڑکیاں نری یا نری بہنیں پائی جائیں تو اُس وقت جسقدر وہ لڑکیاں یا حقیقی بہنیں ہوں ان کے عدد رؤس کے مطابق مخرج بنالیا جائے مثلاً فرض کرو کہ ایک لڑکی ہو تو ایک سے مخرج بناکر اُس کو سب دیدیا جائے اور اگر دو لڑکیاں ہوں تو دو سے مخرج بناکر آدھا آدھا اُن دونوں کو تقسیم کر دیا جائے، یا تین بہنیں ہوں تو تین سے مخرج بناکر اُن کو مساوی تقسیم کر دیا جائے یہی معنی ہیں اعداد رؤس سے مسئلہ یا مخرج قائم کرنے کے۔ منہ ۵۲ اور جو ہوں دو تین فرقے۔ الخ۔ یعنی اور جو فرائض میں ذوی الفروض اہل رد میں سے دو یا تین قسم کے مختلف الجنس فریق حصّہ دار موجود ہوں تو اُس وقت مخرج مسئلہ اُن کے سہام مفروضہ کے مطابق بناکر قائم کریں کیا معنی کہ جسقدر سہام اُنکو اصل مخرج سے ملتے ہوں بس اُنہیں سہام کے شمار کے بموجب مخرج تیار کریں اور اُس سے سب کو تقسیم کر دیں۔ مثلاً ایک شخص فوت ہوا اُس نے ایک ماں اور چار بہنیں چھوڑیں پس اس صورت میں اصل مخرج چھہ سے ہے۔ چھٹا کا ایک ماں کو اور دو تہائی کے چار عدد بہنوں کو دیئے گئے تو ایک باقی رہا لہذا قاعدہ رد جاری کیا گیا اور جسقدر سہام کہ اُن کو اصل مخرج سے پہنچتے ہیں یعنی پانچ عدد دیں پس اب اُنہیں پانچ عدد سے مخرج بناکر ایک ماں کو اور چار بہنوں کو تقسیم کر دے اسی کام کا نام رد ہے جس طرح ذیل کی مثال سے ظاہر ہے۔ منہ

مسئلہ ۵

ماں	خواہران عینی چار نفر
۱ سہم	۴ سہام

۵۳ پھر اگر۔ الخ۔ یعنی پھر جو فریق اہل رد کے ساتھ ہیں زوج و زوجہ میں سے بھی کوئی موجود ہو پس اُس وقت۔ منہ ۵۴ چھوٹے مخرج میں سے دیکر۔ الخ۔ یعنی جبکہ فرائض میں فریق اہل رد کے ساتھ غیر اہل رد بھی پائی جائیں کیا معنی کہ زوج و زوجہ میں سے بھی کوئی ایک شخص اُن کے ساتھ موجود ہو تو اُس جگہ اوّل اُس کے چھوٹے مخرج میں سے اُس کا حصّہ فرض نکال کر بقیہ مخرج مذکور کو فرقہ ہائے اہلِ رد پر تقسیم کر دینا چاہیئے اُسی قاعدہ کے بموجب جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے کہ جنس واحد کو اُس کے عدد رؤس کے مطابق اور مختلف اجناس کو اُن کے سہام کے موافق دیا جائے کہ اس سے رد صحیح ہوتا ہے۔ حصّت سے مراد جورو۔ خاوند ہیں کہ ہر ایک دوسرے کا حصّت ہوتا ہے۔ چھوٹے مخرج سے یہ مراد ہے کہ میاں بی بی کا چھوٹے سے چھوٹا وہ مخرج جس میں سے اُنکا حصہ فرض و سہم شرعی برآمد ہوتا ہے یعنی دو۔ چار۔ یا آٹھہ۔ کہ کم از کم اُنہیں مخرجوں سے میاں بی بی اپنا حصّہ فرض پاتے ہیں۔ پس یہاں چھوٹے مخرج میں سے اُس کو دینے کے یہ معنی ہیں کہ اگر کہیں فرائض میں بمعیت شوہر یا بی بی رد کرنے کی ضرورت ہو تو وہاں اوّل میاں بی بی کے مخرج خورد میں سے اُن کا فرض نکال کر مثلاً بصورت نصف دو کے مخرج سے اور بصورت چہارم چار کے مخرج سے اور بصورت ہشتم آٹھہ کے مخرج سے اُن میں سے ایک کا حصّہ دیکر باقیماندہ (بقیہ نوٹ نمبر ۳ کا و نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

ل؎ جو اقل مخرج۔ الخ۔ یعنی بعد دینے حصہ فرض جفت میت کے اُس کے مخرج فرد سے باقی سہام مخرج مذکور پر مجموع حصص ہر دو فریق اہل رد کو جانچنا چاہئے کہ مجموعہ سہام اہل رد اور بقیہ سہام مخرج اقل ایک ہیں اور اُن میں کچھ اختلاف تو نہیں ہے۔ منہ ۲؎ راست ہو کر۔ الخ۔ یعنی اگر وہ مجموعہ سہام اور بقیہ سہام مخرج اقل راست ہو جائیں اور اُن میں باہم استقامت ہو تو پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا وہ سہام مستقیم فریقین اہل رد کے ہر فرد پر منقسم بھی ہیں یا نہیں پس اگر وہ اُن کے ہر فرد پر منقسم ہوں تو بہت بہتر ہے اور نہایت تحسین و آفرین کی جگہ ہے کہ کسی کسر دار کی نوبت نہ آئی جیسا مثال ہذا میں ملاحظہ طلب ہے۔

مسئلہ ۴

زوجہ یک جدہ یک برادران اخیافی ۲ نفر
۱ سہم ۱ سہم ۲ سہام

صورت مسئلہ میں متوفی کے ایک زوجہ اور ایک جدہ اور دو برادران اخیافی وارث ہوئے چونکہ کوئی عصبہ نہیں ہے لہٰذا مسئلہ ردیہ ہے پس بموجب قواعد رد زوجہ کو اوّل اسکے اقل مخرج سے کہ چار ہیں ایک دیا تو تین باقی رہے وہ تینوں سہام معہ رد کے جدہ صحیحہ و برادران اخیافی کے واسطے ہیں چونکہ جدہ و برادران اخیافی کے مجموع سہام بھی تین ہیں لہٰذا وہ سہام باقی جفت کے مجموع سہام اہل رد کے مطابق ہیں اور اُن پر مستقیم ہیں کہ اُن میں سے ایک جدہ کے حق کا ہے اور دو برادران اخیافی کے حق کے ہیں اور چونکہ جدہ بھی ایک ہے اور برادران اخیافی بھی دو نفر ہیں لہٰذا وہ سہام ہر فریق کے ہر فرد پر صحیح منقسم بھی ہیں جیسا کہ زیر میت تحریر ہے پس یہاں اب کسی مزید کاروائی اور دردسر کی ضرورت نہیں اور واضح ہو کہ جدہ صحیحہ و برادران اخیافی کے مجموع سہام تین اس لئے ہیں کہ اگر فرائض میں

	(ایضاً چوبیسواں اصل)	
جو اقل مخرج سے دیگر جفت کو		بچ رہا انہیں حصص کو جانچ لو
راست ہو کر وہ ہر اک کی راس پر		ٹھیک بٹ جائے تو بہتر خوب تر
ورنہ پہلے غور نسبت کا کریں		دونوں فرقوں کے سہام و راس میں
ٹھہرے جو جو قدر انکے راس کی		دیکھ پھر اُن نسبتوں میں لے دکی
گر توافق ہو تو وفق یک فریق		اور تباین ہو تو کل کو باطریق
دوسرے میں ضرب دیکر کے حساب		ان کے حاصل ضرب کو لیکر شتاب
جفت کے مخرج اقل میں ضرب دے		اُنکی حاصل ضرب سے مخرج بنے
گر تماثل ہو تو اُنمیں کوئی سا		اور تداخل میں جو فرقہ ہو بڑا
ضرب دینا مخرج مذکور میں		اُسکے حاصل ضرب سے تصحیح لیں
جب نہو باقی زوجین لے قسیم		فرقہ ہائے اہل رد پر مستقیم
اُنکے حصے لیکے مخرج جفت میں		ضرب دیکر راست کرلینا نہیں

کسی جگہ صرف جدہ اور برادران اخیافی ہوں تو وہاں مخرج مسئلہ بموجب قواعد تصحیح چھ ہوگا اُس میں سے چھٹے حصہ کا ایک جدہ کو اور تہائی کے دو برادران اخیافی کو پہنچیں گے۔ جب اُن دونوں اعداد کو ایک جگہ جمع کریں گے تو وہ تین عدد ہو جائیں گے پس یہی اعداد مجموع سہام یا مجموع حصص کہلائے جائیں گے اور چونکہ یہ بات پہلے ہی بتادی گئی ہے کہ رد کے موقع پر فریقین اہل رد کو ان کے سہام فرض کے مطابق دیا جائیگا لہٰذا یہاں اُن کے سہام فرض کو جمع کرکے باقی مخرج اقل احد الزوجین پر پھیلا کر ہر فرد کو تقسیم کردیا گیا جیسا کہ ظاہر ہے فتنبہ۔ ۱۲ منہ ۳؎ ورنہ پہلے غور نسبت۔ الخ۔ یعنی اور اگر وہ سہام مستقیمہ فریقین اہل رد کے عدد رؤس پر فرداً فرداً تقسیم نہ ہوں تو اُس وقت پہلے اُن دونوں کے عدد رؤس و سہام حاصلہ میں نسبتاً کا غور کریں کہ اُن میں کیا نسبتیں ہیں ۱۲۔ منہ۔

(بقیہ حاشیہ نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵ پھر نہ وہ بھی - الخ یعنی اگر وہ راست شدہ سہام فریقین اہل رد کے ہر فرد پر منقسم نہ ہوں کیا معنی کہ اگر وہ راست شدہ سہام راست ہو کر اہل رد کے ہر فریق پر منقسم بھی ہوں تو پھر کسی اور بات کی ضرورت ہی نہیں جیسا کہ مثال مندرجہ حاشیہ شعر بالا میں موجود ہے کہ سہام راست شدہ فرقہ ہائے اہل رد کے ہر فرد پر منقسم بھی ہیں اور اگر وہ راست شدہ سہام اُن پر فرداً فرداً منقسم نہ ہوں تو اُس وقت حسب دستور قواعد تصحیح اُن کو بھی درست کرنا چاہئے جیسا کہ اسی فصل میں چند بار تصحیح مختلف طریق پر بیان ہو چکی ہے کہ مزید بیان کی مطلق ضرورت نہیں ہے لیکن پھر بھی بغرض اطمینان طالب ایک مثال اس کی بھی اور تحریر کی جاتی ہے اُس پر غور کرنا چاہیے۔ مثلاً اگر مثال مذکورہ بالا میں بجائے ۸ نفر لڑکیوں کے ۹ لڑکیاں ہوں اور بجائے ۷ نفر جدات کے ۶ نفر جدات ہوں تو اس حالت میں ۲۸ سہام لڑکیوں کے ۹ نفر لڑکیوں پر اور سات سہام جدات کے چھ نفر جدات پر منقسم نہ ہوں گی پس فریقین اہل رد کے سہام مقبوضہ اور عدد رؤس میں نسبت کا غور کیا جائیگا چونکہ بنات کے عدد رؤس ۹ ہیں اور سہام مقبوضہ ۲۸ ہیں ان میں تباین ہے لہذا کل عدد رؤس ۹ عدد معتبر ہوئے اور اسی طرح جدات کے رؤس ۶ چھ و ۷ سہام مقبوضہ سات ہیں تباین ہی ہے پس وہ عدد رؤس بھی چھ ہی مقبول ہوئے اب ان ہر دو ۹ و ۶ نسبتی فریقوں میں مکرر نسبت کا غور کیا گیا تو توافق بالثلث اُن میں معلوم ہوا لہذا ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوئے اب ان حاصل ضرب اٹھارہ کو مخرج مستقیم یعنی چالیس میں پھر ضرب دیا تو حاصل ضرب ۷۲۰ ہوگئے اب اِن ۷۲۰ کے مخرج مسئلہ سے ہر فریق کے ہر فرد کو ٹھیک تقسیم ہوتا ہے کیا معنی کہ اب ہر فریق کے سہام اُن پر مستقیم بھی ہیں اور اُن میں سے ہر ایک فرد پر منقسم بھی ہیں جیسا کہ مثال مندرجہ ذیل سے بخوبی ظاہر و روشن ہے۔

مسئلہ ۷۲۰ / ۴۰ / ۸

زوجہ یک کس	دختران ۹ نفر	جدات ۶ نفر
۹۰ سہام	۵۰۴ سہام	۱۲۶ سہام

فرائض ہذا کی تصحیح ۷۲۰ کے مخرج سے ہوئی اُس میں سے اٹھویں حصہ کے زوجہ کو نوّے سہام پہونچے اور اُنپر مستقیم ہیں اب مابقی زوجہ ۶۳۰ رہ گئے اُن میں سے پانچویں حصہ کے ۱۲۶ سہام جدات کو دیئے (اس لئے کہ مجموعہ سہام جو پانچ ہیں اُن میں سے جدات کا ایک ہے جو کہ مجموعہ سہام کا پانچواں حصہ ہے پس اُسی حساب سے ۶۳۰ باقیماندہ زوجہ میں سے پانچویں حصہ کے ۱۲۶ چھ جدات کو دئے گئے) اور وہ ان کی ہر ایک فرد پر منقسم ہیں کہ ان میں سے ہر ایک جدہ کو اکیس اکیس ملتے ہیں باقی ۵۰۴ سہام ۹ دختران کے رہے وہ ان کے ہر فرد پر منقسم ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو چھپن چھپن پہونچتے ہیں اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو ۷۲۰ ہو جائیں گے لہذا تصحیح کامل ہے اگر ایسے موقع پر زوجات بھی متعدد ہوں تو اُن کا حصہ بھی اُنپر منقسم نہ ہوگا۔

(بقیہ نوٹ نمبر ا کا و نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ ضمیمہ میں دیکھیں)

نہ رد ہے صنف عول اے صاحب کرم + رد میں حصے ہوں زیادہ اس میں کم

پھر نہ وہ بھی منقسم ہوں انھیں گر — حسب دستور اُن کی بھی تصحیح کر

رد نہیں صنف عول اے با نام و ننگ — رد میں حصے ہوں زیادہ اِس میں تنگ

ذوی الارحام کا بیان

ہیں ذوی الارحام میت کے قریب — پر نہیں ذی الفرض و عصبہ وہ غریب

جب نہیں عصبات و ذی الفرض اہل رد — تب انھیں ترکہ ملے بے رد و کد

مثل عصبہ چار قسم اُن سب کی گن — پہلے فرع بنت و فرع بنت بن

تا باسفل ہیں یوہیں فرع بنات — دوسرے اجداد و جدّہ فاسدات

تیسرے اُسکی برادرزادیاں — نیز خواہرزادے خواہرزادیاں

چوتھے پھپی اور ماموں خالہ سب — اور چچا کی لڑکیاں بھی گنئے اب

بعدہم ماں باپ کی ہیں پھپیاں — ماموں اور خالہ چچا کی لڑکیاں

[1] مرد و عورت میں۔ الخ یعنی میت ہذا کے ذوی الفروض و عصبات مرد اور عورتوں میں سے جس کو حصہ زیادہ ملتا ہو اُس کے بقدر وہ حصہ میراث میں سے لیکر حمل کے واسطے اٹھا رکھا جائے۔ بعض صورت فرائض میں ایسی ہوتی ہے جس میں بہ نسبت مرد کے عورت کو حصہ زیادہ ملتا ہے پس اس لئے مؤلف نے یہ کہا کہ مرد و عورت میں سے جس کا حصہ زیادہ ہوتا ہو وہ لیکر ایک ضامن مزید براں اور کر لینا چاہئے تاکہ اگر اتفاقیہ بجائے ایک بچہ کے دو بچے یا زائد حمل میں پیدا ہوں تو جسقدر حصہ کہ اُن کا اور ہوتا ہو وہ بھی وارثان سے واپس لیا جاوے اگر وارث بر وقت تقسیم ترکہ ایسا ضامن پیش نہ کریں تو تقسیم ترکہ تا وضع حمل موقوف رکھی جائے مثال اس بات کی کہ بعض صورتوں میں عورت کو مرد سے زیادہ پہنچتا ہے یہ ہے کہ اُس کو ملاحظہ کیا جائے۔

مرد[1] و عورت میں جسے زائد ملے — پس وہ حصہ لیکے اک ضامن بھی لے
حمل[2] میت موت سے دو سال تک — گر ہو پیدا حصہ لے ریث تک
دوسرے[3] کا حمل ہو تو موت سے — چھ مہینے تک جنا تو حصہ لے
حمل[4] جبتک نصف سے زائد جنے — اور ہو زندہ گو کہ بعد اسکے مرے
تب تو وہ وارث بھی اور مورث بھی ہے — ورنہ حصہ اسکا تم اگلوں کو دو

خنثیٰ[1] کی میراث کا بیان

مرد و زن میں ہو علامت سے تمیز — جسمیں ہوں دونوں علامت ای عزیز
اسکو خنثیٰ کہتے ہیں سب بالیقین — پس اگر ہو وارثوں میں وہ کہیں
اُس علامت سے ہو حصہ پاے وہ — جس علامت سے کرے پیشاب وہ
بول کرتا ہو وہ دونوں سے اگر — تو پہل جس سے کرے وہ معتبر

مسئلہ ۶ عول ۸

صورت مسئولہ میں ایک عورت مری اور اُسنے خاوند اور ماں اور ایک اخیافی بہن اور ایک حمل اپنے باپ کا چھوڑا۔ تو اس صورت میں اگر حمل کو مرد فرض کریں تو وہ متوفیہ کا بھائی ہوگا اور عصبہ بنکر ترکہ پائیگا اور چونکہ بسبب جمع ہونے نصف کے ساتھ قسم دوم کے مخرج چھ سے ہے پس چھ میں سے نصف یعنے ۳ سہام خاوند کو پہنچیں گے اور چھٹا ایک ماں کو اور ایک اخیافی بہن کو ملیگا باقی رہا ایک سہم وہ بھائی کو بطور عصوبت پہنچیگا اب اگر حمل کو عورت فرض کریں تو وہ متوفیہ کی بہن حقیقی قرار پائیگی اور اس صورت میں بہن ذوی الفروض میں شمار ہو کر نصف ترکہ کی مستحق ہوگی پس چھ کا نصف ۳ سہام اس بہن کو ملیں گے اور مسئلہ میں عول ہو کر آٹھ سے مخرج بنیگا اس میں سے ۳ سہام زوج کو اور ایک ماں کو اور ایک اخیافی بہن کو اور تین حمل سے زائیدہ بہن کو پہنچیں گے اور یہ ۳ سہام اس بہن کے بھائی والے ایک سہم سے کہیں زائد ہیں لہذا اس موقع پر حمل کو عورت قرار دیکر تین سہام منجملہ ۸ سہام کے اٹھا رکھیں گے جیسا کہ زیر میت تحریر ہے۔ ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

۵۱ مرد و عورت میں سے کم جس کو ملے ۔ الخ یعنی میراث میں مرد و عورت میں سے جسکو کم حصہ ملتا ہوگا یا کچھ نہ ملتا ہوگا تو وُہی حصہ خنثیٰ المشکل کا قرار پائے گا کیا معنی کہ اگر فرائض میں کسی جگہ مرد کو حصہ کم ملتا ہے تو وہاں اُس کو مرد کا حصہ دیا جائیگا اور اگر عورت کو کسی موقع پر کم ملتا ہوگا تو وہاں اُس خنثیٰ مشکل کو عورت کا حصہ دیا جائیگا ۔ اور یہ بات پیشتر ہی بتا دی گئی ہے کہ بعض صورتوں میں بہ نسبت مردوں کے عورتوں کو کم ملتا ہے اور بعض صورتوں میں بہ نسبت عورتوں کے مردوں کو کم ملتا ہے لہٰذا جس صورت میں کہ جس کو کم حصہ ملتا ہو یا آنکہ کچھ نہ ملتا ہو پس اُس صورت میں خنثیٰ مشکل کو وہی نقصان پہنچائیں گے ۔ غرض کہ خنثیٰ مشکل کی میراث حمل کے برعکس ہے کہ جس طرح حمل کو مرد و عورت میں سے جس کا حصہ زیادہ ہوتا ہے وہ اس کے لئے اُٹھا کر رکھ لیا جاتا ہے اُسی طرح خنثیٰ مشکل کو برخلاف اُس کے مرد اور عورت میں سے جس کو کمتر ملتا ہوتا ہے وہ دیا جاتا ہے ۔ مثلاً اگر کسی موقع پر میت کے ایک لڑکا ہوا اور ایک خنثیٰ مشکل ہو تو وہاں پر خنثیٰ مشکل کو لڑکی قرار دیکر تین میں سے دو لڑکے کو اور ایک اُس خنثیٰ مشکل کو دیا جائیگا جس طرح کہ بہ میت ذیل سے ظاہر ہے منہ ۔ ۵۲ ہو جو کوئی شخص الخ یعنی اگر فرائض میں کسی جگہ مفقود الخبر بھی وارث ہو (مفقود الخبر اُس شخص کو کہتے ہیں جو باہر چلا گیا ہو اور اُس کے مرنے جینے کی کچھ خبر معلوم نہ ہو) پس ایسے شخص کا ذاتی مال جو کچھ ہو از قسم منقولہ وہ کسی معتبر و متدین شخص کے پاس بطور امانت رکھدیا جائے اور از قسم غیر منقولہ میں جو محاصل اُس کا ماہانہ یا سالانہ وصول ہوا کرے وہ بھی اُس امین کے پاس جمع ہوا کرے اور اقسام مویشی و دیگر اشیاء تلف شدنی کو فروخت کر کے اُس کی قیمت جمع کر دیجائے ۔ اگر اُس مفقود الخبر کے بی بی و بچے نابالغ یا ضعیف العمر و حاجتمند والدین موجود ہوں تو اُس کے مال میں سے بقدر کفاف اُن کو دیا جایا کرے اور باقی بطور امانت جمع ہوا کرے کذا قال استاذی و مولائی حافظ و قاری مولانا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ منہ ۵۳ کیونکہ اپنے مال میں زندہ ہے وہ ۔ الخ یعنی اُسکا ذاتی مال اس لئے امانۃً جمع کیا جائے کہ وہ مفقود الخبر اپنے ذاتی مال میں زندہ ہونیکا

اور معاً گر آئے دونوں راہ سے	پھر تو خنثیٰ مشکل اُس کو جانیئے
یا علامت کچھ نہو مطلع ہو صاف	ہو مبال ایک چھید خالی مثل ناف
وہ بھی ہے خنثائے مشکل اے حضور	ہے فرائض اُسکی بس مشکل ضرور
مردؔ و عورت میں سے جس کو کم ملے[51]	پس وہ حصہ مشکل خنثیٰ کو دے

مفقود الخبر کی میراث کا بیان

ہو جو کوئی شخص[52] مفقود الخبر	مال اُس کا رکھدیں نزد معتبر
کیونکہ اپنے[53] مال میں زندہ ہو وہ	لیک ترکہ غیر میں مُردہ ہے وہ
غیر کے ترکہ[54] سے جو حصہ ملے	وہ بھی مثل حمل امانت میں رہے
اُسکی پیدایش سے ستر سال تک	حصہ ہر مورث سے لینا یک بیک
پھر جو[55] آجائے وہ مفقود الخبر	دیدیں دونوں مال اُس کو سر بسر

حکم رکھتا ہے اور زندہ آدمی کا مال بلا اجازت اُس کے کسی کو نہیں مل سکتا لیکن غیر کے ترکہ میں اُس مفقود کا حکم مُردہ کا ہے کیا معنی کہ جو میراث کسی مورث کی اُس کے پس غیبت اُس کو پہنچے اُس میراث میں اُس کو مُردہ کا حکم ہے جبکہ وہ میعاد مقررہ کے اندر واپس نہ آئے یا کہ بعد موت مورث اُسکی زندگی ثابت نہ ہو اور اس مجمل کی تفصیل پانچویں شعر میں آئے گی ۔ فتنبہ ۔ منہ ۱۲ ۵۴ غیر کے ترکہ کا جو حصہ ۔ الخ یعنی اُس مفقود کو مورث کے ترکہ سے وراثۃً جو کچھ ملتا رہے وہ حصہ بھی امانۃً مثل حصہ حمل کے موقوف رکھا رہے اور جو مال کہ ذاتی اُس کا رکھا ہوا ہے اُس میں یہ ورثہ کا مال شامل نہ کیا جائے کیا معنی کہ وہ مال علیحدہ رہے اور یہ مال علیحدہ رہے کیونکہ ان دونوں کا حکم جداگانہ ہے ۱۲ ۔ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵ و ۶ ضمیمہ میں دیکھیں)

گر نہ[51] آئے اور گذر جائیں یہ سال	حکم اسکی موت کا تب ہو بحال
مال[52] اُس کا وارث موجود لے	غیر کے ترکہ کا حصہ پھیر دے
اسکی منکوحہ[53] بھی اب عدت کرے	بعد ازاں چاہے تو وہ سُنت کرے
حاجب[54] اور محجوب بھی مفقود ہو	حجب حرمان حجب نقصان اُسکو

قیدیوں کا بیان

ہوں[55] جو مسلم قید دار الحرب میں	حکمِ مفقود الخبر میں وہ رہیں
سے[56] یہ اُس صورت میں جب اُنکا پتا	کچھ نہ ملتا ہو حیات و موت کا
ورثہ[57] وہ مسلم ہیں مُسلم کی مثال	وارث و مورث ہیں بے تبدیل حال
ہاں[58] بدلدیں دین تو وہ مرتد ہوئے	حکم مرتد فصل آیندہ میں لے

[51] گر نہ آئے - الخ یعنی اگر وہ مفقود الخبر شخص اس میعاد معین کے اندر نہ آئے اور اُس کی موت وحیات کا حال بھی یقینی نہ معلوم ہونے پائے اور یہ ستر سال تمام وکمال اُس کی پیدایش کے حساب سے گذر جائیں تو اُس وقت اس مفقود کی موت کا حکم دیدیا جائیگا کہ اب وہ زندہ نہیں ہے - اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ وہ اب تک زندہ ہے تو پھر اس کی موت کا حکم نہیں دیا جائیگا - اور اُس کے اموال کی اسے اطلاع دی جائے کہ تیرا یہ مال امانت میں موجود ہے اُسکا کیا ہو پس وہ جو چاہے سو کرے اور جیسا امر کرے اُس کے مطابق عمل کیا جائے یا یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں وقت مر گیا تو اس کی موت کے وقت سے پہلے جتنے مورث اس کے مرے تھے ان کے ترکہ سے اُن کے حصے جو اُس کو ملے تھے وہ اُس کا اپنا ذاتی مال اُن وارثوں پر تقسیم کرائے جائیں جو مفقود کی موت کے وقت موجود تھے اور اُس کے موت کے بعد جن وارثوں نے انتقال کیا ہے اُن کا حصہ اُسے نہ ملے گا وہ اُن مورثوں کے دیگر ورثہ کو واپس دیا جائے گا - منہ ۱۲ [52] مال اُس کا وارث - الخ یعنی بعد گذر جانے مدت مذکور اور نافذ ہو جانے حکم موت کے اُس کا ذاتی مال جس کو وہ چھوڑ کر چلا گیا تھا مفقود کے وارث موجود کو دیا جائے گیا معنی کہ وہ وارث جو ستر سال گذر جانے کے وقت پائے جائیں اُن کو مال مذکور بطور ترکہ تقسیم کیا جائے کیونکہ اُسوقت اُس کو میت کا حکم ہوا ہے پس اُسی وقت جو وارث ہوگا وہ ترکہ پائیگا اور وہ مال جو دیگر مورثان کے ترکہ سے مفقود کے پس غیبت اس کو ملتا رہا ہے وہ سب ترکہ مورثان سابق کے اُن وارثوں کو کہ جو اُن کے مرنے کے وقت موجود تھے پھیر دیا جائے اور مفقود کے وارثان کو یہ مال نہ دیا جائے کیونکہ اس مال میں اُس مفقود کو حکم مردہ ہونے کا دیا گیا ہے اور وہ مردہ کو کسی کا ترکہ نہیں ملتا ہے - ترکہ غیر میں مردہ ہونے کے یہی معنی ہیں جیساکہ پانچ شعر اوپر مذکور ہوا تھا فتنبہ واضح ہو کہ اگر مفقود الخبر کی موت وحیات کی خبر میعاد مذکور سے پہلے ہی معتبر ذریعہ سے معلوم ہو جائے گی تو اُسی وقت اُس کے احکامات نافذ ہو جائیں گے اور میعاد مقرر کے گذرنے کا پھر انتظار نہیں کیا جائے گا کیونکہ بعد حاصل ہونے علم یقینی اُس کی موت وحیات کے پھر وہ مفقود نہیں سمجھا جائیگا جیسا کہ اوپر بیان کر دیا گیا - منہ ۱۲ [53] اُس کی منکوحہ - الخ - یعنی بعد گذر جانے میعاد مذکور ستر سال کے مفقود کی عورت منکوحہ اب اس وقت عدت بھی کرے گی کہ وہ اُس پر واجب ہے اور بعد فراغ عدت اگر اُس کا جی چاہے تو وہ بطریق سنت نکاح ثانی بھی اب کر سکتی ہے ہمارے عرف میں نکاح کو سنت کرنا کہتے ہیں اس لئے قافیہ میں بجائے نکاح کے سُنت کرنا لایا گیا ہے - فتنبہ - منہ ۱۲ [54] حاجب و محجوب بھی - الخ یعنی مفقود الخبر دیگر ورثا کا حاجب بھی ہوتا ہے اور دیگر ورثا سے خود بھی محجوب ہو جاتا ہے - حجب حرمان و حجب نقصان دونوں طریق پر حجب حرمان یہ ہے کہ کچھ نہ ملے جیسے بیٹے کے سامنے پوتا - اور حجب نقصان یہ ہے کہ اصلی فرض سے کم ملے جیسے اولاد کے سامنے زوج وزوجہ کو - ۱۲ منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ ضمیمہ میں دیکھیں)

لــــه عورت مرتدہ کا ۔ الخ ۔ مرتد اُس کو کہتے ہیں جو مسلمان دین اسلام سے پھر کر کافر ہو جائے العیاذ باللہ یعنی پس اگر کوئی عورت مرتدہ ہوا ور وہ مرجائے تو اُس کا سب ترکہ اُس کے وارث مسلمانوں کو ملیگا غیر مسلمانوں کو نہ ملے گا کیا معنی کہ اگر مرتدہ متوفیہ کے چند وارث مسلمان ہوں اور چند وارث مرتد ہوں یا کافر ہوں تو اُس کا ترکہ مرتد یا کافروں کو کچھ نہ ملے گا مسلمان ورثا کو سب ملے گا اور اگر اُس کا وارث مسلمان کوئی نہ ہو تو اُس صورت میں بھی اُس کے ترکہ کے مالک کافر یا مرتد ورثا ہرگز نہوں گے بلکہ وہ مال اُس کا بیت المال میں عام مسلمانوں کا حق سمجھ کر رکھا جائیگا اور اسی طرح مرتد مرد کے وہ کسب جو اُس نے اپنے مسلمانی زمانہ میں کیا ہے تھے وہ بھی اُس کے مسلمان وارثوں کو ملیں گے کافر و مرتد وارث کچھ نہ پائیں گے لیکن وہ مال جو مرتد مرد نے اپنی زمانہ ردت میں یعنی مرتد ہونے کی حالت میں کمائے وہ اُس کے کسی وارث کو نہ ملیں گے نہ مسلمان کو نہ غیر مسلمان کو بلکہ یہ کسب تمام وکمال مسلمانوں کے بیت المال میں مال غنیمت کی مد میں رکھے جائیں گے بخلاف زن مرتدہ کہ اُس کے سب مال زمانہ اسلام کے کسب کردہ ہوں خواہ زمانہ ردت کے وہ سب اُس کے مسلمان وارثوں کو ہی ملیں گے کیا معنی کہ زن مرتدہ کے تمام وکمال کسب ہائے ردت اور حالت اسلام صرف مسلمان وارثوں کو ملتے ہیں اور اگر مسلمان ورثا نہوں تو وہ سب مال بیت المال میں جا کر لا وارث مال کے خانہ میں جمع ہوتے ہیں اور مرتد مرد کے کسب ہائے ردت اوّل ہی مرتبہ خواہ کوئی مسلمان وارث ہو یا نہ ہو بیت المال میں بمد غنیمت شامل ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ

لــــه لیک ترکہ مسلمین اموات کا ۔ الخ ۔ یعنی مسلمان مورث کا ترکہ اُسکے مرتد وارث کو کچھ نہیں مل سکتا کیا معنی کہ جس طرح مرتدہ میت کا ترکہ اُس کے مسلمان وارثوں کو سب ملتا ہے اور مرتد مرد کا کسب اسلام اُسی طرح مسلمان میت کا ترکہ اُس کے مرتد وارثوں کو نہیں ملے گا اور کیونکر مل سکتا ہے جبکہ مرتد مورث کا بھی ترکہ مرتد وارث کو نہیں ملتا ہے تو پھر مسلمان میت کا ترکہ اُس کے مرتد وارث کو کس طرح مل جائیگا فتبنہ منہ

مرتد کے ترکہ کا بیان

عورت مرتدہ کا ترکہ تمام	ہی مسلمان وارثوں کا حق مدام
ایسے ہی مرتد کے کسب اسلام کے	کسب ردت اُسکے بیت المال ملے
لیک ترکہ مسلمین اموات کا	وارثان مرتدین کو ناروا

مناسخہ کا بیان

بعد مورث کے مرے وارث اگر	یعنی ترکہ بانٹنے سے پیشتر
اُسکے کل وارث انہیں میں ہوں گر	مورث اوّل کے تھے جو اے پسر
خواہ باقی کل ہوں وارث اے نکو	یا ہوں بعض اور فرق قسمت میں نہ ہو
بس اُسے تو چھوڑ کر تقسیم کر	کالعدم لکھدے تو اُسکے نام پر

لــــه بعد مورث کے مرے وارث اگر ۔ الخ ۔ یعنی اب یہاں سے مناسخہ کا بیان شروع ہوا مناسخہ اس کو کہتے ہیں کہ مورث اعلیٰ کے مرنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے پائے کہ اور کوئی وارث مرجائے تو ایسی صورت میں ۔ منہ لــــه اُس کے ۔ الخ ۔ یعنی وارث کے مرجانے کے بعد اُس کے وارث بھی انہیں لوگوں کے سوا اور لوگ وارث نہوں جن کو مورث اول کا ترکہ پہنچتا تھا عام ازیں کہ اس وارث مردہ کے سوا باقی کل ورثا مورث اوّل اس کے وارث ہوں یا بعض لوگ اس کے وارث ہوں گر بہر حال میں طرز تقسیم نہ بدلے تاکہ وارث واحد ہو جس طرح کہ باپ کے مرنے کے بعد تین لڑکے اُس کے ایک بطن سے خواہ بہن بطن سے اُس کے وارث ہوں اور اُن کے باہم ترکہ تقسیم نہ ہونے پائے کہ ایک لڑکا منجملہ ان تین لڑکوں کے مرجائے اور وہ لڑکا سوائے ان دونوں بھائیوں اور کسی غیر کو وارث نہ چھوڑے تو چونکہ بھائیوں کی تقسیم بھی مثل بیٹوں کی تقسیم کے ہوتی ہے لہذا طرز تقسیم ایک رہا اور اس میں کچھ تبدیل نہ آیا ۔ (بقیہ نوٹ نمبر ۴ کا ضمیمہ نمبر ۵ میں دیکھیں)

اور جو کچھ وارث ہوں اسکے دوسرے[۵۱] / یا پھر تقسیم اپنی راہ سے[۵۲]

میت اول کی کر تصحیح تمام[۵۳] / اس سے کر پہلوں کو تقسیم سہام

میت ثانی کی پھر تصحیح کر[۵۴] / اسمیں اور حصہ میں اسکے کر نظر

ہوں جو یکساں اسکی تصحیح و سہام[۵۵] / سب سے بہتر پھر نہیں کچھ اور کام

جس طرح وارث کسی کے ہوں اگر[۵۶] / بی بی اور ماں اور چچا اے پر ہنر

بارہ سے یہ مسئلہ ہو بالیقین[۵۷] / چار ماں کو پانچ عم کو بی بی کو تین

بعد ازاں مرجائے بی بی بھی اگر[۵۸] / پیشتر تقسیم ترکہ سے مگر

اور ہوں وارث اسکے اک بھائی بہن[۵۹] / تین سے ہو مسئلہ پس اے حسن

تین میں سے نر کو دو مادہ کو ایک[۶۰] / ہے یہی تصحیح و ما فی الید۔ ولیک

وارثوں پر جب بٹتے ہوں تمام[۶۱] / میت ثانی کے مقبوضہ سہام

غور کر نسبت کا پس اے مہرباں[۶۲] / مخرج ثانی و ما فی الید میں ہاں

---

۵۱ اور جو کچھ وارث۔ الخ یعنی میت دوم کے ورثا بالکل یا بعض میت اول کے ورثار کے سوا اور لوگ ہوں مثلاً میت دوم کی بی بی اور اولاد کہ ان کا تعلق وارث میت اول سے نہ تھا۔ منہ ۵۲ یا پھر تقسیم۔ الخ یعنی ورثا میت دوم پر تقسیم تقسیم اول سے متحد نہ ہو۔ بلکہ متغیر ہو مثلاً میت اول کے لڑکوں کے ساتھ فرائض میں ایک زوجہ میت اول کی بھی شریک ہو تو وہ میت ثانی لڑکی کی ماں ٹھہرے گی اور طریقہ تقسیم متغیر ہو جائیگا تو ان دونوں صورتوں میں جو کہ شعر ہذا کے دونوں مصرعوں میں بیان ہوئیں۔ منہ ۵۳ میت اول کی کر۔ الخ یعنی اس صورت میں میت اول کی پیشتر تصحیح کرکے اس کے تمام ورثار کو مع میت دوم کے سہام تقسیم کرنا چاہیئے اس کے بعد۔ منہ ۵۴ میت ثانی کی۔ الخ۔ یعنی بعد اس کے میت دوم کی تصحیح کر اور پھر اس تصحیح میں اور میت دوم کے سہام حاصلہ میں جو اس کو میت اول سے ملے ہیں نظر و غور کرنا چاہیئے کہ آیا وہ دونوں ایک ہیں یا مختلف۔ منہ ۵۵ ہوں جو یکساں۔ الخ یعنی اگر تصحیح مسئلہ میت دوم و سہام حاصلہ میت دوم از میت اول جنکو ما فی الید بھی کہتے ہیں ایک ہوں یعنی کہ وہ دونوں باہم متحد و متماثل ہوں مختلف نہوں تو سب سے بہتر بات ہے اور نہایت خوشی کی جگہ ہے کہ کسی اور تردد کی ضرورت نہ پڑی اور نہ اور کوئی کام مشقت کا کرنا پڑا کیونکہ انہیں سہام حاصلہ میت دوم کو اس کے مخرج مسئلہ پر پہنچا کر اس کے ورثار کو اس سے سہام تقسیم کر دینا چاہیئے مثال اس کی ذیل میں درج ہے۔ منہ ۵۶ جس طرح وارث۔ الخ۔ تصحیح میت دوم و ما فی الید میت دوم کے متماثل ہونے کی صورت میں مؤلف تمثیلاً عرض کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص مرے اور وارثوں میں ایک بی بی اور ایک ماں اور ایک چچا چھوڑے۔ منہ ۵۷ بارہ سے الخ یعنی صورت مذکورہ میں تصحیح مسئلہ بارہ سے ہوگی اس طریق پر کہ اس میں سے ایک ثلث کے چار سہام ماں کو اور چہارم کے تین سہام بی بی کو دئے جائیں گے اور باقی کے پانچ سہام بطور عصوبت چچا کو ملیں گے۔ منہ ۵۸ بعد ازاں مرجائے الخ۔ یعنی اب اگر بی بی کہ تین سہام کی مالک ہے تقسیم ترکہ میت اول سے پہلے ہی مرجائے ۱۲ منہ

۵۹ اور ہوں وارث۔ الخ یعنی بصورت مذکورہ زوجہ متوفیہ کے وارث ایک بھائی اور بہن عینی یا دونوں علاتی فرائض میں پائے جائیں تو اس وقت ان دونوں بہن بھائی کی تقسیم تین کے مخرج سے ہوگی۔ منہ ۶۰ تین میں سے نر کو دو الخ یعنی میت ثانی کے ورثہ کی تصحیح تین کے مخرج سے ہوگی اس طرح کہ تین میں سے بھائی کو دو سہام اور بہن کو ایک سہام ملے گا اور چونکہ میت دوم کے سہام حاصلہ و ما فی الید بھی یہی تین ہیں لہذا انہیں تین ما فی الید میت دوم میں اس کے ورثہ کو حسب طریق مذکور تقسیم کر دیا جائیگا اور پھر کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ پڑے گی جیسا کہ ہر دو مدات اموات ذیل سے ظاہر ہے۔

(بقیہ نوٹ نمبر ۱۰ کا و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲ ضمیمہ میں دیکھیں)

گر توافق ہو تو وفق مسئلہ[1] | اور تباین ہو تو کُل کو اس جگہ
ضرب کر تصحیح اوّل میں اُنہیں[2] | وارثانِ فوق کے بھی سہم میں
ضرب مافی الید کے کل یا وفق کو[3] | وارثانِ تحت کے حصّوں میں دو
ٹھیک ہو جائینگے پس اب سب سہام[4] | اوّل و ثانی وراثت کے تمام
اور مرے ہوں دو سے زائد وہ اگر | تین ہوں یا چار ہوں یا بیشتر
پس یہاں بھی مثل سابق بیشتر | اوّل و ثانی کی تو تصحیح کر
کر کے یہ تصحیح پس اے نیک خو | ایک میت کر شمار ان دونوں کو
پھر سوم کو مثل ثانی کر شمار | کر عمل ایسے ہی وہی اختیار
جتنے میت ہوں یونہیں سب میں کیں | مدّا جیا کھینچتا پھر بعد میں
مبلغ مخرج جو آخر میں بنے | اُس سے ہر میت کا وارث سہم لے

۱؎ گر توافق ہو۔ الخ یعنی اگر اُن دونوں میں نسبت توافق پائی جاتے تو وفق مسئلہ ثانی کو اور اگر نسبت تباین ہو تو کل مخرج مسئلہ ثانی کو لیکر۔ منہ ۲؎ ضرب کر تصحیح اوّل۔ الخ یعنی میت اوّل کی تصحیح میں اُس کو ضرب دینا چاہئے اور حاصل ضرب کو مخرج مسئلہ اولی قرار دینا چاہئے اور اسی طرح وفق مسئلہ ثانی یا کل مخرج مسئلہ ثانی کو جیسی صورت کہ ہو وارثان بالا یعنی اوّل کے جملہ وارثوں سوائے میت دوم کے سہام میں بھی ضرب دینا چاہئے تاکہ سہام بھی تصحیح جدید کے مطابق ہو جائیں۔ منہ ۳؎ ضرب مافی الید۔ الخ یعنی بصورت تباین کل مافی الید میت ثانی کو اور بصورت توافق وفق مافی الید میت ثانی کو اُس کے وارثوں کے سہام میں بھی ضرب کرنا چاہئے۔ منہ ۴؎ ٹھیک ہو جائیں گے۔ الخ یعنی ترکیب مذکور عمل میں لانے سے میت اوّل و میت دوم دونوں کے وارثوں کے سہام صحیح و درست ہو جائیں گے اور اسی کا نام مناسخہ ہے مثلاً اگر مثال مذکور بالا میں میت دوم کے وارثوں میں بجائے ایک خواہر کے دو خواہر پائی جائیں تو اُس صورت میں مافی الید میت دوم تصحیح کے خلاف ہوگا اور سہام مقبوضہ مافی الید میت دوم اُس کے وارثان پر صحیح تقسیم نہوں گے کیونکہ اس صورت میں تصحیح مسئلہ ثانی چار سے ہوگی اور مافی الید صرف تین سہام ہیں لہذا اب تصحیح مسئلہ چار ہیں اور مافی الید تین میں نسبت کا غور کیا جائے گا تو اُن میں تباین ثابت ہوگا تو اُن میں تباین ہوگا پس بموجب قاعدہ مذکورہ کل تصحیح مسئلہ دوم کو کہ چار ہیں کل اعداد تصحیح مسئلہ اولی میں کہ بارہ ہیں ضرب دیا تو ۴۸ عدد ہو گئے وہی مخرج بالا تصحیح مسئلہ اولی میں کہ بارہ ہیں ضرب دیا تو ۴۸ عدد ہو گئے وہی مخرج بالا تصحیح اول کا قرار دیا اور پھر انہیں چار عدد تصحیح مسئلہ دوم کو بطن اوّل کے وارثان ماورائے میت دوم کے سہام میں بھی ضرب دیا تو ماں کے چار کے سولہ سہام اور چچا کے پانچ کی جگہ بیس سہام ہو گئے اور اسی طرح میت ثانی کے کل مافی الید تین سہام کو بوجہ تباین۔ اُس کے ورثار کے سہام میں ضرب دیئے تو دونوں بہنوں کی ایک ایک کے تین تین سہام اور بھائی کے دو کی جگہ چھ سہام ہو گئے اب ان سب کو جمع کیا تو مجموع سہام ۴۸ ہو گئے اور وہی تصحیح اول ہے لہذا مناسخہ صحیح ہے جیسا کہ تمثیلاً مدات اموات مندرجہ ذیل سے ثابت و روشن ہے

مسئلہ $\frac{48}{12}$ زید			مسئلہ ۴ ہندہ تباین	مافی الید ۳	
زوجہ	مادر	عم	برادر	خواہر	خواہر
ہندہ	زبیدہ	عمرو	سلیم	سلمیٰ	سلیمہ
(۳)	$\frac{4}{16}$	$\frac{5}{20}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{1}{3}$	$\frac{1}{3}$

سلہ صلح وارث ایک شے۔ الخ۔ یہ تخارج کا بیان ہے کہ اگر کوئی وارث ترکہ مورث میں سے کوئی شے معلوم لیکر علیحدہ ہو جائے خواہ وہ شے اُس کے مقدار حصہ سے زائد ہو یا اپنے حصہ سے کم ہو اُس کو لیکر باقی ترکہ کو دیگر ورثا کے حق میں چھوڑ دے اور ورثا بھی اس بات سے رضامند ہو کر اُس کو منظور کر لیں تب۔ منہ سلہ مسئلہ میں لے۔ الخ یعنی بصورت مذکورہ تصحیح مسئلہ اس وارث صلح کنندہ کے سمیت کریں لیکن وارث مذکور کے سہام اُسکو ہرگز نہ دیں کیونکہ وہ اپنے حصہ کا عوض ایک شے خاص سے برضامندی باہمی پا چکا ہے پھر اب اُسکو یہ سہام کیونکر لے سکتے ہیں مگر ان سہاموں کو لیکر۔ منہ سلہ جتنے آتے ہوں۔ الخ یعنی وہ سہام جو کہ اُس کے حق کے تھے اُن کو مخرج مسئلہ سے لیکر اسی مسئلہ کی تصحیح سے اُن کو طرح کر دیں یعنی خارج کر دیں اور بقیہ اعداد مخرج کو اصل تصحیح قرار دیں اور باقی ماندہ وارثوں پر تقسیم کر دیں مثال اسکی یہ ہے۔

تخارج یعنی کسی وارث کے صلح کا بیان

صلح وارث ایک شے معلوم پر | ہو گر رضا سب کی رضا سے بحظ
مسئلہ میں لے مصالح کو بھی ساتھ | پر سہام اُسکے نہ دینا اُسکے ہاتھ
جتنے آتے ہوں سہام اُس شخص کے | طرح کر دینا انہیں تصحیح سے

مقاسمۃ الجد مع الاخوۃ والاخوات یعنی دادا کی تقسیم بہن اور بھائیوں کیساتھ

باپ اور جب وہ نہ ہو تو اُس کا باپ | باپ کی مانند ہے حقدار آپ
جب نہ ہو میت کے بیٹا اور پدر | تب وہ دادا ہے شریک ہمشیرہ و بر

لہ مطلب یہ ہے کہ فرائض میں اگر میت کے باپ نہ ہو تو میت کے باپ کا باپ یعنی دادا اُس کے قائم مقام ہوگا

شرح اسکی مجملاً یہ ہے کہ فرائض مذکورہ میں ایک زوجہ اور ایک ہمشیرہ اور ایک برادر موجود ہیں ان میں سے زوجہ مثلاً ایک جوڑ کپڑے کی لیکر برضامندی باہمی تقسیم سے علیحدہ ہو گئی اور بقیہ ترکہ شوہر متوفی کے بہن بھائی کو چھوڑ دیا پس مسئلہ کی تصحیح زوجہ میت [illegible] کا ایک زوجہ کو [illegible] اور باقی تین دونوں بہن بھائی کو پہنچتے ہیں مگر چونکہ زوجہ بمصالحت کپڑے لیکر علیحدہ ہو گئی ہے لہذا اُس کے حصہ کا ایک سہم چار کی تصحیح میں سے خارج کر دیا تو عدد رہ گئے

پس سہام ان ہی تین سے تصحیح کی ایک دو بھائی کو اور ایک بہن کو تقسیم کر دیا گیا فقط۔ منہ سلہ باپ اور جب وہ نہ ہو۔ الخ یعنی فرائض میں میت کے باپ نہ ہو اور نہ اولاد نرینہ پائی جائے تو اس صورت میں میت کے باپ کا باپ جس کو دادا کہتے ہیں وہ مثل باپ کے عصبہ مقرر ہوگا اور بقیہ ذی فرض مال متروکہ تمام و کمال حاصل کریگا اور اگر میت کے ذوی الفروض میں کوئی نہ ہوگا تو وہ تنہا سب مال خود لیگا لیکن میت کے بہن اور بھائیوں کو کسی حال میں کچھ نہ لینے دیگا اور اُن کو پامال و ساقط کر دے گا جس طرح کہ وہ باپ سے ساقط ہو جاتے ہیں یعنی کہ میت کے بہن بھائی دادا سے بھی اُسی طرح محجوب و محروم ہوتے ہیں جس طرح کہ باپ سے ہوتے ہیں یہی مضمون اگلے شعر کا ہے ۱۲ منہ

۵۱ ہی یہ قول ابن عباس و عمر۔ الخ۔ یعنی یہ قول مفتی بہ جو اوپر بیان کیا گیا کہ دادا سے میت کے بہن بھائی محجوب رہتے ہیں۔ یہ حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مقولہ ہے اور اسی بات کے قائل اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں مثل حضرت عبد اللہ ابن زبیر و حذیفہ بن یمان و ابی سعید الخدری و ابی بن کعب و معاذ بن جبل و ابی موسی الاشعری وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین منہ ۵۲ ہے یہی صدیق کا بھی۔ الخ یعنی حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا بھی یہی اجتہاد ہے کہ میت کے بہن بھائی دادا کے ساتھ وارث نہیں ہوتے۔ منہ ۵۳ بوحنیفہ کا بھی مذہب ہے الخ۔ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب مختار بھی یہی ہے کہ دادا کے ساتھ بہن بھائی فرائض میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں کی پیروی کی ہے حضرت شریح و عطا و عروہ بن زبیر و عمر بن عبد العزیز و حسن بصری و ابن سیرین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اور حنفیوں کے مذہب مفتی بہ مسئلہ بھی یہی ہے کہ دادا کے ساتھ کسی بہن بھائی کو وارث نہیں بناتے۔ منہ ۵۴ اور یہی ہم کہہ چکے ہیں۔ الخ۔ یعنی اس سے پہلے ذوی الفروض و عصبات کے بیان میں بھی ہم نے یہی مسئلہ مفتی بہ و مذہب مختار بیان کیا ہے کیا معنی کہ ذوی الفروض و عصبات کی فصل میں صاف صاف یہ بیان ہو چکا ہے کہ کسی اصول مذکر کی موجودگی میں فروع الاب یعنی بہن بھائی وارث نہیں ہوتے اقسام عصبات میں باپ یا دادا قسم دوم میں مذکور ہوئے ہیں اور فروع الاب یعنی بہن بھائی وغیرہ قسم سوم میں مذکور ہیں اس سے یہی مطلب ہے کہ قسم دوم میں سے کسی ایک کی موجودگی میں قسم سوم والے سب کے سب محروم رہتے ہیں مقصود یہ ہے کہ یہی مختار مذہب جبکہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے تو پھر اب یہاں مکرر اس کے ذکر کی کیا ضرورت ہے مگر چونکہ اس میں بعض عالی قدر اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف ہے اس لئے بغرض بیان اختلاف مذہب یہاں مکرر لکھا جاتا ہے۔ ۱۲۔ منہ ۵۵ ہیں خلاف اس کے الخ۔ یعنی اب یہاں سے اختلاف اجتہاد کا ذکر شروع ہوا یعنی قول مذکور الصدر کے خلاف حضرت مولی علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ ہیں۔ منہ ۵۶ یعنی ان کا ہے۔ الخ یعنی مولی علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مقولہ ہے کہ فرائض میں جو فرض و حق کہ میت کے باپ کا ہے وہ حق بعینہ اس کے باپ یعنی دادا کا نہیں ہے کیا معنی کہ باپ اور دادا کے حق میں ان کے نزدیک کچھ فرق ہے اور وہ فرق کیا ہے۔ منہ ۵۷ بھائی اور بہنیں بھی الخ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک باپ اور دادا کے حق میں یہ تفاوت ہے کہ دادا کی موجودگی میں میت کے بہن بھائی بھی وارث ہوتے ہیں اور مثل باپ دادا سے محروم نہیں ہوتے فقط۔ منہ ۵۸ ہوں بہن بھائی اور دادا۔ الخ۔ یہ بیان ہے دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کے وارث ہونے کا یعنی جب کبھی فرائض میں بہن بھائی اور دادا میت کے پائے جائیں تو اس وقت مرتضی رضی اللہ عنہ کے نزدیک دادا ایک بھائی کے برابر حصہ وار شمار کیا جائے گا پس جس قدر بہن بھائی میت کے موجود ہوں ان میں دادا کو بھی شامل کر کے منہ ۱۲۰

جو بچے ذوی الفرض سے لے سب وہ مال	بھائی بہنیں اس سے سب ہیں پائمال
ہے یہ قول ابن عباس و عمر (اے ابن عمر)	اور اسی پر ہیں صحابہ بیشتر
ہے یہی صدیق کا بھی اجتہاد	عائشہ کا بھی یہی ہے اعتقاد
بوحنیفہ کا بھی مذہب ہے یہی	اور یہی مذہب میں ہے مفتی بہ
اور یہی ہم کہہ چکے ہیں پہلے غرض	در بیان عصبہ و اصحاب فرض
ہیں خلاف اس کے ولے حضرت علی	باب شہر علم و اسرار نبی
یعنی ان کا ہے یہ ارشاد و سبق	مختلف ہے باپ سے دادا کا حق
بھائی اور بہنیں بھی بہرہ ور رہیں	ان کو حصہ دینگے جد کیسا تہہ میں
ہوں بہن اور بھائی اور دادا جہاں	مثل اک بھائی کے دادا ہے وہاں
نر کو دو حصے دیا اور مادہ کو ایک	جد کا حصہ سدس سے کم ہو نہ لیک
افضل الامرین میں ہے اس کا حق	جسمیں زائد ہو وہی لے وہ طبق

(بقیہ نوٹ نمبر ۹ و ۱۰ ضمیمہ میں دیکھیں)

سلہ مثل الخ لیگا وہ بہتر ہو اگر۔ الخ یعنی بہن بھائی کے برابر حصہ لینے میں جب تک دادا کا فائدہ ہوگا تو وہ بھائی کے برابر حصہ لیگا اور اگر چھٹے حصہ میں اُس کو نفع ہوتا ہوگا تو وہ چھٹا حصہ حاصل کریگا۔ یہ افضل الامرین کی تفصیل ہے کیا معنی کہ ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت میں کہ اس کو فائدہ زائد ہوگا وہی صورت تقسیم کی وہ اختیار کریگا جیساکہ اوپر جتلا دیا گیا ہے کہ دادا کی تقسیم بھائیوں کے برابر اُس حد تک ہوگی جہاں تک کہ اُس کو چھٹے حصہ سے کم نہ ہونے پائے ۱۲۔منہ تلہ پانچ بھائی تک۔ الخ۔ اب بیان اس بات کا ہے کہ اُن دونوں چیزوں میں سے کونسی چیز کس جگہ بہ نسبت دوسری کے بہتر و برتر ہے یعنی جب تک کہ میت کے پانچ بھائی فرائض میں پائے جائیں گے اُس وقت تک دادا کو چھٹا بھائی قرار دے کر تقسیم مساوی کیجائے گی کہ اس صورت میں دادا کو بھائی کے برابر حصہ لینے میں فائدہ ہے کیونکہ اگر ایک بھائی ہوگا تو دادا کو اُس کے برابر لینے میں نصف حصہ ملے گا اور اگر تین بھائی یا دو بھائی اور دو بہنیں پائی جائیں گی تو اُس کو چوتھا حصہ ترکہ کا حاصل ہوگا اور اگر چار بھائی یا تین بھائی اور دو بہنیں یا دو بھائی چار بہنیں ہوں گی تو دادا کو پانچواں حصہ مال متروکہ کا ہاتھ آئیگا اور یہ سب چھٹے حصہ سے زائد و منفعت ہیں اور اگر پانچ بھائی ہوں گے تو اُس کو ہر صورت سے چھٹا حصہ ملیگا بہرحال چھٹے سے کم حصہ اُس کا کبھی نہ ہوگا اور جبکہ میت کے بھائی پانچ نفر سے بھی زیادہ ہوں مثلاً چھ یا سات بھائی یا چار بھائی اور چار بہنیں ہوں غرض کہ بہن بھائیوں کی تعداد مل کر جبکہ چھ بھائی یا زائد کے برابر ہو جائے تب۔منہ تلہ سدس لیکر خود الگ۔ الخ۔ یعنی بصورت مذکورہ دادا۔ کل ترکہ میں سے چھٹا حصہ لیکر علیحدہ ہو جائے گا اور مابقی ترکہ اُن سب بہن بھائیوں کو بحساب للذکر مثل حظ الانثیین بانٹ دیا جائے گا کیونکہ اس موقع پر دادا کو چھٹا حصہ لینے میں فائدہ ہے۔منہ تلہ ہوں نری بہنیں۔ الخ۔ یعنی اگر دادا کے ساتھ نری بہنیں میت کی پائی جائیں اور بھائی کوئی نہ ہو تو ایسی حالت میں وہ بہنیں مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ذوی الفروض مانی جائیں گی اور دادا

مثل سلہ الخ لے گا وہ بہتر ہو اگر	سُدس لیگا سُدس جب ہو بیشتر
پانچ تلہ بھائی تک مساوی لے عطا	پانچ سے زاید ہوں تب وہ بخیطا
سدس تلہ لیکر خود الگ ہٹ جائیگا	مابقی اخوان پر بٹ جائے گا
ہوں تلہ نری بہنیں اگر ہمراہ جد	وہ وہاں ذوالفرض ہیں سب رد وکد
داخل تلہ تقسیم علاتی نہیں	مرتضیٰ کا ہے یہی قول مبین
زید تلہ ثابت کا ہے اس میں اختلاف	وہ بجائے سُدس فی مانتے ہیں صاف
ثلث تلہ سے کمتر نہیں جد کا نصیب	دو سے زائد ہوں جو بھائی ای حسیب
ثلث تلہ کل دادا کو دیکر۔ مابقی	بھائی اور بہنوں کو دیدیں اے تقی
ہوں تلہ جو سوتیلے حقیقیوں کیساتھ	ہوگی پس تقسیم اُن دونوں کیساتھ
داخل تلہ تقسیم وہ ہونگے تمام	لیک وہ حصہ سے خارج ہیں مدام
وہ تلہ ملے نفع جد کے صرف اضرار کو	جو ضرر دے کیوں ضرر اُس کو نہ ہو

عصبہ قرار پائے گا کہ ایک بہن کو نصف اور زائد کو دو ثلث دے کر مابقی ترکہ بطور عصوبت دادا کو ملے گا یہ نہ ہوگا کہ دادا کو یہاں نری بہنوں کے ساتھ ملا کر نو کو دوہرا اور مادہ کو اکہرا دیا جائے جس طرح بھائیوں کے ساتھ بہنوں کے ہونے کی صورت میں کیا جاتا ہے ۱۲۔منہ تلہ داخل تقسیم۔ الخ۔ یعنی جبکہ فرائض میں عینی اور علاتی دونوں قسم کے بھائی دادا کے ساتھ جمع ہوں تو علاتی بھائی تقسیم میں یہاں الفرادا للتبعد داخل نہیں کئے جائیں گے جیساکہ بعض کے نزدیک ہے اور آگے چل کر اُس کا حال معلوم ہوگا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی اجتہاد ہے جو مذکور ہوا۔منہ تلہ زید ثابت کا ہے الخ۔ یعنی اس تقسیم میں جو مذکور ہوئی حضرت زید بن ثابتؓ کا کچھ اختلاف ہے وہ یہ کہ اُن کے نزدیک بجائے چھٹے حصہ کے ۱۲۔منہ

(بقیہ نوٹ نمبر ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ ضمیمہ میں دیکھیں)

سلہ اُس نے تو پایا۔ الخ۔ یہ ایک شعری نکتہ ہے جس سے مقصود ہے کہ جو کوئی کسی کا نقصان کرتا ہے وہ آپ نقصان اُٹھاتا ہے خصوصاً بڑوں کو ضرر دینا کہ اُس کا پہل اور بُرا ہے۔ علاتیوں نے تقسیم میں داخل ہو کر دادا کو تو کچھ کمی ہی دی کہ کم از کم تہائی مال تک تو اُس نے پا ہی لیا لیکن خود انہیں ایک رومال تک بھی ہاتھ منہ پونچھنے کو ہاتھ نہ آیا یہ نصیحت ہے کہ آدمی کو چاہئے کسی مسلمان کا نقصان نہ چاہے خصوصاً اپنے بڑے کا کہ اُس کا نتیجہ اور بھی زائد بُرا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ منہ سلہ آئیگا تقسیم میں الخ یعنی دادا کے ساتھ شامل ہو کر جو مال علاتیوں کی تقسیم میں آئیگا وہ مال تمام و کمال عینی بھائی میت کے لے لیں گے اور علاتیوں کو پامال کر دیں گے کیونکہ علاتی عینیوں سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں اور یہاں پر اُن کی ظاہری شرکت محض دادا کو نقصان دینے کی غرض سے رکھی گئی ہے ۱۲ منہ سلہ ہو ولیکن ایک۔ الخ یعنی جبکہ ذوالفرض میں صرف ایک حقیقی بہن ہو اور دو یا زائد سوتیلی بہن بھائی ہوں تب ۱۲ منہ سلہ نصف عینی الخ۔ ایسی صورت میں حقیقی بہن کو بہ مقدار فرض اُسکے کہ نصف ہوتا ہے دیکر اور دادا کو افضل الامرین میں سے حصہ دے کر جو کچھ باقی بچ رہے۔ منہ سلہ وہ بنی علات کا۔ الخ یعنی وہ پسماندہ سوتیلی بہن بھائیوں کا حق ہے اور اگر کچھ باقی نہ بچے تو یہ اُن علاتیوں کی قسمت کا پھیر ہے منہ سلہ اور جو ذی فرض اور بھی الخ یعنی اگر وہ بہن بھائیوں کے فرائض میں دادا کے ساتھ دیگر ذوی الفروض مثل زوجہ یا زوج بنت کے اور بھی موجود ہوں تب ۱۲ منہ سلہ جد کا حصہ پس وہاں الخ یعنی دادا کا حصہ ایسے موقع پر بجائے افضل الامرین کے افضل الامور الثلثہ ہوگا افضل الامور الثلثہ کے یہ معنی ہیں کہ تین چیزوں میں سے جو چیز افضل و بہتر ہوگی وہ دادا کو ملے گی یعنی کہ اس سے پہلے تو دو چیزوں میں سے جو چیز افضل ہوتی وہ ملتی تھی اب یہاں اس موقع پر تین چیزوں میں سے جو چیز افضل و بہتر ہوگی وہ دادا میاں کو ملے گی جس کی تفصیل آگے مذکور ہے ۱۲ منہ سلہ مثل الخ۔ الخ یہ افضل الامور الثلثہ کی تفصیل ہے یعنی بھائی کے مثل حصہ لینے میں یا کل ترکہ کا چھٹا حصہ پاسکتے ہیں یا ذوی الفروض کا حصہ دیکر باقی ترکہ کا ایک ثلث حاصل کرسکتے ہیں ان تینوں حصوں میں سے جو حصہ دادا کے واسطے افضل و زیادہ ہوگا وہی اُس کو دیا جائیگا مثلاً اگر کہیں ایک عورت مرے اور وارث اُس کے ایک بھائی اور ایک دادا اور ایک خاوند پائے جائیں تو اس صورت میں مقاسمہ دادا کے لئے بہتر ہوگی باقی دونوں باتوں سے اس طرح

بہل بزرگوں کے ضرر کا دیکھیے — آپ بالکل خائب وخاسر رہے
اُس نے تو پایا تہائی مال تک — انکو ہاتھ آیا نہ اک رومال تک
آئیگا تقسیم میں جو اُن کے مال — وہ بھی سب لے لیں گے عینی بالکمال
ہو ولیکن ایک جب عینی بہن — اور نہیں علات میں ہوں چند تن
نصف عینی اور نصیب جد تمام — دیکھے دونوں کو بچے جو کچھ مدام
وہ بنی علات کا حق ہے ضرور — اور نہ بچا انکی قسمت کا قصور
اور جو ذی فرض اور بھی پائیں بہال — بھائیوں کے اور جد کے ساتھ ہاں
جد کا حصہ پس وہاں لے ذی شعور — تین امروں میں سے ہے خیر الامور
مثل الخ یا سدس کل یا ثلث باقی — انہیں جو افضل ہو وہ لے باتفاق
ہے اسی صورت میں یہ ذو بدل — شافعی کا بھی اسی پہ ہے عمل
شافعی و مالک ابن انس — دونوں پیرو ہیں اسی مسلک کے بس

مسئلہ ۴

۵

شوہر	برادر	جد
۲	۱	۱

(بقیہ نوٹ نمبر ۵ کا صفحہ ۱۹۳ میں دیکھیں)

اور یہاں احناف سوائے نورعین | ہیں موافق شافعی کے صاحبین
بھائیوں کو وہ بھی دیتے ہیں ثمر | ساتھ ہیں دادا کے پائیں گے
پس یہاں مفتی کو ہے یہ اختیار | جیسا موقع ہو کرے ویسا ہی کار
مذہب اعظم پہ فتویٰ دے بعین | یا کہ فتویٰ دے بقول صاحبین
پر محقق ہے وہی قول امام | ہے مثل القول ما قالت حذام
اے حمید اب تو نہ کر طول کتاب | ختم کر واللہ اعلم بالصواب

یہ دعا راقم کی ہے باچشم تر
یا الٰہی خاتمہ بالخیر کر

یا لطیف

[1] اور یہاں ۔ الخ یعنی حنفیوں میں سے امام ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردان رشید ہیں اور یہ دونوں صاحب مجتہد فی المذہب ہیں اگرچہ مجتہد مطلق نہیں ہیں اصول میں اپنے استاد یگانۂ آفاق کے ہی تبع رہے ہیں اگرچہ فروعات میں اختلاف کیا ہے اور ان دونوں کو صاحبین کہتے ہیں ۔ پس یہ دونوں صاحب بھی اس مسئلہ خاص میں امام شافعی کے مطابق ہیں اور زید بن ثابت رضہ کے مسلک کو اس بارہ میں پسند کرتے ہیں ۔ منہ [2] بھائیوں کو وہ بھی ۔ الخ یعنی صاحبین بھی دادا کی معیت میں میت کے بہن بھائیوں کو وارث بناتے ہیں اور بموجب اجتہاد زید بن ثابت کے ترکہ تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا منہ [3] پس یہاں مفتی کو ہے ۔ الخ یعنی چونکہ مقاسمت کی سب کیفیت اور پوری پوری تشریح اور اس کے اختلافات ظاہر کر دیئے گئے ہیں پس اب مفتی کو اپنے موقع پیش آنے پر اختیار ہے کہ جیسا مناسب و مصلحت وقت سمجھے اسی کے مطابق کام کرے ۔ منہ [4] مذہب اعظم پہ فتویٰ دے بعین ۔ الخ یعنی مفتی کو یہ اختیار ہے کہ چاہے تو حنفی مذہب کے مطابق بھائیوں کو محروم کر کے سب ترکہ دادا کو دے (اور یہی اصل و مفتیٰ بہ مذہب ہے) اور چاہے تو بموجب رائے صاحبین کے دادا کو بھائیوں میں شامل کر کے حسب تجویز زید بن ثابت رضہ کے تقسیم عمل میں لائے یہاں پر مفتی کو ان دونوں باتوں کا اختیار ہے اور ان دونوں میں سے قاضی شرع جیسا فیصلہ دیگا وہی فیصلہ نافذ ہو جائیگا اور پھر اس میں ہرگز تغیر تبدل نہوگا اور مفتی کو اس موقع پر مختار ہونا شریفی وغیرہ نے تحریر کیا ہے لیکن یہ تحریر نہیں کیا کہ کس موقع پر کونسی بات مفتی اختیار کرے جب میں نے اپنے استاد مرحوم و مغفور سے اس کا موقعہ دریافت کیا تو فرمایا کہ اس کا کوئی خاص موقعہ کسی کتاب میں بتایا نہیں گیا ہے یہی ہے کہ جہاں جیسا مناسب ہو اس طرح عمل کرے میں نے عرض کیا کہ یہی مناسب موقع تو دریافت کیا جاتا ہے کہ کس موقع پر بھائیوں کو محروم کرے اور کہاں پر دادا کے ساتھ تقسیم عمل میں لائے اور آپ نے اس موقع پر کہاں کہاں کیا کیا فتویٰ دیا ہے ۔ فرمایا ہمارے سامنے ایسا موقع کوئی پیش نہ آیا اور اگر آتا تو ہم بھائیوں کو محروم کر دیتے اور دادا کو سب دلا دیتے میں نے عرض کی کہ پھر اس مقاسمت کے بیان سے اور مفتی کے اس بارہ میں مختار ہونے سے کیا نتیجہ ہے جبکہ آپ ایک ہی پہلو اختیار فرماتے ہیں غرضکہ مجھ سے اور مولانا مرحوم سے اس بارہ میں بہت گفتگو ہوئی اور بالآخر میرے اصرار پر مولانا مرحوم نے یہ موقع تجویز کر کے بتایا کہ اگر دادا اور میت کی بہن بھائی فرائض میں موجود ہوں تو اس وقت مفتی کو چاہیئے کہ اس امر کی تفتیش کرے کہ آیا دادا کے ورثاء میں کون کون لوگ ایسے موجود ہیں جو دادا کے مرنے کے بعد دادا کے وارث ہو سکتے ہیں اگر ان ورثاء میں ایسے قوی وارث پائے جائیں جن کی موجودگی میں میت کے یہ بہن بھائی دادا کے ترکہ میں وارث نہ ہو سکتے ہوں (مثلاً دادا کے بیٹے صلبی ہوں کہ ان سے یقیناً یہ پوتے محجوب ہیں) ۔

(بقیہ حاشیہ نمبر ۴ کا ۵ ضمیمہ میں دیکھیں)

لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ الرَّسُولُ اللّٰہِ

ضمیمہ

کنز الاخرۃ

مصنفہ جناب تقدس مآب چودھری محمد عبد الحمید خانصاحب

جس میں بقیہ حواشی جو صفحات کتاب سے بوجہ عدم گنجایش بچ رہے تھے صفحات

اور نمبروں کے حوالہ سے بہ ترتیب درج کردیئے گئے ہیں

کارخانہ عزیزی پریس آگرہ میں چھاپا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمہ کلمۃ الآخرۃ

۱۳۴۶ھ

حاشیہ صفحہ ۹ نمبر ۸ کا بقیہ اور دیگر جہات سے بے تعلق ہے وہ گمراہ ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے جسم سے آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر نیچے سب جگہ سکونت پذیر ہے وہ بھی گمراہ و بے دین ہے اُس کا وجود باوجود بیشک حق ہے اور اُس کا احاطہ بھی حق ہے کہ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ وَ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط نص قطعی ہے ولیکن اُس کی کیفیت سے ہم ناواقف ہیں کہ وہ کیونکر ہے چنانچہ علامہ ہندی قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ نے بھی مالا بد منہ میں یہی فرمایا ہے کہ او تعالےٰ محیط اشیا است و قرب و معیت باشیا دارد اما نہ آں احاطہ و قرب کہ در خور فہم قاصر ما باشد کہ آں شایاں جناب اقدس او نیست۔ حق ہے کہ دوربینان بارگاہ الست غیر ازیں پے نبردہ اند کہ ہست۔ منہ **۵** جسم و جوہر ہے الخ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ جسم و جوہر و عرض ان سب نقصان وہ چیزوں سے پاک مبرا ہے جسم کی ماہیت تو اوپر بیان کر دی گئی اور عرض وہ چیز ہے کہ جو قائم بالغیر ہو۔ اور جوہر وہ شے ہے کہ جو قائم بالذات ہے ہو اور اللہ جل مجدہٗ اگرچہ قائم بالذات ہے ولیکن وہ جوہر سے مبرا ہے کیونکہ جوہر بھی ایک مادہ مخلوق ہے اور حادث ہے جوہر کا قائم بالذات ہونا عارضی ہے اور حق سبحانہ قائم بالذات حقیقی و قدیمی ہے لہذا وہ جوہر سے بھی منزہ ہے اور وہ مادے اور مرض سے بھی پاک ہے مادہ وہ شے ہے کہ جس سے اجسام بنتے ہیں اور وہ بھی حادث و مخلوق ہے اور نیز کوئی علت و بیماری بھی اُس کو لاحق نہیں ہوتی کہ یہ سب باتیں جسم فانی سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ اُس سے منزہ ہے ۱۲۔ منہ **۱۵** ہاتھ پاؤں۔ الخ یعنی حق سبحانہٗ کے واسطے ان باتوں کا ہونا ثابت ہے جس طرح پر فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اور بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ اور فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ اُس کا ارشاد ہے لیکن یہ سب اُس کی صفاتی باتیں ہیں جیسے کہ علم و قدرت اُس کی صفتیں ہیں اور ہاتھ پاؤں سے اعضا و جوارح مراد نہیں کہ وہ اجسام ہیں اور حق سبحانہ ہر تعلق جسم مثل طول و عرض و عمق و گوشت و پوست وغیرہ سب سے پاک و منزہ ہے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۲ نمبر ۸ کا بقیہ سطح دنیا پر قریب قیامت کے تشریف لائیں گے اور ہمارے حضرت تمام مخلوقات کے واسطے رحمت ہیں کہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ط آپ کی ہی شان میں وارد ہے۔ منہ **۹** علم ان کو وہ کیا۔ الخ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وہ علم جامع عطا فرمایا ہے کہ جس کی تفسیر ما یکون و ما کان ہے ما یکون یعنی جو کچھ روز قیامت تک ہونے والا ہے۔ ما کان یعنی جو کچھ روز ازل سے اب تک ہو گزرا اس سب پر ہمارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم محیط ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط میں جو کچھ تمام آسمانوں اور زمین میں ہے سب مجھے معلوم ہو گیا دوسری روایت ہے فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ جو کچھ کہ مشرق سے مغرب تک ہے سب میں نے جان لیا۔ تیسری روایت ہے فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَّعَرَفْتُ ہر شے مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی یہ حدیث جامع ترمذی شریف وغیرہ بہت کتب معتمدہ حدیث میں ہے امام بخاری نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے امام ابن حجر مکی افضل القریٰ لقراء ام القریٰ میں فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَطْلَعَهٗ عَلَى الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ ط بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر اطلاع دی تو سب اگلوں پچھلوں کا علم حضور کو عطا ہوا جو کچھ اب تک ہو گزرا اور جو ہونے والا ہے وہ سب جان لیا امام اجل محمد بوصیری قدس سرہٗ الشریف قصیدہ بردہ مقدسہ میں عرض کرتے ہیں سہ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ؕ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط رسول اللہ دنیا و آخرۃ دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح

و قلم کا علم (جس میں تمام ماکان و مایکون ہے) حضور پرنور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے ملا علی قاری اُس کی شرح میں لکھتے ہیں عِلْمُهُمَا اِنَّمَا يَكُونُ سَطْرًا مِنْ سُطُوْرِ عِلْمِهٖ۔ لوح و قلم کا تمام علم حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۱ نمبر ۴ کا بقیہ الیٰ آخر الروایۃ۔ اور نیز روایت ہے حضرت ابوذر صحابی سے کہ پوچھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا دیکھا ہے آپ نے اپنے رب کو جیسا کہ ظاہر ہے تو جواب دیا حضرت نے کہ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ یعنی وہ تبارک و تعالیٰ نور مطلق ہے کیونکر اُس کو دیکھ سکتا ہوں میں چشم ظاہر سے اور اس کے معنی اور طرح بھی کئے گئے ہیں حاصل کلام یہ کہ رویت میں ضرور اختلاف ہے حضرت عایشہ صدیقہ جو کہ بہت بڑی مجتہدہ و اعلم الصحابہ بعد خلفاء اربعہ و محرم راز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہیں رویت ظاہری سے انکار کرتی ہیں اور عقائد نسفی میں بھی اسی قول پر اعتماد کر کے کہا ہے کہ ثم الصحیح انہ علیہ السلام انما رأی ربہ بفوادہ لا بعینہ یعنی ٹھیک بات یہی ہے کہ دیکھا حضرت نے اپنے رب کو دل کی آنکھ سے نہ کہ سر کی آنکھ سے۔ اور تطبیق ان دونوں قولوں میں اور تحقیق جامع یہ ہے کہ قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ سے لایا بصارت چشم اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے قلب پاک میں اور بصارت و بصیرت کو ایک کر کے دکھلایا اپنے جمال باکمال کو اُن کو ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۱۲ منہ ۵ میں صحیفے الخ۔ صحیفے اوراق منتشر کو کہتے ہیں جس کو یہاں جز بھی کہتے ہیں اور اُس سے مراد آسمانی سیپارے ہیں کیا معنی کہ جس طرح پر کتب سماوی توریت اور انجیل اور قرآن مجید حق ہیں اُسی طرح پر صحائف آسمانی کہ جو اکثر انبیاء پر مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ وغیرہم کے نازل ہوئے ہیں وہ بھی حق ہیں کیا معنی کہ ان سب کتب سماوی و صحف آسمانی کا کلام الٰہی ہونا حق ہے کلام الٰہی ہونے میں سب یکساں و برابر ہیں اور اسی طرح پر فرشتے جن کو کہ ملائکہ کہتے ہیں اُن کا وجود بھی برحق ہے منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵ نمبر ۸ کا بقیہ ابوبکر سیدنا و خیرنا و احبنا الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ابوبکر سردار ہمارے ہیں اور ہم سب اصحاب سے افضل و بہتر ہیں اور ہم سب سے محبوب زیادہ ہیں طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعن محمد بن حنفیہ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر۔ ترجمہ اور روایت ہے محمد بن حنفیہ سے جو کہ سوتیلے بھائی ہیں امام حسن و حسین کے کہ دریافت کیا میں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ بعد رسول خدا کے سب آدمیوں میں کون شخص زیادہ افضل ہے جواب دیا کہ ابوبکر سب میں افضل ہے اور روایت ہے عمرو عاص سے کہ پوچھا میں نے حضرت سے کہ ای الناس احب الیک قال عائشہ قلت من الرجال قال ابوہا۔ یعنی یا حضرت سب آدمیوں میں آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے فرمایا کہ عائشہ صدیقہ۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں کون زیادہ محبوب ہے فرمایا کہ عائشہ کا باپ۔ یعنی عائشہ کا باپ سب میں محبوب زیادہ ہے اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا انہوں نے کہ رسول خدا کے زمانہ میں ہم سب اصحاب ابوبکر صدیق کے برابر کسی کو نہ جانتے تھے اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے کہ اے ابوبکر تو سب سے پہلے میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ اور روایت ہے کہ فرمایا ہے حضرت نے جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور وہ آٹھوں دروازے ابوبکر کو اپنی اپنی طرف بلائیں گے غرض کہ ایسے ہی بہت سی حدیثیں اور آثار اصحابہ موجود ہیں کہ ابوبکر صدیق تمام اُمت میں افضل ہیں اور تمام صحابہ و تابعین کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکر سب میں افضل ہیں اور بہت محبوب ہیں رسول خدا کو بسبب کمال اتباع سنت و کمال تقویٰ و طہارت اپنی کے فقط۔ منہ ۹ جانشین مسند الخ یعنی بعد وفات حضرت خیر الوریٰ کے مسند خلافت و امامت و ارشاد پر جو باجماع اُمت جانشین ہوئے وہ یہی صدیق اکبر ہیں اور یہ حضرت کے خسر بھی ہیں اور یار و مصاحب بھی ہیں اور یہ دونوں خسر و داماد ہمیشہ اور ہر جگہ ساتھ ساتھ رہتے تھے اور شیر و شکر کی طرح ملے جلے تھے اور کا ہے کو جدا نہ ہوتے تھے منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶ نمبر ۳ کا بقیہ

پیمبر برون کرد آب دهن — بمالید بر زخم و گفت این سخن
چو تریاق لب را بپی برفشاند — معالجہ شد از غم و درد ہیچ نماند
چو جستند بسیار و کم یافتند — شبانگہ سوئے خانہ بشتافتند
بصبح چارم برآمد زغار — دو جمازہ آوردہ بد جملہ دار
برآمد براں دیگرے جملہ دار — بہمراہ او گشت عامر سوار

نخور غم کہ گرد ان صدا را بلند — کہ از زخم افعی نیابی گزند
ہماندم رسیدند پس مشرکاں — بنزدیکے غار با سپہ براں
بغار اندروں تا سہ روز و سہ شب — بسر برد آں شہ بفرمان رب
نشست از بریک شتر شاہ دین — ابوبکر را کرد با خود قرین
گرفتند پس سوئے یثرب شتاب — بہ بیراہہ بر ساحل رود آب

غرض کہ ان سب باتوں سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ صدیق اکبر کی مانند عاشق زار و یار غار و جاں نثار سیّد ابرار کا دوسرا

ایسا نہیں ہے کہ حکم پاتے ہی سب گھر بار چھوڑ کر تن تنہا اپنے خلیل کے ساتھ اس سفر جانکاہ میں ہو لیا اور جو جو خدمات کہ سرور کائنات کی اس جاں نثار نے انجام دی ہیں اُن میں سے ایک خدمت غار تک لیجانے کی مشتے نمونہ از خروارے ہے اور اسی بنا پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ابو بکر سے کہ انت صاحبی فی الغار و صاحبی علی الحوض (ترمذی) یعنی اے ابو بکر تو یار ہے میرا غار میں اور مصاحب ہے میرا حوض کوثر پر اور یہ ایک ایسی خدمت ہے کہ جس پر عمر فاروق ہمیشہ دست افسوس ملتے رہے اور فرمایا کہ اے کاش تمام عمر کی میری سب عبادت صدیق اکبر کی ایک شب کی خدمت غار ثور کے برابر ہو جاتی ولیکن ہرگز برابر نہیں ہو سکتی سبحان اللہ کیا کیا منصف لوگ ہو چکے ہیں۔ اور کافی ہے صدیق اکبر کی شرافت و افضلیت میں یہی اک بات کہ ؎

مد نیساں رسانید شہر ایغار ز ہے راکب و مرکب شاہوار

۵۳ لن تنالوا البر الخ یعنی یہ بات بالکل سچ ہے کہ جبتک آدمی اپنا نام اور جان اور مال اور آبرو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے گا تب تک اللہ کے خاص بندوں میں شمار نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا اللہ تبارک و تعالی نے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ یعنی ہرگز نہ پہونچو گے تم بھلائی کو جب تک کہ خرچ نہ کرو گے اللہ کی راہ میں اس چیز میں سے جس کو عزیز و پیارا سمجھتے ہو تم۔ پس یہ شان درحقیقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تہی کہ جو چیز اُن کے نزدیک بہت محبوب و مرغوب تہی مثل جان اور مال و آبرو و اہل و عیال وغیرہ کے وہ سب اللہ اور اُس کے رسول کی راہ میں صرف کر دیا حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا سب اصحاب کو کہ خیرات کریں اور صدقہ دیں اللہ کی راہ میں کچھ اور اس وقت اتفاقیہ میرے پاس مال حلال بہت زیادہ تہا میں بہت خوش ہوا میں اس حکم سے اُس روز اس وجہ سے کہ میں بسبب موجود ہونے مال کثیر کے اس قدر مال اللہ کی راہ میں خرچ کرونگا کہ ابو بکر اس قدر خرچ نہ کر سکیں گے اور شاید کہ اس وجہ سے آج میں ابو بکر پر اس کار خیر میں فوقیت لے جاؤں چونکہ اس سے پہلے کبھی نہیں لے جا سکا ہوں پس کہا عمر نے کہ لایا میں آدہا مال اللہ اور رسول کے واسطے پس فرمایا حضرت نے مجھے کہ اے عمر کتنا مال اپنے اہل و عیال کو باقی چھوڑ آیا ہے۔ عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ آدہا مال اللہ کے واسطے لایا ہوں اور اسی قدر چھوڑ آیا ہوں اور اس کے بعد ابو بکر صدیق جس قدر کہ اُن کے پاس مال تہا قسم نقدی و جنس وغیرہ سے وہ سب کا سب اللہ اور اُس کے رسول کے واسطے لے آئے پس آنحضرت نے ان سے دریافت کیا کہ اے ابو بکر تم کسقدر مال اللہ کی راہ میں لائے ہو اور کسقدر مال بچوں کے لئے چھوڑ آئے ہو جواب دیا انہوں نے کہ جو کچھ میرے گھر میں نقد اور جنس اور دیگر مال متاع تہا وہ سب کا سب حضور انور پر قربان کرنے کے لئے لایا ہوں اور اپنے بال بچوں کے واسطے فقط اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں کیا معنی کہ اللہ اور رسول کا فضل اُن کے واسطے کافی ہے مال و متاع فانی کی کیا حقیقت ہے وہ ہوا تو کیا اور نہ ہوا تو کیا۔ پس کہتے ہیں عمر کہ جان لیا میں نے اُس روز سے کہ میں ہرگز ابو بکر پر سبقت کبھی نہیں لیجا سکوں گا اور اسی وجہ سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابو بکر ترجمہ یعنی نہیں نفع دیا ہے مجکو کسی کے مال نے کبھی اسقدر کہ جسقدر نفع دیا ہے مجکو ابو بکر کے مال نے علاوہ ازیں اُن کے فضائل اور حسنات اسقدر کثیر در کثیر ہیں کہ جو حد شمار میں نہیں آ سکتے۔

۵۴ ہے خلافت اُن کی برحق۔ الخ یعنی ابو بکر صدیق کی خلافت برحق ہے جس میں بال برابر شک و شبہ کو دخل نہیں ہے اور جو کوئی اس میں شک کرے وہ باجماع اُمت دائرہ اہل سنت و مسلک اہل حق سے خارج ہے کیونکہ اول تو وہ بہترین امت رسول کے تہے دوم فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لا ینبغی لقوم فیہم ابو بکر ان یؤمہم غیرہ یعنی نہیں مناسب ہے اس قوم کو کہ جس میں ابو بکر موجود ہو یہ کہ امام بنے اُن کا سوائے ابو بکر کے اور کوئی کیا معنی کہ ابو بکر کے روبرو کسی دوسرے کو امامت کا حق حاصل نہیں ہے اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ مدینہ منورہ سے حج کا قافلہ روانہ فرمایا اور خود تشریف نہیں لے گئے تو آن پر ابو بکر صدیق کو بجائے اپنے امام حج بنا کر روانہ کیا کہ وہ دیگر صحابہ کو حج کرائیں علاوہ ازیں جبکہ مرض الموت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوئی اور نماز کے واسطے تشریف نہ لیجا سکے اور آپ سے لوگوں نے نماز پڑہانے کے واسطے اصرار کیا تو حضرت نے حکم دیا کہ بجائے میرے صدیق اکبر نماز پڑہائے پس جبکہ نماز اور حج کے واسطے جو کہ اہم ترین امورات دین سے ہیں حضرت نے ابو بکر کو امامت کے واسطے مخصوص طور پر مقرر فرمایا اور پھر وہ تمام اُمت کے امام ہوئے تو خلافت جو کہ اصلاح دین و دنیا کے واسطے مخصوص طور پر مقرر فرمایا اور پھر وہ تمام نہ کئے جاتے اور اسی واسطے حضرت کے بعد ابو بکر صدیق کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اس اجماع میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ بہی شامل ہیں کہ وفات نبوی کے سوم کے بعد حضرت علی مرتضی نے بطیب خاطر خود تشریف لاکر ابو بکر صدیق کے

ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے فیوض اور ارشادات سے مستفید ہوئے اور ہمیشہ نماز جماعت ابوبکر کے پیچھے ادا فرماتے رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ پس صدیق اکبر کی خلافت راشدہ باجماع امت حق ہے ۱۲ منہ ۵۵ پھر عمر ہیں الخ یعنی حضرت ابوبکر صدیق کے بعد خلیفہ برحق عمر فاروق ہیں جو کہ بعد صدیق اکبر کے بموجب حکم اُن کے کے اُن کے جانشین ہوئے اور اُن کی خلافت پر بھی تمام صحابہ کا مع حضرت علی مرتضیٰ کے اجماع ہوگیا آیا ہے کہ صدیق اکبر کو جب مرض الموت ہوا اور اس میں غشی طاری اُن کو ہونے لگی تو اُنہوں نے اپنے کاتب و میر منشی حضرت عثمان غنی کو بلا کر ایک نامہ اپنا مہری تحریر کرایا اور اس میں خلیفہ کو نامزد کر کے لوگوں کو دیدیا کہ اس کو بعد میرے کھول کر جو اس میں نامزد کیا گیا ہے اس کی بیعت کریں جب وہ نامہ تمام اصحاب کے روبرو لایا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لَا نَرْضٰی اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عُمَرَ۔ یعنی ہم راضی نہ ہوں گے مگر یہ کہ ہوں عمرؓ چنانچہ نامہ کھلنے پر عمر فاروق کا ہی نام نکلا اور پھر تمام صحابہ نے بے ردو کد بیعت فاروق کے ہاتھ پر کی اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کہی ہوئی کرامت ہے جو کہ اُنہوں نے فی الوقت اپنے نور ولایت سے عمر فاروق کی خلافت حقہ کو دیکھ کر نامہ کے کھولنے سے پیشتر بیعت کا اقرار فرمایا پیچ ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ اور پھر اس کے بعد سب کے ساتھ مرتضیٰ نے بطیب خاطر عمر کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ فاروق بھی بہت بڑے رفیق و مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور امر حق کے جاری کرنے میں نہایت مستعد و سرگرم رہتے تھے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ یعنی البتہ اللہ تعالیٰ نے گردانا ہے امر حق کو اوپر زبان اور دل عمر کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ الخ یعنی اگر ہوتا میرے بعد کوئی نبی تو البتہ عمر بن الخطاب ہوتا اور اُن کے ایمان لانے سے پہلے رسول خدا نے اُن کے ایمان لانے کی دعا مانگی ہے اور عرض کی کہ اَللّٰہُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَہْلِ ابْنِ ہِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ۔ ترجمہ یعنی الٰہی عزت اور بزرگی دے تو اسلام کو بسبب مسلمان کر دینے ابی جہل کے یا عمر خطاب کے۔ پس یہ دعا عمر خطاب کے حق میں قبول ہوئی اور عمر اس دعا کے صبح کو ہدایت حق سے بہلگے ہوئے آئے اور در دولت نبوی پر حاضر ہو کر دستک دی ؎

چو در باز کردند بر روے او ۔۔۔ در آمد عمر با ادب عذر گو
گرفتش پیمبر سرور انبیا ۔۔۔ نشاندش بجائیکہ بودش سزا
بگفتند اصحاب ہم تہنیت ۔۔۔ وزاں بیشتر یافت دیں تقویت
پس اصحاب دین اللہ ایں دعا ۔۔۔ کہ از خدمت سرور انبیا
بسوئے حرم آشکارا روند ۔۔۔ نماز جماعت بجا آورند
رسید ایں سخن چوں بعرض رسول ۔۔۔ ز خیر البشر یافت عز قبول

پس عمر کے ایمان لانے کے بعد نماز فرض مسجد الحرام میں کھلم کھلا ہونے لگی جو کہ اُن سے پہلے کبھی نہ ہوتی تھی کیا معنی کہ باوجودیکہ امیر حمزہ عم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضےٰ شیر خدا اور صدیق اکبر با صفا بڑے بڑے لوگ ایک مدت سے ایمان لاچکے تھے مگر تاہم بہ سبب غلبہ کفار قریش کے کسی کو حرم محترم میں کھلم کھلا نماز ادا کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اُس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی کہ اے اللہ ابو جہل یا عمر ان دونوں میں سے کسی ایک کو تو مسلمان کر دے تاکہ اسلام کو تقویت و عزت حاصل ہو اور کفار کا زور کم ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دعا کے دوسرے ہی دن بارِی برحق نے عمر کو ہدایت بخشی اور وہ ایمان لائے جیسا کہ مذکور ہوا اور پھر اُن کے ایمان لانے کے بعد حرم محترم میں علی رؤس الاشہاد نماز پڑھی گئی اور قریش میں تہلکہ مچگیا اور وہ کچھ نہ کر سکے اور پھر اس کے بعد دین حق روز بروز ترقی پکڑتا گیا۔ پس جو شخص کہ دعا نبی کی برکت سے ایمان لایا ہو اور جس کے ایمان سے دین اسلام کو عزت حاصل ہوئی وہ شخص اسلام سے کیونکر برگشتہ ہو سکتا ہے اور حق سے باہر ہو کر کب وہ ناحق کو اختیار کر سکتا ہے ولیکن ؏ تصور را چہ کنم کوز خود برنج درست۔ اور کافی ہے عمر کی شرافت اور عزت کو واسطے یہی دعا نبوی کہ جس کی برکت سے وہ اسلام لائے اور دوم یہ حدیث کہ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

۵۶ پھر ہیں عثمان غنی۔ الخ یعنی عمر فاروق کے بعد خلیفہ برحق عثمانؓ ذی النورین ہیں جو بموجب تجویز عمر فاروق اُن کی وفات کے بعد چھ جلیل القدر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خلافت دائر رکھی گئی تھی کہ ان چھ میں سے جسے مسلمان چاہیں آسے خلیفہ بنالیں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سب کے مشورے سے خلیفہ تسلیم کئے گئے اور اُن کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا اور یہ بھی بڑے رفیق اور مصاحب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے اور اُن کو دو صاحبزادیاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یکے بعد دیگرے منسوب ہوئی تھیں کیا معنی کہ اول حضرت رقیہ بنت رسول خدا عثمان کو منسوب ہوئیں جب اُن کا انتقال ہوگیا تو ان کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم کلثوم دوسری صاحبزادی کا نکاح عثمان کے ساتھ کر دیا جب اُن کا بھی انتقال ہوگیا تو فرمایا کہ اگر ہوتی میرے پاس تیسری لڑکی بن بیاہی تو اُس کا نکاح بھی میں عثمانؓ سے ہی کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے چالیس صاحبزادیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان ہی کو دیتا اور اسی وجہ

سے ان کو ذی النورین کہتے ہیں کہ اُن کو دو صاحبزادیاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو بمنزلہ دو نور کے تھیں منسوب ہوئی تھیں اور اُن کے بھی فضائل و مناقب بیشمار ہیں اور کافی ہے اُن کی شرافت و علو مرتبت کے واسطے یہ فرمانا رسول خدا کا کہ تیسری بیٹی حضرت کی اور ہوتی تو وہ بھی آپ عثمان ذی النورین رضہ کو ہی منسوب فرماتے اور حضرت عمر فاروق رضہ اور حضرت عثمان ذی النورین رضہ صاحب شہید ہوئے ہیں اور اُن کی شہادت کی خبر چند طریقوں سے چند مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدی تھی حضرت عمر نماز پڑھتے ہیں شہید ہوئے ہیں اور حضرت عثمان رضہ قرآن مجید پڑھتے ہیں شہید ہوئے ہیں اور آیہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر آپ کا خون مبارک ٹپکا ہے جو کہ اُن کی مظلومیت کی خاص دلیل ہے حرم محترم مدینہ میں وہ مصحف خون آلودہ موجود ہے کہا کہیں گے قیامت کے روز وہ ظالم جبکہ خون عثمان مظلوم اُن کی گردنیں پکڑ کر منتقم حقیقی کے روبرو مصحف مذکورہ کی آیت مسطورہ خون آلود کو اپنی شہادت میں پیش کریگا — خون ناحق چوں مِن ضائع کے است ۞ بر من ست امروز فردا بر دیست ۞ رضوان اللہ علیہما الف الف مرۃ منہ ۞ پر امام مرتضیٰ الخ۔ یعنی بعد عثمان شہید کے خلیفہ برحق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں کہ بعد شہادت ذی النورین کے تمام صحابہ و تابعین موجودین کا اجماع مرتضیٰ کی خلافت پر ہوگیا اور پھر اُس وقت وُہی مستحق خلافت تھے اور جس نے اُن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اُس نے خطا کی حضرت علی مرتضیٰ برادر عم زاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چھوٹی صاحبزادی رسول خدا کی اُن کو منسوب تھیں اور انہوں نے صغر سن سے لیکر آخر تک حضرت رسول خدا کے پاس ہی پرورش پائی تھی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یٰعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی ترجمہ یعنی اے علی تو میرے نزدیک بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کے پاس مگر فرق یہ ہے کہ نہیں نبی میرے بعد کیا معنی کہ اخوت و محبت و اعانت حق میں جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھے ویسے ہی تو میرے نزدیک ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ نبی بھی تھے اور تو نبی نہیں ہے کیونکہ نبوت مجھ پر ختم ہو چکی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ ترجمہ یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی بھی مولا ہے اور فرمایا آپ نے کہ علی منی وانا من علی۔ یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں کیا معنی کہ میرا اور علی کا خون ایک ہے اور اس لئے دونوں کا معاملہ بھی ایک ہے اور فرمایا حضرت نے انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ یعنی میں شہر ہوں علم و حکمت کا اور علی دروازہ اُس کا ہے۔ علاوہ اس کے مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں اسقدر احادیث و آثار ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور کافی ہیں اُن کی عظمت و جلالت و شرافت کے واسطے یہ تین باتیں کہ اوّل انہوں نے پرورش پائی ہے صغر سن سے جوانی تک کنار عاطفت نبوی و حجر تربیت مصطفوی میں۔ دوّم یہ کہ شرف بخشے گئے وہ زوجیت جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے سوّم یہ کہ وارد ہوئی اُن کی شان میں یہ حدیث من کنت مولاہ۔ پس اس پر بھی جو کوئی اُن سے محبت نہ کرے اور اُن کی خلافت کا انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہے کیونکہ لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مومن یعنی نہیں دوست رکھتا علی کو منافق اور نہیں دشمن رکھتا اُن کو مومن رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ منہ

حاشیہ صفحہ ۱ نمبر ۳ کا بقیہ یعنی فاطمہ سردار ہے جنت کی عورتوں کی اور جناب سیدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی ہیں جو مرتضیٰ علی کو منسوب تھیں اور اُن کے مراتب و درجات بہت عالی ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ بے انتہا محبت تھی حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس سے محبت تھی جواب دیا کہ فاطمہ زہرا سے پھر پوچھا کہ مردوں میں کس سے زیادہ تھی جواب دیا کہ اُن کے شوہر سے اور کافی ہے سیدہ کی شرافت و افضلیت میں یہی صرف ایک بات کہ وہ جگر پارۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں فرمایا حضرت نے کہ فاطمۃ بضعۃ منی اغضبہا اغضبنی۔ ترجمہ یعنی فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ پس جس کسی نے غضب میں ڈالا اُس کو گویا کہ غضب میں ڈالا مجھ کو۔ بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ رنج و غم و ہم میں چھ ماہ کے بعد سیدہ سے بھی سفر آخرت اختیار کیا انہیں کی اولاد کو سادات کہتے ہیں۔ سیدہ کی شرافت و نجابت و جوہر عصمت و عفت و صداقت و طہارت ظاہر و باطن و تقدس طینت کو عورتوں میں سے کوئی نہیں پہنچا۔ کما عایشہ صدیقہ نے ہرگز نہیں دیکھا میں نے کسی کو صادق زیادہ فاطمہ زہرا سے سوائے ان کے والد بزرگوار کے صلی اللہ علی ابیہا الکریم وعلیہا مائۃ الف الف مرۃ منہ ۞ جنتی ہونا ہے حق سبطین کا۔ الخ سبطین۔ امام حسن مجتبیٰ و امام حسین شہید کربلا کو کہتے ہیں اور یہ دونوں صاحبزادے ہیں فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے اور نواسے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن دونوں

صاحبزادوں کا جنتی ہونا بھی حق ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سید اشباب اھل الجنۃ الحسن والحسین ط یعنی سردار جوانان
اہل جنت کے حسن وحسین ہیں علاوہ ازیں فضائل ومناقب ان دونوں شہزادوں کے بھی مثل اپنی والدہ ماجدہ کے بیحد وشمار ہیں رسول
خدا کو ان دونوں سے بھی محبت بہت زیادہ تھی۔ روایت ہے انس رضؓ صحابی سے کہ پوچھا لوگوں نے حضرت سے کہ اہل بیت میں سے کس سے زیادہ
محبت ہے آپ نے فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ ۔ یعنی حسن رضؓ وحسین رضؓ سے بہت زیادہ محبت ہے وَکَانَ یَقُوْلُ لِفَاطِمَۃَ اُدْعِی لِی ابْنَیَّ
فَیَشُمُّھُمَا وَیَضُمُّھُمَا ۔ ترجمہ۔ اور کہا انس رضؓ نے کہ تھے حضرت جب جاتے گھر میں کہتے فاطمہ رضؓ سے کہ بلا میرے دونوں بیٹوں کو
پس جب وہ آتے تو حضرت اُن کو سونگھتے اور گلے سے لگاتے اور روایت ہے ابن عمر رضؓ سے کہ فرمایا حضرت نے اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ
ھُمَا رَیْحَانَایَ مِنَ الدُّنْیَا ترجمہ یعنی تحقیق حسنؓ اور حسینؓ وہ دونوں دو پھول ہیں میرے دنیا میں کیا معنی کہ ان کے دیکھنے سے تروتازگی
حاصل ہوتی ہے جس طرح پر کہ پھولوں کے دیکھنے سے ہوتی ہے۔ اور روایت ہے بریدہ سے کہ رسول خدا منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حسنینؓ
حاضر ہوئے اور وہ دونوں سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے اور ان میں لپٹ کر گر گر پڑتے تھے پس یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم منبر سے اُترے اور دونوں کو گود میں اُٹھا لائے اور اپنے روبرو بٹھالیا اور پھر خطبہ پڑھنے لگے۔ آخر حدیث تک اور روایت ہے
اسامہ بن زید سے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر مبارک سے اپنے کولوں پر کچھ لپیٹے ہوئے ہیں۔ عرض کیا میں
نے کہ یا حضرت آپ یہ کیا چیز لپیٹے ہوئے ہیں پس حضرت نے کھولا اُس کو تو دیکھا میں نے کہ حسنؓ وحسینؓ ہر دو کولوں پر حضرت کے بیٹھے
ہوئے ہیں فرمایا کہ یہ دونوں بیٹے میرے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور پھر فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ
مَنْ یُّحِبُّھُمَا ترجمہ یعنی اے اللہ میں بہت دوست رکھتا ہوں ان دونوں کو پس تو بھی دوست رکھ ان دونوں کو اور اُس کو جو دوست رکھے
ان دونوں کو اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِہٖ
فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ۔ ترجمہ یعنی تھے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائے ہوئے حسنؓ بن علیؓ کو اپنے دوش مبارک پر پس یہ دیکھ کر کہا ایک شخص نے کہ اچھی سواری پر سوار ہے تو اے
لڑکے حضرت نے جواب میں فرمایا اور سوار بھی تو بہت اچھا ہے کیا معنی کہ سواری تو درحقیقت اچھی ہے ولیکن سوار بھی بہت اچھا ہے۔
اور روایت ہے براء بن عازبؓ سے کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حسنؓ بن علی کو اپنے دوش پر سوار کرائے ہوئے تھے
اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ ترجمہ یعنی اے اللہ میں اُس کو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی اُس کو دوست
رکھ اور روایت ہے یعلی بن مرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ
اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا یعنی حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں دوست رکھے اللہ اُس کو جو دوست رکھے حسینؓ کو۔ غرضکہ اسی
طرح بے شمار احادیث واثار ان دونوں کے فضائل ومحبت میں وارد ہیں خداوند تعالیٰ ہم سب کو اُن کی محبت ومتابعت عطا فرمائے

۵ خدایا بحق بنی فاطمہؓ — کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ — اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من ودست ودامان آل رسول۔ منہ

۵۵ حق ہے حب اہل بیت۔ الخ۔ یعنی تمام اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا حق ہے کہ بغیر اُس کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور
اسی طرح جسقدر اصحاب رسول کہ صاحب صدق وو فا ہیں اُن کو ذکر خیر سے یاد کرنا اور اُن سے بغض وعداوت کا نہ رکھنا حق ہے۔ منہ
۵۶ جنتی ہیں۔ الخ۔ یعنی رسول خدا کی جسقدر کہ بی بیاں ہیں اُن سب کو اُم المؤمنین سمجھنا حق ہے۔ منہ ۵۷ نیز باقی۔ الخ۔ یعنی باقی
جسقدر کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں وہ سب اچھے ہیں اور آپس میں متحد ہیں اگر ان میں سے کسی ایک پر بھی کوئی لعن
یا طعن کرے گا تو وہ اہل حق سے خارج ہو جائے گا۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۸ نمبر ۴ کا بقیہ

وارد ہیں جیسے کہ فرمایا حضرت نے واللّٰہ لینزلن ابن مریم حکما عدلا
الی آخرہ یعنی قسم ہے اللہ برتر کی کہ البتہ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے حاکم عادل ہو کر
آخر حدیث تک پس جو شخص کہ دنیا میں اب پیدا ہو کر آپ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کرے یا اپنے کو مثل مسیح قرار دیوے اور آیات وحدیث
کی تاویلات کرے کہ اترنے سے مراد پیدا ہونا ہے وکذا وکذا پس وہ شخص کاذب ہے اور دائرہ اہل حق سے خارج ہے اور اسی طرح
پر دجال کذاب ایک چشم کا جو خروج کرے گا اور دعوی خدائی کرے گا اُسکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مارنا اور اُس کے فتنہ وفساد وشر
وشور سے زمین کو پاک کرنا حق ہے ۱۲۔ منہ ۵۸ ہے خروج دابہ۔ الخ۔ یعنی قریب قیامت کے دابۃ الارض کا نکلنا بھی حق ہے دابۃ الارض ایک جانور

عجیب الخلقت ہے کہ وہ بھی قریب قیامت کے برآمد ہوگا اور لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا۔ اور اسی طرح پر یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی حق ہے اور یاجوج ماجوج ایک قوم شریر کفار کی ہے کہ وہ بھی قریب قیامت کے نکلے گی اور قریب قریب تمام بنی نوع انسان کو تباہ و برباد کردے گی سوائے حضرت عیسیٰ اور اُن کے ہمراہیان کے پھر عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے وہ تمام قوم یکبارگی فنا ہوجائے گی۔ منہ ۱۲ ؎ حق ہے مغرب سے۔ الخ یعنی قریب قیامت کے مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا بھی حق ہے کہ اُس کے بعد دروازہ توبہ کا بند ہوجائیگا اور اسی طرح عدن سے ایک آگ کا پیدا ہونا کہ جو ملک شام کی طرف سب کو ہانک کر لیجائے گی حق ہے۔ منہ ۱۲ ؎ کانپنا پھٹنا۔ الخ یعنی قیامت کو زمین کا کانپنا و پھٹنا اور تاروں کا ٹوٹ کر بکھر جانا اور آسمانوں کا شق ہوجانا یہ سب حق ہے کہ فرمایا حق سبحانہ نے إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ اور فرمایا ہے إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا یعنی جب زمین لرزے انتہا کا لرزنا اور فرمایا ہے وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً یعنی زمین و پہاڑ اٹھا کر یک دفعہ پاش پاش کردئے جائیں گے اور ایک جگہ ارشاد ہے إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ یعنی جس روز کہ آسمان شق ہوجائیں اور تارے بکھر جائیں کیا معنی کہ جب ایسا ہو تو وہی دن قیامت کا ہے۔ منہ ۱۲ ؎ سب کا مرنا۔ الخ یعنی یہ سب باتیں حق ہیں کہ نص قرآنی سے ثابت ہے حق کا لفظ جو اس شعر میں ہے وہ تینوں باتوں سے متعلق ہے سب کے مرجانے سے اور قبروں سے اُٹھنے سے اور پھر دو نفخہ صور سے کیا معنی کہ دنیا کے اختتام پر ایک دم سب کا فنا ہوجانا اور پھر اس کے بعد سب کا زندہ و موجود ہوجانا اور ان دونوں امروں کے واسطے نفخ صور کا ہونا حق ہے کہ فرمایا اللہ برتر نے ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ یعنی پھر تم سب حیات و بقائے عارضی کے بعد ایک نہ ایک دن مروگے اور پھر تم سب قیامت کو سزا و جزا کے لئے اٹھائے جاؤگے اور نفخ صور کی بابت ارشاد ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ اور صور پھونکا جائیگا یا کہ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ پس جس وقت کہ صور پھونکا جاوے گا۔ اسرافیل علیہ السلام جو کہ ملائکہ مقربین سے ہیں صور پھونکیں گے جب کہ تمام مخلوقات و کائنات کے مٹا دینے کا حکم ہوگا تو اُس وقت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے اور اس کی آواز سے تمام زمین و آسمان و مافیہا ایک دم فنا ہوجائیں گے اور پھر اسرافیلؑ خود بھی فنا ہوجائیں گے اس وقت رب العالمین مالک الملک اپنی شان قہاری جتلا کر فرمائیگا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کے روز تمام ملک کا مالک کون ہے چونکہ تمام عالم فنا ہوگا لہذا اس کا جواب کچھ کہیں سے نہ ہوگا تب وہ مالک حقیقی خود ہی جواباً ارشاد فرمائیگا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی سب ملک و ملک حقیقی آج کے دن بلکہ ہمیشہ اللہ یکتا و بے ہمتا و قہار ہی کے واسطے ہے پھر بعد اس کے وہ قادر مطلق پیشتر اسرافیلؑ کو زندہ کریگا اور پھر اُن کو نفخ صور کا حکم دیگا اور وہ زندہ ہوکر فوراً دوبارہ نفخ صور کریں گے اور اس سے تمام مخلوقات فناشدہ از سر نو زندہ ہوجائے گی یعنی جو لوگ کہ قبروں میں مدفون ہوں گے وہ قبروں سے جو ڈوبے ہونگے وہ دریاؤں سے اور جو آگ میں جلے ہونگے وہ شعلوں سے اور جو درندوں نے پھاڑ کھائے ہوں گے وہ سب اُن کے پیٹوں سے غرضکہ تمام فناشدہ اجزا اپنے اپنے مقامات سے نکل کر بقدرت قادر برحق زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ منہ ۱۲ ؎ حق ہے جنت۔ الخ یعنی جنت و دوزخ حق ہے اور جنت و دوزخ کا عذاب و ثواب بھی برحق ہے اور حساب و کتاب کا ہونا بھی حق ہے واضح ہو کہ جنت باغ بہشت کو کہتے ہیں جس میں کہ مومنین و صالحین داخل ہو کر طرح طرح کے عیش و آرام پائیں گے جیسا کہ فرمایا حق سبحانہ نے وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ط اور اسی طرح دوزخ مکان نار کا نام ہے جس میں کافر طرح طرح کے عذاب پائیں گے جیسا کہ فرمایا اللہ برتر نے جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (اور دوزخ بری جگہ ہے) اور ایک دوسری جگہ ارشاد ہے سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا اور اسی طرح حساب کے باب میں وارد ہے فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ط ترجمہ آیۃ کریمہ اور جو شخص کہ دیا جائیگا نامۂ اعمال اُس کا سیدھے ہاتھ اُس کے میں پس وہ شخص حساب کیا جائیگا آسانی اور مہربانی کے ساتھ۔ منہ ۱۲ ؎ حق ہے جوئے شہد الخ یعنی جنت میں شہد کی اور دودھ کی اور سلسبیل کی نہروں کا ہونا حق ہے کہ جن سے سیراب و شیریں کام ہوں گے سلسبیل نہر رواں کا نام ہے کہ بہشتی کے ہمراہ ہر جگہ چلتی پھرتی رہے گی اور بوقت خواہش اُس کا پانی آسانی سے بہشتی کے حلق میں خود بخود داخل ہو کر جلد گوارا ہو جائیگا اور اسی طرح پیالہ ہائے شراب کافوری و زنجبیل کا ہونا حق ہے کہ جن میں پینے سے لذت زنجبیلی و کافوری جنتی کو حاصل ہوگی اور بعض کا قول ہے کہ شراب کافوری و زنجبیلی کے چشمہ کا نام سلسبیل ہے اور شراباً طہوراً بھی اسی قبیل سے ہے اور نیز جنت میں حوران عین و غلمان مہ جبین کا اہل جنت کی خدمت کے واسطے موجود ہونا حق ہے۔ منہ

؎ ہوگئے بالغ وہ دونوں۔ الخ یعنی جبکہ لڑکوں کو احتلام ہونے لگے (احتلام خواب میں منی نکلنے کو کہتے ہیں) اور

حاشیہ صفحہ ۳۸ لڑکیوں کو ماہواری حیض جاری ہونے لگے تب وہ دونوں نر و مادہ بالغ ہوجاتے ہیں اور احکام شرعی ان پر فرض ہوجاتے ہیں۔ اگر کبھی نر و مادہ کو کسی وجہ سے یہ علامات ظاہر نہ ہوں تو پندرہ برس پورے ہونے پر اُن کو بالغ ہونے کا حکم دیا جائے گا اصل و فرع

سے یہاں مرد و عورت مراد ہیں۔ مرد اصل ہے اور عورت فرع ہے کیونکہ پیشتر حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں جب وہ تنہائی سے گھبرائے تو اُن کے پہلو سے چپ سے حضرت حوا علیہا السلام ظاہر ہوئیں بدیں وجہ مرد اصل ہے اور عورت فرع ہے اور وہی شعر میں مذکور ہے۔ فتدبر ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۳۸ نمبر ۴ کا بقیہ ولیکن وہ بھی حیض کے ذیل میں شامل ہے کیونکہ ان دونوں کا ایک حکم ہے صرف مدت کا فرق ہے ۱۲ منہ

ؔ۵ اور بڑھ جائے وہ۔ الخ۔ یعنی اگر عادت والی عورت کو جس کو پیشتر ہی چند بار حیض آچکا ہو اور اسی طرح نفاس والی کو جس کو دو ایک بار بعد ولادت خون نفاس جاری ہو چکا ہو اُس کی عادت معمول کے خلاف خون مذکور رنگ لائے اور مدت معینہ حیض و نفاس سے بھی آگے تجاوز کر جائے تو یہ فاضل دنوں کا خون اُس کی عادت مقررہ کے بعد سے استحاضہ کا خون کہلائیگا۔ مثلاً اگر خون حیض دس دن یا خون نفاس چالیس دن سے ایک دن یا ایک گھڑی یا اس سے بھی کم بڑھ جائے تو اگر یہ حیض یا نفاس مبتدیہ عورت کو پہلی بار آیا ہے تو پورے دس دن تک حیض اور چالیس دن تک نفاس قرار پائیگا اور جو اس سے بڑھا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور اگر وہ عورت عادت والی ہے جس کا ذکر ہے اور اُس کو چند مرتبہ پیشتر حیض و نفاس آچکا ہے تو اب دیکھیں گے کہ پہلی اُس کی عادت کتنے دنوں کی تھی جتنے دن اس کی عادت کے تھے وہی حیض و نفاس ٹھہریں گے باقی استحاضہ ہوگا مثلاً ہمیشہ اُسے سات دن حیض آتا تھا اور اس بار بارہ دن خون آیا تو اس میں وہی سات دن حیض کے ہیں اور باقی پانچ استحاضہ کے یا یہ کہ خون نفاس پہلے اُس کو تیس دن آتا تھا پھر اس دفعہ اکتالیس دن آیا تو نفاس تیس دن ہی رہیگا اور باقی گیارہ دن استحاضہ کے ہوں گے پس اُس کو لازم ہے کہ نہا کر اُن فاضل دنوں کی نمازیں قضا کرے اور یہی بیان اگلے شعروں میں بہ تفصیل موجود ہے۔ اِن اشعار میں خاص حیض کا ذکر ہے۔ اور نفاس اُس کے ذیل میں شامل ہے ۱۲۔ منہ

ؔ۵ اور اگر نو دن تک آئے۔ الخ۔ یعنی اگر وہ خون حیض یا نفاس اُس عادت والی عورت کو جس کو کہ پیشتر سات دن حیض آیا کرتا تھا یا یہ کہ تیس دن نفاس آتا تھا اس مرتبہ اس کو بجائے سات دن خون حیض جاری ہونے کے نو دن یا کہ دس دن خون حیض آیا کیا اور پھر بند ہو گیا تو یہ باقی دو دن یا تین دن بھی انہیں سات دنوں میں شامل ہو جائیں گے اور وہ سب دن حیض کے شمار ہوں گے کیونکہ وہ دن معینہ حیض کے اندر ہیں لہذا حیض میں شامل ہیں اسی طرح اگر خون نفاس بجائے تیس دن کے اس مرتبہ اُس کو پینتیس دن یا چالیس دن خون آئے تو یہ پانچ یا دس دن بھی نفاس میں شمار ہونگے کیونکہ اُس کی مدت کے اندر ہیں ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۳۹ ؔ۵ غسل جن پر فرض ہے۔ الخ۔ یعنی جن لوگوں پر غسل کرنا فرض ہے کہ وہ جنب حائض و نفسا ہیں اُن کو قرآن مجید کی تلاوت کرنا یا مسجد میں داخل ہونا یا حرم محترم کا طواف کرنا حرام ہے اور اسی طرح حائض و نفساء کے ساتھ جماع کرنا بھی حرام ہے جبتک کہ وہ غسل فرض نہ کرلیں ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۴۳ نمبر ۵ کا بقیہ خواہ بسبب ضعف و کمزوری جسمانی کے تو اُس وقت تیمم کرنا درست ہے اور اگر بعض جگہ پر بدن میں پانی نقصان پہنچاتا ہو اور اکثر جگہ پر نقصان نہ کرتا ہو مثلاً اگر کسی کے سر میں پھوڑا یا زخم ہو اور اُس پر پانی ڈالنا مضر ہو اور باقی بدن پر پانی ڈالنا ضرر نہ کرتا ہو تو حنفیہ کے نزدیک سر پر مسح کرے اور باقی بدن کو غسل کے واسطے دھو ڈالے اور اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور اُس کے کھولنے میں نقصان ہو تو پٹی پر مسح کرلے اور اگر اکثر حصہ بدن پر پانی نقصان کرتا ہو اور جزو بدن میں ضرر نہ کرتا ہو تو اُس وقت تیمم کرنا کافی ہوگا اور جزو بدن کا دھونا ساقط ہو جائیگا ۱۲۔ منہ

ؔ۵ یا ہو وہ مفقود الخ۔ یعنی اگر پانی کسی جگہ جنگل میں نہ ملے اور نمازی کو اپنی جائے قیام سے چاروں طرف ایک ایک میل تک پاک پانی کے ملنے کی امید نہ ہو یا پانی موجود تو ہو مگر پاک پانی نہ ہو بلکہ نجس ہو یا آب مستعمل ہو یا کنواں تو پاس ہو مگر اُس میں سے پانی کھینچنے کے واسطے ڈول نہ ہو یا رسی نہ ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم کرنا درست ہے یا پاک پانی بھی موجود ہے مگر مسافر کو یہ احتمال ہو کہ اگر اس سے وضو یا غسل کرلے گا تو اُسے یا اُس کے ساتھ والے یا اس کے جانور کے واسطے پانی پینے کو باقی نہ رہیگا تب بھی تیمم کرنا درست ہے جیسا کہ اگلے اشعار میں بالتفصیل بیان موجود ہے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۴۶ نمبر ۳ کا بقیہ مگر اتنا کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۵۳ منٹ تک رہتا ہے اس سے کم و بیش نہیں ہوتا کہ اوپر بیان ہوا ہے لہذا اس میں بڑی احتیاط درکار ہے تاکہ فرض میں خلل نہ واقع ہو چونکہ ابتدائے طلوع فجر کی پہچان بہت دشوار ہے خاص کر جبکہ مطلع پر گرد و غبار یا ابر ہو یا دھند ہو بلکہ چاندنی کے وقت ہی ابتدائے طلوع صبح صادق نہیں معلوم ہوتی ہے چاندنی کی روشنی میں اُس کی جھلک محسوس نہیں ہوتی لہذا مناسب یہ ہے کہ ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رکھے کہ ہر روز کس وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے پس دوسرے دن اُسی حساب سے وقت مقررہ مندرجہ بالا کے اندر اندر اذان و نماز فجر ادا کرے تاکہ یہ دونوں ٹھیک

وقت کے اندر رہوں ۱۲ منہ لکھ ظہر آتا ہے۔ الخ۔ یعنی جس وقت سورج وسط آسمان سے مغرب کی جانب میل کرے کیا معنی کہ ڈھل جائے پس اسی وقت ظہر کا وقت آجاتا ہے ۱۲۔ منہ شہ ختم ہو جاتا ہے ظہر۔ الخ۔ یعنی ظہر کا وقت جبکہ سایہ کسی شئے کا اُس کے برابر ہو جائے ختم ہو جاتا ہے لیکن اس ایک مثل پر سایہ اصلی جس کو فی الزوال کہتے ہیں زیادہ کیا جاتا ہے کیا معنی کہ فی الزوال کو چھوڑ کر جس وقت سایہ شئے ایک مثل ہو جائے اُس وقت ظہر کا وقت آخر ہو جاتا ہے اور سایہ اصلی یا فی الزوال اُس کو کہتے ہیں جو استوار آفتاب کے وقت عین دوپہر کو ہر شئے کا سایہ باقی رہتا ہے اور یہ دن کے گھٹنے بڑھنے سے بڑھتا گھٹتا رہتا ہے یعنی دن جتنا گھٹتا جاتا ہے سایہ بڑھتا جاتا ہے اور دن جتنا بڑھتا جاتا ہے سایہ گھٹتا جاتا ہے اور وہ مختلف ہوتا ہے باعتبار اختلاف ملکوں کے یعنی ایک ہی وقت میں ایک ملک میں سایہ اصلی زائد ہوتا ہے اور اسی وقت دوسرے ملک میں وہ سایہ کم ہوتا ہے چنانچہ موسم سرما میں ماہ دسمبر میں ہمارے ملک کے عرض البلد پر چونکہ ۲۰ درجہ کے قریب پر واقع ہے ساڑھے آٹھ قدم سے زائد یعنی سوائے کے قریب سایہ اصلی ہو جاتا ہے اور مکہ معظمہ میں جو ۲۱° درجہ پر واقع ہے انہیں روزوں میں ٹھیک ۸ قدم برابر سے کبھی زائد رہتا ہے اُس سے زائد پھر نہیں ہوتا اسی طرح موسم گرما میں مکہ معظمہ میں ۱۴ مئی سے ۲۰ مئی تک دوپہر کے وقت ہر شئے کا سایہ بالکل مفقود ہوتا ہے اُس کے بعد پھر وہ سایہ اُلٹا پیدا ہوتا ہے یعنی ٹھیک دوپہر کو ہر چیز کا سایہ جو شمال کی طرف پڑتا تھا اب مکہ معظمہ میں جنوب کی جانب پڑے گا اور ۲۲ جون تک پاؤ قدم تک بڑھ کر پھر گھٹتا ہے یہاں تک کہ ۱۵ جولائی سے ۱۸ جولائی تک پھر وہ معدوم ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر وہ سید ہا شمال کی جانب پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمارے ملک میں نہ کبھی جنوبی سمت پڑتا ہے نہ کبھی مفقود ہوتا ہے بلکہ سب سے کم سایہ ۲۲ جون کو نصف قدم باقی رہتا ہے پس جس موسم میں اور جس ملک میں یہ سایہ جس قدر ہوگا اسیقدر سایہ مذکور کو چھوڑ کر ظہر کا وقت وہاں ایک مثل تک بر روایت صحیح باقی رہے گا اور اس کے بعد نماز ظہر قضا ہو جائے گی ۱۲۔ منہ لکھ دو روایت اس میں ہیں۔ الخ۔ یعنی یہ جو ظہر کا وقت ہم نے ایک مثل تک بتایا اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں آئی ہیں ایک روایت تو یہی ایک مثل کی ہے جو مذکور ہوئی اور یہی روایت قوی ہے اور نیز یہی روایت مفتے بہا ہے کیا معنی کہ اسی روایت پر فتاوائے معتبر در مختار۔ وغرر الاذکار۔ وفیض و برہان وغیرہ میں فتوی دیا گیا ہے ۱۲۔ منہ شہ دوسری دو مثل کی ہے۔ الخ۔ یعنی دوسری روایت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اسی ظہر کے بارے میں دو مثل کی آئی ہے۔ ۱۲ منہ شہ مثل کے راوی حسن۔ الخ۔ یعنی وہ جو ایک مثل کی روایت مفتے بہا ہے اُس کے راوی حسن بن زیاد رحمۃ اللہ ہیں جو کہ اجلہ شاگردان امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ وعن سائر اتباعہ سے ہیں اور اسی روایت کے مطابق امام زفر و امام ابو یوسف و امام محمد اکابر شاگردان امام اعظم رضی اللہ عنہم کا قول ہے کیا معنی کہ ان سب کے نزدیک یہی وقت ظہر ایک مثل تک رہتا ہے اور اس کے بعد عصر شروع ہو جاتا ہے جس پر جمہور کا اتفاق ہے سوائے ظاہر الروایہ کے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۴۷ نمبر ۳ کا بقیہ

جبتک کہ سایہ تمہارا تمہارے برابر ہو جائے اُس کو چھوڑ کر۔ آخر حدیث تک روایت کی یہ حدیث امام مالک رح نے ان تمام حدیثوں سے بخوبی ثابت ہے کہ نماز ظہر کا وقت ایک مثل تک ہی ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت ہو جاتا ہے اور یہی تعامل صحابہ کرام کا بھی ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد و ہدایت سے ثابت ہوا اسی طرح اس بارے میں احادیث صحیحہ حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں کہ جن کے بعد ظہر کے ایک مثل تک موقت ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں رہتا۔ ۱۲۔ منہ لکھ اس پر ہے اجماع۔ الخ۔ یعنی اسی قول متفق علیہ پر جو ایک مثل کا ہم نے بتایا حرم محترم مکہ معظمہ کے تمام علماء و فقہاء عام و خاص کا اجماع ہے اور اسی پر عملدرآمد ہے بلکہ ظہر کی نماز کو ایک مثل کے اندر پڑھنے کا عملدرآمد تو تمام دنیا اسلام میں ہے کہ کسی ملک میں کسی مسجد میں جہاں پر کہ جماعت پابندی کے ساتھ ہوتی ہو اور امام و موذن بھی اس کے واسطے مقرر ہوں کسی موسم میں ظہر کی نماز کو ایک مثل کے بعد تک تاخیر نہیں کرتے جیسا کہ غرر الاذکار و فیض کی عبارات مندرجہ بالا سے بھی مترشح ہے اور اسی کا نام تعامل ہے بلکہ سچ پوچھو تو حرم محترم میں تو ایک مثل سایہ گذر جانے کے بعد نماز عصر میں بھی تاخیر نہیں کرتے اور وہاں فی زمانناسی پر اجماع اور اسی پر عمل ہے اور لاکھوں حجاج جو ہر سال ادائے فریضہ حج کے واسطے وہاں جاتے ہیں اسی کا اتباع کرتے ہیں کما لایخفی علی زائرہ۔ اور اسی روایت پر عمل کرنے کا حکم پایۂ تخت خلافت اسلامیہ سے بذریعہ محکمہ قضا صادر ہو چکا ہے جس کے بر بناء یہ تعامل حرم محترم میں جو کہ مرکز اسلام ہے جاری ہے اور اب تمام اُمت پر اس کا انقیاد واجب ہے اور یہ جو بعض اصحاب تاویل کرتے ہیں کہ یہ حکم خلافت اسلامیہ سے شوافع کی درخواست تاخیر نماز عصر پر صادر ہوا ہے بدیں وجہ کہ حکومت نے مصلائے حنفی کو موخر کرنا پسند نہیں کیا اس لئے حکم دیا کہ صاحبین رح کے قول پر حنفی نماز عصر ایک مثل کے بعد فوراً ہو جایا کرے تاکہ شافعیوں کی عصر میں تاخیر نہونے پائے۔ بدیں وجہ یہ سند قابل نظیر نہیں ہے یہ تاویل بہت رکیک

ہے ہم کہتے ہیں کہ جب ایک مثل کے بعد وقت عصر ہوتا ہی نہیں پھر شافعیوں کی تاخیر کی وجہ سے اپنی نماز قبل از وقت کیونکر روا رکھی گئی علاوہ ازیں اگر شافعیوں کو اوّل اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیدیا جاتا اور دو مثل کے بعد حنفی نماز بدستور ہوا کرتی تو اس میں کیا حرج تھا کہ جس کو حکومت[۵۵] نے کسی طرح پسند نہیں کیا آخر فجر کی نماز بھی تو شافعی لوگ حنفیوں سے پہلے پڑھ لیتے ہیں باوجودیکہ حنفیوں کے نزدیک بھی غلس میں نماز فجر بالاتفاق بلا کراہت درست ہے گو افضل نہیں لیکن جائز ہونے میں شک نہیں پھر اس کو خلافت اسلامیہ نے کیونکر پسند رکھا ہے کہ نماز فجر کو شافعی پہلے ادا کرتے ہیں اور حنفی بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں جبکہ دوسری صورت میں نماز عصر کو قبل از وقت ہونے سے ہی تاخیر کرنا پسند نہ کیا گیا۔ فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگرد صاحبین رحمہما اللہ مختلف ہوں تو مفتی مجتہد کو اختیار ہے کہ دونوں کے دلائل پہ غور کرکے جس کے دلائل اس کے نزدیک قوی ہوں اس کے موافق فتویٰ نافذ کرے چنانچہ اسی بنا پر کتب فقہ شرح وقایہ و درمختار وغیرہ میں بیسیوں مسائل نہ صرف عبادات اور خصوصاً معاملات میں امام کے برخلاف صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر فتوے موجود ہیں من شاء فلینظر الیہ پس جبکہ خود امام الائمہ سے ہی ایک مسئلہ میں دو روایتیں منقول ہوں اور ایک روایت کے مطابق صاحبین و نیز دیگر اجلہ شاگردان کا یہی قول ہو اور باقی تینوں ائمہ مجتہدین کا بھی مذہب وہی ہو اور نیز آثار صحابہ و تابعین بھی اسی کی رہنمائی کرتے ہوں اور احادیث صحیحہ کثیرہ بھی اسی روایت کی تقویت فرماتے ہوں اور فقہائے مذکورین اعنی ... و برہان و غرر و درمختار وغیرہ کے مؤلفین بھی (جن کے مفتی برحق ہونے میں مطلق شک و شبہ نہیں ہے) اسی روایت کے موجب فتویٰ دیتے ہوں اور محکمہ قضا خلافت اسلامیہ سے بھی اسی روایت مفتی بہا کے مطابق فتویٰ صادر ہو کر مرکز اسلام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں معمول بہ قرار پا چکا ہو اور خاص و عام نے قبول کر لیا ہو تو اب جائے غور ہے اور انصاف بالائے طاعت شرط ہے کہ با اینہمہ کیوں نہ اس روایت قوی پر عمل کیا جائے اور یہ کیونکر اس کے خلاف دوسری روایت کو جو اپنی نظیر آپ ہی ہو ضعیف و منسوخ و مطروح نہ خیال کیا جاوے پس ان تمام باتوں سے ہماری غرض یہ ہے کہ نماز ظہر کا وقت یقینی ایک مثل تک ہے لہذا اس کو کبھی اور کسی موسم میں ایک مثل کے بعد ہرگز ہرگز تاخیر نہ کیا جائے ورنہ وہ نماز ضرور بہ قضا ہو جاسکے گی واللہ اعلم بالصواب و عنده علم الکتاب و ناعملوا یا اولی الالباب ۱۲۔ منہ [۵۵] مثل ثانی تک۔ الخ یعنی دوسری روایت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اسی ظہر کا وقت دو مثل تک ہے جس کو فقہا ظاہر الروایۃ کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ ظاہر روایت اسے کہتے ہیں کہ وہ روایت امام محمد بن حسن کی تصنیفات میں امام الائمہ سے مروی ہو مثل جامع صغیر و جامع کبیر و مبسوط وغیرہ کے اور اس کی نقل بہ تواتر اصحاب متون وقایہ یا ہدایہ یا کنز الدقائق یا قدوری و غیرہم کی ہو پس یہاں مثلین کی روایت کو امام محمد نے امام الائمہ سے مبسوط میں نقل کیا ہے اور وقایہ و نہایہ و ہدایہ وغیرہ میں اس کو نقل کر کے ظاہر الروایۃ قرار دیا ہے اور اس پر ان کا فتویٰ ہے لیکن اسی کے ساتھ شارح وقایہ و جامع درمختار وغیرہ نے ایک مثل کی روایت کو بھی امام الائمہ کی طرف منسوب کیا ہے اور گو شارح وقایہ نے اس کے مفتی بہ ہونے نہ ہونے سے سکوت کیا ہے لیکن جامع درمختار نے تو نہایت تاکید ہی سے ... اس کا مفتی بہ ہونا قرار دیا ہے اور اسی بنا پر طحاوی نے فرمایا ہے کہ وبہ ناخذ یعنی اسی ایک مثل کے قول کو ہم بھی مستند جانتے ہیں اور اس پر کاربند ہیں۔ ہاں یہ ظاہر الروایۃ کے برخلاف بھی اکثر فتوے فقہ میں موجود ہیں مثل شفق ابیض[۵۶] کے مغرب کے وقت میں اور تکمیل سجدے کی ناک اور پیشانی دونوں کے ساتھ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہاں دو مثل کی روایت کے برخلاف جس کو ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے ایک مثل کی روایت پر جس کی اہمیت ہر طرح ثابت ہے عمل کرنے میں کیا حرج ہے وما علینا الا البلاغ ۱۲۔ منہ [۵۷] ماحصل اسکا۔ الخ یعنی یہ جو ظہر کے وقت کا اختلاف بیان کیا گیا اور طرفین کے دلائل تحریر کئے گئے اور ایک مثل کی روایت کی تقویت بتائی گئی اس کا ماحصل اور لب لباب یہی ہے کہ نماز ظہر ہمیشہ ایک مثل کے اندر اندر پڑھ لینا چاہئے اور بلا وجہ شرعی کبھی اس میں ایک مثل کے بعد تاخیر نہ کیجائے کہ ایک مثل گذر جانے کے بعد درحقیقت

---

[۵۵] اس پر یہ اعتراض بھی کیا گیا ہے کہ حکومتوں کے جابرانہ احکام کی اگر سند لیجائیگی تو ہزاروں جرائم حلال ہو جائینگے) نہایت افسوس ہے کہ خلافت اسلامیہ کے اس حکم کو جو مطابق حکم خدا اور رسول کے ہو اور جسکو فقہاوی ... مذکورہ بالا نے بھی یہ قرار دیا ہو اور جو جملہ ائمہ مجتہدین نیز بروایت صحیح حسن بن زیاد خود امام الائمہ حضرت ابو حنیفہ کا اور ان کے شاگردوں کا مذہب ہو اور جسکو بالاتفاق علما و فقہاء حرمین شریفین و نیز باجماع جمیع علماء دار الخلافت شیخ الاسلام نے امیر المؤمنین کے حضور سے منظوری لیکر نافذ کیا ہو اور جس کو تمام صلحا و علما نے ... قبول کر لیا ہو اس کو جابرانہ احکام سے تعبیر کرنا اور حلت جرائم سے مشابہ بنانا کس حد تک قابل غور ہے اور اسکا انصاف ناظرین پر ہے [۵۶] ظاہر الروایۃ میں ہے کہ مغرب کا وقت شفق سپید کے غائب ہونے تک رہتا ہے جو کہ شفق سرخ کے بعد ہوتا ہے اور اسی طرح نماز کا سجدہ بلا عذر بھی صرف ناک سے بغیر پیشانی کے زمین پر رکھنے سے ادا ہو جاتا ہے لیکن وقایہ و کنز الدقائق وغیرہ متون فقہ کا فتویٰ اس کے خلاف ہے کہ وقت مغرب شفق سرخ تک ہی رہتا ہے اور یہ

[illegible]

نماز ظہر کا وقت پھر نہیں رہتا اور وہ نماز پھر قضا ہو جاتی ہے ۱۲۔ منہ ۵ ہے اسی میں احتیاط ۔ الخ ۔ یعنی نماز ظہر کو ہمیشہ ایک مثل کے اندر پڑھتے ہیں اور مثل دوم
تک اُس کا انتظار نہ کرنے میں کمال احتیاط ہے کہ باتفاق جمیع امت نماز صحیح و درست ہوتی ہے اور اس میں پھر کسی کا اختلاف نہیں رہتا کیونکہ اوپر حاشیہ
میں جتا دیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے صحیح روایت ایک ہی مثل کی آئی ہے اور اسی روایت کے مطابق تمام مجتہدین و محدثین و اکثر صحابہ و تابعین
کا مسلک ہے اور نیز حدیث صحیح وقت الظہر اذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ اسی کی تائید کرتی ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت دو مثل تک بھی آئی ہے (جس روایت سے کہ بعض کے نزدیک اُن کا رجوع کرنا بھی ثابت ہے) مگر اُس مذہب پر روایت
مفتی بہا کے بموجب مثل ثانی میں نماز ظہر قضا ہو جائے گی تو نماز فرض کا اپنے وقت ادا کرنا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک ادا ہو اختلافی وقت میں پڑھنے
سے اولیٰ ہے بلکہ واجب ہے ۔ واضح ہو کہ کنز الآخرۃ اشاعت اول میں جو ہم نے ظہر کا وقت بموجب روایت مفتی بہا جس پر حرمین شریفین میں بھی
عملدرآمد جاری ہے ایک مثل تک لکھا تھا اور اُس کے بعد عصر کا وقت بتایا تھا اُس پر بعض علما کرام نے اعتراض فرمایا اور ہم کو مشورہ دیا کہ ہم اسکو
ترمیم کریں اور اب اُس کا وقت دو مثل تک اور اُس کے بعد عصر کا وقت قائم کریں لہذا عصر کے وقت کو تو ہم نے اُن کے مشورے کے بموجب تسلیم
کر لیا اور بموجب ظاہر الروایۃ دو مثل کے بعد ہی اُس کا پڑھنا لازم و ضروری تحریر کیا کہ درحقیقت عصر کے وقت میں اسی میں احتیاط ہے کہ وہ دو
مثل کے بعد ہی پڑھی جائے لیکن ظہر کے وقت میں ہم نے وہی وقت ایک مثل تک کا موقت کیا کہ درحقیقت ظہر کا وقت باجماع امت ایک ہی
مثل تک ہے اور اس میں اسی بات میں پوری احتیاط بھی ہے ۔ کہ وہ ایک مثل کے اندر ادا کی جائے اور اسی کے دلائل میں اشعار بھی زائد
ہو گئے اور مضمون حاشیہ بھی بہت دراز ہو گیا جس کا ہم کو افسوس ہے ناظرین معاف فرمائیں گے ۱۲۔ منہ ۵ ہو گیا جب ظہر کا وقت الخ یعنی جب وقت
ظہر کا وقت ختم ہوا اسی وقت عصر کا وقت شروع ہو گیا کیا معنی کہ روایت قوی و مفتیٰ بہا کے بموجب ایک مثل کے بعد اور ظاہر الروایت کے مطابق
دو مثل کے بعد شروع ہوا شرح وقایہ میں ہے ثم وقت العصر من آخر وقت الظہر علی القولین الی ان تغیب الشمس ۱۲۔ منہ ۵ احتیاط
اس میں بھی ۔ الخ یعنی جس طرح کہ نماز ظہر میں یہ احتیاط کی گئی تھی کہ وہ ایک مثل کے بعد کسی طرح تاخیر نہ کیجائے کہ ایک مثل کے بعد نماز ظہر درحقیقت
قضا ہو جاتی ہے اور اُس کا صحیح وقت ایک مثل تک ہی ہے تو یہاں اب نماز عصر میں بھی اس بات کی احتیاط لازم ہے کہ یہ نماز دو مثل
سے پہلے نہ پڑھی جائے تاکہ دونوں روایت پر عمل ہو یعنی روایت مفتی بہا پر ظہر میں اور ظاہر الروایۃ پر عصر میں ۱۲۔ منہ

صفحہ ۴۸ کا حاشیہ نمبر ۵ کا بقیہ آفتاب سے لیکر شفق سپید کے غائب ہونے تک ہر روز اتنا ہی وقت رہتا ہے جتنا کہ اُس دن صبح کا وقت تھا جسکا حساب اوپر بیان کر دیا گیا ہے ۱۲۔ منہ ۵ یعنی مغرب
کی ہے الخ ۔ یہ شعر اپنے اوپر کے شعر کی تفسیر میں ہے یعنی مغرب کے وقت کی انتہا جس جگہ تک ہے بس ٹھیک اسی جگہ سے عشا کی ابتدا ہے کیا معنی
کہ غروب شفق تک مغرب ہے اور اُس کے بعد سے فوراً عشا ہے اور ان دونوں نمازوں کے درمیان میں بھی کوئی وقت مہمل یا بیکار نہیں ہے ۱۲۔ منہ
۵ صبح صادق تک عشا کا ۔ الخ یعنی عشا کا وقت غروب شفق کے بعد سے صبح صادق کے نمودار ہونے تک رہتا ہے کیا معنی کہ جس وقت صبح
صادق کی ابتدائی جھلک پیدا ہوئی اُسی وقت عشا کا وقت ختم ہو گیا لیکن عشا کا وقت آدھی رات تک تو مستحب ہے اور آدھی رات کے بعد
صبح تک مکروہ تحریمی ہے مصرعہ ثانی میں جو نا وقت لکھا گیا ہے اُس سے کراہت مراد ہے کیونکہ نا وقت یعنی تنگی وقت کے معنی میں مستعمل ہے اس سے یہ
مطلب ہے کہ عشا کا وقت نصف شب گذر جانے کے بعد تنگ ہو جاتا ہے اور وہ مکروہ تحریمی ہے ۱۲۔ منہ ۵ وتر کا وقت الخ یعنی نماز وتر جو کہ
واجب ہے اُسی کا وقت اور عشا کا ایک ہے فرق صرف اسقدر ہے کہ وتر ہمیشہ عشا کی نماز کے بعد واجب ہوتا ہے اگر اُس کو عشا سے پہلے پڑھ لیگا
تو وہ وتر ہرگز ادا نہ ہوگا اور عشا کے بعد پھر اُس کو پڑھنا واجب ہے ہاں وتر کا وقت آدھی رات کے بعد مکروہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اُس وقت مستحب
ہے ۱۲۔ منہ ۵ روشنی میں ۔ الخ ۔ اب یہاں سے مستحب و مختار وقتوں کا بیان شروع ہوا کہ کس کس نماز کا کس کس حصہ وقت میں پڑھنا افضل
و اولیٰ ہے پس مضمون شعر یہ ہے کہ نماز فجر کو روشنی پیدا ہو جانے کے بعد پڑھنا مستحب ہے جس کو اسفار بولتے ہیں کیونکہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر یعنی روشنی کے وقت نماز پڑھو تم فجر کی کہ اُس کا اُس وقت پڑھنا بہت بڑا ثواب ہے ۔ واضح ہو کہ
نماز فجر کا وقت ابتداءً طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ سے لیکر ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ تک رہتا ہے جیسا کہ اوپر ہم مفصل
طور پر بیان کر چکے ہیں اس میں جتنی دیر روشنی صرف آسمان پر رہے اور زمین پر اتر کر زمین کو روشن نہ کرے وہ وقت غلس یعنی اندھیرے کا ہے
اُس میں اذان ہو دیتا تو کچھ حرج نہیں ہے مگر نماز فجر اُس وقت پڑھنا خلاف مستحب ہے جب روشنی آسمان سے اُتر کر اور نیچے پھیل کر در و دیوار و زمین
کو روشن کر دے اُس وقت سے طلوع سے کچھ پہلے تک نماز کا مستحب وقت ہے اور افضل یہ ہے کہ فجر کی جماعت ایسے وقت پڑھی جائے کہ بعد

سلام نماز اگر نماز میں کسی قسم کا فساد معلوم ہو تو پھر وضو کرنے کے بعد بطریق مسنون چالیس آیتوں سے ساٹھ آیتوں تک پڑھ کر نماز کا اعادہ وقت کے اندر کر سکے اور یہی فقہا کا مختار و مفتیٰ بہ مذہب ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ نماز فجر کا سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس میں جس وقت نماز پڑھیگا وہ نماز بلا کراہت مختار وقت پر ادا ہو گی و لیکن روشنی کے وقت نماز فجر پڑھنا مستحب ہے اور موجب زیادتی ثواب و برکت و باعث کثرت جماعت کا ہے فتدبر۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۴۹ نمبر ۱ کا بقیہ اور اکثر تین حصہ وقت نکل جانے پر بھی پڑھتے تھے جس سے بہت زیادہ تاخیر ثابت ہوتی ہے پس اس موسم میں اسی قدر تاخیر کرنا مستحب ہے اور بلا وجہ اس میں جلدی کرنا سنت کے خلاف ہے۔ واضح ہو کہ یہ بات تجربہ سے بخوبی ثابت ہو چکی ہے کہ موسم گرما میں شروع سے لیکر آخر تک جس کا زمانہ ۲۲ مارچ سے ۲۲ ماہ ستمبر تک ہوتا ہے ظہر کا وقت ایک مثل کے حساب سے دھوپ گھڑی میں ایک حالت و مقدار پر تقریباً برابر رہتا ہے یعنی کہ اس موسم میں دن کے گھٹنے بڑھنے سے ظہر کا وقت کچھ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے۔ سایہ اصلی البتہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے و لیکن ظہر کا وقت سایہ اصلی کو چھوڑ کر بدستور اپنے مقدار معینہ پر قائم رہتا ہے دھوپ گھڑی کے حساب سے نصف النہار ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے جو زوال کا وقت ہے اور اس کے متصل ذرا سے وقفہ میں معاً ظہر کا وقت آجاتا ہے اس وقت سے ایک مثل پر سایہ گزرنے تک ہمارے ملک ہندوستان کے ۲۰ درجہ والے شہروں میں (جس کے قریب یہ ہمارا قصبہ واقع ہے) ۲۹ درجہ عرض تک جس کے قریب دہلی و میرٹھ واقع ہیں موسم گرما میں آخر مارچ سے ۲۲ ستمبر تک چھ ماہ برابر تین بجکر ۳۴ منٹ تک وقت ظہر باقی رہتا ہے یعنی کہ ایک مثل کے حساب سے سایہ اصلی کو چھوڑ کر دھوپ گھڑی کے چار منٹ اوپر ساڑھے تین بجے تک وقت ظہر باقی رہتا ہے اور اس کے بعد مثل دوم شروع ہو جاتا ہے ہاں البتہ موسم سرما کے آٹھوں برج کی تحویلوں میں کہ ۲۴ ستمبر سے ۲۱ مارچ تک ہیں مثل اول کے حساب سے ظہر کا وقت برابر گھٹتا بڑھتا ہے حتی کہ آخر ماہ دسمبر میں جاکر قریب پون گھنٹہ وقت کم ہو جاتا ہے یعنی کہ اس وقت بحساب دھوپ گھڑی کے تین بجے سے بھی کچھ پہلے ظہر کا وقت بحساب ایک مثل ختم ہو جاتا ہے اس موسم میں سوائے دو ہفتہ آخر ماہ دسمبر و اول ماہ جنوری کے مثل اول میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور اول موسم گرما کی مانند موسم بھر ایک حالت و مقدار پر برابر قائم نہیں رہتا اور مثل اول کے بعد کا وقت تو دوازدہ ماہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ وقت کی ناپ تول میں دھوپ گھڑی کا اعتبار ہے جو کہ قطب سے ملاکر صحیح پیمانہ پر نصب کی گئی ہو اور صحت اس کی یہ ہے کہ اس میں جب زوال کا وقت ہو تو اس وقت سے دن کی دونوں طرفین یعنی طرف قبل از زوال اور طرف بعد از زوال تقریباً برابر ہوں ایک منٹ کم و بیش نہ ہوں کیونکہ زوال ٹھیک نقطہ نصف النہار پر واقع ہوتا ہے اور اس وقت دھوپ گھڑی میں ۱۲ بجے کا وقت رکھا جاتا ہے۔ پس اس حساب سے مثلاً اگر ۵ بجے صبح کے آفتاب طلوع ہو تو ٹھیک ۷ بجے شام کے غروب ہو جائے یا جس زمانہ میں ۶¾ بجے پر طلوع ہو تو سوا پانچ بجے شام کے غروب ہو جائے۔ غرض کہ کوئی زمانہ کیوں نہ ہو طلوع آفتاب سے زوال تک اور زوال سے غروب تک کا عرصہ تقریباً برابر ہو کم و بیش بقدر ایک منٹ نہ ہو اس میں جس قدر کمی بیشی ہو گی اسی قدر زوال میں غلطی ہو گی۔ یہ ناپ تول کہ ہم نے بتائی اس میں ریلوے گھڑی کا مطلق اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس کا وقت ہمیشہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے اور اس میں زوال کے وقت سال میں صرف دو دن کے سوا کبھی ٹھیک بارہ نہیں بجتے کسی زمانہ میں اس میں زوال کے وقت ۱۲½ بجتے ہیں اور کبھی (۱۲¼) بجنے لگتے ہیں اور گاہ گاہ ان دونوں کے درمیان زوال ہونے لگتا ہے اس لئے وہ وقت اس حساب لگانے کے لئے عام لوگوں کو بکار آمد نہیں ان کو اس سے زوال کا صحیح حال نہیں معلوم ہو سکتا جبتک کہ اس کو دھوپ گھڑی سے مطابق کر کے نہ دیکھا جائے ہاں جو تعدیل الایام کے دقایق اور فصل طول جانتا ہے وہ اس سے بھی صحیح حال لگا سکتا ہے ہم نے جو ریلوے ٹائم کا بیان اپنے قصبہ کے عرض البلد پر تجربہ کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یکم جنوری کو ریلوے گھڑی میں بارہ بجکر اٹھارہ منٹ پر نصف النہار یعنی زوال کا وقت ہوتا ہے پھر بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ پانچ فروری سے ۱۸ فروری تک ۱۲ بجکر ۲۹ منٹ پر ہوتا ہے پھر گھٹتا جاتا ہے یہانتک کہ چھٹی مئی سے تیئس مئی تک بارہ بجکر گیارہ منٹ پر ہونے لگتا ہے پھر بڑھتا ہے یہانتک کہ ۲۶ جولائی کو بارہ بجکر اکیس منٹ پر ہوتا ہے اور وہی وقت دوسری اگست تک قائم رہتا ہے پھر گھٹتا ہے یہانتک کہ ۷ و ۱۸ اکتوبر کو ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے پھر وہ منٹ ڈیڑھ منٹ کے فرق سے ۱۹ نومبر تک ۱۲ بجنے سے پہلے ہوتا ہے۔ ۲۰ نومبر سے پھر بڑھنا شروع ہوتا ہے یہانتک کہ ۳۱ دسمبر کو ۱۲ بجکر ۱۸ منٹ پر زوال نظر آتا ہے تقریباً یہی دورہ جبتک کہ مقلب اللیل والنہار چاہے اس کے متعلق ایک جدول لکھی جاتی ہے جس سے سہاور اور اس کے مساوی درجہ والے قصبات و بلاد کا تاریخ وار فرق زوال معلوم ہو سکتا ہے وہو ہذا۔ ۱۲ منہ

جدول وقت نصف النہار حقیقی بہ ساعت ریلوے برائے قصبہ سہاور ضلع ایٹہ

یہ جدول نصف نصف منٹ کے فاصلے سے دیگئی ہے جبتک تاریخ نہ بدلے وقت وہی رہیگا جو کسی تاریخ کے سامنے ہے

تاریخ جنوری ۱	بارہ بجکر ۱۸	مارچ ۱۱	بارہ بجکر ۲۵	۲۹	بارہ بجکر ۱۲
۲	۰۱۸	۱۳	۰۲۴	جون ۲	۰۱۲
۳	۱۹	۱۴	۲۴	۵	۱۳
۴	۰۱۹	۱۶	۰۲۳	۸	۰۱۳
۵	۲۰	۱۸	۲۳	۱۰	۱۴
۶	۰۲۰	۲۰	۰۲۲	۱۳	۰۱۴
۷	۲۱	۲۱	۲۲	۱۵	-۱۵
۸	۰۲۱	۲۳	۰۲۱	۱۸	۰۱۵
۱۰	۲۲	۲۵	۲۱	۲۰	۱۶
۱۱	۰۲۲	۲۶	۰۲۰	۲۲	۰۱۶
۱۲	۲۳	۲۸	۲۰	۲۵	۱۷
۱۳	۰۲۳	۳۰	۰۱۹	۲۷	۰۱۷
۱۵	۲۴	۳۱	۱۹	۲۹	۱۸
۱۶	۰۲۴	اپریل ۲	۰۱۸	جولائی ۲	۰۱۸
۱۸	۲۵	۳	۱۸	۵	۱۹
۱۹	۰۲۵	۵	۰۱۷	۸	۰۱۹
۲۱	۲۶	۷	۱۷	۱۱	۲۰
۲۳	۰۲۶	۹	۰۱۶	۱۵	۰۲۰
۲۴	۲۷	۱۰	۱۶	۲۰	۲۱
۲۶	۰۲۷	۱۲	۰۱۵	اگست ۳	۰۲۰ [illegible]
۲۹	۲۸	۱۴	۱۵	۸	۲۰
فروری ۱	۰۲۸	۱۶	۰۱۴	۱۲	۰۱۹
۵	۲۹	۱۸	۱۴	۱۵	۱۹
۱۹	۰۲۸ [illegible]	۲۰	۰۱۳	۱۷	۰۱۸
۲۴	۲۸	۲۳	۱۳	۲۰	۱۸
۲۷	۰۲۷	۲۵	۰۱۲	۲۲	۰۱۷
مارچ ۲	۲۷	۲۸	۱۲	۲۴	۱۷
۴	۰۲۶	مئی ۲	۰۱۱	۲۶	۰۱۶
۶	۲۶	۷	۱۱	۲۷	۱۶
۹	۰۲۵	۲۴	۰۱۱ [illegible]	۲۹	۰۱۵

۳۱	بارہ بجکر ۱۵	۸	۰۲	۷	۶
ستمبر ۲	۰۱۴	۹	۲	۸	۰۶
۳	۱۴	۱۱	۰۱	۹	۷
۵	۰۱۳	۱۳	۱	۱۰	۰۷
۶	۱۳	۱۵	نصف منٹ	۱۱	۸
۸	۰۱۲	۱۸	صفر	۱۲	۰۸
۹	۱۲	۰	گیارہ بجکر	۱۳	۹
۱۱	۰۱۱	۲۰	۰۵۹	۱۴	۰۹
۱۲	۱۱	۲۳	۵۹	۱۵	۱۰
۱۴	۰۱۰	۲۸	۰۵۸	۱۶	۰۱۰
۱۵	۱۰	نومبر ۱۱	۵۹ [illegible]	۱۷	۱۱
۱۶	۰۹	۱۵	۰۵۹	۱۸	۰۱۱
۱۸	۹	۰	بارہ بجکر	۱۹	۱۲
۱۹	۰۸	۱۸	صفر	۲۰	۰۱۲
۲۱	۸	۲۰	نصف منٹ	۲۱	۱۳
۲۲	۰۷	۲۲	۱	۲۲	۰۱۳
۲۴	۷	۲۴	۰۱	۲۳	۱۴
۲۵	۰۶	۲۶	۲	۲۴	۰۱۴
۲۶	۶	۲۷	۰۲	۲۵	۱۵
۲۸	۰۵	۲۹	۳	۲۶	۰۱۵
۲۹	۵	۳۰	۰۳	۲۷	۱۶
اکتوبر ۱	۰۴	دسمبر ۱	۴	۲۸	۰۱۶
۳	۴	۳	۰۴	۲۹	۱۷
۴	۰۳	۴	۵	۳۰	۰۱۷
۶	۳	۵	۰۵	۳۱	۱۸

دھوپ گھڑی اگر صحیح نصب کی گئی ہو تو جس وقت اُسمیں ٹھیک بارہ بجیں جیبی گھڑی میں یہ منٹ سکنڈ کر لینا جو ہر تاریخ کے مقابل لکھے ہیں یہ گھڑی آدہا منٹ بھی غلط نہوگی۔ یہ وقت ریلوے ہوگا اور اگر خاص مہاور کا ذاتی وقت چاہیں تو ہر تاریخ ساڑھے چودہ منٹ کم کریں مثلاً یکم جنوری کو بارہ بجکر چار منٹ اور ۲۰ اکتوبر کو گیارہ بجکر چالیس منٹ پر ٹھیک نصف النہار کا اصلی وقت ہے۔ منہ

۵۹ سرد موسم میں و سے الخ یعنی موسم سرما میں نماز ظہر کا اوّل وقت پڑھنا مستحب ہے کیا معنی کہ جس طرح پر موسم گرما میں نماز ظہر کو بہت دیر کرکے پڑھنا مستحب ہے تاکہ گرمی کا جوش جاتا رہے اور نماز باطمینان تمام خاطر جمعی کے ساتھ ادا ہو اسی طرح پر موسم سرما میں نماز ظہر کو بعد از زوال بہت جلد پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اب اس موسم میں کوئی عذر گرمی کے باعث پریشان خاطری کا نہیں ہے لہذا اول وقت پڑھنا افضل وادلے ہے جیسا کہ حدیث انس کے دوسرے ٹکڑے واذا کان البرد عجل سے ثابت و روشن ہے۔ ترجمہ حدیث مذکور یعنی کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت موسم سرد میں نماز ظہر جلد ادا فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دوسرے جملہ سے ظاہر ہے وفی الشتاء خمسة اقدام الی سبعة اقدام ترجمہ یعنی روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ جاڑوں میں آنحضرت کا پانچ قدم سے سات قدم تک نماز ظہر پڑھنے کا معمول تھا اس حدیث کے پہلے جملہ کی تشریح اس سے اوپر کے حاشیہ میں ہو چکی ہے اور اب اس دوسرے جملہ کی تفسیر بیان کی جاتی ہے یہ بات تو پہلے ہی بتا دی گئی ہے کہ قدر ہر چیز کے طول کے ساتویں

حصہ سے مراد ہے اور یہ بھی او پر جتلا دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں راوی نے سایہ اصلی کو چھوڑ کر وقت کا بیان نہیں کیا ہے بلکہ سایہ اصلی کو شامل رکھ کر ادائے نماز ظہر کا وقت بتایا ہے جاڑوں کے موسم میں یعنی تحویل عقرب سے تحویل حوت کہ ۲۲۔ اکتوبر سے ۲۲ فروری تک ہے مکہ معظمہ میں سایہ اصلی کچھ کم پانچ قدم سے شروع ہو کر کچھ اوپر سات قدم تک ہو جاتا ہے اور اسی طرح گھٹ کر سات قدم سے کچھ کم مارچ تک آخر موسم مذکور میں رہجاتا ہے پس راوی کا بیان ہے کہ اول یا آخر موسم سرما میں جبکہ سایہ اصلی بوقت زوال پانچ قدم پر ہوتا تھا یا وسط سرما میں جبکہ سایہ مذکور سات قدم تک پہنچ جاتا تھا۔ یا ان اوقات کے مابین جیسا کہ سایہ اصلی اسی زمانہ کے لحاظ سے ۵ ½ یا ۶ یا ۶ ½ قدم پر ہوتا تھا کیونکہ پانچ سے لیکر سات تک ان سب اعداد میں شامل ہے۔ تب اس وقت سایہ اصلی کے قد سے تجاوز کر جانے پر جو کہ زوال کے ہو جانے کی علامت ہے اور جس کو راوی نے پانچ قدم اور سات قدم اور ان کے مابین پر ہی مبنی کیا ہے اور کسر تجاوز کو جو کہ زوال کی علامت ہے بسبب اختصار کے ذکر نہیں کیا بسبب اس کے کہ ایسا اوقات پوری رقم کے بیان میں کسر زائد اکثر ذکر نہیں کیجاتی اور اس کا ذکر نہ کرنا خلاف نہیں سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نصف النہار کے وقت زوال ہو جانے پر جبکہ سایہ تجاوز کر جاتا ہے تو ابتداً ایسا اسقدر کم تجاوز کرتا ہے جو کسی طرح اس کا متجاوز ہونا معلوم نہیں ہوتا اور دیر کے بعد سایہ کا بڑھنا معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ پہلے ہی تجاوز کر جاتا ہے اور ظہر کا وقت معاً تجاوز کرتے ہی آجاتا ہے۔ اس کی حقیقت پر جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم مطلع ہیں دوسرا کیونکہ مطلع ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر راوی نے سایہ اصلی کو منتہائے زوال قرار دے کر پانچ قدم سے سات قدم تک ادائے نماز ظہر کی تعین فرمائی اور غرض و مقصود اس سے یہ ہے کہ زوال ہو جانے کے بعد فوراً آنحضرت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے نماز ظہر ادا فرمانے کا معمول تھا اس سبب ان سے موسم سرما میں نماز ظہر کی نہایت جلدی ثابت ہوتی ہے اور وہ وقت دہوپ گھڑی سے غالباً بارہ بجے کے کچھ منٹ ہی بعد ہوگا کیونکہ اگرچہ زوال کے ہوتے ہی معاً ظہر کا وقت ہو جاتا ہے لیکن آدمی یا کسی دوسرے طویل و باریک شئے کا سایہ تجاوز کرنا چند منٹ تک محسوس نہیں ہوتا جس بنا پر راوی حدیث نے بھی سایہ اصلی ہی کو زوال کا ہو جانا قرار دیا ہے لیکن عام لوگوں کو مناسب تر یہ ہے کہ زوال کے ۱۵ منٹ گذر جانے کے بعد نماز ظہر کو ادا کریں بلکہ ۱۵ منٹ کے بعد اذان دیں اور اذان کے ۱۵ منٹ بعد نماز پڑھیں تاکہ زوال کے قرب سے محفوظ رہیں ۱۲ منہ

۵ے جمعہ کا اور ظہر کا وقت الخ یعنی جو وقت ظہر کا ہے وہی وقت جمعہ کا بھی ہے اور جس طرح کہ جس زمانہ میں جس وقت پر ظہر کا پڑھنا مستحب ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں اسی وقت جمعہ کا پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن جمعہ میں عجلت بہ نسبت ظہر کے اور زیادہ مستحب ہے کیا معنی کہ اگرچہ جاڑوں میں نماز ظہر کی بھی جلدی مستحب ہے لیکن اگر کسی وجہ سے اس میں تاخیر بھی ہو جائے تو ہو جائے مگر جمعہ میں موسم سرما میں تاخیر کسی طرح نہ ہونا چاہیے کہ اس کے جلد ادا کرنے کے واسطے نہایت تاکید ہے کیونکہ روایت ہے حضرت انس سے کہ اذا اشتد البرد بکر بالصلوٰۃ و اذا اشتد الحر ابرد بالصلوٰۃ یعنی الجمعۃ رواہ البخاری یعنی جب سردی زیادہ ہوتی تو حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہت سویرے نماز جمعہ پڑھتے اور جب گرمی سخت ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز جمعہ ادا کرتے غرض کہ سرما میں نماز جمعہ بہت جلد اور اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور موجب نہایت ثواب و برکت کا ہے ۱۲۔ منہ **۵ے** عصر میں ہے دیر الخ یعنی عصر کی نماز کا ایک حد مناسب تک دیر کرنا افضل و اولے ہے مگر نہ اتنی دیر کرنا کہ جس سے بلا وجہ و عذر شرعی آفتاب متغیر ہو کر قریب غروب کے ہو جائے اور اسپر نگاہ ٹھہرنے لگے کہ اسقدر دیر کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کا تفصیلی بیان واضح مسائل فتاوی رضویہ میں ہے یہاں اس کی عبارت کی تلخیص از بس مفید ہونے کے باعث کی جاتی ہے قال فی الفتاوی الرضویہ نماز عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہیے نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہو جائے باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے اسی واسطے اس کا نام عصر رکھا گیا لانھا تعصر یعنی وہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے حاکم و دارقطنی نے زیاد بن عبداللہ نخعی سے روایت کی ہم امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ کے ساتھ مسجد جامع میں بیٹھے تھے مؤذن نے آکر عرض کی۔ یا امیر المومنین نماز۔ امیر المومنین نے فرمایا بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا۔ دیر کے بعد پھر حاضر ہوا اور نماز کیلئے عرض کی۔ امیر المومنین نے فرمایا بیٹھو ھذا الکلب یعلمنا السنۃ یہ کتا ہمیں سنت سکھاتا ہے پھر اٹھ کر ہمیں نماز عصر پڑھائی جب ہم نماز پڑھ کر وہاں آئے جہاں مسجد میں پہلے بیٹھے تھے فجثونا للرکب لنزول الشمس للغروب نتراءاھا ہم زانوں پر کھڑے ہو کر سورج کو دیکھنے لگے کہ وہ غروب کے لئے اتنے نیچے اتر گیا تھا یعنی دیواریں اس زمانہ میں نیچی نیچی ہوتی تہیں آفتاب اتنا ڈھلک گیا تھا کہ بیٹھے سے نظر نہ آیا دیوار کے نیچے اتر چکا تھا گھٹنوں پر کھڑے ہونے سے نظر آیا۔ مگر ہرگز اتنی تاخیر جائز نہیں

لے واضح ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ اس وقت ضروری مسائل شرعی بیان فرما رہے تھے کہ جن کا ادہورا چھوڑنا ان کے نزدیک اس وقت مناسب

کہ آفتاب کا قرص متغیر ہو جائے اور اس پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگے یعنی جبکہ غبار کثیر یا ابر رقیق وغیرہ حائل نہو کہ ایسے حائل کے سبب تو ٹھیک دوپہر کے آفتاب پر نگاہ بے تکلف جمتی ہے اس کا اعتبار نہیں بلکہ صاف شفاف مطلع میں اس قدرتی دائمی حیلولت کرہ بخار کے سبب کہ افق کے قریب میں نگاہ کو اس کا کثیر حصہ طے کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے طلوع وغروب کے قریب آفتاب پر نگاہ بے تکلف جمتی ہے جب اس سے اونچا ہوتا اور کرہ بخار کا کم حصہ حائل رہجاتا ہے شعاعیں زیادہ ظاہر ہوتیں اور نگاہ جمنے سے مانع آتی ہیں اور یہ حالت مشرق ومغرب دونوں جانب میں یکساں ہے جس کا حال اس شکل سے عیاں ہے۔
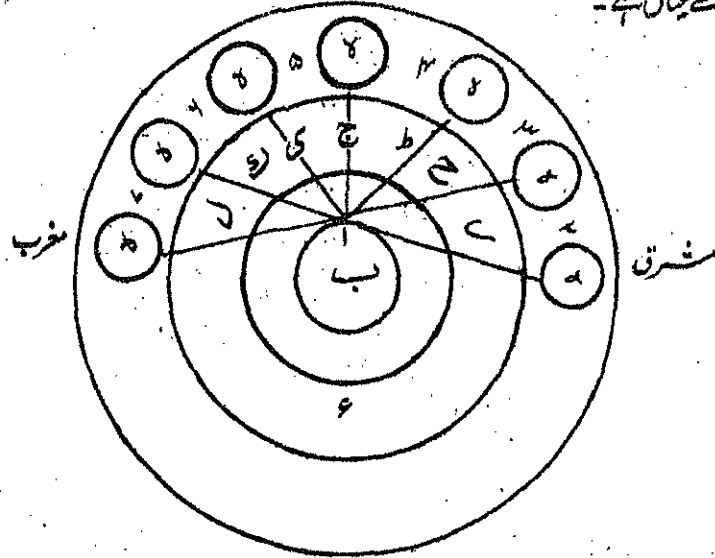
ا ب کرہ زمین ہے ا موضع ناظر ہے یعنی سطح زمین کی وہ جگہ جہاں دیکھنے والا شخص کھڑا ہے ج ۶ زمین کی سب طرف کرہ بخار ہے جسے عالم نسیم وعالم لیل ونہار بھی کہتے ہیں اور ہر طرف سطح زمین سے ۴۵ یا قول اوائل پر ۵۲ میل اونچا ہے اس کی ہوا اوپر کی ہوا سے کثیف تر ہے آفتاب اور نگاہ میں اس کا جتنا حصہ زائد حائل ہوگا اتنا ہی نور کم نظر آئیگا اور نگاہ زیادہ ٹھہرے گی کا مرکز شمس ہے ا کا ہر طرف وہ خط ہے جو نگاہ ناظر سے شمس پر گذرتا ہے پہلے نمبر پر آفتاب افق شرقی سے طلوع میں ہے اور دوسرے تیسرے نمبر پر چڑھتا ہوا چوتھے نمبر پر ٹھیک نصف النہار پر آیا پھر پانچویں چھٹے نمبر پر ڈھلکتا ہوا ساتویں پر افق غربی پر غروب کے پاس پہنچا ظاہر ہے کہ جب آفتاب پہلے نمبر پر ہے تو خط ا ا کا حصہ ا س کرہ بخار میں گذرا اور دوسرے نمبر پر ا ح تیسرے پر ا ط چوتھے پر ا ج اور اقلیدس سے ثابت ہے کہ ان میں ا س سب سے بڑا ہے اور آفتاب جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ا ح اور ا ط وغیرہ چھوٹے ہوتے جاتے ہیں یہانتک کہ نصف النہار پر خط ا ج سب سے چھوٹا رہجاتا ہے ہم نے اپنے محاسبات ہندسیہ میں ثابت کیا ہے کہ خط ا ج یعنی دوپہر کے وقت کا خط اگر ۴۵ میل ہے جب بھی خط ا س یعنی وقت طلوع کا خط چھ سو میل سے بھی زائد ہے جب آفتاب ڈھلکتا ہے وہ خطوط اسی نسبت پر بڑے ہوتے جاتے ہیں ا ی برابر ا ط کے پڑتا ہے اور ا ك برابر ا ح کے اور ا ل برابر ا س کے یہاں سے واضح ہوگیا کہ قدرتی دائمی سبب ہے جس کے باعث آفتاب جب نصف النہار پر ہوتا ہے اپنی انتہائی تیزی پر ہوتا ہے اور اس سے پہلے اور بعد دونوں پہلوؤں پر جتنا افق سے قریب تر ہوتا ہے اس کی شعاع دھیمی ہوتی ہے یہانتک کہ شرق وغرب میں ایک حد کے قریب پر اصلا نگاہ کو خیرہ نہیں کرتی مشرق میں جب تک اس حد سے آفتاب نکل کر اونچا نہ ہو جائے طلوع سے اس وقت تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے اور مغرب میں جب تک آفتاب اس حد کے اندر آجائے اس وقت سے غروب تک نماز منع اور وقت کراہت کا ہے تو اس بیان سے سبب بھی ظاہر ہوگیا اور یہ بھی کھل گیا کہ یہ وقت شرق وغرب دونوں جانب میں برابر ہے نہ یہ کہ مشرق کی طرف تو یہ وقت صرف پندرہ بیس منٹ رہے جو تقریبًا ایک نیزہ بلندی کی مقدار ہے اور مغرب میں ڈیڑھ دو گھنٹے ہو جو اس سے کئی پیرے زائد ہے تجربہ سے یہ وقت تقریبًا بیس منٹ ثابت ہوا ہے تو جب سے آفتاب کی کرن طلوع میں ذرا چمکے اس وقت سے بیس منٹ گزرنے تک نماز ناجائز اور وقت کراہت ہے اور ادھر جب غروب کو بیس منٹ رہیں وقت کراہت تحریمی آجائے گا اور آج کی عصر کے سوا ہر نماز منع ہو جائے گی۔ انتہی ما فی الفتاوی الرضویہ اس بیان کو خوب سمجھ کر غیر ابر کی حالت میں نماز عصر میں تاخیر کرے مگر وقت کراہت تک ہرگز ہرگز تاخیر نہ کرے کیونکہ یہ نماز وسطے ہے جس کی قرآن مجید میں

بھی سب سے زیادہ محافظت کی تاکید ہے اور آیہ وسطےٰ اس کی شان میں وارد ہے۔ آیہ کریمہ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ
ترجمہ یعنی محافظت کرو تم فرض نمازوں کی اور خاص کر زیادہ محافظت کرو نماز عصر کی۔ کیا معنی کہ سب فرض نمازوں کی محافظت کرو مگر عصر کی
محافظت بہت زیادہ کرو اور محافظت نماز میں سب سے زیادہ مقدم رعایت اوقات کی ہے کہ نماز فرض اپنے وقت مختار سے غیر مختار وقت میں نہ ہونے
پائے اور عصر کے وقت میں جب قرص آفتاب پر نگاہ بے تکلف ٹھہر جائے تو وہ وقت باتفاق جمیع فقہا و محدثین کے مکروہ تحریمی ہے تو اس سے بچنا
واجب ہے جیسا کہ بیان اس کا گزرا ابو السعود علی الکنز طحطاوی علی الدر میں ہے المراد ان یذہب الضوء فلا یحصل للبصر بہ
حیرۃ ولا عبرۃ لتغیر الضوء لان تغیر الضوء یحصل بعد الزوال۔ یعنی تغیر آفتاب سے مراد یہ ہے کہ اس کی روشنی جاتی رہے تو
نگاہ کو اس سے خیرگی حاصل نہ ہو اور دھوپ کا تغیر کچھ معتبر نہیں کہ مطلق تغیر تو زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ کتاب الاسرار اور بحر الرائق
وغیرہا کتب فقہا میں تاخیر کی تصریح یہ کی ہے کہ جس نماز میں تاخیر مستحب ہے (جیسے فجر یا ظہر گرما یا عصر و عشاء غیر ابر) وہاں تاخیر کے یہ
معنی ہیں کہ وقت مختار کے دو حصہ برابر برابر کریں حصہ اول کو چھوڑ کر حصہ دوم میں نماز پڑھیں تو وہ نماز مستحب ہے اس پر ہمارے اساتذہ
کرام رضی اللہ عنہم نے یہ فرمایا ہے کہ فجر و ظہر کا تو سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس کی ادا کے لئے تو کل وقت کی تنصیف ہو گی لیکن
عصر و عشا کا آخر وقت یعنی حصہ دوم مکروہ ہے اس کو چھوڑ کر باقی کی تنصیف کی جائے گی پس عصر کے دو برابر حصوں میں جو حصہ دوم ہے
اس میں شروع سے لیکر غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے تک کا جو وقت ہے وہ مکروہ تنزیہی ہے کہ اس وقت سے آفتاب میں تغیر زائد آجاتا ہے
جو قابل لحاظ ہے اور اس میں نماز پڑھنا اگرچہ مباح ہے لیکن ثواب بہت کم ہوتا ہے اور ایسا آدمی خدا اور رسول کے نزدیک کاہل و سست
قرار پاتا ہے باقی بیس منٹ آخر کا وقت تو بہت ناقص اور قطعی مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں تو آفتاب پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگتی ہے جیسا کہ
اوپر بیان ہوا اور ایسے وقت نماز عصر پڑھنا اگرچہ فرض کو سر سے اتار دیتا ہے و لیکن ثواب کچھ نہیں ملتا بلکہ اس قدر تاخیر کرنے سے سخت
گنہگار ہوتا ہے اور اس میں صفت نفاق کی پیدا ہوتی ہے جس سے احتراز واجب ہے اور عصر کے حصہ اول کا وقت مختار ہے اور اسی
کی تنصیف قابل اعتبار ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۱۲ منہ ۵ زردی خور تک کرے۔ الخ۔ یعنی جو شخص کہ آفتاب کے زرد ہو جانے
تک تاخیر کرے وہ اس وعید شدید کا مصداق ٹھہرے گا کہ جس کی نسبت حدیث شریف میں ارشاد ہے تلک صلوٰۃ المنافق یجلس یرقب الشمس
حتی اذا اصفرت وکانت بین قرنی الشیطان قام فنقرہا اربعا لا یذکر اللہ فیہا الا قلیلا۔ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ نماز
عصر کی کہ جو بالکل اخیر وقت میں پڑھی جاتی ہے منافق کی نماز کے مشابہ ہے کہ وہ بیٹھا رہتا ہے اور انتظار کرتا ہے سورج کا یہاں تک کہ جب وہ
ہو جاتا ہے زرد اور ہوتا ہے درمیان دونوں سینگوں شیطان کے (یعنی قریب غروب کے ہوتا ہے) تب کھڑا ہوتا ہے نماز عصر کے لئے پس ٹھونگیں
مارتا ہے مرغ کی مانند جلد جلد چار۔ نہیں یاد کرتا اللہ کو اس میں مگر تھوڑا۔ پس اس وعید شدید کا ہر مسلمان کو ڈر چاہئے اور اس قدر تاخیر
ہرگز ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ جس میں آفتاب پر زردی آجائے اور اس وجہ سے اس میں مشابہت منافق کی پیدا ہو اللہم نحن نعوذ بک من
النفاق وسوء الاخلاق ۱۲ منہ۔

حاشیہ صفحہ ۵۰ نمبر ۱ کا بقیہ

پھر ۲۳ و ۲۴۔ اگست تحویل سنبلہ کو ایک گھنٹہ پچاس منٹ پیشتر یہ وقت رہجاتا ہے پھر اس کے
بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ پیشتر باقی رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ ستمبر میں ایک گھنٹہ ۴۶
منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ چوالیس منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ ۴۲ منٹ پیشتر ہوتا ہے پھر ۲۳ و ۲۴۔ ماہ ستمبر تحویل میزان
میں ایک گھنٹہ ۴۱ منٹ پیشتر باقی رہجاتا ہے پھر اس کے بعد سے آخر ماہ ستمبر تک ایک گھنٹہ ۴۰ منٹ رہتا ہے پھر ہفتہ اول ماہ اکتوبر میں ایک
گھنٹہ ۳۹ منٹ پیشتر پھر ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ ۳۸ منٹ پیشتر پھر ہفتہ سوم میں ۲۳-۲۴ ماہ اکتوبر تک ایک گھنٹہ ۳۷ منٹ غروب آفتاب
سے پیشتر یہ وقت باقی ہوتا ہے پس اس حساب سے ہر روز جتنا وقت عصر اس روز ہو اس کے دو حصہ برابر برابر کریں۔ حصہ دوم کو جو
مکروہ ہے چھوڑ کر حصہ اول میں جو مختار ہے نماز عصر پڑھیں اور اس میں غیر ابر کے دن قدرے تاخیر کریں لیکن زائد تاخیر اس میں بھی ہرگز
نہ کریں کہ اصل تاخیر تو ایک مثل سے دو مثل تک ہے سو وہ گزر گئی باقی ابر کے دن تو مطلق تاخیر نہ کریں تاکہ آفتاب کے روپوش ہونے
کے باعث کراہت کا وقت نہ آجائے۔ واضح ہو کہ برخلاف اشاعت اول کنز الآخرۃ کے اس اشاعت ثانی میں ہفتہ وار عصر کا وقت بحساب
دو مثل مقرر کیا گیا ہے اور اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ بڑھتے دنوں میں شروع تاریخ تحویل آفتاب کا وقت لیا گیا ہے اور
وہی آخر ہفتہ تک قائم رکھا ہے اور گھٹتے دنوں میں آخر ہفتہ کا وقت لیا ہے اور وہی شروع تک سمجھا گیا ہے تاکہ درمیان کی قدرے کمی بیشی سے

وہ وقت قبل از دو مثل نہونے پائے فتفہم ۱۲ - منہ ۵۲ جب ہوا سورج کے الخ یعنی جب آفتاب کے غروب ہو جانے پر یقین کامل حاصل ہو جائے تو اسوقت پھر مغرب کی نماز میں بلا سبب شرعی تاخیر کرنا جائز نہیں ہے اور اگر قدرے تاخیر کرے گا تو خلاف اولی ہوگا اور اگر اسقدر تاخیر کرے کہ جتنی دیر میں دو رکعتیں بہت ہلکی پڑہی جاتی ہیں تو اسقدر تاخیر مکروہ تنزیہی ہے اور اتنی دیر کرنا کہ جسمیں بکثرت تارے نظر آنے لگیں یہ مکروہ تحریمی ہے - منہ ۵۳ جبکہ بادل ہو - الخ یعنی جب کبھی بادل گھرا ہوا ہو یا غبار وغیرہ چڑہا ہوا ہو کہ جس سے سورج کا ڈوبنا نہ معلوم ہو سکے تو ایسی حالت میں اسقدر توقف کرنا بہت ضروری و لازمی ہے کہ جس میں آفتاب کے غروب ہو جانیکا پورا پورا یقین ہو جائے اور کچھ شک و شبہ باقی نہ رہے اور وہ توقف موجب کراہت ہرگز نہیں ہے بلکہ باعث ثواب کا ہے تاکہ فرض یقیناً اپنے وقت پر ادا ہو - ۱۲ منہ ۵۴ پہر تہائی رات میں - الخ یعنی غروب شفق کے بعد سے لیکر تہائی رات گئے تک نماز عشا کی تاخیر کرنا مستحب ہے اور بہت افضل و اولی ہے کیونکہ اس بارے میں احادیث صحیحہ کثیرہ وارد ہیں اور تہائی رات گئے کے بعد سے آدہی رات تک وقت مختار ہے اور آدہی رات کے بعد عشا کا وقت مکروہ تحریمی ہو جاتا ہے ۱۲ منہ ۵۵ ہو اگر پچھلے کے اٹھنے کا - الخ یعنی اگر آدہی رات کے بعد اٹھنے کا نمازی کو پورا وثوق ہو تو نماز تہجد کے بعد نماز وتر کا پڑہنا مستحب ہے اور اگر کامل وثوق نہ ہو تو عشا کی نماز کے بعد وتروں کا فوراً پڑہ لینا مناسب ہے تاکہ واجب قضا نہ ہو جائے مقطع قافیہ میں جو امین آیا ہے وہ اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اگر نمازی بغیر ادائے وتر سو رہے گا تو وہ تہجد کے وقت اٹھنے کے واسطے اور نماز وتر کی امانت پوری کرنے کے واسطے امین یعنی امانت دار ہے پس اگر امانت کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو اپنے اوپر معلق نہ چھوڑے اور عشا کے بعد ہی ادا کر لے تاکہ امانت میں خلل نہ پڑے ۱۲ منہ ۵۶ ہیں یہی مختار وقت - الخ یعنی اوقات نماز کے مختار وقت یہی ہیں کہ جو ہم نے بیان کئے پس نمازی کو چاہئے کہ نماز فرض کو ہمیشہ اوقات مستحب و مختار پر ادا کیا کرے اور ان کو بلا وجہ زائد تنگ کر کے نہ پڑہا کرے کہ نماز کا زیادہ تنگ کر کے ادا کرنا بہت برا ہے اور مختار وقت کے یہ معنی ہیں کہ جن وقتوں پر نماز کا پڑہنا موجب اسارۃ نہ ہو اور ہمارے فقہا نے اس نماز کا ادا کرنا بے تکلف اختیار کیا ہو ۱۲ منہ ۵۷ وقت فجر و - الخ یعنی فجر اور ظہر ان دونوں نمازوں کا سب وقت اول سے آخر تک مختار ہے اگرچہ ان کے وقت میں بھی ایک حصہ دوسرے سے افضل و اولے ضرور ہے لیکن تاہم وقت کے مختار ہونے میں شک نہیں ہے کیونکہ ان نمازوں کے وقت کا کوئی جز مکروہ نہیں ہے اور باقی دیگر نمازوں کا یعنی عصر اور مغرب اور عشا کا آخر وقت کراہت رکھتا ہے جن میں عصر کا آخر وقت سخت نقصان دہ ہے اور سب میں زیادہ مکروہ تحریمی ہے خلاصہ یہ ہے کہ عصر کا وقت جبکہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے اور مغرب کا وقت جبکہ ستارے گنجان نظر آنے لگیں اور عشا کا وقت بعد آدہی رات کے مکروہ تحریمی ہے اور فجر کا اور ظہر کا سب وقت از اول تا آخر مختار ہے اس میں کچھ کراہت نہیں ہے ۱۲ - منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵ نمبر ۲ کا بقیہ اور وہ فجر کے فریضہ سے پہلے دو رکعت اور فریضہ ظہر سے پیشتر چار رکعت سنت موکدہ ہیں اور پہر فریضہ ظہر کے بعد دو رکعت اور نیز فریضہ مغرب اور عشا کے بعد دو دو رکعات پڑہنا سنت موکدہ ہیں فافہم ۱۲ - منہ

حاشیہ صفحہ ۶۲ نمبر ۲ کا بقیہ جیسے قرأت خلف الامام یا رفع یدین وغیرہ تو ان باتوں میں اتباع امام واجب نہیں کہ وہ مشترک واجب نہیں ہے مطلب اس سے یہ ہے کہ اگر امام غیر حنفی ہو مثلاً شافعی اور مقتدی حنفی ہو تو ایسی صورت میں وہ مقتدی ان باتوں میں امام کا اتباع کرے کہ جو دونوں کے مذہب میں بالاتفاق مشترک واجب ہوں اور جو باتیں کہ باہم انکی مشترک نہ ہوں ان میں اتباع نہ کرے کہ واجب نہیں ہے جیسا کہ بیان ہوا فافہم ۱۲ - منہ

حاشیہ صفحہ ۶۳ نمبر ۴ کا بقیہ لیکن مآل اس کے ترک کا بھی تنزیہی ہے - اگر اتفاقیہ ہو ورنہ قریب تحریمی کے ہوگا طحطاوی نے اسارت کے معنی ہی ترک اولے لئے ہیں جو کہ کراہت تنزیہی کے برابر ہے ۱۲ - منہ

حاشیہ صفحہ ۶۷ نمبر ۲ کا بقیہ اور پہر جبکہ نفی عامہ کے بعد ایک معبود برحق وحدہٗ لاشریک لہٗ کا اقرار زبانی کریگا تو پہر وہ مباہ اپنی جگہ پر بدستور رکھ جائے گی اور اس کے سربسجود ہونے سے تصدیق قول اثبات پیدا ہوگی - منہ

حاشیہ صفحہ ۶۷ نمبر ۳ کا بقیہ بلکہ مارنے والا اور ثواب پائے گا - بسبب قتل موذی کے جن کے نزدیک سانپ بچھو وغیرہ کے مارنے میں عمل کثیر کی صورت میں بھی نماز فاسد نہیں ہوتی وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث صحیح اقتلوا الاسودین فی الصلوٰۃ میں بلا کسی شرط عمل کثیر و قلیل وغیرہ کے ان کے قتل کی اجازت دی گئی ہے اور فی الصلوٰۃ کا جملہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسی حالت میں بھی نمازی اپنی نماز کے اندر ہی ہے اور نماز اس کی قائم ہے اور یہی قول قوی ہے اور اسی پر فتوی ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے

گو کہ احتیاط اس کے خلاف ہی ہے ۱۲۔ منہ ۵۴ جس سے جاتا ہے وضو۔ الخ یعنی جس جس بات سے کہ وضو جاتا ہے کیا معنی کہ ٹوٹتا ہے اس بات کے نماز میں پیش آجانے سے نماز بھی فوراً وضو کے ساتھ فاسد ہو جاتی ہے ۱۲۔ منہ ۵۵ ہاں۔ الخ یعنی صورت مذکورہ میں وضو کے فاسد ہونے پر نماز بھی فاسد ہو جائے گی مگر ہاں۔ بعد تجدید وضو بچند شرائط بعض صورتوں میں اسی نماز کا بنا۔ کرنا بھی روا اور درست ہے۔ بنا اس کو کہتے ہیں کہ جب نمازی کا وضو نماز پڑھتے میں بلا اختیار شکست ہو جائے مثلاً نکسیر پھوٹ جائے یا ریح صادر ہو جائے تو اس وقت نمازی فوراً وضو کی جگہ آکر نیا وضو کرے اور کوئی کام منافی نماز نہ کرے اور بعد وضو فوراً اپنی جائے نماز پر واپس آکر نماز کو اسی جگہ سے پھر شروع کرے جہاں پر کہ نماز میں حدث واقع ہوا تھا تو ایسا کرنا بعض مخصوص حالتوں میں تیرہ شرطوں کے ساتھ جائز ہے اور اسی کا نام بنا ہے اور وہ تیرہ شرطیں جن سے نماز کا بنا کرنا جائز ہی یہ ہیں۔ پہلی شرط جواز بنا میں آسمانی حدث ہے کہ جس میں نمازی کا کچھ اختیار نہو۔ دوسری شرط بنا۔ حدث کا نمازی کے بدن سے واقع ہونا ہے کیا معنی کہ وہ حدث خارج سے لاحق نہ ہوا ہو مثلاً بہ سبب مفقود ہونے پانی کے تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا کہ پانی سامنے کوئی لیکر آگیا تو اس صورت میں بنا جائز نہوگی وضو کرکے نئے سرے سے نماز پڑھنا پڑیگی۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ حدث موجب غسل نہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ حدث نادر الوجود نہو مثلاً نماز میں قہقہہ مارنے سے حدث نہوا ہو۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی رکن حدث کے ساتھ ادا نہ کیا ہو چھٹی شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی رکن چلتے میں ادا نہ کیا ہو۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی کام مخالف نماز نہ کیا ہو مثلاً کسی سے بات چیت نہ کی ہو یا کھانا نہ کھایا ہو یا پانی نہ پیا ہو۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ نمازی نے کوئی کام ایسا نہ کیا ہو جس سے نمازی کو مجبوری نہ ہو مثلاً وضو کے لئے قریب کا پانی چھوڑ کر دور نہ چلا گیا ہو۔ اور نویں شرط یہ ہے کہ بغیر عذر کے زیادہ کچھ دیر نہ کی ہو۔ دسویں شرط یہ ہے کہ اس حدث سے پہلے کا کوئی حدث اور ظاہر ہو گیا ہو مثلاً موزہ کے مسح کی مدت کا نکل جانا۔ گیارہویں شرط یہ ہے کہ صاحب ترتیب کو کوئی قضا نماز یاد نہ آئی ہو۔ بارہویں شرط یہ ہے کہ مقتدی نے اپنی جگہ کے سوا اور جگہ نماز کو پورا نہ کیا ہو۔ تیرہویں شرط یہ ہے کہ امام نے ایسے شخص کو خلیفہ نہ کیا ہو جو امامت کے لائق نہ ہو مثلاً عورت یا مجنون یا نابالغ نہ ہو تو ان شرائط کے ساتھ نماز کی بنا سابق تحریمہ پر جائز و درست ٹھہرے گی ورنہ جائز نہ ہوگی اور از سر نو پڑھنا پڑے گی ۱۲۔ منہ ۵۶ ایسی حالت۔ الخ یعنی ایسی حالت میں بھی جبکہ نماز کا بنا کرنا جائز ہو نماز کا سابق تحریمہ سے علیحدہ ہو کر شروع سے پھر پڑھنا بہر حال افضل و اکمل ہے اور چونکہ شرائط مذکورہ کا عوام کو یاد کرنا بہت دشوار ہے لہذا اسی پر عمل چاہئے کہ نماز پھر پڑھے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۸۰، نمبر ۵ کا بقیہ

چلا گیا تو رکعت ملنے کی جلدی میں آستین نہیں اتارتے اور شامل ہو جاتے ہیں یہ گناہ ہے لازم ہے کہ دونوں آستین اتارلیں اگرچہ رکعت جاتی رہے ۱۲۔ منہ ۵۶ آنے والے کی۔ الخ یعنی اگر امام کسی آنے والے مقتدی کی وجہ سے نماز کا قیام دراز کردے یا رکوع بڑھا دے تاکہ وہ شخص رکعت پالے تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر امام رکوع میں ہے اور مقتدی آکر فوراً رکوع میں شامل ہوا اور امام اسی وقت رکوع سے سر اٹھانے کو تھا لیکن پھر اس خیال سے کہ اگر وہ سر اٹھا لیگا تو اس رکوع میں شامل ہونے والے کو یہ شبہ رہجائیگا کہ میں رکعت میں شامل ہوا یا نہیں اس صورت میں بقدر دو تسبیح کے اگر امام بڑھا دے کہ وہ اطمینان سے شامل ہو جائے اور اسے اپنی رکعتوں کی گنتی میں شبہ نہ رہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۸۶

۵۸ وسط سر ہونا۔ الخ یعنی اس طرح عمامہ باندھنا کہ سر آس پاس سے چھپ جائے اور بیچ میں کھلا رہے یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اسی طرح خالی عمامہ بغیر ٹوپی کے باندھنا مکروہ ہے اور نماز میں انگڑائی لینا یہ بھی مکروہ ہے واضح ہو کہ اگر نماز میں انگڑائی یا جمائی قصداً خود لے گا تو مکروہ تحریمی ہوگا کہ فعل عبث ہے اور اگر بلا قصد وہ آئیں اور ان کو بامکان روکے نہیں تو یہ مکروہ تنزیہی ہیں اور اگر وہ روکنے سے نہ رکیں تو کچھ کراہت نہیں بشرطیکہ جمائی لینے میں منہ کو ڈھانپ لے ۱۲۔ منہ ۵۹ آیتیں گننا۔ الخ یعنی آیتوں کا دل میں شمار کرنا نمازی کو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر انگلیوں پر گنے گا تو بدرجہ اولے مکروہ ہوگا اور عمل کثیر جس کی تعریف اوپر گذری ہے اس سے تو نماز جاتی رہتی ہے۔ رہا عمل قلیل اگر اس سے تاکیدی ممانعت پر کوئی نہی آئی ہو تو وہ بھی مکروہ تحریمی ہے اور اگر اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہ آئی تو مکروہ تنزیہی ہے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۹۰ نمبر ۲ کا بقیہ

فرمایا گیا میں نماز کو منع کرکے ان میں داخل ہوں جن کو اللہ عزوجل فرماتا ہے ارایت الذی ینھی عبداً اذا صلی کیا تو نے اسے دیکھا جو بندے کو منع کرتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا معنی کہ نماز سے اللہ کے بندوں کا روکنا باعث سخت عتاب و غضب باری تعالی کا ہے پس کسی شبہہ یا اختلاف کی وجہ سے نماز کا روکنا یا جمعہ کا بند کرنا جو پہلے سے ہوتا چلا آتا ہو کسی طرح لازم نہیں ہے گو کہ وہ کہیں منعقد ہوتا ہو البتہ ایسے موقع پر یہ ضرور بلکہ بہت ضرور ہے کہ ان لوگوں کو احتیاطاً ادائے فریضہ ظہر کی بھی ہدایت کی جائے کہ ایسے موقع پر ظہر کا ادا کرنا بھی واجب ہے تاکہ تنگی نہ رہے [illegible] اہل ہند نے عجیب افراط و تفریط کر رکھی ہے بعض تو ظاہر الروایۃ کی نص صریح لا جمعۃ الا فی مصر جامع کے برخلاف ہر کدہ دیہ میں انعقاد جمعہ کا حکم دیتے ہیں کہ اگر وہاں جمعہ نہوتا ہو تو اسے قائم کرنا چاہئے

کہ وہ ہر جگہ فرض ہے حالانکہ یہ بدم مذہب ہے کہ نص کے خلاف ہے اور بعض صاحب اُس پر اتنا زور دیتے ہیں کہ ہوتے ہوئے جمعہ کو لوگوں
سے چھوڑوانے اور بند کرنے کی کوشش وسعی بلیغ کرتے ہیں اور وہ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ کی وعید شدید اور حضرت مولیٰ علی
رضی اللہ عنہ کی تنبیہ وتهدید سے نہیں ڈرتے جو کہ ابھی مذکور ہو چکی اور بعض لوگوں نے مذہب حنفی کے غلط معنی سمجھ کر پورا ہی ظلم کیا کہ ہندوستان
بھر میں ہر جگہ معاذ اللہ جمعہ مطلقاً حرام ٹھرا دیا کہ جمعہ کے لئے دار الاسلام وشہر ہونا شرط ہے اور شہر وہ ہے جس میں قاضی وحاکم اسلام رہتا ہو کہ جو حدود
شرع نافذ کرے اور یہ ہندوستان بھر میں نہیں تو یہاں سب جگہ جمعہ حرام ہوا تو بہ توبہ یہ اُن کی محض نافہمی دکجروی ہے ہندوستان ہو یا اور
کوئی ملک ہو جو ملک کہ قدیم اسلامی مفتوحہ ہے اور اُس میں شعائر اسلام جاری ہیں وہ ہمیشہ اسلامی ملک کے حکم میں رہے گا جیسا کہ اوپر
بیان ہو چکا ہے کیونکہ لفضلہ اسلام غالب ہے اور ہمیشہ کفر پر غالب رہتا ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوتا - قاضی کا ہونا اور حدود اسلام کا جاری
نہونا ہند پر کیا موقوف ہے یہ تو ایک عرصہ دراز سے ممالک حکومت اسلامیہ میں بھی ندارد ہے تو پھر چاہئے کہ کہیں جمعہ نہو یہ وہم فاسد ہے یزید
پلید اور حجاج کا زمانہ کتنے مظالم کا تھا اور حدود شرعی کے نفاذ کا کہیں پتہ نہ تھا اور نہ مظلوم کی فریاد کوئی سنتا تھا باہمہ صحابہ کرام اس وقت
بھی جمعہ پڑھتے تھے پھر اب حدود کے نافذ نہ ہونے کا کیا سبب مانع جواز جمعہ ہے جو صاحب کہ قوم اسلام سے جمعہ ترک کرانے کی کوشش کرتے
ہیں اُن کو معلوم ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی قوم کے واسطے جو سب کے سب جمعہ کو چھوڑ بیٹھیں کیا وعید ارشاد فرمائی ہے ابن
عمر وابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لينتهين أقوام عن ودعهم الجمعات أو ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكونن
من الغافلين البتہ باز رہیں قومیں جمعہ کی نماز چھوڑ بیٹھنے سے ورنہ مہر کر دے گا اللہ اُن سب کے دلوں پر اور پھر وہ ہو جاویں گے غافلین میں سے
اسی طرح ایک اور جگہ جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لقوم يتخلفون عن الجمعة - لقد هممت
ان امر رجلا يصلي بالناس ثم احرق على رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم رواه مسلم - ترجمہ یعنی فرمایا ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس قوم کے بارے میں جو کہ نماز جمعہ سے پیچھے رہجاتی ہے البتہ ارادہ کیا میں نے یہ کہ حکم کروں میں ایک شخص کو کہ وہ جمعہ کی نماز
پڑھائے اور میں جا کر اُس قوم کے مردوں کے گھر جلا دوں جو نماز جمعہ کو پس پشت ڈال کر گھر میں بیٹھ رہے ہوں روایت کی یہ مسلم نے پس غور
کا مقام ہے کہ جو قوم کی قوم جمعہ کو چھوڑ بیٹھیں اُن کے لئے کیسی سخت وعید وارد ہوئی ہے - کیا وہ صاحب جو ناحق ایک جم غفیر وتعداد کثیر
مسلمانان ہند سے نماز جمعہ ترک کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اس وعید نبوی سے نہیں ڈرتے ہیں جو تارکان جمعہ کے واسطے وارد ہوئی
ہے خوب یاد رہے کہ جو صاحب عام مسلمانان ہند سے جمعہ ترک کرانے کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ بیچارے اُن کے وعظ وپند سے
جمعہ کو ترک کر دیں گے تو اُس کا وبال اُن تارکین پر اتنا نہ ہوگا جتنا کہ اُن پر ہوگا جو ترک جمعہ کی ہدایت کرتے ہیں ہاں اگر وہ صاحب جو جمعہ
ترک کرانے کی عوام مسلمانوں سے تحریک کرتے ہیں اگر بجائے ترک جمعہ کے یہ ہدایت کریں کہ نمازی بعد ادائے نماز جمعہ چار رکعت احتیاط ظہر
بھی پڑھ لیا کریں جیسا کہ اکثر کتب معتمدہ میں لکھا ہے تو اُس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ یہی اولےٰ وانسب ہے کہ احتیاط ہر حال میں بہتر ہوتی ہے
نہ یہ کہ سرے ہی سے جمعہ چھوڑوا دیا جاوے ہم نے پہلے ہی بیان کر دیا ہے کہ جو لوگ چھوٹے دیہات میں بھی جمعہ پڑھنے کے عادی ہوں اُن کو
بھی نماز جمعہ سے ہرگز ہرگز نہ روکا جائے کہ شعار اسلام کے یہ بات خلاف ہے نہ کہ معاذ اللہ عموماً ہندوستان کے شہروں اور قصبوں اور بڑے بڑے
گاؤں سے جمعہ اُٹھانے کی کوشش کی جائے - اهدنا الصراط المستقيم ؎ شرط ہے خطبہ کا - الخ - یعنی تیسری شرط انعقاد جمعہ
کے لئے یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھا جاوے - واضح ہو کہ جمعہ سے پہلے ایک خطبہ پڑھنا تو فرض ہے کہ بغیر اس کے جمعہ جائز نہیں اور دو خطبہ پڑھنا اور
ان دونوں کے بیچ میں قدرے بیٹھنا یہ سنت ہے اور اس بیٹھنے میں کچھ دعا وغیرہ نہ کرنا چاہئے چپ بیٹھنا چاہئے ۱۲ - منہ ؎ خطبہ اور جمعہ کو - الخ -
یعنی چوتھی شرط صحت نماز جمعہ کے واسطے یہ ہے کہ خطبہ اور نماز جمعہ یہ دونوں ظہر کے وقت میں ادا ہوں قبل وبعد نہوں کیا معنی کہ زوال
ہو جانے کے بعد سے وقت عصر آنے سے پہلے ایک مثل تک پڑھے جائیں جیسا کہ ظہر کے بیان میں گذر چکا ہے - ؎ جماعت بھی - الخ - یعنی
پانچویں شرط صحت ادائے نماز جمعہ کے واسطے یہ ہے کہ نماز جمعہ با جماعت ہو اور اس میں امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی ہوں جو کہ تینوں عاقل
بالغ مرد ہوں ۱۲ - منہ ؎ فرض ہیں - الخ جمعہ کی نماز میں دو رکعتیں فرض ہیں اور دونوں میں امام پر قرارت بالجہر واجب ہے - ؎ ہے اذان مسنون
الخ - یعنی خطبہ شروع ہونے کے وقت اس سے پہلے اذان دینا سنت ہے اور بعد ختم ہونے خطبہ کے نماز جمعہ کے واسطے تکبیر کہنا جس میں قد قامت الصلوٰۃ
کہتے ہیں یہ بھی سنت ہے ۱۲ - منہ

حاشیہ صفحہ ۹۳ نمبر ۴ کا بقیہ جو درج ہونے سے کتاب ہذا میں رہ گیا

فطرہ وقت طلوع فجر عید کے واجب ہوتا ہے ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر اور جبتک کہ اُس کو ادا نہ کیا جائے تب تک وہ برابر واجب رہتا ہے اور اگر نماز عید سے پہلے نہ دیا تو بعد نماز کے ضرور ادا کرے اور اگر بعد نماز عید کے بھی اُس روز نہ ادا کیا تو عمر بھر میں جب یاد آوے ادا کرے کہ بغیر ادا کرنے کے ساقط نہیں ہوتا۔ وعن ابن عباس قال فی اٰخر رمضان اخرجوا صدقة صومکم فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھذہ الصدقة صاعا من تمر او شعیر او نصف صاع من قمح علی کل حر او مملوك ذکر او انثی صغیر او کبیر رواہ ابوداؤد روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا آخیر رمضان میں نکالو زکوٰۃ روزہ کے یعنی فطرہ دو مقرر کیا یعنی واجب کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صدقہ فطر ایک صاع کھجور سے یا جو سے یا آدھا صاع گیہوں سے اوپر ہر آزاد کے یا غلام لونڈی مرد ہو یا عورت بڑا یا چھوٹا۔ روایت کی یہ ابوداؤد اور نسائی نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بموجب اسی حدیث کے کہتے ہیں کہ گیہوں آدھے صاع اور جو پورے صاع دینے چاہئیں۔ اور صاع شرعی وہ ہے جس میں ایک ہزار چالیس درم کے وزن کی ماش یا مسور سمائیں اور علماے ہند نے اُس کو برابر چار سیر وزن انگریزی مروجہ حال کے قرار دیا ہے اور سیر انگریزی اسّی روپیہ بھر سکہ رائج الوقت کا مقررہ ہے۔ پس اسی حساب سے گیہوں پورے دو سیر اور جو پورے چار سیر انگریزی وزن کے ہوئے جو اکثر بلاد ہند میں رائج ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۰۰ نمبر ۱

یعنی وہ جملہ دعائیہ اللّٰھم اغفرلہ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ ربنا اغفرلی ولہ کہے اور یوں بھی ٹھیک ہے کہ اللّٰھم اغفرلنا ولہ۔ غرض کہ ان تینوں جملوں میں سے جو جملہ جلد یاد ہو جائے وہی پڑھے پس وہ مقتدی جن کو دعائے طویل مذکورہ بالا یاد نہ ہو وہ سب اسی دعائے قلیل کو امام کے پیچھے امام کی چوتھی تکبیر کے کہنے تک برابر پڑھے جائیں جبکہ چوتھی تکبیر امام کہے اُسوقت وہ مقتدی بھی اس جملہ کو ختم کر کے امام کے ساتھ چوتھی تکبیر کہیں اور پھر امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیں اگر جنازہ عورت کا ہو تو جملہ دعائیہ میں بجائے لہ کے لہا پڑھیں اور اگر خود امام کو دعاے طویل اللّٰھم اغفر لحینا یاد نہ ہو تو وہ بھی انہیں تینوں دعاؤں قلیل میں سے کسی ایک دعا کو تین یا پانچ یا سات بار طاق کہہ کر چوتھی تکبیر کہے اور نماز پوری کرے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۰۳ نمبر ۴

اب سمجھ۔ الخ یعنی اے شخص جب سمجھ یہ بات معلوم ہو گئی کہ خدا و رسول کی طرف گرویدہ ہونے میں اور نفس امارہ کے مار ڈالنے میں درحقیقت تیری نجات اور حیات ہے اور اس کی پیروی کرنے میں اور اُس کو نہ مارنے میں تیری ممات اور وفات ہے تو اسے شخص اب تجھکو اختیار ہے کہ یا تو تو اُس کو مار تا کہ تو ہمیشہ ہمیشہ زندہ و برقرار رہے اور خواہ تو اُس کے ہاتھوں سے مرکر مردہ دل ہو کر نیست و نابود ہو جا۔ واضح ہو کہ نیست و نابود ہونے سے مراد نجات ایمانی و حیات روحانی سے محروم و بے بہرہ رہنا ہے نہ یہ کہ ایسا فنا ہونا کہ جس سے عذاب و ثواب کی حس جاتی رہے کہ عذاب قبر تمام اہل شرک کے لئے لازمی و حتمی ہے اور بعض گنہگار مسلمانوں کو بھی ایک حد معین تک۔ لیکن بہ نسبت اہل شرک کے ان کو کمتر اور اسی طرح مومنوں و نیکوکاروں کو راحت و مغفرت کی حس یقینی ہے ۱۲۔ منہ ۵ جمعہ کو کرنا۔ الخ یعنی جمعہ کے دن مومنین کے مزارات و مقابر پر جا کر زیارت کرنا اور اُن پر سلام کرنا اور دعائے مغفرت دینا یہ سب سنت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے مزارات پر اکثر جمعہ کو تشریف لیجاتے تھے اور ان کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ذکرہ۔ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کا اتباع کرے اور سلام و دعائے مذکور پڑھا کرے اس کے سوا اور بھی سلام و دعا احادیث صحیحہ میں منقول ہیں اُن میں جو یاد ہو پڑھے ۶ ہاں سماع و علم موتی۔ الخ یعنی مومنین کے مزارات پر جا کر جو مسلمان اُن پر سلام کرتا ہے اور دعائے مغفرت دیتا ہے اُس کو وہ سب سنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور جواب سلام دیتے ہیں اور اُن کے اس سننے اور جاننے پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے جیسا کہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے بھی جذب القلوب الی دیار المحبوب میں فرمایا ہے۔ تمام اہل سنت و جماعت اعتقاد دارند بثبوت ادراک مثل علم و سماع مر سائر اموات را۔ انتہی۔ اور اس سماع موتے پر احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ اموات کے اجساد البتہ بیخبر ہو جاتے ہیں اور روح اُن کی باخبر رہتی ہے اور وہ سب دیکھتی اور سنتی اور سمجھتی ہے اور عذاب و ثواب کو محسوس کرتی ہے جو شخص کہ روح کے فنا ہونے کا قائل ہو وہ اہل بدعت یا فلاسفہ اہل ضلالت سے ہے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۰۴ نمبر ۳ کا بقیہ

لہذا یہ اُن کے نائب بھی اسی ذیل میں آسکتے ہیں۔ کیونکہ کانبیاء بنی اسرائیل میں جو کاف تشبیہ کا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ سب باتوں میں انبیاء سے مشابہت رکھتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ اُن لوگوں کی حیات بالکل انبیاء کی حیات کی مثل نہیں ہے البتہ اُس کے قریب قریب ہے اور وہ بل احیاءٌ کے مصداق ضرور ہیں اور بیشک عند ربھم یرزقون

کے شرف سے مشرف ہیں اور اُن کا تعلق روحی اُن کے ابدان سے بہ نسبت دیگران کے بہت زیادہ ہے اور اسی وجہ سے ان کے تصرفات بھی اکثر ظاہر ہوتے ہیں۔ فافہم ولا تکن من الغافلین ط ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۱۲ نمبر ۷ کھیت میں پیدا ہو الخ۔ یعنی کھیت کے مزروعہ میں جو چیز بھی پیدا ہو اُس میں سے دسواں حصہ پیداوار کا زکوٰۃ میں دینا واجب ہے اور پیداوار سال میں اگر ایک بار ہوگا تو ایک بار زکوٰۃ لیجائے گی اور دو بار یا تین بار ہوگا تو اتنی دفعہ لیجائے گی اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ پیداوار پر جب سال گذر جائے تب زکوٰۃ دی جائے بلکہ پیداوار کھیت میں جس وقت تیار ہوکر زرد ہونے لگے اُسی وقت دسواں حصہ اُس کا نکالا جائے۔ یہ بیان بارانی یا ترائی یا کٹو پانی بلا محصول کے کھیت کے پیداوار کا ہوا منہ ۵ جو ہرائی کھیت کی۔ الخ یعنی اگر کھیت کی آبپاشی کنوئیں سے یا دریا سے بذریعہ ڈول یا رسی کھینچکر کرنا پڑتی ہو یا کسی تالاب یا جھیل یا نہر کا پانی مول لیکر اور محصول ادا کرکے کھیت میں دینا پڑتا ہو تو اُس وقت اُس کھیت کے پیداوار میں سے بجائے دسویں حصہ کے بیسواں حصہ پیداوار کا واجب ہوگا۔

حاشیہ صفحہ ۱۱۳ نمبر ۴ کا بقیہ دفینہ روپے کا اپنے گھر میں نکلے جب بھی یہی حکم ہے کہ پانچواں حصہ زکوٰۃ کا اور چار حصے مالک کے ہیں جس کا مالک کوئی نہ ہو تو اُس صورت میں وہ بقیہ دفینہ یعنی چار حصے شرعاً پانے والے کو ملیں گے اور اگر ہاں اگر کسی شے کی کان زمین مملوک میں نکلے تو وہ ایک قول پر تمام و کمال مالک زمین کی ہے اس میں زکوٰۃ کچھ نہیں ہے لیکن دوسرا قول قوی اس میں بھی یہی ہے کہ پانچواں حصہ اُس کا بھی زکوٰۃ ہے اور اسی مضمون کو ہم نے شعر میں بھی ذکر کیا ہے۔ منہ ۵ جو زکوٰۃ۔ الخ۔ اب یہاں سے زکوٰۃ کے مصرف کا بیان ہے کہ زکوٰۃ کا مال کس کس مصرف میں دینا درست ہے اور کس میں نادرست ہے پس وہ اُن مسلمانوں کو دینا چاہیئے کہ جو قرض میں مبتلا ہوں تو مقروض کو بقدر اُس کے قرض واجب الادا کے دینا چاہیئے اُس سے زیادہ نہ دے اور فقیر اور مسکین کی تفصیل آگے مذکور ہی ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۲۳ نمبر ۵ کا بقیہ تو سنت سمجھے خواہ واجب سمجھے وہ بات ایک ہی ہے۔ کیونکہ سنت مؤکدہ بھی قریب واجب کے ہے کہ اُس کے سنت ہونے کے اور واجب ہونے کے دو قول منقول ہیں۔ پس اسے شخص خواہ عمرہ کو لہٰذا عمرہ کا کرنا ہر حال میں لازمی ہے اور واضح ہو کہ عمرہ کے واجب ہونے کا قول قوی تر ہے منہ ۶ میں طواف و سعی الخ۔ یعنی عمرہ جس کا بار بار نام لیا گیا وہ کس کو کہتے ہیں اور اُس کے کیا کام ہیں۔

پس اُس کے کام یہ ہیں کہ احرام باندھکر۔ طواف اور سعی اور قصر کرنا یعنی بیت اللہ کے گرد سات پھیرے پھرنا۔ اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اور سر کے بالوں کا ترشوانا اسی کا نام عمرہ ہے۔ واضح ہو کہ عمرہ کے اور حج کے افعال ایک ہیں سوائے اس کے کہ حج میں وقوف عرفات اور زیادہ ہے اور وہ ایام مخصوص یعنی شوال اور ذیقعدہ و دس دن ذالحجہ میں ہی ادا ہوتا ہے اور عمرہ کے لئے اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے عمرہ سوائے یوم عرفہ اور ایام تشریق کے سال کے تمام روزوں میں جائز ہے بلکہ رمضان المبارک میں تو اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے إِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً ترجمہ۔ یعنی عمرہ کرنا رمضان میں حج کے برابر ثواب رکھتا ہے۔ منہ ۵ میں مہینے حج کے۔ الخ۔ یعنی جن روزوں میں حج کیا جاتا ہے اُس کے تین مہینے ہیں۔ شوال۔ ذیقعدہ۔ ذالحجہ۔ لیکن ذالحجہ کی دسویں تاریخ تک تمام ارکان حج پورے ہو جاتے ہیں اور تیرہویں تک بقیہ واجبات ختم ہو کر حاجی فارغ پاجاتا ہے۔ منہ ۸ جملہ کام۔ یعنی جملہ ارکان حج کہ وہ وقوف اور طواف ہیں یہ دسویں تک ختم ہو جاتے ہیں اور پھر حج کا کوئی رکن باقی نہیں رہتا اور اسی وجہ سے فقہا نے ایام حج دس ذی الحجہ تک ہی شمار کئے ہیں مگر بقیہ واجبات بارہویں یا تیرہویں ذی الحجہ تک طے ہو جاتے ہیں۔ منہ ۹ پہنچے جب میقات پر الخ۔ اب یہاں سے ترکیب حج ادا کرنے کی شروع ہوئی کہ اوّل سے آخر تک اس طرح سے حج کیا جاوے۔ اس میں فرائض و واجبات و سنن و مستحبات سب اپنی اپنی جگہ پر آجائیں گی۔ ناظرین اُس کو بغور سنیں اور یاد رکھیں تاکہ حج کے وقت کام آئے۔ میقات احرام باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں جیسا کہ اوپر کسی جگہ بیان کیا گیا ہے اور وہ اہل یمن کے واسطے یلملم ہے اور اہل ہند کے لئے اُس کی محاذات۔ پس اے شخص جب تو میقات پر پہنچے تو وہاں پہنچکر اگر ممکن ہو تو غسل کر یعنی کہ اگر اطمینان کامل حاصل ہو اور کچھ تشویش و تردد یا کوئی مرض یا شکایت نہ ہو تو غسل کر کہ وہ سنت ہے اور اگر وہ غسل نا ممکن ہو تو فقط وضو پر اکتفا کر ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۲۴ نمبر ۵ کوئی وحشی۔ الخ یعنی احرام میں جنگل کے کسی وحشی جانور کا شکار کرنا مطلقاً حرام ہے جیسے حرم شریف کے جنگل کا شکار احرام و غیر احرام کسی حالت میں اصلاً حلال نہیں یونہی احرام کی حالت میں جس طرح خود شکار کرنا حرام ہے اسی طرح کسی دوسرے شکاری کو جنگل کے شکار کا پتہ دینا یا جوں وغیرہ مارنا یا بوسہ لینا یا مساس کرنا یا عورتوں کے ساتھ ایسا بیہودہ ہنسی یا مذاق کا کرنا کہ جس سے جماع کی باتیں پیدا ہوتی ہیں جسے رفث کہتے ہیں یا فحش بکنا یا کسی سے جنگ و جدال کرنا یا سر چھپانا یا سر سونا یا خطمی ڈالنا یا خوشبو لگانا یا رنگین کپڑا خوشبودار

استعمال کرنا یا بالوں کا یا ناخونوں کا کتروانا یا مردوں کو سر کا یا منہ کا کپڑے سے ڈھکنا یا عورتوں کو صرف منہ کا ڈھکنا یا مردوں کو سیا ہوا کپڑا پہننا یہ سب باتیں محرم یعنی احرام باندھنے والے پر حرام ہو جاتی ہیں۔ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۰ نمبر ۶ سعی حج کی۔ الخ۔ یعنی قارن و متمتع کو حج کی سعی اسی طواف کے بعد کرنا افضل و اولےٰ ہے اگرچہ قارن کو اس طواف سے پہلے بھی طواف قدوم خواہ کسی طواف نفل کے ساتھ اس کا کر لینا جائز ہے مگر فضیلت اسی میں ہے کہ بعد طواف رکن کے اس کو ادا کرے، اور اسی طرح اگر متمتع نے بھی عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھکر کسی نفلی طواف کے بعد سعی کر لی تو اب وہ بھی نہ کرے اور اگر نہیں کی ہے تو اب کر لے اور یہی افضل ہے ۱۲۔ منہ ۵ پھر منا میں لوٹ کر۔ یعنی اس طواف رکن اور سعی صفا مروہ کے بعد تمام حجاج منا کو پھر واپس جائیں اور وہاں جا کر گیارھویں ذی الحجہ کو بعد زوال آفتاب جمرۂ اولیٰ و جمرۂ وسطیٰ و جمرۂ کبریٰ جس کو جمرۂ عقبیٰ بھی کہتے ہیں سات سات کنکریاں ہر ایک جمرہ پر ماریں کہ تینوں جمروں کی کنکریوں کی شمار اکیس بار ہو جائے اور ہر ایک کنکری کی مار میں مثل سابق تکبیر پڑھتے جائیں اور جمرۂ اولیٰ کی رمی کے بعد کچھ دیر تک وہاں وقوف کریں اور اس میں تکبیر و تسبیح و تحمید و درود و دعا سے خیر پڑھتے رہیں اور اسی طرح جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد بھی وقوف اور ذکر کرے مگر جمرۂ کبریٰ کے بعد کچھ نہ کرے اور فوراً اپنی قیام گاہ کو چلا جاوے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۲ نمبر ۷ پھر مدینہ طیبہ میں آن کر۔ الخ۔ یعنی اسے زائر اس طریق سے درود شریف پڑھتا ہوا جب تو ختم سفر کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو وہاں آن کر سب سے پیشتر وضو کر کے روضۂ منورہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور اگر ممکن ہو تو وضو کے علاوہ غسل بھی کرنا اور کپڑے پاک صاف نئے یا دھوئے ہوئے بدلنا اور ان میں خوشبو ملنا کہ ایسے دربار میں تجھ کو حاضر ہونا ہے اور پھر وہاں حاضر ہو کر جالی شریف کے قریب دست بستہ مؤدب کھڑے ہو کر اس طرح صلوٰۃ و سلام پڑھنا کہ جو آگے مذکور ہے۔ اول مصرعہ کے قافیہ میں جو آنکھ بہ نون مجمہ موجود ہے وہ صحیح ہے اور یہی فصیح ہے جیسا کہ استاذ ذوق نے بھی لکھا ہے۔ اور وہ اس سے پہلے طواف رکن کے بیان میں مذکور ہوا من شاء فلینظر الیہ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۵ نمبر ۹ من رانی۔ الخ۔ یعنی اگر من رانی فقد رای الحق کا خطاب با صواب تجھ کو حاصل ہو جائے تو جسقدر حجاب غفلت کہ تیرے دل پر پڑے ہوں وہ سب یکبارگی تیرے دل سے اٹھ جائیں اور دور ہو جائیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا من رانی فقد رای الحق ترجمہ یعنی جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے حق دیکھا کہ جس میں کچھ شبہ نہیں کیا معنی کہ درحقیقت مجھی کو دیکھا غیر میرے کو نہیں دیکھا پس خطاب سے مراد یہی قول رسول ہو کہ اس خطاب با ثواب کا مصداق کثرت درود خوانی کی برکت سے جو طہارت کے ساتھ ہو تو بن سکتا ہے اور اس وقت تمام حجاب غفلت نور نبوت کے پرتو سے تیرے سینہ بے کینہ سے رفع ہو جائیں گے اور ظاہر و باطن میں تو جمال با کمال محبوب ذوالجلال سے مشرف ہو جائیگا۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۷ نمبر ۸ کا بقیہ اور واضح ہو مصرع ثانی کے قافیہ میں جو دو نسخے لکھے گئے ہیں اس کی یہ حکمت ہے کہ اگر پڑھنے والا ان شعروں کو سوائے مدینہ کے کہیں باہر پڑھے تو خاص قافیہ جس میں اسم مبارک ہے وہ پڑھے تاکہ صریح دلالت آپ کی ذات بابرکات کی جانب ہو اور اگر مدینہ طیبہ میں روضۂ انور پر حاضر ہو کر رخصت کے وقت پڑھے تو دوسرا نسخہ پڑھے تاکہ حضور انور کے روبرو نام مبارک لیکر پڑھنے میں گستاخی نہ ہو۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۹ نمبر ۴ کا بقیہ اور اگر عاقدین میں کوئی نابالغ یا غیر عاقل ہے تو اس کی طرف سے بھی اس کا ولی خود ایجاب و قبول کرے یا وہ نابالغ سمجھدار ہو تو اس کا ولی اس کو اجازت دیکر اسی سے ایجاب و قبول کرائے یا اپنی طرف سے وہ کسی کو اس کے نکاح کا وکیل کر دے اور مرد و عورت میں جو عاقل و بالغ ہو اسے بھی اختیار ہے کہ اپنی طرف سے کسی دوسرے کو ایجاب و قبول کے واسطے وکیل مقرر کر دے یہ صورتیں نفاذ نکاح کے لئے شرط ہیں۔ اور نکاح فضولی یہ ہے کہ اگر راہ چلتے طریقوں نے بلا ولایت و بلا وکالت دو مرد و عورتوں کی طرف سے ایجاب و قبول کر دیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن وہ ان ہر دو زن و شوہر کی اجازت پر اور اگر وہ نابالغ یا لاعقل ہیں تو ان کے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اس عقد کو جائز تسلیم کر لیں گے تو وہ نافذ ہو جائیگا اور اگر رد کر دیں گے تو باطل ہو جائیگا۔ ۱۲۔ منہ ۵ عقد۔ الخ۔ یعنی نکاح کے وقت ایجاب اور قبول سے پہلے نکاح کا خطبہ پڑھنا سنت ہے کہ بغیر اس کے نکاح میں برکت نہیں ہوتی ۵ مہر سنت ہے۔ الخ۔ یعنی ایجاب اور قبول میں

اسی وقت مہر کا مقرر کرنا سنت ہے یہ کیا معنی کہ خاص نکاح کے وقت مہر کا تقرر کر لینا یہ تو سنت مؤکدہ ہے ورنہ دراصل وہ واجب ہے کہ اگر اسوقت تقرر نہ ہوگا تو بعد کو وہ خود بخود مہر مثل واجب ہو جائیگا اور کم از کم اس کی تعداد دس درم نقرئی ہیں اور زائد کی کچھ حد نہیں۔ منہ ۵ جب نہ لیگا نام الخ۔ اگر کوئی شخص ایجاب و قبول کے وقت مہر کا تقرر نہ کریگا اور مہر کا کچھ ذکر بوقت عقد نہ آئے گا تو مہر مثل خود بخود واجب ہو جائیگا اور مہر مثل کہتے ہیں باپ کے خاندان کی بیٹیوں کے مہر کو جن کا مہر اس سے بیشتر مقرر ہو چکا ہو مثلاً بہنیاں یا بہنیں یا چچا کی لڑکیاں وغیرہم جو سن و سال وحسن و جمال و دولت۔ مال وغیرہ با صفات میں جن کے سبب مہر مختلف ہوتا ہے اس عورت کے مشابہ ہوں منہ ۵ عاقل و بالغ ہوں۔ الخ۔ یعنی جبکہ دونوں دولہا اور دلہن عاقل و بالغ ہوں اُس وقت اُن کا ایجاب و قبول معتبر ہوگا اور اگر دونوں عاقل بالغ نہ ہوں یا ایک اُن میں عاقل بالغ ہو اور ایک نابالغ ہو یا معقل ہو تو اُس وقت اُن کے ولی مجاز کی طرف سے ایجاب و قبول ہوگا ولی کی تفصیل آگے مذکور ہے۔ ولی کو اختیار ہے کہ اُس کی طرف سے خود قبول کرے یا اُس کو اجازت دیکر اُسی سے قبول کرائے جیسا کہ اوپر کے حاشیہ پر مفصل بیان اُس کا گذرا۔ ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴۰ نمبر ۲ کا بقیہ اور جو لوگ کہ فرائض میں عصبہ بنفسہ قرار دئے گئے ہیں وہی لوگ نکاح میں ولی مانے گئے ہیں مثلاً بیٹا۔ پوتا۔ یا باپ۔ دادا۔ بھائی و بھتیجا یا چچا یا چچا زاد بھائی۔ اور بکر میں بیٹا۔ پوتا تو مفقود ہوتے ہیں مگر باپ و دادا۔ اور اُن کی اولاد ذرینہ ولی ہوتی ہیں۔ عصبہ فرائض میں اُس کو کہتے ہیں کہ جو ذوی الفروض کے حق مقررہ کے دیدینے کے بعد باقی سب کچھ لیلے اور اگر ذوی فرض کوئی نہو تو تنہا سب لیلے اور عصبہ بنفسہ بہت ہیں جن میں ایک دوسرے سے قوی تر ہیں جن کا مفصل بیان فرائض میں آئے گا وہی ترتیب یہاں بھی ملحوظ رہیگی۔ ۱۲۔ منہ ۵ لیکن اُن میں باپ اور دادا تمام۔ الخ۔ دادا تمام سے مطلب یہ ہے کہ اوپر تک یکے بعد دیگرے جسقدر دادا پائے جائیں مثلاً باپ کی عدم موجودگی میں دادا اور وہ بھی نہو تو پردادا اور وہ بھی نہو تو نگردادا غرضکہ باپ اور تمام دادا سلسلہ دار ولایت نکاح میں بہ نسبت دیگر ولیوں کے عورت غیر عاقلہ بالغہ کے لئے بہت قوی ولی ہیں اور افضل ہیں یہ حکم ولایت جبریہ کا ہے جو غیر مکلف پر ہوتی ہے اور مکلف یعنی عاقل بالغ لڑکا خواہ لڑکی اگرچہ شرعاً خود مختار ہیں مگر یہ اختیار نفس صحت نکاح کے لئے ہے ورنہ والدین کی رضامندی اولاد پر ان امرات میں جو کہ خلاف حکم خدا اور رسول کے نہوں فرض ہے اور اُنکی دل آزاری حرام ہے لہذا اس صورت میں بھی بلا رضامندی ماں باپ دادا کے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ کفو کے اندر مرد کا مطلقاً اور عورت کا ایک قول پر نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔ مگر ایسا کرنا اُس کو شرعاً جائز نہیں ہے اور کفو کے باہر تو بلا رضا صریح ولی کے عورت کا نکاح ہی صحیح نہیں ہے جیسا اوپر گذر چکا۔ منہ ۵ غیر کفو سے اور فاحش۔ الخ۔ یعنی باپ اور دادا ایسے قوی ولی ہیں کہ باپ یا وہ نہ ہو تو دادا اگر نابالغہ کا نکاح دیدہ و دانستہ کسی غیر کفو سے کر دیں یا مہر مثل میں کمی فاحش کر دیں جب بھی وہ نکاح صحیح و نافذ ہو جاتا ہے جس پر اعتراض کی کسی کو گنجایش نہیں ہوتی بشرطیکہ وہ اس نکاح کے وقت غصہ میں نہوں اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی ایسا ہی ناقص نکاح کر چکے ہیں بخلاف اور دیگر ولیوں کے کہ اُن کا ایسا کیا ہوا نکاح بالکل باطل ہے۔ منہ ۵ جب نہو عصبات میں۔ الخ یعنی جبکہ عصبات میں کوئی عصبہ مرد نہ ہو اور اگر ہو تو نابالغ ہو یا مجنون ہو تو اُس صورت میں ولایت نکاح والدہ کو پہنچتی ہے مصرع اول میں جو ولی ہے وہ بمعنی ولی سرپرست نکاح کے ہے اور مصرع ثانی میں جو ولی ہے وہ بمعنی بزرگ وستودہ صفات کے ہے لہذا قافیہ درست ہے۔ منہ ۵ اصل ہے اور فرع ہے۔ الخ یعنی اصل باپ کی طرف ہو خواہ ماں کی طرف سے مثلاً دادی پردادی نگردادی وغیرہ یا نانی وغیرہ کہم جمعین اور اپنی شاخیں مثلاً پوتی پرپوتی یا نواسی پرنواسی وغیرہ اور اسی طرح پر ماں باپ کی شاخیں مثلاً بہن بھانجی اور بھتیجی اور بھیپیاں وغیرہ سب حرام ہیں ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴۱ نمبر ۲ کا بقیہ پس ایسی طلاق سے عورت فوراً نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اگرچہ عدت نہ گذرے اور اگر عورت غیر مدخولہ ہے کیا معنی کہ بعد نکاح کے ابھی اُس سے خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ہے تو اسے جس لفظ سے طلاق دے گا اس سے ہی نکاح سے وہ باہر ہو جائے گی مگر ان سب صورتوں میں حلالہ کی حاجت نہیں دوبارہ نکاح کر سکتا ہے ۱۲ منہ ۵ اور طلاقیں تین۔ الخ۔ یعنی اگر تین طلاقیں ایک ساتھ خواہ متفرق اگرچہ بہت فاصلہ سے ہوں دیدیں تو اب ان طلاقوں سے رجعت کرنا یا منحرف ہو کر مطلقہ کو پھر بی بی بنا لینا جائز و درست نہیں ہے مگر اُس صورت میں جائز ہو سکتا ہے جبکہ وہ مطلقہ عورت۔ منہ ۵ بعد عدت الخ یعنی وہ عورت کسی دوسرے سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شخص بھی بعد صحبت اُس کو طلاق دیدے یا مر جائے اور اُس طلاق یا موت کی عدت گذر جائے تو اس کے بعد وہ شوہر اول اب پھر اُس سے نکاح کر کے بی بی بنا سکتا ہے اور اسی کا نام حلالہ ہے۔ منہ ۵ ہوش میں۔ الخ یعنی طلاق خواہ ہوش میں دے خواہ نشہ کی بیہوشی میں خواہ ہنسی ہنسی میں دے خواہ غصہ و رنج میں دے یا زبردستی دے اس طرح پر کہ کوئی آن کر اُس کو دھمکائے کہ تو فلاں عورت کو طلاق دے ورنہ ہم تجھ کو مار ڈالیں گے اور یہ اُس ڈر سے طلاق دیدے خواہ باتفاق منکوحہ یعنی اُس کی اور اپنی رضامندی سے طلاق دے

غرض کہ ان سب باتوں سے طلاق پڑ جاتی ہے جبکہ شوہر عاقل بالغ ہو۔ ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴۶ نمبر ۲ کا بقیہ

پس پہلی صورت میں جبکہ اتحاد جنس و قدر دونوں ہوں تو تفاضل یعنی نقد کم بیش دست بدست لینا دینا اور اُدھار بھی یعنی بوعدہ آئندہ بیچنا دونوں حرام ہیں اور یہی ہے اصلی سود۔ اگر وہ کیلی ہے تو ناپ میں اور وزنی ہے تو تول میں اسی واسطے پانچ سیر گیہوں یا پانچ سیر گیہوں کے عوض میں دینا خواہ نقد ہو یا اُدھار کسی طرح جائز نہیں کہ اگرچہ تول اُن کی برابر کر لی مگر ممکن ہے کہ ناپ اور پیمانہ میں اُن کے فرق پڑے کیونکہ شرع شریف نے اُن کو کیلی قرار دیا ہے تو اُن کے ناپ میں برابری و مساواۃ شرط ہے نہ وزن میں۔ اگرچہ وزن کم و بیش ہو۔ اور دوسری اور تیسری صورت میں جبکہ جنس مختلف ہو اور قدر متحد یا جنس متحد ہو اور قدر مختلف تو اس موقع پر نقد دست بدست تفاضل۔ کم و بیش لینا دینا تو حلال ہے اور نسیہ یعنی اُدھار بیچنا حرام ہے اگرچہ برابر ہو اور چوتھی صورت میں جس میں کہ اتحاد جنس و قدر کچھ نہو جیسے نوٹ اور روپیہ کہ نوٹ کاغذ متقوم ہے اور روپیہ چاندی ہے تو ان میں جنس یقینی مختلف ہوئی پھر نوٹ گنتی سے لیا دیا جاتا ہے اور روپیہ شمار عادی ہے تو قدر بھی ایک نہ ہوئی تو ایسی صورت میں تفاضل و نسیہ یعنی کہ نقد اور اُدھار دونوں طرح لینا دینا مطلقاً حلال ہے سود کے مسائل کی یہ اصل کلی ہے تمام مسائل اسی پر متفرع ہیں اور اگلے اشعار میں اسی کا بیان صاف صاف موجود ہے فتدبر و تامل کذا قال مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی منہ ۵۳ خواہ بیچیں نقد۔ الخ یعنی سود جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ ایک چیز کو اُس کے ہمجنس سے کم و بیش بیچنے کا نام سود ہے بشرطیکہ ان میں ہمجنسیت کے ساتھ اتحاد وزن یا کیل بھی پایا جائے تو یہ دونوں صورت میں کیا معنی کہ نقد اور اُدھار دونوں حالتوں میں سود کا حکم رکھتی ہے مثلاً ایک روپیہ کے عوض میں سوا روپیہ خواہ سوا روپیہ بھر چاندی یا سیر بھر گیہوں کے عوض میں سوا سیر گیہوں یا تولہ بھر سونے کے عوض میں سوا تولہ سونا یا برتن سونے کا خواہ کھرا ہو یا کھوٹا لینا دینا دونوں حرام ہیں اور سود میں داخل ہیں خواہ نقد ہو یا اُدھار ہر طرح پر یہ سود میں شمار ہے اور نقد میں دست بدست برابر برابر اس کا لینا دینا تو درست ہے لیکن اُدھار میں یہ برابر بھی حرام ہے۔ واضح ہو کہ اس صورت میں دراہم و دنانیر یعنی روپے و اشرفیوں کا مساوات پر قرض لینا دینا بھی حرام ٹھہرتا ہے لیکن بعض فقہا رحمہم اللہ نے ان کو شمار کے ساتھ قرض لینا دینا جائز رکھا ہے بسبب دفع حرج و ضرورت عامہ کے لاحقہ کے اور اسی کو مفتی نے بتایا ہے وفیہ نظر۔ آج کل سب سے بہتر صورت قرض لینے کی یہ ہے کہ قرض میں نوٹ لے اور روپے یا اشرفی ادا کرے ۱۲ منہ ۵۴ جنس ہو گر مختلف۔ الخ یعنی جو دو چیزیں کہ بدلی جائیں یا بیچی جائیں اُن کی جنس مختلف ہو مثلاً گیہوں بالعوض جو کے یا چاندی بالعوض سونے کے لی یا دی جائے اور اُن دونوں کی تول ناپ ایک ہو کیا معنی کہ ایک ہی قسم کے باٹوں سے تول کر سکتے ہوں یا ایک ہی پیمانہ سے ناپ کر دیئے جاتے ہوں جس طرح پر گیہوں و جو یا سونا و چاندی مذکورہ بالا کہ اُن کی ناپ تول ایک ہے یا اس کے بالعکس ہو یعنی جنس متحد ہو اور قدر مختلف ہو تو ان ہر دو صورت میں یعنی بصورت مختلف ہونے جنس اور متحد ہونے قدر یعنی وزن یا کیل کے یا بصورت متحد ہونے جنس اور مختلف ہونے قدر کے قرض میں کم یا زیادہ لینا حرام ہے اور سود میں داخل ہے اور نقد میں دست بدست اُسی وقت کم و بیش لینا یا دینا ٹھیک ہے یعنی درست و جائز ہے اور بیع صحیح میں داخل ہے جیسا کہ شرح بیان اُس کا اوپر گذرا۔ ۱۲ منہ ۵۵ جنس کی ہمجنس پر۔ الخ یعنی ان ہر سہ صورتوں میں جو اوپر مذکور ہوئیں ایک جنس کو اس کی ہمجنس پر اُدھار دینا برابر برابر بلا کمی زیادتی کے یہ بھی حرام ہے۔ کیا معنی کہ بصورت متحد ہونے جنس و مختلف ہونے قدر کے یا اس کے عکس میں نقد یہ کمی بیشی کے ساتھ بیچنا خواہ برابر برابر لینا دینا یہ تو حلال و درست ہے لیکن اُدھار میں کمی بیشی تو درکنار مساوات بھی جائز نہیں ہے اور بصورت متحد ہونے جنس و قدر دونوں باتوں کے نقد میں دست بدست مساوات تو جائز ہے لیکن کمی بیشی جائز نہیں ہے اور قرض میں مساوات اس میں بھی جائز نہیں ہے جیسا کہ اوپر کی حواشی میں مفصل و مشرح بیان اس کا مکرر سہ کرر ہوا پس اُس کو خوب یاد رکھنا چاہئے۔ منہ ۵۶ مختلف ہو جنس گر اور قدر بھی۔ الخ یعنی اگر جنس بھی مختلف ہو اور ناپ تول بھی مختلف ہو کیا معنی کہ دو چیزیں کہ آپس میں بیچی جائیں وہ ایک جنس نہ ہوں اور اُن کی ناپ یا تول ایک ہو مثلاً گیہوں کو بالعوض چاندی کے یا سونے کے یا کپڑے وغیرہ کے خریدے تو یہ سب طرح پر جائز و درست ہے کہ نہ اُس کی جنس ایک ہے اور نہ تول اور ناپ ایک ہے اور اسی کا نام بیع صحیح ہے یعنی بیع نقد اور اُدھار دونوں صورت میں کم و زیادہ نفع پر یا برابر پر ہر طرح لینا دینا درست ہے پس قرض میں نوٹوں کا لینا اور پھر روپے اور اشرفیوں کا تنکے بالعوض ادا کرنا درست و جائز ہے۔ بلکہ یہی اولیٰ و افضل ہے کیونکہ ان میں جنس و قدر دونوں مختلف ہیں۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی۔ ۱۲ منہ ۵۷ پھر ہے صحت۔ الخ یعنی بیع اور سود کا فرق تو معلوم ہو گیا کہ بیع ان باتوں سے سود سے متمیز ہوتی ہے مگر اُس بیع کا صحیح ہونا بھی بہت ضروری و لازمی ہے تاکہ بیع فاسد یا باطل نہ منعقد ہو۔ منہ ۵۸ یاد رکھنا۔ الخ یعنی یہ بات خوب یاد رکھنا کہ بیع کی تین قسمیں ہیں منجملہ ان تینوں کے ایک بیع جائز یعنی بیع فاسد ہے جس کا حکم عقد ہوتے ہی نفاذ پاتا ہے اور کسی شئے پر موقوف نہیں رہتا ہے جیسے

عاقدین یا عین کے باہم اگر چیزوں کے مبادلے دوسری قسم بیع موقوف ہے کہ اُس میں ایجاب و قبول سے عقد تو ہو جاتا ہے مگر اُس کا حکم نافذ نہیں ہوتا یعنی مبیع کا بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک میں داخل ہونا اور مشتری پر تسلیم ثمن اور بائع پر تسلیم مبیع لازم ہونا یہ باتیں ابھی نہیں ہوتیں بلکہ کسی شرط پر موقوف رہتی ہیں جیسے کسی شخص نے دوسرے کی کوئی شے بغیر اُس کی اجازت کے بیع کر دی پس یہ بیع اُس دوسرے کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر وہ جائز کر دیگا تو نافذ ہو جائے گی اور اگر رد کر دیگا وہ باطل ہو جائے گی یا کہ نابالغ بچہ سے جیسے اُس کے ولی نے اجازت نہیں دی ہے وہ کوئی چیز بیچے تو یہ بیع ولی کی اجازت پر موقوف رہے گی تیسری قسم بیع فاسد ہے کہ اُس کا حکم تو نافذ ہو جاتا ہے قبضہ کے بعد۔ مگر عاقدین پر اُس کا فسخ کرنا واجب ہوتا ہے اور وہ دونوں اُس کے کرنے سے گنہگار ہوتے ہیں اور اُس سے جو ملک حاصل ہوئی وہ ملک ناقص بلکہ خبیث ہوتی ہے۔ اور بیع فاسد وہ ہے کہ جس میں مال کا مبادلہ مال سے تو ہو مگر کوئی شرط فاسد لگی ہو جس کا بیان آگے آتا ہے یا مبیع میں جہالت ہو یا ثمن مجہول ہو یا کوئی مجہول مدت ادا کے لئے قرار دی ہو اور بہت صورتیں ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے اور جس میں مال کا مال سے تبادلہ ہی نہ ہو جس کی بعض صورتوں کا بیان آگے آتا ہے وہ باطل ہے اور وہ سرے سے عقد ہی نہیں ہے تو اُس کو بیع کے اقسام میں شمار ہی نہ کرنا چاہئے ۔۱۲- منہ **۵۹** ہیں شرائط۔ الخ یعنی بیع صحیح کے منعقد ہونے کے واسطے شرائط اور رکن دونوں ہوتے ہیں جب وہ پائے جاتے ہیں تو اُس وقت بیع صحیح ہوتی ہے ۱۲- منہ

صفحہ ۱۷۴ کا حاشیہ نمبر ۴ کا بقیہ ایک ماہ تک بائع رہے گا اس کے بعد مکان خالی کرے گا یہ شرط فاسد ہے کیونکہ اس میں نفع بائع کا ہے یا کوئی شخص کپڑا خریدے اور اُس میں شرط کرے کہ بیچنے والا اُس کو اسی قیمت میں سی بھی دے تو یہ شرط فاسد ہے کہ اس میں خریدار کو فائدہ ہے وقس علی ہذا۔ اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگرچہ بیع فاسد حرام اور اس کا نفع سود میں داخل ہے مگر وہ شے بعد قبض مبیع کے ملک مشتری ہو جاتی ہے ولیکن فسخ کر دینا اس بیع کا واجب ہے ۱۲- منہ **۵۵** جیسے بیچے باغ۔ الخ۔ یہ مثال ہے شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جانے کی یعنی اگر کوئی شخص اپنے آم کے باغ کو سو روپیہ میں فروخت کرے اور پھر اس میں یہ بھی شرط کرے کہ علاوہ ان روپیوں کے دو ہزار آم بھی مجھ کو یا میرے کسی دوست و عزیز کو دینا تو اس صورت میں بیع فاسد ہو جائے گی اور یہ جنس سود میں شمار ہو گی کیونکہ اس میں بائع کو بلا معاوضہ نفع ہے پس اس منفعت کے سبب یہ شرط فاسد قرار پائے گی اور بیع حرام ہو جائیگی لہذا عاقدین کو واجب ہے کہ اس شرط کو نکال دیں تاکہ بیع صحیح ہو جائے ۱۲- منہ **۵۶** ہاں اگر کچھ۔ الخ یعنی آم کے باغ فروخت کرتے میں اگر یہ شرط کرے کہ علاوہ قیمت مقررہ کے دو ہزار یا چار ہزار آم بھی خریدار بائع کو دے یہ شرط تو فاسد ہے اور بیع اس سے حرام ہو جاتی ہے مگر ہاں اگر اُس باغ بیچے گئے ہوئے میں سے چند درخت نامزد کر کے علیحدہ کرے کہ فلاں درخت کے پھل نہیں بیچوں گا تو یہ درست و جائز ہے۔ آم کی طرح ہر باغ کا حکم ہے مثل بیر انگور وغیرہ کے یہاں صرف آم کا ذکر بطور مثال کے کیا گیا ہے خاص کر آم کی ہی خصوصیت کچھ نہیں ہے۔ منہ **۵۷** اور جو کوئی شرط لغو۔ الخ۔ اس میں یعنی بیع میں اگر کوئی شخص لغو شرط کرے فاسد شرط نہ کرے اور لغو شرط وہ ہوتی ہے کہ فضول شرط ہو اُس میں کچھ نفع کسی کو نہ ہو بائع کو ہو نہ مشتری کو نہ مبیع ذی استحقاق کو جس طرح پر کوئی شخص ایک گھوڑا بیچے اور اُس میں یہ شرط کرے کہ اس کو تو اور جگہ نہ بیچنا اپنے ہی پاس رکھنا پس ایسی شرط لغو اور بیکار ہو جاتی ہے اور بیع صحیح منعقد ہوتی ہے کیا معنی کہ ایسی شرط اگرچہ بیع میں کہ تابع بیع کے مقتضائے عقد نہیں ہے مگر چونکہ اس شرط سے بائع و مشتری میں سے کسی کو کچھ نفع منصور نہیں ہے اور نہ مبیع ذی استحقاق کو نفع ہے پس بیع ناجائز نہیں ہے کیونکہ اُس میں شرط فاسد نہیں ہے جو باعث فساد بیع کی ہو واضح ہو کہ بیع فاسد میں سے اگر شرط فاسد نکال ڈالیگا تو وہ بیع بھی پھر صحیح ہو جائے گی۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۹ نمبر ۸ کا بقیہ نزاع و فساد پیدا کرے وہ بیع ہمیشہ ناجائز ہے اور بیع جائز جب ہو گی کہ معروف ہو اور جس کی کیفیت و حقیقت بخوبی معلوم ہو اور جس کے آخر میں کسی قسم کے نزاع و فساد کا اندیشہ نہ ہو وہ بیع مشروع اور درست ہے۔ منہ **۵۹** بالیقین۔ الخ یعنی بیع من یزید جس کو یہاں نیلام کہتے ہیں وہ بیع جائز ہے اور وہ مشہور ہے جس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے مگر تاہم مختصر نیلام کی شرح یہ ہے کہ جو کوئی اُس کی قیمت زائد دے وہ لے مثلاً کوئی مشتری کسی چیز کا ایک روپیہ دے کوئی ڈیڑھ دے کوئی دو دے تو وہ چیز دو والے کو دی جائے اور اُس کے ساتھ آواز بلند کی جاتی ہے کہ کون شخص اس سے زائد قیمت اور دیتا ہے اور پھر آخر کے خریدار کو وہ چیز دی جاتی ہے یہ بیع اُس وقت جائز ہے کہ اُس چیز کا مالک نیلام خود کرے یا اُس کی اجازت سے ہو اور یہ جو کانجی ہاؤس کو جانور یا ریل میں جن لوگوں کا مال رہجاتا ہے اور وہ ایک مدت کے بعد نیلام کر دیا جاتا ہے یہ نیلام شرعاً جائز نہیں اور نہ اُن کے خریدنے کی اجازت ہے اسی طرح مدیون کی جائداد جو کسی ڈگری میں نیلام کر دیجاتی ہے یہ بھی شرعاً ناجائز ہے ۔ اور اُسے خریدنا اور تصرف میں لانا حلال نہیں مگر اُس صورت

ہیں کہ جب وہ جائداد زر ڈگری سے زائد کو نیلام ہوئی اور جس قدر روپیہ ڈگری دار سے بچا وہ مالک جائداد کو دیا گیا اور اس نے وہ لے لیا تو اب یہ بیع جائز ہو جائے گی کہ اس روپیہ کا لے لینا بیع نیلام کو تسلیم کر لینا ہے ۱۲۔ منہ ۱۰ کٹھنی جائز ہے۔ الخ۔ یعنی کٹھنی کسی چیز کی کر لینا جائز ہے مگر ذیل کی شرطوں کے ساتھ کٹھنی کرنا جائز ہے بغیر شرائط ہذا کے جائز نہیں ہے اور پہلی شرط اس کی یہ ہے کہ جس چیز کی کٹھنی کی جائے وہ چیز بازار میں موجود رہے جس کی تشریح اگلے شعر میں ہے۔ منہ ۱۱ یعنی وقت عقد سے۔ الخ۔ یعنی کٹھنی کی جو پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جنس بازار میں بکتی رہے اس سے مقصود یہ ہے کہ کٹھنی جس چیز کی کی جائے وہ چیز کٹھنی کے کرنے کے وقت سے تا وقت وعدہ منقطع و مفقود نہ ہو جاتی ہو اگر کٹھنی کرتے وقت وہ شے بازار میں نہ ہو یا اب تو ہے مگر وعدہ کے وقت سے پہلے وہ بازار سے مفقود ہو جائے گی تو کٹھنی اس کی ناجائز ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵۰ نمبر ۶

ایک ماہ الخ۔ یعنی کٹھنی کی مدت کی میعاد کم سے کم ایک ماہ ہے اس سے کم دنوں کی کٹھنی کرے گا تو ناجائز ہے اور بائع کو اس کا ادا کرنا ایک ہی مہینہ میں واجب ہوگا اور ایک ماہ سے زیادہ مدت جس قدر مقرر کرے وہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسقدر مدت کو طول نہ ہو جائے کہ جس میں وہ شے مسلم فیہ مفقود ہو جائے اگر اس قدر طویل مدت مقرر ہو گی کہ جس میں وہ چیز بسبب باقی نہ رہنے کے بازار میں بکنا موقوف ہو جائیگی تو کٹھنی ناجائز ہو جائے گی۔ منہ ۱۲ بہ تعیین ثمن۔ الخ۔ یعنی نقد میں جنس ثمن کی بھی تشریح و تعیین ضرور کرے کہ وہ شے بالعوض روپیوں کے لیگا یا اشرفیوں کے لیگا یا موتیوں اور یاقوت کے بدلے لیگا یا پیسوں کے عوض لیگا اور اس نقد کا بدنی کرنے کے وقت دوسرے آدمی کو شمار کر کے دیدینا بھی لازم ہے اگر قرارداد بدنی کے وقت نقد نہ دیگا وعدہ آئندہ دینے کا کریگا تو وہ بدنی جائز نہ رہے گی کیونکہ بدنی میں نقد کا اسی وقت سپرد کرنا اور شمار کر کے دینا شرط ہے۔ منہ ۱۳ جلب ہے۔ الخ۔ جلب کہتے ہیں غلہ کو باہر سے خرید کر لانا اور شہر و قصبات میں لا کر فوراً بیچ ڈالنا اور احتکار غلہ کے بند کرنے کو کہتے ہیں یعنی وقت گرانی کے بند کرنا تاکہ زیادہ قیمت میں بیچا جاوے پس غلہ یا کہ بھوسہ جو کہ قوت و رزق انسانی و حیوانی ہے اس کو ایک جگہ سے خرید کرنا اور دوسری جگہ بیچا کر بیچ ڈالنا یہ صحیح بیع ہے اور جائز ہے اور اس کا بہت ثواب بھی ہے تاکہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے اور غلہ کا روک رکھنا اور بند کرنا تاکہ وقت گرانی بیچا جائے یہ سخت منع ہے اگرچہ بیع فاسدہ باطل نہیں ہے مگر ایسا کرنا حرام اور ممنوع ہے اور اس کا بڑا گناہ ہے خاص کر جبکہ اس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں پر تنگی ہو جائے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ۔ ترجمہ۔ یعنی باہر سے لا کر شہر و قصبہ میں غلہ یا بھوسہ کا بیچنے والا رزق میں برکت دیا گیا ہے اور غلہ و بھوسہ کا بند کرنے والا ملعون ہے۔ یہ وعید سخت ہے غلہ کے بند کرنے والوں کو اور واضح ہو کہ اپنی زمین کا غلہ بند کر رکھنا یا ایک جگہ سے لا کر دوسری جگہ غلہ کا بند کرنا ممنوع نہیں ہے جس جگہ غلہ خریدے اسی جگہ غلہ کا بند کرنا اور گرانی کے وقت بیچنا یہ حرام ہے کذا قال استاذی و مولائی حافظ و قاری مولینا مولوی امیر حسن انصاری رحمۃ اللہ علیہ۔ منہ ۱۴ رہن کا رکھنا۔ الخ۔ کسی چیز کا کسی کے پاس بالعوض قرضہ کے گروی رکھدینا جائز ہے مگر اس گروی رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانا مرتہن کو جائز نہیں ہے پس اگر مرتہن یعنی گروی کی چیز سے وہ کچھ فائدہ حاصل کریگا تو وہ مفاد داخل سود ہوگا منہ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۱۵۱ نمبر ۲ کا بقیہ

کہ ایک چیز بیع بھی ہو اور بپردہ طور امانت واپس بھی ہو سکے اور جب ایسا ہو تو وہی رہن ہے اور رہن ہے تو پھر اس سے نفع لینا حرام ہے اور داخل سود ہے اور اس کا اجارہ دینا بھی نادرست ہے اور اس کے رہن ہونے کو صحیح کہا ہے ظہیریہ اور خیریہ اور قاضی خاں وغیرہ نے اور بیع الوفا کے بیع ہونے میں اور اس کے نفع جائز ہونے میں اور در صورت رہن ہونے میں اور اس کے نفع ناجائز ہونے میں محققین کے آٹھ قول باسند مروی ہیں جن میں احوط قول یہی ہے کہ اس کو رہن سمجھا جائے اور اور اس سے نفع نہ حاصل کیا جائے تاکہ سود کے شبہ سے بھی بچے اور اس میں کمال احتیاط ہے اور اگر بضرورت کوئی ایسی بیع کرے بھی تو اس کو لازم ہے کہ زمین یا مکان و دکان وغیرہ وغیرہ غیر منقول چیزوں میں بیع وفا کرے منقول چیزوں میں ہرگز ہرگز نہ کرے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵۳ نمبر ۵

اس پہ ہے اجماع۔ الخ۔ یعنی بٹائی کرنے پر تمام مسلمانان دیار و امصار کا اجماع ہے کہ سب اس کو کرتے آئے ہیں حتی کہ صحابہ و تابعین و اہل بیت نبوت سے بھی بٹائی کا کرنا ثابت ہے پس اس کو جائز تصور کرنا چاہئے کہ بغیر اس کے چارہ نہیں ہے۔ منہ ۱۶ ہو زمین۔ الخ۔ یعنی بٹائی کے جو چار ارکان ہیں ایک تو محنت دوم ہل بیل سوم تخم چہارم زمین ان میں سے اگر زمین اور تخم مالک و زمیندار کا ہو تو محنت اور عمل اور ہل بیل عامل یعنی کاشتکار کے ہونا چاہئیں۔ منہ ۱۷ یا کہ مالک کی۔ الخ۔ یعنی جو صورت کہ اوپر بیان کی گئی اگر وہ نہ ہو تو پھر یہ ہو کہ مالک زمین کی فقط زمین ہی ہو اور عامل کی وہ بقیہ تین چیزیں منجملہ ارکان اربعہ کے ہوں۔ یعنی محنت ہل بیل تخم کاشت عامل و کاسب کا ہو۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵۴ نمبر ۸

اور ٹھیکہ۔ الخ۔ یعنی گانوں کی بچت اور توفیر کا ٹھیکہ زمیندار کی طرف سے ٹھیکہ دار کو دینا اس طور پر کہ گانوں کی

زمینوں کا ٹھیکہ تو کاشتکاروں کے پاس ہو اور اُس کی بچت اور توفیر کا ٹھیکہ شخص ثالث کو دے مثلاً ایک گاؤں کی جمعبندی دو ہزار روپیہ
کی ہے اس پر فیصدی پانچ یا دس روپیہ کم کرے یا اور ٹھہرا کر ٹھیکہ دار کو گاؤں کا ٹھیکہ دے کہ اس قدر روپیہ وہ سالانہ زمیندار کو یا نواب صاحب
بہادر کو دیا کرے اور باقی آپ لیا کرے تو یہ ٹھیکہ باد ہوائی ہے اور باطل و حرام ہے کیونکہ اصل زمین جس کا کہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے وہ تو کاشتکاران
کے ٹھیکے میں ہے پھر یہ نقد وصول یابی روپیہ کا ٹھیکہ کیسا۔ روپیہ کے وصول کرنے پر روپیہ ٹھیرانا یا تو دلالی ہے یا سود۔ ٹھیکہ کیونکر ہو سکتا ہے اور
وہ دونوں حرام ہیں اور فی زمانہا اس ٹھیکہ کا رواج عام ہے خاصکر والیان ملک کے یہاں کہ ہر سال سینکڑوں گاؤں کا ٹھیکہ اسی طرح دیا
جاتا ہے۔ہاں اگر کسی افتادہ یا بنجر زمین کا ٹھیکہ چاہے جتنے میں کسی کو دیا جائے اور پھر وہ ٹھیکہ دار خواہ اُس میں خود کاشت کرے خواہ دوسرے
کو بطور ذیلی ٹھیکہ پر اُٹھائے یہ سب درست ہے اس میں کچھ حرج نہیں لیکن تمام گاؤں کا ٹھیکہ جبکہ اُس گاؤں کی زمینیں کاشتکاران پر اُٹھی ہوئی
ہوں تو محض روپیہ وصول کرنے پر۔ دینا لینا کسی طرح جائز نہیں ہے بلکہ چاروں مذہب میں یہ باطل اور حرام ہے اور اس ٹھیکہ کے جواز کی یہ صورت
البتہ ہو سکتی ہے کہ اگر کسی گاؤں یا محال کا ٹھیکہ کسی کو دیا جائے تو پیشتر تمام کاشتکاران کے ٹھیکہ کو فسخ کرکے تمام آراضی سے اُن کو بیدخل کردے بشرطیکہ
اُن کی میعاد پٹہ پوری ہو چکی ہو ورنہ قبل اختتام میعاد اُن کو بجز زمین سے بیدخل کرنا عہد شکنی ہے اور یہ بھی حرام ہے پس کاشتکاروں کے بیدخل کرنے
کے بعد آراضی بیدخل شدہ کا ٹھیکہ دوسرے ٹھیکہ دار کو رقم معینہ پر دے سکتا ہے اور پھر وہ ٹھیکے دار اپنی طرف سے اُن زمینوں کو کاشتکاران دیہہ کو
اُٹھا سکتا ہے اس طور پر گاؤں کا ٹھیکہ جائز ہے اور اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو دوسری ترکیب جواز یہ ہے کہ گاؤں میں جس قدر زمین کہ افتادہ اور بنجر اور
کانس اور گوندل اور پتیل وغیرہ کی ہو وہ سب اور گاؤں کے مکانات مملوکہ و مقبوضہ زمیندار جو کسی دوسرے کے قبضہ میں نہوں وہ سب مستاجر کو
سنین معینہ کے لئے اجرت معینہ پر (جتنا بھی زر ٹھیکہ کیوں نہ رکھنا منظور ہو) زراعت و سکونت و انتفاع جائز کے لئے ٹھیکے دار اجارے پر دیا جائے
اور آراضی مزروعہ و مقبوضہ کاشتکاران کی توفیر کا روپیہ نقد خواہ بٹائی جو کچھ ہو وہ مدت معینہ اجارہ تک مستاجر کو بطور مباح ہبہ کردیا جائے۔
تو اس صورت میں ٹھیکہ گاؤں کا بلا تامل درست و صحیح ہے اور مواخذہ شرعی سے بری۔ کیا خوب ہیں وہ لوگ جو کام بھی اپنا کریں اور مواخذہ و
الزام عقبیٰ سے پاک و صاف رہیں اور اپنے مال کو حلال کرکے کھائیں اور کھلائیں نہ کہ ہرچہ آمد بدہاں آں خوردند۔ کذا قال مولانا مولوی مفتی
حاجی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی مدظلہ العالی ۱۲ منہ

صفحہ ۵۶ کا حاشیہ نمبر ۳ کا بقیہ کاشت کرے خواہ بطور سکونت مع اپنے اہل و عیال کے اُس میں رہے خواہ کوئی اور کام تجارت یا صنعت یا حرفت وغیرہ کا اُس میں کرے اور زر معینہ مالک باغ کو برابر ادا کرتا رہے اور
بہار باغ اُس کے لئے ہبہ کردی جائے کہ وہ کھائے کھلائے بیچے جو چاہے سو کرے کیا معنی کہ قرار داد عقد کے وقت بہار باغ کے بیچنے کا کچھ
نام نہ لے بلکہ اُس کو خریدار کو بطور ہبہ مفت دے اور باغ کی آراضی سے ہر جائز انتفاع حاصل کرنے کے بالعوض جسقدر روپیہ چاہے ٹھہرائے
اور جتنی مدت چاہے قرار داد کرلے یہ سب مباح ہے اور شرعاً اس میں کچھ وبال نہیں کوئی مشکل اور دشواری ایسی نہیں ہے کہ اللہ اور
اُس کے رسول نے اس شریعت مطہرہ غرا بیضا میں آسان نہ فرمادی ہو بندہ مطیع و فرماں بردار ہونا چاہیے۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا کذا
قال مولانا مولوی مفتی احمد رضا خاں صاحب فاضل و علامہ بریلوی مدظلہ العالی ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۵۰ نمبر ۲ منع یہ مردوں کو۔ الخ یعنی یہ امورات مذکور مردوں کو ممنوع ہیں اور عورتوں کو یہ ہر سہ امور جائز ہیں ہر سہ امور یعنی ایک تو کسم کے رنگ کا کپڑا۔ دوسرے زعفرانی رنگ کا کپڑا۔ تیسرے ٹخنوں سے نیچا پاجامہ
پہننا یہ تینوں مردوں کو حرام اور عورتوں کو جائز ہیں بلکہ عورتوں کو غیر محرم سے ٹخنے چھپانا فرض ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ عورت اپنے پائچے پائینچہ
گٹوں سے ایک ہاتھ نیچے رکھے اور سونے چاندی کے زیور و ریشم کا حکم اس سے پہلے گذر چکا وہ ان تینوں امور سے علیحدہ ہے۔ منہ ۵ جامہ
مسنون ہے۔ الخ۔ یعنی سبز اور سفید رنگ کا کپڑا پہننا مسنون ہے اور ان دونوں رنگ کا لباس اہل جنت کا ہوگا۔ منہ ۵ اور عمامہ۔ الخ۔
یعنی عمامہ باندھنا سنت ہے اور اس کا شملہ جو پیچھے گردن پر لٹکتا ہے ایک ہاتھ رکھنا اولیٰ و مستحب ہے اور کم از کم اُس کا پاؤ گز یعنی ایک بالشت
رکھنا اور زیادہ از زیادہ اس قدر رکھنا کہ اگر وہ شخص بیٹھے تو وہ شملہ اُس کا ٹھیک زمین تک رہے اُس سے زائد نہ ہو جائز ہے اور اُس سے
کم و بیش ہونے میں شرع ہے کیا معنی کہ کراہت ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶۰ نمبر ۶ قے ہو۔ الخ۔ یعنی قے جو کہ غذا لئے فاسد اندرون شکم ہر ذی روح سے منہ کی راہ سے خارج ہو اور پاخانہ جو کہ فضلہ غذائی ہر ذی روح کا اُس کے مقعد سے خارج اور پیشاب جو کہ فضلہ پانی ہر ذی روح کا اُس کے قضیب وغیرہ کے ذریعہ

اور ار خارج ہو اور منی جو کہ جوہر لطیف تمام بدن حیوانی و مادہ پیدائش ذی روح کا ہے اور خون جو کہ مادۂ حیات حیوانات کا ہے اور زرد آب یعنی پیپ وغیرہ جو کہ مادّہ ناقص حیوانات کی جراحات کا ہے یہ سب چیزیں ان کا حکم آگے مذکور ہے ۱۲۔منہ ؎ کل نشے کی چیزیں ۔ الخ یعنی کل نشہ پیدا کرنے والی چیزیں جو کہ حواس کو مختل و پریشان کر دیں یا آدمی کو بالکل مست و مدہوش بنا دیں مثل شراب اور مدک اور چانڈو اور افیون اور اجوائن خراسانی وغیرہ کے شراب خمر کو کہتے ہیں اور خمر کچا پانی انگور کا ہوتا ہے کہ جو رکھے رکھے اُبلنے لگتا ہے اور جھاگ مارنے لگتا ہے اور سخت و تیز ہو کر جوش کہانے لگتا ہے اُسی کو ام الخبائث کہتے ہیں اور وہ حرام قطعی ہے کہ جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے اور وہ نجس العین ہے مثل لحم خنزیر کے اور منکر اس کا کافر ہے اور خرید و فروخت اس کی حرام ہے اور ہمیشہ پینے والا اس کا قریب کفر کے پہنچ جاتا ہے اور عذاب شدید کا مستحق ہوتا ہے اور اس کے پینے والے پر حد ماری جاتی ہے اور قیامت کے روز وہ شراب طہور سے محروم رکھا گیا ہے اس کا استعمال دواءً و غذاءً ہر طرح ممنوع ہے لیکن اس کا سرکہ بنا لینا درست ہے اور جو شراب کہ انگور کے افشردہ کو آگ پر پکا کر بنائی جائے مثل طلا و انگوری و سکر کھجوری کے وہ بھی مثل خمر کے ہے اور شراب انجیری و گندمی و سعیری و عسلی وغیرہ بھی قریب قریب خمر ہیں حرام ہونے میں اور دیگر نشیات مثل افیون اور چرس اور گانجہ وغیرہ کے اُس سے کم درجہ پر ہیں لیکن حرام یہ سب چیزیں ہیں بدلیل کل مسکر حرام ۱۲ یعنی جو چیز کہ نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے مردار اُس کو کہتے ہیں کہ جو جانوران ماکول میں سے خود بخود مر جائے یا آنکہ گلا دبا کر مار ڈالا جائے پس یہ سب چیزیں جن کا ذکر کیا گیا حرام ہیں اور استعمال اُن کا ناجائز ہے ۔ منہ ؎ جانور جتنے کہ ہیں ۔ الخ یعنی جس قدر جانور مردار خوار ہیں خواہ وہ پنجہ کش پرند ہوں مثل چیل اور گدہ وغیرہ کے خواہ وہ نیشدار درندہ ہوں مثل ریچھ اور گیدڑ اور لومڑی اور بجو وغیرہ کے ۔ منہ ؎ سب شکاری جانور ۔ الخ ۔ یعنی جسقدر جانور کہ شکار پکڑنے والے ہیں خواہ پرند پنجہ کش ہوں مثل باز ۔ جرہ و شکرہ و شاہین اور بہری وغیرہ کے اور خواہ وہ درندہ نیشدار ہوں مثل شیر و گرگ اور چیتہ اور تیندوے اور سیاہ گوش اور بلی اور کتے وغیرہ کے یہ سب مردار ہیں کیا معنی کہ مثل مرے ہوئے جانوروں کے حرام ہیں اور ان کا کھانا جائز نہیں ہے اور اسی طرح خچر ہاتھی اور گدہے پالتو بیکار ہیں کیا معنی کہ ان کا کھانا بھی درست نہیں ہے وہ خچر کہ جس کی ماں گدہیا ہو اور باپ گھوڑا ہو اس کا حکم مثل گدہے کے ہے کہ حرام ہے اور جو خچر کہ ماں اُس کی گھوڑی ہو اور باپ گدہا ہو اس کا حکم مثل گھوڑے کے ہے کہ وہ ہمارے امام اعظم کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور ایک روایت پر مکروہ تنزیہی قریب حلال کے ہے اور ترک اُس کا اولی ہے اگرچہ حلال جانوران میں اُس کا شمار ہے اور گدہا جنگلی جس کو گورخر کہتے ہیں وہ حرام نہیں ہے پس مطلب یہ ہے کہ سب جانوران جن کا ذکر ہوا کیا معنی کہ جملہ پرند پنجہ کش خواہ مردار خوار ہوں خواہ شکار مار اور تمام درندے نیشدار خواہ مردار ہوں خواہ شکار مار ہوں اُن کا گوشت اور دودھ انڈے وغیرہ سب حرام ہیں اور ایسے ہی خچر اور گدہے اور ہاتھی کا گوشت اور دودھ وغیرہ سب ناجائز ہے ۔ خچر اور گدہے کا دودھ ضرورتاً مریض کو استعمال کرانا بعض کے نزدیک بالکراہت جائز ہے اور بعض کے نزدیک منع ہے اور یہی صحیح ہے ۔۱۲ منہ ؎ بندر اور لنگور ۔ الخ ۔ یعنی بندر اور لنگور اور جملہ حشرات الارض مثل چوہا گونس ۔ گلہری ۔ نیولا ۔ سیہی ۔ مینڈک ۔ اوسل ۔ سانڈہا ۔ بسکھاپر وغیرہ کے جس قدر چیزیں کہ زمین کے اندر رہتی ہیں یہ سب اور جن و انسان کہ دونوں ذو العقول سے ہیں ان سب کا ترک کرنا فرض ہے کیا معنی کہ یہ سب چیزیں غیر ماکول ہیں اور مسلمانوں کو ان کا کھانا حرام ہے ۱۲۔منہ ؎ ہے سور قطعی حرام ۔ الخ یعنی سور جس کو کہ خنزیر کہتے ہیں وہ قطعی حرام ہے مثل خمر کے اور اُس کی حرمت نص قطعی آیۂ و لحم الخنزیر ط سے ثابت ہے اور منکر اُس کا کافر ہے ۔ اور علاوہ ان چیزوں مذکور کے باقی سب چوپائے حلال ہیں مثل بھیڑ بکری دنبہ گائے بھینس و اونٹ و ہرن و پاڑہی و چیتل و بارہ سنگھا و نیل گاؤ و سانبھر و گون و گورخر و خرگوش وغیرہ کے فافہم ۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۰۶ نمبر ۶ کا بقیہ ماکول کے کہانے کے واسطے ان کا ذبح کرنا شرط ہے ۔ منہ ؎ ذبح کرتے ۔ الخ ۔ یہ ترکیب جانور مذبوح کے ذبح کرنے کی ہے یعنی ذابح بسم اللہ و اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور اگر ذبح کرنے میں دو شخص شریک ہوں تو اُن دونوں کو بسم اللہ و اللہ اکبر پڑہنا شرط ہے کیا معنی کہ اگر جانور بڑا ہو مثل اونٹ یا بیل گاؤ یا بھینسے وغیرہ کے اور اُن کے ذبح کرنے کے واسطے آلۂ ذبح کو دو مسلمان اپنے ہاتھوں میں لیکر اُس جانور کو ذبح کریں تو اُن دونوں کا تکبیر مذکور پڑھ کر ذبح کرنا شرط ہے اگر ان میں سے ایک پڑہے گا اور ایک نہ پڑہیگا تو وہ جانور ذبح نہو گا مُردار ہو جائیگا ۱۲ منہ ؎ چھوڑ دے قصداً ۔ الخ یعنی اگر کوئی شخص ذبح کرنے والا ذبح کے وقت بسم اللہ و اللہ اکبر کو عمداً ترک کر دے اور بغیر تکبیر مذکور پڑہے جانور کا گلا کاٹ ڈالے تو وہ جانور مُردار ہو جائے گا کیا معنی کہ اگر بمقتضائے بشریت ذبح کے وقت بھول کر تسمیہ مذکور کو چھوڑ دیگا تو وہ

ذبیحہ مردار نہ ہوگا بلکہ حلال قرار پائے گا بہ سبب اس کے کہ خطا و نسیان انسان سے اٹھا لیا گیا ہے لیکن اگر کوئی شخص قصداً بسم اللہ
واللہ اکبر پڑھنا چھوڑدیگا تو پھر ذبیحہ قرار نہ پائے گا اور جانور مذکور مردار حرام ہو جائے گا۔ قنیہ۔ منہ ۹ معتبر ہے ذبیح از اہل کتاب
الخ یعنی جو لوگ کہ مسلمانوں کے سوا اور اہل کتاب ہیں خواہ وہ نصاریٰ ہوں خواہ یہود ہوں اُن سب کا ذبیحہ بھی معتبر و حلال ہے
اور سوائے اہل کتاب کے دیگر کافروں کا ذبح کیا ہوا مردار و حرام ہے منہ ۱۰ قبلہ رخ کو۔ الخ یعنی جانور کو قبلہ کی سمت لٹا کر ذبح کرنا چاہئے
اور خلاف سمت قبلہ بلا وجہ ذبح کرنا مکروہ ہے کیا معنی کہ اگر کوئی گھبراہٹ و جلدی ہو کہ جس سے قبلہ کی سمت ذبح نہ کرسکے تو کچھ مضائقہ نہیں
ہے لیکن اگر کوئی وجہ مانع نہ ہو اور پھر قبلہ کی سمت ذبح نہ کرے تو یہ البتہ مکروہ ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶۲ نمبر ۷ کا بقیہ

کیا معنی کہ اگر پکڑ کر اور زخمی کرکے مار ڈالا ہے تو اُس کو کھا کہ وہ حلال ہے (اور اسی کا نام ذبح اضطراری ہے) اور اگر وہ مرا نہیں ہے ہنوز زندہ ہے اور تو اُس پر پہنچ گیا تو اب اُس کو بموجب قاعدہ معینہ
ذبح کر اور پھر اُس کو تناول کر کہ وہ ذبیحہ ہے اور اگر اب باوجود زندہ پانے کے اُس کو ذبح نہ کرے گا تو وہ مُردار ہو جائیگا۔ واضح ہو کہ اگر سگ
تعلیم یافتہ کے ساتھ دوسرا کتا غیر تعلیم یافتہ مار ڈالنے میں شریک ہو جائیگا تب بھی وہ شکار مردار ہو جائیگا اور باز کے حکم میں ہر پرند شکار کرنے والا داخل
ہے جس میں کہ تعلیم پانے کی قابلیت ہو مثل شکرہ اور شاہین اور بہری اور ترمتی اور ورگڑ و چرخ وغیرہ کے۔ اور کتّے کے حکم میں ہر درندہ چوپایہ شکار
مارنے والا شامل ہے جس میں تعلیم یافتہ ہونے کی قابلیت ہو مثل چیتہ اور سیاہ گوش وغیرہ کے فافہم۔ منہ ۸ تیر پرّاں کا۔ الخ یعنی جس طرح پر کتّے
و باز وغیرہ کا مارا ہوا شکار حلال ہے اسی طرح پر تیر پیکاندار سے شکار مارا ہوا حلال ہے کیا معنی کہ اگر تیر کو بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر چھوڑا جائے اور وہ
تیر نوک کی طرف سے شکار کو زخمی کرکے مار ڈالے جس میں سے کہ خون جاری و نجس نکل جائے تو وہ شکار حلال ہے تیر پرّاں اُس کو کہتے ہیں کہ جس میں دو پر
لگے ہوتے ہیں کہ اُن کے ذریعے سے تیر سیدھا جاکر شکار میں لگتا ہے ٹیڑھا ہوکر جوڑان کی طرف نہیں لگتا ہے اور اگر تیر جوڑان کی طرف سے شکار
میں جاکر لگے اور زخم نہ کرے بلکہ اپنی ضرب کے صدمہ و دباؤ سے شکار کو مار ڈالے تو وہ شکار مردار ہے۔ کیونکہ خون نجس و جاری اُس سے خارج
نہیں ہوتا اور ایسے مردار جانور کو موقوذہ و وقیذ بولتے ہیں۔ منہ ۹ جاکے تو زندہ اگر پائے۔ الخ یعنی جبکہ تو اے صیاد۔ باز و شکرے۔
یا کتّے و چیتے وغیرہ کے پکڑے ہوئے شکار کو یا آنکہ تیر و تلوار وغیرہ سے مارے ہوئے شکار کو زندہ جاکر پائے تو پھر فوراً اُس کو بطریق معمول ذبح
کرے اور دیر مت کرنا کہ اُس وقت اُس کا ذبح کرنا شرط ہے اور واجب ہے کیونکہ اب بغیر ذبح اختیاری کے وہ ذبح نہ ہوگا۔ منہ ۱۰ ذبح
کرکے زندہ کرنا اسے مسیح۔ الخ یعنی اے شکاری اب تو اُس شکار نیم بسمل کو خدا کے نام پر ذبح کرکے ہمیشہ کے واسطے زندہ کردے کیونکہ جو
مذبوح جانور خدا کے نام پر ذبح کیا گیا وہ درحقیقت مرا نہیں بلکہ ہمیشہ کے واسطے جنت کی خاک ہوکر زندہ ہوگیا اور جو جانور کہ بغیر ذبح کے مرا وہ
ہمیشہ کے لئے مرکر مٹ گیا چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام زندہ کرنے کا تھا اس لئے مخاطب کے لئے شکار مارنے کے موقع پر مسیح کا لفظ پُر لطف ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶۳ نمبر ۷

مولوی بلہور کے خرم علی۔ الخ۔ اب یہاں سے اُن علمائے سابق و حال کا ذکر شروع ہوا کہ جو بندوق کے مارے ہوئے شکار کو مُردار کہتے ہیں یعنی مولوی خرم علی صاحب مرحوم بلہوری اور مولانا شاہ اہل اللہ صاحب مرحوم
دہلوی برادر مولانا شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم یہ دونوں صاحب۔ منہ ۸ دونوں نے لکھا ہے۔ الخ یعنی مولوی خرم علی صاحب و مولوی شاہ
اہل اللہ صاحب رحمہما اللہ یہ دونوں گولی سے مارے ہوئے شکار کو ناجائز بتلاتے ہیں مولوی خرم علی صاحب غایۃ الاوطار ترجمہ اُردو درمختار میں
اور شاہ اہل اللہ صاحب ترجمہ فارسی کنز الدقائق میں لکھتے ہیں کہ گولی کا شکار اندفاع عنیف سے مرتا ہے بدیں وجہ وہ ناجائز ہے اندفاع عنیف
سے مرنے کے جوابات آگے چلکر مذکور ہوں گے۔ منہ ۹ اور مرے استاد۔ الخ یعنی جس طرح پہ کہ وہ دونوں حضرات گولی کے مارے ہوئے
شکار کو منع کرتے ہیں اسی طرح میرے استاد مولانا مولوی حسن یعنی مولوی امیر حسن صاحب مرحوم ساکن سہسوان ضلع بدایوں وہ بھی
گولی کے شکار کو منع فرماتے تھے اور وہ اس بارہ میں اساتذہ متاخرین کے قول کو پسند فرماتے تھے اور وہ اپنے استاد مولانا مولوی تراب
علی صاحب لکھنوی کا بھی یہی مقولہ بتاتے تھے۔ واضح ہو کہ قصبہ سہسوان میں مولوی امیر حسن دو عالم ایک وقت میں ہوئے ہیں ایک تو
مولوی سید امیر حسن غیر مقلد جو یک چشم تھے اور قاضی محلہ میں رہتے تھے۔ اور دوسرے میرے استاد مولانا مولوی امیر حسن انصاری۔ یہ
بزرگ مقلد تھے اور بہت بڑے فقیہ تھے و نیز حافظ کلام اللہ شریف تھے اور کلام اللہ شریف کے پڑھنے سے اُن کو نہایت عشق تھا طلباء کے
درس سے جس وقت فارغ ہوتے تھے اس کے بعد برابر کلام اللہ پڑھتے رہتے تھے اور اکثر روزانہ ایک ختم کرلیا کرتے تھے علاوہ ازیں فرائض
کے بہت بڑے جاننے والے تھے اتنا بڑا فرائضی دوسرا کوئی نہیں دیکھا گیا بڑے بڑے پیچیدہ مسائل فرائض کے بہت آسانی سے حل

فرماتے تھے ذوی الارحام کے اصناف سے خوب واقف تھے غرض کہ فرائض میں اُن کا درجہ ان کے دیگر علوم سے بالاتر تھا قوم کے شیخ انصاری تھے اور ملاں ٹولہ کے رہنے والے تھے پس جہاں کہیں اس کتاب میں ان کا نام آیا ہے اس سے یہی بزرگ آخر الذکر مراد ہیں اور اُن کو امیر حسن ثانی بھی کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ مائۃ الف الف مرۃ - منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶۵ نمبر ۳ ہیں محدث بھی بڑے - الخ - یعنی مولانا موصوف علاوہ فقیہ کامل ہونے کے محدث بھی بڑے ہیں جنہوں نے ایک عرصہ دراز تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں رہکر محدثین حجاز سے صحاح ستہ کی سند حاصل فرمائی ہے اور نیز مولانا صاحب موصوف کو جزئیات کی تحقیق بلیغ حاصل ہے بدیں وجہ میرے نزدیک اُن کو بھی مجتہد مقید کا درجہ حاصل ہے پس مولانا موصوف بندوق کی گولی کے شکار کو جو بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر مارا جائے جائز و درست قرار دیتے ہیں ۴ ہو گیا پس وہ حلال و معتبر - الخ - یعنی تکبیر پڑھکر بندوق سے جو شکار مارا جائے اور وہ فوراً مر بھی جائے تو وہ حلال و ماکول ہے اور وہ شکار خواہ گولی سے خواہ گراب سے خواہ چھرے سے مارا جائے سب سے حلال ہو جائے گا مولانا موصوف کا یہی فتویٰ ہے اور مولانا صاحب نہایت شکار دوست بزرگ ہیں ۱۲ - منہ ۴ ذبح ہو - الخ - یعنی جس وقت کہ شکاری کو شکار زندہ ملے تو اُس کو چاہیے کہ فوراً اُس کو بہ طریق معمول ذبح کرے اگر اس وقت زندہ پاتے پر ذبح نہ کرے گا تو پھر وہ شکار مردار ہو جائے گا اور بغیر ذبح اختیاری کے حلال نہ سمجھا جائے گا - قاعدہ شریعت اس بارہ میں قدیم سے یہی ہے کہ آلہ جارحہ کے حربہ سے جو شکار دفعتہً مر جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے اور جو زندہ و بسمل رہے تو حلال کیا جاتا ہے فتدبر منہ ۵ شیخ عبد اللہ - الخ - یعنی مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم جو کہ وہ بھی بہت بڑے فقیہ و محدث تھے اور گذشتہ زمانہ میں دار الاسلام بلدۂ بھوپال کے مفتی تھے وہ بھی - منہ

حاشیہ صفحہ ۱۶۶ نمبر ۵ جبکہ شرط ذبح قائم ہے سدا - الخ - یعنی جبکہ شریعت میں مذبوح جانور کے ذبح کرنے کے واسطے یہ شرط لازم و قائم کر دی گئی ہے کہ جس وحشی جانور کے بدن میں کسی جگہ زخم لگایا جائے اور خون اُس سے بہا دیا جائے اور وہ جانور قبضہ میں آنے سے پہلے مر جائے تو وہ حلال ہے جیسا کہ کتب فقہ میں بالصراحۃ موجود ہے فی الدر المختار ذکوٰۃ الضرورۃ جرح وطعن وانہار دم فی ای موضع وقع من البدن ترجمہ - یعنی ضرورت کے وقت یہی ذبح ہے کہ جانور کو زخمی کر دینا اور کونچ دینا اور خون بہا دینا بدن میں سے جہاں ممکن ہو - خیال کرنے کی بات ہے کہ بندوق کی گولی سے زخم ہوتا ہے یا نہیں اور اُس سے خون نکلتا ہے یا نہیں اور جب زخم و خون دونوں اُس میں کما ینبغی ہوتے ہیں تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ بندوق کا شکار اُس کی جراحت و خونریزی سے نہیں ہے بلکہ اندفاع ثقیل و احراق سے ہے جو کہ فقہ کے مضمون کو صریح خلاف ہے علاوہ ازیں حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امر الدم بما شئت واذکر اسم اللہ ترجمہ یعنی بہا تو خون جانور کا جس چیز سے کہ ممکن ہو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر پس وہ حلال ہے - حدیث شریف کے مضمون سے بھی صاف روشن ہے کہ جس آلہ خونریز سے کہ خون بہانا ممکن ہو اُس سے جانور کا خون بہا دیا جائے تو وہ حلال و معتبر ہے لہذا غور کا مقام ہے کہ آیا بندوق اُس چیز میں داخل ہے یا نہیں کہ جس سے خون بہانا ممکن ہو جیسا کہ حدیث کے جملہ بما شئت میں موجود ہے ہاں وہ ضرور داخل ہے - پس جبکہ فقہ و حدیث کے مضمون سے بخوبی یہ بات ثابت ہے کہ جو چیز زخم کرنے والی اور خون بہانے والی ہو اُس سے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر شکار مارنا جائز و حلال ہے تو پھر فقہائے ما بعد کو اس کی ضد کیوں ہے کہ بندوق کا شکار اُس میں داخل نہیں ہے بعض فقہا کا مثل شاہ اہل اللہ و مولوی خرم علی وغیرہ کے یہ کہنا کہ بندوق کا شکار جرح و طعن سے نہیں مرتا بلکہ اندفاع ثقیل سے مرتا ہے اس لئے وہ ناجائز ہے - یہ مقولہ بہت ضعیف و کمزور ہے کیونکہ اندفاع ثقیل کسی چیز کو زور سے پھینکنے کو کہتے ہیں - پس وہ کونسی چیز ایسی ہے کہ بغیر اندفاع ثقیل کے ذبح کر دے گی - کیا تیر کو یا چھری کو اگر جانور کے بدن پر رکھ دیا جائے تو وہ جانور محض اُس کے رکھنے سے ہی ذبح ہو جائیگا یا کہ ہاتھ کی قوت سے بھی کچھ کام لیا جائے گا اور اگر ہاتھ کی قوت سے بھی کام لیا جائے گا تو وہی اندفاع ثقیل ہوگا - اسی طرح گولی و بارود کا بھی حال ہے کہ اگر اُس کو لیکر جانور کے بدن پر ڈال دیں تو کیا وہ اُس کو اندفاع ثقیل سے ہلاک کر دے گی جب تک کہ اُس کو بندوق میں بھر کر نہ چلایا جائے - اگر اُس میں مخصوص یہ قوت ہے تو یوں ہی جانور کو ہلاک کر دینا چاہیئے اور یہ ناممکن ہے پس اندفاع ثقیل گولی کے لئے کچھ مخصوص نہیں ہے کوئی بھی آلہ بغیر اندفاع ثقیل کے خود بخود ذبح نہیں کر سکتا ہے پھر یہ بات کہ گولی کا شکار اندفاع ثقیل سے مرتا ہے جرح و طعن سے نہیں مرتا ہے بالکل

بے بنیاد ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جیسا زخم یا جرح وطعن کہ بندوق کی گولی سے ہوتا ہے اور جسقدر خون کہ اُس سے نکلتا ہے کسی دوسرے حربہ
ونیزہ وغیرہ سے ممکن نہیں ہے اور بندوق کی جراحت وخون ریزی اظہر من الشمس ہے جو شکار کھیلتا ہے وہ جانتا ہے کہ بعض اوقات بلکہ لیبا اوقات
اُس کا زخم تلوار کے زخم کے مشابہ ہوتا ہے جب کبھی ذبح گاہ پر گولی لگتی ہے تو لیبا اوقات یہ تمیز کسی طرح پر نہیں ہوتی کہ آیا اس کے گولی لگی
ہے دیا کہ یا چھری سے ذبح کردیا ہے اسی طرح پر کمر یا گردن کے قفا پر جب گولی لگتی ہوئی نکل جاتی ہے تو بالکل تلوار کا ساخط اُس کی پشت و گردن
پر ہو جاتا ہے اور اُن کی کہال اس طرح کٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ گویا تلوار سے یا کسی دہار دار چیز سے کاٹی ہے اور خون کا فوارہ اُس سے
ظاہر ہوتا ہے۔ پس اگر بندوق میں جراحت نہیں ہے تو یہ کیا ہے اصل یہ ہے کہ جس چیز میں اندفاع غنیف کے ساتھ جراحت وخون ریزی نہ پائی
جاوے تو وہ البتہ ناجائز ہے اور وقیذ موقوذ میں داخل ہے اور جب کہ جراحت وخون ریزی اس میں لازمی ودائمی ہے تو پہر اندفاع غنیف کا
کیا ذکر ہے۔ جن لوگوں نے محض اندفاع غنیف کو اُس کی حرمت کا سبب قرار دیا ہے وہ اُن کی ناتجربہ کاری پر مبنی ہے کہ وہ درحقیقت
بندوق کی اصل کیفیت وماہیت سے ناواقف ہیں ورنہ حقیقتاً بندوق کی جراحت وخونریزی وتیزی اُمر رالدم بم شیئت کے بالکل مطابق وموافق
ہے اور ایک مفتی صاحب کا اس کے عدم جواز میں قاضی خاں کی یہ عبارت پیش کرنا کہ ولا یحل صید البندقۃ والحجر والمعراض والعصا وما اشبہ
ذالک وان جرح ذالک انتہی قولہ۔ ترجمہ۔ یعنی حلال نہیں ہے شکار بندقہ کا اور پتھر کا اور تیر کے چوڑان سے مارے ہوئے کا اور لاٹھی کا اور
مثل اُن کے کا اگرچہ وہ زخم کر دیں واضح ہو کہ صید البندقہ سے بندوق کی گولی کا شکار مراد لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ بندقہ لغت میں مٹی
کے غلہ کو کہتے ہیں جس کو کہ غلیل میں رکھہ کر چلاتے ہیں اور جس میں خونریزی بالکل نہیں ہوتی ہے اور چونکہ ایک پرانا آلہ مثل گوفن کے ہے اُس
کو بندوق مروجہ حال سے کچھہ مناسبت نہیں ہے اور اب جو بندوق کو بندقہ کہنے لگے ہیں وہ مجازاً ہے نہ حقیقتاً کیونکہ قاضی خاں کا زمانہ
بہت سابق ہے اور بندوق کی ایجاد اُس کے بہت بعد ہے پہر قاضی خاں کی عبارت صید البندقہ سے بندوق کا شکار مراد لینا کس معنی کر
صحیح ہوسکتا ہے جبکہ اُن کے وقت میں اس آلہ کا نام ونشان تک نہ تہا پس عبارت فتاوی مذکور میں اُس کے اصلی معنی متصور ہو کر غلیل کا شکار
غلہ گلی سے حاصل رہیگا جس کے نہ حلال ہونے میں کسیکو کلام نہیں ہے اور جس کا مردار ہونا خود ہم نے آگے بیان کیا ہے یہ شکار غلہ وغیرہ کا ضرور
مردار ہے کیونکہ وہ محض اندفاع غنیف سے مرتا ہے اور جراحت وخون ریزی اُس میں بالکل نہیں ہے اور اسی طرح پتھر ولاٹھی وغیرہ کا حال ہے کہ
اُن میں بہی اندفاع غنیف موجود وجراحت وخون ریزی مفقود ہے اور اگر اتفاقیہ طور پر گاہے یہ چیزیں جراحت کر بہی دیں تو اس کا مطلق اعتبار
نہیں ہے کیونکہ اکثر فعل اُن کا یہ نہیں ہے بدیں سبب اُن کی جراحت اتفاقیہ ساقط الاعتبار ہے جیسا کہ فتاوی مذکور کے آخری فقرہ وان
جرح ذالک سے مترشح ہے حاصل کلام یہ کہ صید البندقہ مٹی کے غلہ کا شکار ہے بندوق مروجہ حال کا ہرگز نہیں ہے اور نہ غلہ وپتھر ولاٹھی
وغیرہ پر اُس کا قیاس صحیح ہے پس بندوق کے شکار کے عدم جواز میں قاضی خاں کی عبارت مذکور پیش کرنا بے سود ہے اور نتیجہ لاحاصل
اگر کوئی شخص غلیل کے شکار کی نسبت فتوی طلب کرے تو اُس کی نظیر میں یہ عبارت ضرور کارآمد ہے اور شامی کی عبارت ولا یخفی ان
الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل۔ ترجمہ۔ یعنی پوشیدہ نہیں ہے کہ گولی کا زخم احراق
اور اس کے ثقل سے ہوتا ہے بواسطہ اندفاع غنیف کے کیونکہ اُس میں تیزی نہیں ہے بدیں وجہ اُس کا شکار حلال نہیں ہے شامی کا
اِس شکار کو حلال نہ کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ دیگر فقہائے متاخرین کا مثل شاہ اہل اللہ صاحب دہلوی ومفتی لطف اللہ صاحب علیگڈہی ومولانا
حافظ امیر حسن صاحب ثانی سہسوانی وغیرہم کے پس اُس کا یہ کہنا جملہ فقہائے صائب الرائے کے واسطے حجت نہیں ہے شامی نے جو اس کے
عدم جواز میں ثقل واندفاع عنیف کی قید لگائی ہے سو اُس کے جوابات تو ہم اوپر دے چکے ہیں جس سے اندفاع عنیف کی اصلیت ظاہر ہوگئی
ہے اب رہا احراق سو وہ اور بہی زیادہ کمزور وضعیف حجت ہے جس کی شرع میں کچھہ حقیقت نہیں ہے۔ یہ بات تو پہلے ہی بتا دی گئی ہے کہ
جو جراحت اتفاقیہ ہو مثل غلیل کے غلہ وپتھر ولاٹھی وغیرہ کی ضرب کے تو وہ معتبر نہیں ہے کیونکہ اکثر فعل اُن کا یہ نہیں ہے اور جو جراحت خونریزی
کہ لازمی ودائمی ہو مثل تیر وتلوار ونیزہ وبلم خاردار وبندوق وغیرہ کے تو وہ یقیناً معتبر ہے بدلیل امر رالدم بم شیئت وذکر اسم اللہ کے پس اگر
بندوق کی گولی میں جراحت وخونریزی کے ساتھہ یہ بہی صفت احتراق موجود ہو تو کیا حرج۔ ایک صفت فاضلہ کے ہونے سے اُس کے اصلی صفات
جراحت وخونریزی کی کیونکر باطل ہوجاتیں گے۔ علاوہ ازیں علامہ شامی کو درمختار کے حاشیہ لکہنے کے وقت شاید اُس کی یہ عبارت یاد نہیں
رہی جو کہ درمختار کے کتاب الذبائح میں موجود ہے کہ حل الذبیح بکل ما آخری الاوداج وانہر الدم ولو بنار۔ الی آخرہ ترجمہ یعنی حلال ہے ذبح کرنا
جانور کا ہر ایک چیز سے جو کہ اس کی رگوں کو کاٹ دے اور خون کو بہا دے اگرچہ قطع وخون ریزی آگ سے ہو آخر تک پس جائے غور وانصاف

ہے کہ جبکہ محض آگ کے جلا دینے سے اگر خون ریزی ہو جائے تو وہ ذبیحہ جائز و حلال ہے جیسا کہ فتاوٰے معتبر و مستند در مختار کا یہ فتاویٰ پر کہ ڈوبنا پر۔ نہ کہ وہ چیز کہ جو یقیناً جانور کو زخمی کرے اور خون کثیر بہائے وہ بہ سبب ایک صفت زائدہ احتراقیہ کے پائے جانے سے آلہ ذبح نہ تسلیم کیا جائے یہ شامی کی کیا تحقیق ہے اور شکار بندوق کے عدم جواز کی کیا حجت قاطع ہے کیا معنی کہ آگ کے جلانے سے خون ریزی نہیں ہوتی ہے محض سوختگی ہوتی ہے کہ جس سے گوشت پوست وغیرہ جلکر کباب ہو جاتا ہے اس صورت میں صاحب درمختار کا یہ مطلب ہے کہ اگر بوجہ من الوجوہ آگ سے بھی یہ امر ممکن ہو کہ رگوں وغیرہ کو کاٹ کر خون بہا دے تو وہ ذبیحہ درست و حلال ہے۔ پھر اس پر شامی کی یہ حاشیہ نگاری کہ بندوق کی گولی کا شکار احراق سے ہے تیزی و باڑہ سے نہیں ہے پس وہ حلال نہیں ہے۔ کیا معنی رکھتا ہے۔ اور بندوق کے شکار کے عدم جواز پر کہاں تک سند ہو سکتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ط دوسرے فاضل کا یہ کہنا کہ بندوق میں توڑ ہے کاٹ نہیں ہے پس بغیر ذبح کے جائز نہیں ہے۔ اب تحقیق طلب یہ بات ہے کہ آیا توڑ اور چیز ہے اور کاٹ اور چیز یا وہ دونوں ایک ہیں۔ اگر وہ دونوں ایک ہیں تو توڑ میں کیا بات ہوتی ہے اور کاٹ میں کیا ہوتا ہے۔ توڑ میں یہ بات ضرور ہے کہ ایک چیز اپنی قوت سے دور تک توڑتی چلی جاتی ہے کاٹ میں یہ بات ہے کہ کسی چیز کو تراشش دے بیشک یہ دونوں صفات باہم توام ہیں اور ایک دوسرے سے انفکاک نہیں ہے اگرچہ استعمال اُن کا ہر ایک شے کے ساتھ مخصوص ہو مگر وہ دونوں متحد المعنی ضرور ہیں مثلاً تیر یا نیزہ یا بلم کہ اُن میں بھی جراحت کے ساتھ توڑ موجود ہے پس اگر تیر کو کسی نشانہ پر مارا جائیگا تو یہ نہیں کہا جائیگا کہ تیر نے نشانہ کاٹ ڈالا بلکہ یہی کہا جائیگا کہ تیر نے نشانہ توڑ دیا اور جیسا کہ فردوسی نے بھی اُس کو بیان کیا ہے شعر چو پیکاں بوسید انگشت او ؛ گذر کرد از مہرہ پشت او ؛ پس تیر کا مہرہ پشت سے گذر جانا اُس کو تراشنے پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے توڑ دینے پر شہادت دیتا ہے حالانکہ تیر میں جراحت یقینی ہے۔ مگر اُس کا استعمال توڑ کے ساتھ مخصوص ہے اور جیسا کہ ایک اُردو کے شاعر نے بھی کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے شعر سخت جانی نے کیا تن کو حصار آہنی ؛ آج تیرے تیر کا دیکھیں گے لے خونخوار توڑ۔ تو اب یہاں ہمارے مناجین فقہا تیر میں کاٹ ثابت کریں گے یا توڑ اور اسی طرح تلوار اور چھری کا استعمال کاٹ کے ساتھ مخصوص ہے جس طرح نظامی کا یہ مقولہ کہ چو جا کر شمشیر او کار کرد ؛ دو را یکے راہ و کرد دو را چار کرد۔ کہ یہاں پر ایک کا دو اور دو کے چار کر دینے سے یقینی تراش دینا مقصود ہے کہ جس کو کاٹ ڈالنا کہتے ہیں حالانکہ تلوار اور چھری میں بھی توڑ موجود ہے کہ جب اُن میں سے کسی کو نوک کی جانب سے سید یا پیوستہ کیا جائے گا تو وہ وار پار ہو جائیں گی اور اُس وقت اُس کو تراشنا نہ کہیں گے۔ بلکہ توڑ دینا بولیں گے۔ لیکن تلوار کے ساتھ استعمال مخصوص کاٹ کا ہی ہوتا ہے اس سے یہ غرض ہے کہ توڑ اور کاٹ یہ دونوں بالکل علٰحدہ نہیں ہیں اگرچہ استعمال اُن کا اپنے اپنے موقع پر آتا ہے پس یہی حال بندوق کا بھی ہے کہ اس میں بہ سبب دور اندازی و راست بازی کے اُس کے نشانہ کا نام توڑ رکھا گیا ہے اور اُس کی زد کو توڑ دینا کہتے ہیں ورنہ اُس میں جراحت بھی ضرور ہے جیسے کہ تیر و بلم وغیرہ میں پائی جاتی ہے پس اگر توڑ اور کاٹ دونوں ایک چیز ہیں تب اور اگر دونوں مختلف ہیں تب اس میں شک نہیں کہ بندوق میں توڑ کے ساتھ کچھ نہ کچھ کاٹ بھی ضرور ہوتا ہے اوّل وہ بدن کو کاٹے گی اُس کے بعد توڑیگی اور اُس کے کاٹ اور توڑ میں ایک گونہ احتراق بھی ہوگا پس یہ توڑ اور کاٹ اور احتراق اُس کے مارے ہوئے شکار کے ذبیحہ ہونے میں کچھ مضر نہیں ہیں جبکہ اُس میں پوری صفت زخم و خون ریزی کی موجود و لازمی ہے کذا قال مولانا و مقتدانا شاہ عبدالقادر خاں صاحب نقشبندی شاہجہانپوری مدظلہ العالی۔ منہ ؎ اور ہیں یہ بندوق میں۔ الخ یعنی زخم کر دینا اور خون بہانا جو کہ ذبح اختیاری و ذبح اضطراری دونوں کے واسطے مشروط ہیں وہ بندوق میں بخوبی موجود ہیں جیسا کہ اوپر حاشیہ میں ثابت کر دیا ہے پھر اُس کا مارا ہوا شکار حرام کیوں کہا جاتا ہے کہ اُس میں اجتماع ضدین لازم آتا ہے۔ منہ ؎ کیا یہی انصاف ہے۔ الخ یعنی کیا یہی انصاف ہے کہ کتے یا چیتے کا پکڑا ہوا جانور جو کہ گلا گھونٹ کر شکار کو مار ڈالتا ہے وہ تو ذبح قرار دیا جائے اور ذبیحہ تسلیم کیا جائے جس میں صریح اندفاع عنیف موجود ہے اور بندوق کا شکار جو کہ بہت بڑا زخم کر دیتا ہے اور خون بہت کثیر بہا دیتا ہے وہ جائز نہ ہو اُس میں اندفاع عنیف کی قید بلا ضرورت لا کر شامل کر دی جائے یہ کیا انصاف ہے مطلب یہ ہے کہ جبکہ کتے یا چیتے کی گرفت میں محض اُس کے دندان و نیش خون ریزی کی وجہ سے وہ شکار ذبیحہ و حلال قطعی رکھا گیا ہے اور اُس کے گلا گھونٹنے کو جو کہ یقیناً اندفاع عنیف میں داخل ہے کچھ لحاظ نہیں کیا گیا تو پھر یہاں بندوق کے شکار میں اُس کی جراحت خون ریزی کثیر کو چھوڑ کر اندفاع عنیف کا حیلہ کیوں کیا جاتا ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۲۰۷ نمبر ۵ کا بقیہ اللہ محدود لا یحصل بہا تبیین الدم انجس طحطاوی علی الدر میں ہے المشترط فی الذکاۃ فری الاوداج وانہار الدم وہذا لا یحصل الا بمحدد۔ ان سب اقوال سے

ثابت ہے کہ زکوٰۃ حیوان کے واسطے دہاردار آلہ کی شرط ہے اور یہ ہر بچہ جانتا ہے کہ گولی میں دہار نہیں ہوتی اور اُس سے ہلاکت محض اُسکے اندفاع عنیف سے ہی ہوتی ہے لہذا جب وہ قوت قریبہ اُس کی ختم ہو جاتی ہے تو وہی گولی ٹھنڈی ہو کر کپڑوں بالوں میں اُلجھکر رہجاتی ہے لڑائی کے موقع پر اکثر سپاہی کے بدن اور وردی سے جھڑتی ہے پس اگر اُس میں دہار ہوتی تو اُس پر بھی وردی اور بدن سے رگڑ کہا کر کچھ نہ کچھ کاٹا کرتی چونکہ اُس میں دہار نہیں لہذا اُس کے مارے ہوئے صید میں حلت ناممکن۔ گولی سے کہئے کہ شعور شکار کی جو ہوس ہے تو دہار پیدا کر ۲۰ ورنہ دل کے پہلوؤں کو اپنے پھوڑا کر۔ ن وگرنہ دل کے جلے آبلوں کو توڑا کر ۲۰ اصل بات یہ ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں ضارب مضروب آلہ۔ ضارب کے فعل سے کسی آلہ کو مفر نہیں تلوار ہو یا لاٹھی سر پر رکھدینے سے کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ ضرور ہے کہ ضارب اُسی مضروب کی طرف دفع دیکھتا ہے کہ آلہ حرکت ارادی نہیں رکھتا نہ مضروب کی طرف اُس کا میل طبعی تو قسر قاسر اور اُس کے سبب نفس اندفاع سے کسی آلہ کو چارہ نہیں یہ تو جانب ضارب سے ہوا مضروب سے ضرور ہے کہ اُسے تاثر و انفعال ہو ورنہ بار بار لاٹھی اور تلوار ماری جاتی ہے اور کچھ اثر نہیں ہوتا اسقدر میں جمیع آلات مشترک ہیں فرق نفس آلہ کی ایک ہیات وصفت میں ہے جو سرعت نفاذ کا باعث ہوتی ہے جسے حد یا حدت اور فارسی میں دم اور اردو میں دہار کہتے ہیں جس چیز میں دہار ہو خفیف دفع سے پیرجاتی ہے بے دہار کی چیز دفع عنیف چاہتی ہے کہ وہ اپنی لطافت و حدت کے باعث جلد تفریق اتصال کرتے تھوڑی قوت سے نفاذ کرے گی اور موٹی چیز لاٹھی پتھر گولی وغیرہ فی نفسہ کوئی ایسی صفت نہیں رکھتی کہ نفاذ پر معین ہو بلکہ وہ قوت دافعہ کے سبب جسم مضروب سے مصادمت کرتی ہے پھر اگر دافعہ کم ہے کہ جسم مضروب پر غالب نہ پڑے تو گیند کی طرح پٹا کہا کر جدا ہو جاتی ہے اور اگر قوی ہے تو جسم مقابل کو دباتی ہے اُس میں تاب مقاومت نہونے کے سبب وہ دبتا ہے اور ہر اتصال کے لئے ایک حد رکھی گئی ہے کہ اُس حد تک دباؤ قبول کرسکتا ہے مصادم کو جگہ دیگا اور ٹوٹے گا نہیں مگر جب اُس حد سے تجاوز ہوگا ناچار ٹوٹ جائے گا اور اب تفریق اتصال ہوگا اسی کا نام زخم ہے اور جبکہ وہاں دم موجود ہے کہ حجاب عروق وجلد سے محبوس تھا اُس حجاب کے ارتفاع سے خواہی نخواہی خروج کرے گا تو زخم بھی ہوگا انہار دم بھی ہوگا مگر کاٹ نہ ہوگا توڑ ہوگا کاٹ کے لئے دہاردار ہونا شرط ہے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ربڑ کی ایک طویل رسی مجوف خون بہر کر دو طرف باندہکر سیدہی تان دی جائے اور اُسے بیچ میں سے ہاتھ سے پکڑ کر کھینچے جہاں تک اُس میں دبنے کی صلاحیت ہے دبیگی اور سلامت رہیگی مگر جب حد سے متجاوز ہوگا ٹوٹ جائے گی خون بہ جائے گا اس پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہاتھ آلہ قاطعہ ہے جو زخم اور انہار دم کر دیتا ہے اسی رسی پر تلوار مار کر دیکھئے اپنے تناؤ سے اسے شاید ہی جھکنا پڑے کہ کٹ جائے گی اور لاٹھی مار کر دیکھئے اُسے دبائے گی جھکائے گی یہانتک کہ توڑ دے گی یہ معنی اندفاع عنیف کے ہیں یعنی اُس میں فی نفسہ کوئی صفت معین نفاذ نہ ہو بلکہ دفع کی قوت وشدت وسطوت ہی جسم مقابل کو اُس سے اتنا دبواسکے کہ تفریق اتصال ہو جائے اور یوں نفاذ پیدا ہو یہ نفاذ اندفاع عنیف سے ہوگا اور زکوٰۃ اختیاری اضطراری کسی میں ہرگز شرعاً مورث حلت نہیں جنگل میں ہرن بہاگا ہوا جاتا ہے اُس کے سر پر لوہے کا ڈنڈا زور سے مارسے سر پہٹ جائے گا ہرن مرجائے گا زخم ہو جائے گا خون بہ جائیگا سب کچھ ہوگا مگر ہرن بالاجماع حرام ہے اس لئے کہ یہ زخم و انہار دم دہار سے نہ ہوا بلکہ اندفاع عنیف سے یقیناً بداہتہً بعینہٖ یہی حالت گولی کی ہے تو جو اُس سے حلال کہیگا اُس کو اُس ڈنڈے سے بھی کہیگا اور اجماع کا خلاف کرے گا خلاصہ یہ ہے کہ جرح وانہار تو ہر قسم کے آلہ سے ہوتا ہے مگر جو آلہ اپنی صفت سے نفوذ والا ہو اُس کے زخم کو کاٹ کہیں گے اور اُسے آلہ قاطعہ اور جس میں فی نفسہ وہ صفت نہ ہو بلکہ قوت دفع فاعل و انتہائے تمدد قابل کے باعث تفریق اتصال ہو کر نفوذ ہو تو اُس کے زخم کو توڑ کہیں گے اور اسی آلہ فاتحہ۔ اب دیکھ لیجئے کہ گولی اور تلوار میں کیا فرق ہے تلوار بکری کے گلے پر جتنا ہلکا ہاتھ چاہیئے ہے اُس سے دو چند بلکہ وہ چند قوت سے گولی اُس کے گلے پر رگڑنے سے نفوذ تو درکنار اصلاً خط بھی نہ آئیگا تو معلوم ہوا کہ گولی میں کوئی صفات مقتضی نفاذ نہیں بلکہ وہ تو وہی شدید عنیف تصادم چاہتی ہے جس کے سبب جسم کو توڑ کر اندر داخل ہو ولہذا آئمہ وعلما نے تصریح فرمائی ہے قطع وہی آلہ کرے گا جو دہاردار ہو اجناس وامام اتقانی وعلامہ طحطاوی کی عبارات اوپر گذریں اور محیط امام شمس الائمہ سرخسی وفتاوی عالمگیریہ میں ہے آلاتہ علی ضربین قاطعۃ وفاسخۃ فالقاطعۃ علی ضربین حادۃ وکلیلۃ دہاردار تیز ہو تو حادہ کہتے ہیں اور کند ہو تو کلیلہ ہر طرح قاطع کے لئے دہاردار ہونا لازم ہوا اُس کے غیر کو فاسخہ کہا یعنی سکنندہ اُس کا حکم یہ بتایا کہ لایجوز الذبح بہا بالاجماع آلہ زکوٰۃ نہیں اور اُس کا مارا ہوا مردار ہے یہ شرط ہے آلہ کی۔ اور یہ معنی ہیں کاٹ اور توڑ اور

اندفاع علیت کے یہ ہے بحمد اللہ تعالیٰ وہ تقریر منیر کہ بنظر انصاف ملاحظہ کرنے سے تمام شبہات کے دفع کو کافی ہے اور حدیث امرر الدم بما شئت واذکر اسم اللہ میں تو آلہ خونریزی کی تخصیص بھی نہیں بلکہ بما شئت ہے یعنی جس سے چاہے خون بہا دے پیروہ آہنی ڈنڈے کا مارا ہوا کیوں حرام ہوا امرار دم تو قطعی ہو گیا معہذا حدیث زکوٰۃ اختیاری میں ہے کیا گائے بکری کے گلے پر بندوق مارے جس سے تین رگیں کٹ جائیں تو ذبح ہو جائے گی۔ اور اونٹ کا معاملہ تو اور آسان ہے کہ اُس کے منحر پر نیزہ مارا جاتا ہے جب بندوق بھی ویسا ہی آلہ ہے تو نیزہ نہ سہی گولی مار کر گرا دیں حلال ہو گیا جس نے فقہ کی کچھ بھی خدمت کی ہو وہ اسے جائز نہ کہے گا تو روشن ہو گیا کہ گولی فی نفسہ آلہ جارحہ نہیں ورنہ تبدیل محل سے تبدیل نہ ہو جاتی بلکہ ساری کرامات بندوق بارود کی ہے پھر آخر یہ کیوں۔ تو اس کا کھلا ہوا جواب یہی ہوگا کہ غلیل اُسے اس زور سے نہیں پھینکتی جس شدید طاقت سے بارود دفع کرتی ہے وہی اندفاع علیت آگیا اور یہ بات پہلے بتا دی گئی ہے کہ یہاں مدار دار پر ہے اور یہ بھی کہ سنگ فلاخن کی اکثریت بندوق سے بھی زائد ہے اور یہ بھی کہ بندوق کی گولی کی ذات سے نہیں بندوق و بارود کے دفع علیت سے ہے پوری قوت کی لاٹھی بھی ضرور زخم کرتی ہے مگر دشمن کے مقابل اُس کا پوری قوت سے پڑنا ہے کار ہے دار دبخلاف بندوق کہ اُس کا داغنا اگرچہ تھرتھرا ... ہاتھوں سے ہو اپنا کام پورا کرتا ہے اور یہ بھی کہ غلیل میں جا کر وہی گولی اکثری نہیں رہتی اور یہ بھی کہ بما شئت میں اکثری وغیرہ کسی کی قید نہیں علامہ شامی قدس سرہ السامی کی تحقیق سرسری نظر سے نہیں سمجھی جاتی آگ سے ذبح ہو جائے گا ہو جائے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اگر جواز ہی مانئے تو آگ وہی سکے گا جو تحقیق کر دیا گیا آگ فی نفسہ قوت نفوذ دار سے بھی زائد رکھتی ہے اپنے نفوذ میں کسی دفع علیت بلکہ خفیف کی بھی محتاج نہیں دھار کی تعریف میں جب کمال مبالغہ چاہتے ہیں کہتے ہیں دھار کیا ہے ہوا ہے اور آگ ہوا سے بھی لطیف تر ہے تو دھار بدرجہا الطف ہے گولی گرم ہو کر اپنی بھدی جسامت کہاں لیجائے گی۔ ۱۲ منہ ؂ توڑ اور کاٹ کی تحقیق تو اس جلیل بیانہ پر ہو چکی جس کا توڑ یا کاٹ ناممکن ہے یہ جو بیان مجوز نے توڑنے کے محاورہ کا کیا وہ یہاں سے مس نہیں رکھتا وہ توڑ بمعنی شکستن نہیں بلکہ بمعنی پیرتاب ہے یعنی بلہ پیریدن و شکستن کا فرق وہ ہے جو محیط امام اجل شمس الائمہ سرخسی و بدائع امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی و فتاوی عالمگیریہ میں ہے اور جس کی نقل گذری۔ اس پر بھی اگر کوئی صاحب نہ سمجھیں اور توڑ اور کاٹ کو ایک چیز قرار دیں تو یہ اُن کی اپنی سمجھ ہے۔ ہذا قول مولانا احمد رضا خاں بریلوی سلمہٗ۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۹ نمبر ۲ کا بقیہ جس طرح ماں باپ زوج زوجہ وغیرہم پس سب سے پہلے حصہ فرض ذوی الفروض کو دیا جاتا ہے اُن کے فرض دے دینے کے بعد اگر کچھ بچے تو پھر عصبات نسبی کو دیا جاتا ہے۔ عصبہ اس کو کہتے ہیں کہ بعد دینے فرض ذوی الفروض کے باقی سب مال کا مستحق ہو اور اگر عصبہ چند کس ہوں تو وہ سب بحصہ مساوی آپس میں بانٹ لیں اور اگر عصبہ ایک ہو تو وہی ایک باقی سب مال لے لے۔ اور اگر ذیفرض کوئی نہ ہو تو بھی وہ عصبہ سب مال خود لے لے یا چند ہوں تو برابر بانٹ لیں عصبہ کی دو قسمیں ہیں اول عصبہ نسبی دوم عصبہ سببی۔ عصبہ نسبی وہ ہے جس کا سلسلہ نسب کی وجہ سے ہو جیسے بیٹا اور باپ اور بھائی اور عصبہ سببی وہ ہے جس کا سلسلہ ایک سبب ظاہر سے ہے یعنی آزاد شدہ غلام کا آقا پس عصبہ نسبی کے نہ ہونے کی صورت میں سببی اُن کے قائم مقام ہو جاتا ہے ۱۲ منہ ؂ ہوں نہ عصبات سبب موجود۔ الخ۔ یعنی اگر عصبہ سببی بھی کوئی نہ ہو تو اُس عصبہ سببی کے وارثوں میں جو عصبہ ہو موجود ہو وہ وارث میت قرار دیا جاتا ہے ۱۲۔ منہ ؂ ہوں نہ وہ بھی۔ الخ۔ یعنی اگر عصبہ سببی کے عصبات میں سے بھی کوئی پایا نہ جائے تو اُس حالت میں اصحاب فرائض یعنی ذوی الفروض اہل رد پر باقی ترکہ رد کر دیا جائے اس کا بیان مفصل رد کے بیان میں آئیگا۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۰ نمبر ۵ ہے دوم ممنوع۔ الخ۔ یعنی دوسری بات جو ترکہ مورث سے وارث کو ممنوع کر دیتی ہے کسی وارث کا غلام ہوتا ہے کیا معنی کہ اگر کوئی وارث کسی کا غلام ہو گا تو وہ مورث کے ترکہ سے محروم و ممنوع ہو گا اس کو کچھ نہ ملے گا اسی طرح اگر غلام مرے گا تو اُس کا مال متروکہ سوا اُس کے آقا کے کسی کو نہ ملے گا کیونکہ عبدیت مانع وراثت ہے ۱۲۔ منہ ؂ اختلاف دین سوم ہے۔ الخ یعنی تیسری چیز مانع وراثت اختلاف دین مورث اور وارث کے درمیان میں ہے کیا معنی کہ اگر کسی مورث مسلمان کا وارث کافر ہو گا تو اس کافر وارث کو کچھ نہ ملے گا ۱۲۔ منہ ؂ ہے چہارم اختلاف ملک و دار۔ الخ۔ چوتھی چیز مانع وراثت اختلاف ولایت ہے کافروں میں۔ کیا معنی جبکہ کافروں میں ایک کافر کسی ملک میں رہتا ہو اور اُس کا وارث یا مورث کسی دوسری ولایت میں رہتا ہو جہاں بادشاہ جداگانہ ہو اور اُن دونوں سلطنتوں میں میل نہ ہو تو بھی اُن دونوں میں میراث ایک دوسرے کو نہ ملے گی یہ حکم اختلاف دار کا کافروں کے لئے مخصوص ہے مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ منہ ؂ جہل ترتیب اجل پنجم۔ الخ یعنی پانچویں چیز مانع وراثت جہل ترتیب موت ہے وارثوں میں کیا معنی کہ اگر چند تن مورثوں اور وارثوں میں سے باہم ایک ساتھ کہیں پر مرجائیں مثلاً کسی لڑائی میں ایک ساتھ سب کے سب مارے جائیں یا کسی دریا میں ڈوب

جائیں یا کہیں آگ سے جل جائیں یا کسی مکان میں دب کر مر جائیں یا ریلوں کے لڑ جانے سے ایک گاڑی کے آدمی سب کے سب مر جائیں جیسا فی زمانہ اکثر ہندوستان میں ہوا کرتا ہے اور اُنہیں سے کسی وارث یا مورث کا آگے پیچھے مرنا معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ سب ورثا باہم ایک دوسرے کے وارث قرار نہیں پائیں گے اور اُن کے دیگر ورثا جو زندہ ہوں گے وہی لوگ براہ راست اُن کے وارث بنیں گے اور ترکہ پائیں گے جہل ترتیب اسی کا نام ہے کہ مورث و وارث کے آگے پیچھے مرنے کا حال نہ معلوم ہو کہ کون پہلے مرا ہے ۱۲- منہ ۵۹ جو کہ ہے ممنوع - الخ - یعنی جو شخص کسی وجہ سے اپنے مورث کے ترکہ و میراث پانے سے منع کیا گیا جیسا ابھی اوپر بتایا جا چکا ایسا ممنوع شخص دیگر ورثا کا مانع میراث نہیں ہوتا۔ کیا معنی کہ اگر وہ شخص بسبب موانع ارث کے اپنے مورث کا ترکہ خود نہیں پا سکتا ہے تو یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی کسی دوسرے بھائی یا بھتیجے وغیرہ کو بھی جو اس ممنوع کے وارث ہونے کی صورت میں میراث نہ پا سکتے ہوں۔ اب بھی اُنکو میراث پانے سے منع کرے یا روکے یہ بات نہیں ہے۔ مثلاً ایک شخص کافر ہے یا کسی کا غلام ہے اور مورث مومن و آزاد ہے تو یہ کافر یا غلام بسبب پائے جانے مانع کفر عبدیت کے خود تو ترکہ مورث کے پانے سے ممنوع و محروم ضرور ہے لیکن دوسرے وارث کو جس کو کہ اس کے میراث پانے کی حالت میں کچھ نہ ملتا مثلاً اس کے بھتیجے کو۔ تو وہ اب اپنے اس بھتیجے کا مانع نہیں ہو سکتا کیا معنی کہ اُس کا بھتیجا اپنے دادا کے ترکہ میں سے یا چچا کے ترکہ میں سے اب میراث پا سکتا ہے ممنوع کا تو یہ حال ہے مگر محجوب کا یہ حال نہیں اُسکا حکم دوسرا ہے کیا معنی کہ جو شخص خود کسی مورث کے ترکہ پانے سے محجوب ہو گیا ہو تو دیگر وارثان کا بھی حاجب بنجاتا ہے۔ حجب کی دو قسمیں ہیں ایک حجب حرمان۔ دوسرا حجب نقصان حجب حرمان وہ ہے کہ ایک قوی وارث کی وجہ سے ضعیف وارث کو کچھ نہ ملے جس طرح بیٹے کے سامنے پوتے کو اور ماں کے روبرو جدہ کو کچھ نہیں ملتا اور حجب نقصان وہ کہ ایک وارث کی وجہ سے دوسرے وارث کا حصہ کم ہو جائے جس طرح اولاد کے سامنے بی بی کا بجائے چہارم کے آٹھواں حصہ شوہر کا بجائے نصف کے چوتھائی رہجاتا ہے پس وارث محجوب خواہ حجب حرمان ہو۔ خواہ حجب نقصان ہو بعض صورتوں میں دیگر وارثان کو بھی محجوب کر دیتا ہے مثلاً ایک شخص مرے اور وارث اپنے ایک باپ اور ایک دادی۔ اور ایک نانی کی ماں یعنی پرنانی چھوڑے تو صورت مذکورہ میں دادی بسبب باپ کے محجوب ہے اور نانی کی ماں باپ سے محجوب نہیں ہے مگر وہ دادی سے کہ جدہ قریبہ ہے محجوب ہے پس اس صورت میں نانی کی ماں کو بھی کچھ نہ ملے گا محجوب الارث دادی نے نانی کی ماں کو بھی کچھ نہ ملنے دیا اور محجوب رکھا منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۲ بقیہ نمبر ۱

للذکر مثل حظ الانثیین ط ترجمہ یعنی جبکہ میراث میں بہن بھائی شامل ہوں تو ان میں ایک بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ دیا جائے یہ حکم لڑکیوں اور پوتیوں اور پرپوتیوں کو یکے بعد دیگرے نیچے تک سب کو شامل ہے ۱۲- منہ ۵۸ ساتھ ایک اگلی کے گر ہوں پچھلیاں الخ یعنی اگر فرائض میں ایک اوپر والی لڑکی کے ساتھ نیچے کے درجہ کی لڑکی ایک خواہ زائد موجود ہوں مثلاً ایک صلبی لڑکی کے ساتھ دو پوتیاں یا ایک پوتی ہو یا ایک پوتی کے ساتھ اُس سے نیچے کی ایک پرپوتی یا دو تین پرپوتیاں موجود ہوں اسی طرح نیچے تک سمجھنا چاہئے تو ایسی صورت میں ان نیچے والی لڑکیوں کو خواہ ایک ہو خواہ زائد ہوں چھٹا حصہ دیا جائیگا۔ منہ ۵۹ ہوں یہ سب محجوب۔ الخ۔ یعنی یہ نیچے کی درجہ کی لڑکیاں محجوب ہو جاتی ہیں جبکہ اوپر کے درجہ میں بجائے ایک کے دو یا زائد لڑکیاں موجود ہوں مثلاً اگر فرائض میں دو یا زائد لڑکیاں ہوں تو نیچے والی پوتیاں کچھ نہ پائیں گی یا دو یا زائد پوتیاں ہوں تو ان سے نیچے کی پرپوتیاں سب محجوب ہو جائیں گی اور پھر اُن کو کچھ نہ ملے گا ہاں اگر ان نیچے والی لڑکیوں کے ساتھ میں کوئی اُن کا بھائی بھی شامل ہو تب۔ ۱۲- منہ ۶۰ یا کہ ان سے بھی ہو نیچے۔ الخ۔ اگر نیچے والی لڑکیوں کے ساتھ کوئی لڑکا نہ ہو بلکہ اُن سے بھی نیچے کے درجہ میں کوئی لڑکا پایا جاوے مثلاً دو لڑکیوں کی موجودگی میں ایک پوتی یا دو پوتیاں ہوں اور ایک پوتا ہو اور اگر پوتا نہ ہو تو ان سے نیچے کے درجہ میں پرپوتا یا پرپوتے کا بیٹا پوتا ہو تو ایسی صورت میں پھر یہ نیچے کے درجہ کی لڑکیاں اوپر کے درجہ کی دو یا زائد لڑکیوں سے محجوب نہ ہوں گی اور بعد دینے فرض اوپر والیوں کے نیچے والیاں باقی ترکہ میں سب اپنے بھائی یا بھتیجے کے ساتھ شامل ہو کر بطور عصوبت حصہ پائیں گی کیا معنی کہ مادہ کو اکہرا اور نر کو دوہرا بانٹا جائے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ پوتیاں یا پرپوتیاں زائد لڑکیوں سے محجوب و بے بہرہ ہیں مگر جبکہ اُن کے ساتھ اُن کا بھائی اور وہ نہ ہو تو اُن کا بھتیجا یا بھتیجے کا بیٹا یوتا پایا جاوے تو اُس حالت میں یہ محجوب نہ رہیں گی اور بسبب اپنے بھائی یا بھتیجے کے یہ بھی ترکہ پانے میں شریک ہو جائیں گی اور باقیماندہ ترکہ میں بحساب للذکر مثل حظ الانثیین ط ترکہ پائیں گی۔

مثال اگلے صفحہ میں ہے۔

مسئلہ ۱۵/۳ — زید

۱۸

سعیدہ	حمیدہ	مجیدہ	رشیدہ	وحیدہ	شہیدہ	احمد سعید
بنت	بنت	بنت الابن	بنت الابن	بنت ابن الابن	بنت ابن الابن	ابن ابن الابن
۶	۶	۱	۱	۱	۱	۲

صورت مذکورہ میں زید فوت ہوا اور اُس نے دو لڑکیاں صلبی سعیدہ وحمیدہ اور دو پوتیاں مجیدہ ورشیدہ اور دو پرپوتیاں وحیدہ و شہیدہ اور ایک پرپوتا احمد سعید چھوڑے چونکہ لڑکیوں سے پوتیاں پرپوتیاں اور پوتیوں سے پرپوتیاں لڑکے کے نہ ہونے کی صورت میں محجوب ہیں مگر چونکہ پرپوتیوں کے ساتھ ایک ان کا بھائی احمد سعید بھی موجود ہے بدیں وجہ اب وہ سب پوتیاں پرپوتیاں ترکہ پانے میں شریک ہوں گی یہاں یہ سبب پائے جانے دو ثلث فرض بنات کے مسئلہ تین سے ہوا تین کی دو تہائی بنات کو دی گئیں وہ دو سہام ہیں اور اُن پر منقسم ہیں باقی رہا ایک سہام وہ فریق دوم پر غیر منقسم ہے چونکہ فریق دوم میں احمد سعید مثل دو بنات کے ہے بدیں وجہ وہ سب نفر چھ ہوتے ہیں ۶ میں اور ایک میں تباین ہے لہذا بموجب قواعد تصحیح ۶ عدد رؤس کو اصل مسئلہ تین میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوئے اب اُن سے سب کو حصہ رسد ٹھیک تقسیم ہوتے ہیں مقصود یہ ہے کہ بہ سبب ہونے احمد سعید پرپوتے کے سب پوتیاں پرپوتیاں بہرہ مند ہوگئیں فتدبر۔ منہ ۱۱ جبکہ نیچے تک ۔ الخ۔ یعنی میت کے لڑکیاں نیچے تک جب کچھ نہ ہوں کیا معنی کہ نہ لڑکیاں صلبی ہوں نہ پوتیاں نہ پرپوتیاں ہوں کہ یہ سب نیچے تک یکے بعد دیگرے لڑکیوں کے حکم میں داخل ہیں تو پھر اُسوقت میت کی بہنیں اگر ہوں تو وہ بجائے اُن لڑکیوں کے اُنکا فرض معین حاصل کرتی ہیں کہ ایک بہن کو نصف اور دو یا زائد کو دو ثلث ملتے ہیں۔ منہ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۱۷۳ نمبر ۳ جبکہ ہوں یہ ساتھ بھائی کے۔ الخ۔ یعنی یہ بہنیں اگر اپنے اپنے مثل بھائیوں کے ساتھ فرائض میں ہونگی تو پھر ان کا یہ حصہ نہیں رہیگا جو مذکور ہوا بلکہ اُن کی معیت میں اُسی قاعدہ کے بموجب حصہ پائیں گی جو بہن بھائیوں کا دستور ہے اور جس کا ذکر کلام اللہ میں آیۃ للذکر مثل حظ الانثیین میں مسطور ہے یعنی نر کو دو حصے اور مادہ کو ایک حصہ تقسیم ہوگا۔ منہ ۵ ماں حصہ ہے چھٹا۔ یعنی ماں جس کے پیٹ سے کہ یہ میت پیدا ہوا ہے اُس کا حصہ فرض چھٹا ہے میت کی اولاد کے ساتھ میں اولاد میں لڑکا لڑکی پوتا پوتی پرپوتا پرپوتی نسباً نیچے تک نر و مادہ سب شامل ہیں کیونکہ یہ سب فرع و جزو اسی میت کے ہیں لیکن لڑکیوں کی اولاد نواسہ و نواسی وغیرہ داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ لوگ ذوی الفروض و عصبات نسبی میں شمار نہیں ہیں بلکہ وہ ذوی الارحام میں ہیں جن کا اعتبار نہیں ہے۔ اور اگر میت کے اولاد کچھ نہ ہو بلکہ دو بھائی یا دو بہنیں خواہ ایک بھائی ایک بہن غرض کہ بہن بھائیوں میں دو نفر کوئی کیوں نہوں اور وہ خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلے خواہ اخیافی ہوں تب بھی ماں کو چھٹا حصہ ہی ملیگا۔ منہ ۵ ہو نہ گر۔ الخ۔ یعنی میت کے اگر اولاد نسباً نیچے تک کچھ نہوا۔ نہ دو بھائی بہن کسی قسم کے پائے جائیں تو اس صورت میں ماں کو تہائی حصہ کل ترکہ میت میں ملے گا کیا معنی کہ موجودگی اولاد میں اور دو بہن بھائیوں کی ہمراہی میں تو ماں کو چھٹا حصہ بطور حجب نقصان کے ملتا ہے اور اگر اولاد میں نر و مادہ کوئی نہ ہو اور نہ ایک سے زیادہ بہن بھائی کسی قسم کا کوئی ہو تو اُس وقت کل ترکہ میت میں تہائی حصہ ماں کو ملیگا اور یہ حصہ اُس کے واسطے پورا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اخیافی بہن بھائیوں کا حصہ ماں کے ہونے سے کچھ کم نہیں ہوتا ہے وہ ماں کے سامنے بھی بدستور اپنا فرض معین پاتے ہیں

اگرچہ سلسلہ اُن کا میت کے ساتھ محض ماں کے سبب سے ہے مگر پھر بھی وہ ماں سے محجوب نہیں ہوتے ہیں لیکن تعجب یہ ہے کہ ان میں کے بھی دو نفر ملکر ماں کو حجب نقصان پہنچا دیتے ہیں مگر اصول نر و فروع میت سے یہ قطعی ساقط ہیں۔ منہ ۵ شوہر و زوجہ میں سے۔ الخ۔ یعنی میت کے شوہر و زوجہ میں سے جب میت کے باپ کے ساتھ فرائض میں پایا جائے مطلب یہ ہے کہ اگر میت عورت ہو اور اُس کے شوہر اور باپ دونوں فرائض میں موجود ہوں یا میت مرد ہو تو اُس کی جورو اور باپ شریک فرائض ہوں تب ایسی صورت میں میت کی ماں کو زوجہ یا شوہر کا حصہ فرض نکال کر باقی مال کی تہائی دیجائے گی کل مال کی تہائی نہ دی جائے گی۔ ثلث مابقی جو قافیہ میں ہے اُس سے یہی غرض ہے کہ احد الزوجین کا فرض نکال کر جو باقی بچے اُس میں کی ایک تہائی ماں کا فرض ہے جبکہ باپ بھی میت کا موجود ہو۔ منہ ۵ ہو نہ گر مادر۔ الخ۔ یعنی اگر میت کے ماں نہ ہو بلکہ جدہ صحیحہ موجود ہو تو ماں کے بجائے وہ جدہ صحیحہ حق دار ہوتی ہے۔ اور ماں کے بعد وہ ذیفرض قرار پاتی ہے ۱۲۔ منہ ۵ ایک ہو یا دو ہوں یا ہوں جس قدر۔ الخ۔ یعنی ایک جدہ صحیحہ میت کے ہو یا دو جدہ ہوں یا اُس سے بھی زائد ہوں

اُن سب کو چھٹا حصہ ملیگا اُس سے زیادہ کبھی نہ ملے گا کیا معنی کہ جس طرح بعض صورتوں میں ماں کو تہائی حصہ بھی مل جاتا ہے اس طرح جدہ کو تہائی کبھی نہیں ملیگا جدہ کو ہر حالت میں چھٹا حصہ دیا جاتا ہے خواہ جدہ ایک ہو خواہ زائد ہوں۔ اور واضح ہو کہ جسقدر جدات زیادہ اوپر کی ہوں گی اُسی قدر اُن کی تعداد زیادہ ہو سکتی ہے جو شمار سے بھی باہر ہے مگر متعدد جدات کی صورت میں یہ بات ملحوظ خاطر مبارک رہے کہ ۱۲۔ منہ ۵۹ سلسلہ میت سے ہو۔ الخ۔ یعنی جس جدہ صحیحہ کا سلسلہ نسب میت سے قریب ہوگا اُس جدہ سے اوپر کی جدات جن کا سلسلہ کچھ بعید ہوگا وہ بے نصیب و بے بہرہ و محجوب ہو جائینگی اور پھر اُن کو یعنی اوپر والیوں کو کچھ نہ ملے گا۔ منہ ۱۱۰ ہوں برابر کی۔ الخ۔ یعنی اگر متعدد جدات کی صورت میں کوئی جدہ قریب و بعید نہ ہوگی۔ بلکہ سب کا سلسلہ قرابت برابر برابر ہوگا تو اُس وقت اُن سب کو چھٹے حصہ میں سے برابر برابر حصہ تقسیم ہوگا مثلاً اگر میت کے نانی دادی دونوں موجود ہوں تو اُن دونوں کا سلسلہ قرابت میت سے مساوی ہے کہ ایک میت کی ماں کی ماں ہے اور دوسری میت کے باپ کے ماں ہے تو ان دونوں کو برابر حصہ ملیگا اسی طرح اوپر والیوں کا حال ہے مثلاً میت کے ماں باپ نانی دادی نہوں اور نانی کی ماں اور دادی کی ماں اور دادا کی ماں یہ تینوں موجود ہوں تو اسی ایک سدس میں وہ سب شریک و سہیم رہیں گی اور اگر کسی کا سلسلہ بعید ہوگا تو وہ محجوب ہو گی مثلاً اگر نانی کی موجودگی میں پردادی یا نانی کی ماں پرنانی ہو گی تو وہ محجوب ہو جائیں گی فتدبر۔ منہ ۱۱۱ ایک جدہ سے جو ہوں۔ الخ۔ یعنی اگر میت کا سلسلہ قرابت ایک جدہ سے دوہرا ہو اور ایک جدہ سے اکہرا ہو مثلاً اگر ایک عورت میت کے باپ کی بھی نانی ہے اور ماں کی بھی نانی ہے تو اس صورت میں اس عورت سے میت کا دوہرا سلسلہ ثابت ہوا اور ایک عورت میت کے صرف باپ کی دادی ہے اور اس صورت میں اس عورت سے میت کا اکہرا سلسلہ رہا پس ایسی صورت میں یہ دونوں جدات دو سلسلہ والی اور ایک سلسلہ والی برابر برابر حصہ پائیں گی یہ نہیں ہے کہ دو سلسلے والی کو دوہرا اور ایک سلسلہ والی کو اکہرا دیا جائے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۴ نمبر ۲ یعنی لڑکے الخ۔ یہ میت کی اولاد میں عصبہ ہونے کی تفصیل ہے کہ میت کی اولاد میں سب سے اول میت کے صلبی لڑکے عصبہ بنفسہ ہوتے ہیں اور اگر وہ نہوں تو اُن کے بعد میت کے لڑکوں کے لڑکے جن کو پوتے کہتے ہیں وہ عصبہ بنائے جاتے ہیں اسی طرح نیچے تک برابر یہ امر بخوبی مدنظر رہے کہ جہاں تک میت کی اولاد میں کوئی مرد پایا جائے تو وہ عصبہ مقرر کیا جائے کیا معنی کہ پوتوں کے بعد پرپوتے اور اُن کے بعد نگر پوتے اور اُن کے بعد سگر پوتے پیکے بعد دیگرے عصبہ مقرر ہوں الی غیر النہایۃ۔ منہ ۵۵ قسم ثانی۔ الخ۔ یعنی عصبات نسبی کی دوسری قسم میں میت کے وہ تمام اصول نرینہ داخل ہیں جن کی اولاد میں میت ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ اس قسم دوم میں سب سے پہلے میت کا باپ ہے اور اگر وہ نہ ہو تو میت کا دادا اور اگر وہ بھی نہ ہو تو میت کے باپ کا دادا اوپر تک پے بعد دیگرے عصبہ مقرر ہوگا کیا معنی کہ یہی التزام بے نہایت اوپر تک چلا جائیگا کہ دادا کے بعد پردادا اور اُس کے بعد نگردادا اور اُس کے بعد سگردادا اگر زندہ ہوگا تو عصبہ بنے گا۔ منہ ۵۵ ہو مگر جد صحیح۔ الخ۔ یہ دادا کی تعریف ہے کہ قسم دوم میں جو باپ کے بعد دادا پردادا وغیرہم عصبہ مقرر کئے گئے ہیں وہ۔ وہ دادا کہ جد صحیح کے نام سے موسوم ہیں اور جد صحیح کی صفت یہ ہے کہ اُس کے سلسلہ نسب میں کسی ماں کا واسطہ نہو کیا معنی کہ ماں کا باپ جسکو ہندی میں نانا کہتے ہیں وہ نہو اور اسی طرح نہ نانی کا باپ ہو نہ دادی کا باپ ہو کیونکہ ان سب میں ماؤں کے واسطے موجود ہیں اور یہ لوگ جد فاسد کہلاتے ہیں غرض کہ باپ کا باپ اور اُس کے باپ کا باپ ہو اور یہی سلسلہ باپ در باپ پیدر ہا اوپر تک چلا جائے دوسری طرف منتقل نہ ہو وہ جد صحیح ہے اور وہی عصبات میں داخل ہے اور جد فاسد ذوی الارحام میں شامل ہے۔ منہ ۵۹ قسم ثالث۔ الخ۔ یعنی عصبات نسبی کی تیسری قسم میں میت کے باپ کی اولاد ذکور ہے جس میں سب سے پہلے میت کے بھائی عصبہ ہیں اور وہ نہوں تو بھائیوں کے اولاد نرینہ نیچے تک عصبہ ہوتی ہے یعنی بھتیجے اور اُن کے بعد اُن کے لڑکے نیچے تک ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۵ نمبر ۳ کچھ نہیں ملتا۔ الخ۔ یعنی میت کی بھتیجی جو کہ اُسکے بھائی کی دختر ہے یا میت کی پھپی جو اُسکے دادا کی دختر اور باپ کی خواہر ہے ان دونوں کو اور نیز اوپر کی سب بھتیجیوں اور پھپیوں کو عصبات ترکہ سے کچھ نہیں ملتا ہے کیا معنی کہ یہ عورتیں اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتیں ہیں اور ان کے بھرو سے بھائی تمام ترکہ خود ہضم کر جاتے ہیں اور تنہا عصبہ بن کر مالک کل ہوتے ہیں اور نیچے اوپر تک کی بھتیجیوں اور پھپیوں سے یہ مطلب ہے کہ نہ باپ کی بھتیجی پھپی نہ دادا پردادا کی بھتیجی پھپی کچھ حصہ پاتی ہیں۔ منہ ۵۹ کیونکہ یہ ذیفرض ہیں۔ الخ۔ یعنی ان بھتیجیوں پھپیوں کے محروم ہونے کا اور اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہ بننے کا یہ باعث ہے کہ یہ عورتیں ذوی الفروض میں شمار نہیں کی گئیں کیا معنی کہ ان عورتوں کا کوئی فرض حصہ قرآن مجید میں خداوند عزاسمہ نے بیان نہیں فرمایا جیسا لڑکیوں کا اور بہنوں کا حصہ مقرر کر کے فرما دیا ہے اس لئے یہ عورتیں اس موقع پر بھی اپنے اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں بنتیں ہیں عصبہ بالغیر وہی عورتیں ہوتی

ہیں جو ذوی الفروض میں شمار ہوئی ہیں۔منہ ۱۲ ہیں ذوی الارحام ہیں۔الخ۔یعنی یہ عورتیں جو اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہیں یہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اگر تو چاہے تو اُن کا حصہ ذوی الارحام کے بیان میں معلوم کر لینا۔منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۶ نمبر ۶ کا بقیہ پس جہاں کہیں فرائض میں نری تہائی یا دو تہائی لینا منظور ہوں گے وہاں تین کے عدد مخرج بنائیں گے اور جہاں کہیں ایک سدس یعنی چھٹا حصہ فقط لینا ہوگی وہاں چھ عدد سے مخرج مقرر کریں گے۔چھوں فرضوں کے ہر دو قسم کے مخارج کا علیحدہ علیحدہ بیان ہو چکا ۱۲۔ ؎۵ پھر اگر اک قسم کے۔الخ۔یعنی اوپر جو بیان ہوا وہ چھوں فرضوں کے تنہا حصوں کے مخرج کا بیان تھا کہ جب فرائض میں ایک ایک قسم کا ایک ایک فرض علیحدہ علیحدہ آئے اور کوئی دوسرا فرض اُس کے ساتھ شریک نہ ہو تو اُس وقت اُس قاعدہ کے موافق مخرج بنایا جائے جو مذکور ہوا۔اب مؤلف کہتا ہے کہ اگر ہر دو قسم مذکورہ میں سے ایک قسم کے دو فرض خواہ سب فرض تینوں کے تینوں ایک جگہ آکر جمع ہو جائیں تو اُس وقت اُن سب میں جو چھوٹا و کمتر فرض ہوگا اُس کے ہمنام عدد سے مخرج مقرر کیا جائیگا۔مثلاً اگر کہیں فرائض میں قسم اول کے دو فرض آدھا اور چوتھائی شریک ہوں گے تو چونکہ اُن دونوں میں چوتھائی کمتر ہے لہذا اُسی کے ہمنام چار کے عدد سے مخرج مقرر کیا جائے گا اور اسی طرح اگر کہیں آدھا اور آٹھواں مشترک ہوں گے تو چونکہ آٹھواں فرض اُن دونوں میں چھوٹا ہے پس ایسے موقع پر اُس کے ہمنام آٹھ عدد سے مخرج مسئلہ بنا لیں گے و علیٰ ہذا اگر قسم دوم کے تینوں فرض ایک تہائی۔دو تہائی اور چھٹا جمع ہوں تو چونکہ چھٹا سب میں چھوٹا فرض ہے لہذا یہاں چھٹے فرض کے ہمنام چھ عدد سے مخرج مسئلہ تیار کیا جائیگا اور اُس سے تقسیم فرائض عمل پذیر ہوگی ۱۲۔منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۷ نمبر ۶ عول ہے۔الخ۔یہ عول کی تعریف ہے کہ عول جس کا ذکر بار بار اوپر کیا گیا وہ کیا چیز ہے وہ یہ ہے کہ جب فرائض میں جملہ حصہ داروں کو مخرج سے پورا حصہ نہ مل سکے اور وہ بہ سبب زیادتی حصص کے تنگ ہو جائے تو مخرج کو بڑھا لیا جائے اور صورت اُس کی یہ ہے کہ جملہ حصہ داروں کے سہام کو مخرج سے نکال کر اگر ایک جگہ جمع کریں تو وہ سہام مجتمع۔اصل مخرج سے بڑھ جائیں پس جسقدر اضافہ حاصل ہوگا وہی عدد عول کہلائیگا۔مثلاً چھ کے فرض کا عول طاق و جفت دس تک آتا ہے۔پس اگر ایک مسئلہ میں کہیں میت کا شوہر اور دو بہنیں پائی جائیں تو بہ سبب جمع ہونے فرض نصف قسم اول کے ساتھ دو ثلث فرض قسم دوم کے بموجب قواعد مذکورہ مسئلہ کا مخرج چھ ہوگا پس چھ کا نصف ۳ عدد شوہر کا حصہ ہوا اور بہنوں کے دو ثلث چھ میں سے چار ہوئے اب ان دونوں کو جمع کیا تو سات عدد ہوئے چونکہ اصلی مخرج چھ عدد تھا اور سہام اُس سے متجاوز ہو کر سات عدد ہو گئے۔اسی کا نام عول ہے پس ایسی صورت میں مخرج سات ہی مقرر کیا جائیگا اور وہ مسئلہ عائلہ کہلائیگا۔یہ مثال طاق عول کی ہوئی۔اور جبکہ صورت مسئلہ مذکور میں شوہر اور بہنوں کے ساتھ جدہ صحیحہ بھی اور موجود ہو تو اُس صورت میں اصل مخرج چھ میں سے چھٹے حصہ کا ایک سہم جدہ صحیحہ کو بھی دیا جائیگا اور اُس کے شامل کرنے سے جملہ سہام آٹھ ہو جائیں گے چونکہ اصل مخرج چھ سے تھا اور سہام کا مجموعہ آٹھ ہو گئے لہذا بہ سبب تنگ ہو جانے اصل مخرج کے اُس کو بڑھا کر آٹھ ہی کر لیا گیا اور یہی عول ہے یہ مثال عول جفت کی ہوئی اور اسی طرح ۹ و ۱۰ کو سمجھنا چاہئے اور علیٰ ہذا بارہ اور چوبیس کی مخرجوں کے عول کو سمجھنا چاہئے مثال اُن کی بھی لکھی جائے گی بارہ کے مخرج میں عول ہونے کی یہ مثال ہے کہ اگر کہیں فرائض میں ایک زوجہ اور ایک جدہ صحیحہ اور دو حقیقی بہنیں موجود ہوں تو بموجب قواعد مذکورہ مخرج بارہ سے مقرر ہوگا بارہ میں سے چہارم کے تین سہام زوجہ کے اور چھٹے کے دو سہام جدہ کے اور دو ثلث کے آٹھ سہام دونوں بہنوں کے ہوئے اب اُن سب کو جمع کیا تو تیرہ سہام ہو گئے چونکہ مخرج بارہ سے تھا اور سہام کا مجموعہ تیرہ ہو گیا لہذا یہی عول ہے اور اسی طرح پندرہ اور سترہ تک کے عول کی مثال یہ ہے کہ اگر کہیں فرائض میں ایک زوجہ اور ماں اور باپ اور دو لڑکیاں پائی جائیں تو بموجب قواعد مذکورہ اصل مخرج مسئلہ چوبیس سے ہوگا چوبیس میں سے آٹھویں کے تین سہام زوجہ کو اور چھٹے کے چار چار سہام ماں اور باپ کو اور دو ثلث کے سولہ سہام دونوں لڑکیوں کو دئے گئے تو اُنکا مجموعہ ستائیس ہوتا ہے چونکہ اصل مخرج ۲۴ سے تھا اور مجموعہ سہام ۲۷ ہوتا ہے لہذا تین کا عول ہے پس اب مخرج بجائے ۲۴ کے ۲۷ قرار پائے گا اور مسئلہ عائلہ کہلائیگا اس مخرج میں صرف یہی ایک عول ستائیس کا آتا ہے اُس سے کم و بیش نہیں آتا عول میں سب ذوی الفروض کے حصے کچھ کم ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی عصبہ بھی ایسے موقع پر ہوتا ہے تو وہ بھی محروم ہو جاتا ہے جس طرح اسی صورت میں باپ ہے کہ اُس نے بحیثیت ذوی فرض ہونے کے تو حصہ پایا ہے لیکن بحیثیت عصبہ ہونے کے کچھ نہیں پایا۔اگر مخرج تنگ نہ ہوتا اور سہام سے کچھ باقی رہجاتا تو اس کو بھی بطور عصوبت کے لیتا فقط۔منہ ؎۵ دو عدد ہمشکل۔الخ۔یعنی جب کبھی کہیں پر دو عدد ہمشکل نظر آئیں تو اُن کی باہمی نسبت جو ہوگی اُس کا تامل

نام ہوگا جس طرح ۶ و ۶ یا ۷ و ۷ اور ان دونوں عددوں کو متماثل کہیں گے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۷۹ نمبر ۳ کا بقیہ یہ تصحیح قدرے مشکل و دشوار ہے لیکن مؤلف نے نہایت وضاحت کے ساتھ اُس کو تشرول میں بیان کیا ہے جس کے سمجھنے میں چنداں شرح کی ضرورت نہیں ہے مگر تاہم بہ نظر سہولت مختصراً اُس کی شرح بھی کیجاتی ہے۔ یعنی اگر چند فرقوں کے سہام مقبوضہ اُن کے عدد ہائے رؤس پر منکسر ہوں اور کسی پر صحیح نہ بٹ سکتے ہوں تو اُس وقت۔ منہ ۵۴ بیشتر ہر ایک کے سہم و راس ہیں۔ الخ یعنی اُس وقت سب سے پہلے ہر ایک فریق کے سہام و عدد رؤس میں نسبت ہائے مذکورہ بالا کا غور و ملاحظہ کریں کہ اُن میں باہم کیا کیا نسبتیں ہیں ۱۲ منہ ۵۵ آئے جو جو نسبت اُن کے راس کی۔ الخ یعنی ہر فریق کے عدد رؤس و سہام مقبوضہ میں غور کرنے سے جو جو نسبت کہ اُن کے عدد رؤس کی پیدا ہوں وہی نسبت بجائے اُس عدد رؤس کے مان لی جائے اور اُسی کو اصل فرقہ قائم کر لیا جائے مثلاً اگر کسی فریق کے عدد رؤس چھ نفر ہوں اور اُن کے سہام چار عدد ہوں تو اُن میں نسبت کا غور کرنے سے توافق پایا گیا لہٰذا عدد رؤس کا وفق تین عدد نکلا۔ پس اب وہی تین عدد بجائے کل عدد رؤس چھ کے فرض کر لئے گئے اب دوسرے فریق کے عدد رؤس میں اور سہام میں غور کیا گیا تو فرض کرو کہ اُن میں باہم نسبت تباین پائی گئی مثلاً اگر عدد رؤس کسی فریق کے تین نفر ہوں اور سہام چار عدد ہوں تو ان تین اور چار کے باہم نسبت تباین ظاہر ہے لہٰذا یہاں کل عدد رؤس معتبر ہو کر بدستور وہی سب رکھ لئے جائینگے کذا و کذا۔ منہ ۵۶ اب یہاں۔ الخ یعنی اب اس کارروائی کے بعد جو فریق نسبتی کہ تیار کئے گئے ہیں اُن کے باہم اب پھر نسبت کا غور کرے۔ کہ اُن میں آپس میں کیا کیا نسبتیں پائی جاتی ہیں مثلاً مثال مذکورہ بالا میں فریق اوّل کے چھ نفر میں سے بعد ملاحظہ نسبت توافق تین نفر تسلیم کئے گئے تھے اور فریق دوم میں بہ سبب ظاہر ہونے نسبت تباین کے کل عدد رؤس تین کے تین برقرار رہے تھے پس اب ان دونوں نسبتی فرقوں میں مکرر باہم نسبت کا خیال کریں کہ کیا ہے پس اگر اُن کے باہم نسبت تماثل نظر آئے جیسا کہ مثال ہذا میں موجود ہے تو اس صورت میں۔ منہ ۵۷ ایک فرقہ کے۔ الخ۔ یعنی ایسی حالت میں جبکہ اُن فرقوں میں باہم تماثل ہو تو صرف ایک فرقہ کے عدد رؤس کو لیکر اصل مخرج مسئلہ میں ضرب کرنا چاہئے حاصل ضرب اس کا مخرج ہوگا اور اس جدید مخرج بالا سے ہر فریق کے ہر نفر کو صحیح حصہ تقسیم ہوگا۔ منہ ۵۸ اور جو ہو اُن میں تداخل۔ الخ۔ یعنی اگر اعداد رؤس کے باہم نسبت تداخل بطریق معمول و مذکور ثابت ہو تو اُس وقت اُن میں جو فریق کہ سب فریقوں میں بڑا ہو اُس کے عدد رؤس کو اصل مخرج میں ضرب دینا چاہئے حاصل ضرب اُس کا مخرج تیار ہوگا۔ منہ ۵۹ اور جو فرقوں میں۔ الخ۔ یعنی اگر بجائے تماثل و تداخل کے نسبتی فرقوں میں باہم توافق ہو تو ایک فرقہ کے وفق کو دوسرے فرقہ میں ضرب کرنا چاہئے مثلاً ایک فریق کے عدد رؤس و سہام میں نسبت کا غور کرکے بارہ عدد رؤس فرض کئے گئے تھے اور دوسرے فریق کے عدد رؤس و سہام میں غور کرکے ۱۶ عدد رؤس رکھے گئے تھے اب ان بارہ اور سولہ میں جو نسبت کا غور کیا تو توافق بالربع پایا گیا لہٰذا ایک کے وفق کو دوسرے میں مثلاً بارہ کا وفق تین لیکر سولہ میں یا سولہ کا وفق چار لیکر بارہ میں ضرب کر دینا چاہئے کہ حاصل ایک ہے اس کا نتیجہ آگے چلکر نکلے گا۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۸۱ نمبر ۴ کا بقیہ مخرج ایک یا تین یا سات جیسی صورت ہو فرقہ ہائے اہل رد پر تقسیم کیا جائے یہ نہ کیا جائے کہ بموجب قواعد تصحیح قسم اوّل کے فرض کو قسم دوم کے فرض سے ملا کر مخرج مسئلہ چھ سے یا بارہ سے یا چوبیس سے کیا جائے یہاں رد کے موقع پر ایسا عمل نہیں ہوتا ہے یہاں میاں بی بی کے مخرج اقل سے مخرج مسئلہ مقرر کیا جاتا ہے اور جب اُس سے سہام منقسم نہیں ہوتے تو اُس کی تصحیح کیجاتی ہے اور اُسی کو مخرج خورد و مخرج کمتر و مخرج اقل کہتے ہیں قنیہ۔ منہ ۵ ساتھ اُس کے جنس۔ الخ۔ اب یہ ترکیب میاں بیوی کے ساتھ اہل رد کی تقسیم کی شروع ہوئی کہ جب فرائض میں اہل رد کے ساتھ میت کا جفت حلال بھی موجود ہو تو اس وقت اُس کا فرض حصہ اُس کے مخرج اقل میں سے نکال کر مابقی مخرج مذکور کو فریق واحد کے اعداد رؤس پر بانٹ دینا چاہئے۔ منہ ۵۶ منقسم ہو جائیں۔ الخ۔ یعنی اگر وہ سہام جو میاں بیوی کے باقی ماندہ مخرج اقل سے اہل رد کو دئے گئے ہیں ہر فرد پر صحیح تقسیم ہو جائیں تو سب سے بہتر ہے کہ پھر کسی اور بات کی ضرورت نہیں ہے اور یہی مقصود اصلی ہے مثال اُس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۴

شوہر	دختران ۳ نفر
۱ سہم	۳ سہام

صورت مسئولہ میں ایک شوہر اور تین لڑکیاں وارث ہیں چونکہ فرائض میں کوئی عصبہ نہیں ہے لہٰذا مسئلہ رد یہ ہے پس اُس شوہر کو اُس کے اقل مخرج میں سے کہ چار ہیں ایک دیا تو باقی تین رہ گئے۔ چونکہ لڑکیاں بھی تین ہی ہیں لہٰذا وہ تینوں سہام اُن پر منقسم ہیں جیسا کہ زیر مدمیت تحریر ہے۔ پس اب یہاں کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو بقیہ سہام مخرج حیثیت فریق واحد اہل رد پر تقسیم نہ ہوں تو اُس وقت الخ۔ ۵۵ چھوڑ کر سب کام۔ الخ۔ یعنی بصورت نہ منقسم ہونے مابقی مخرج مذکور کے فریق واحد کے عدد رؤس پر۔ اُس کے سہام حاصلہ اور عدد رؤس کے درمیان نسبت کا غور کرنا چاہیئے کہ دونوں میں کیا نسبت ہے۔ منہ ۵۶ اُنہیں نسبت۔ الخ۔ یعنی عدد رؤس فریق واحد اور اُن کے سہام حاصلہ میں نسبت توافق معلوم ہو تو عدد رؤس کے وفق کو لیکر ضرب کر۔ منہ ۵۹ ضرب اقل مخرج میں۔ الخ۔ یعنی حیثیت کے مخرج خورد میں وفق فرقہ کو ضرب کر اور در صورت پیدا ہونے نسبت تداخل کے اُس کا بھی وفق نکال کر مخرج مذکور میں ضرب کر کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ تداخل فیما بین عدد رؤس و سہام مقبوضہ جبکہ سہام کمتر ہوں تو نسبت توافق قرار پاتا ہے۔ پس ایسی صورت میں اُس کا بھی وفق نکال کر مخرج مذکور میں ضرب دینا تا کہ تصحیح درست ہو جاوے جیسا کہ مثال ہذا سے روشن ہے فانظر الیہ۔

مسئلہ ۸/۴

شوہر	دختران چھ نفر
۲ سہام	۶ سہام

صورت مسطورہ میں جبکہ شوہر کو اُس کے کمتر مخرج چار سے ایک ادا کیا تو تین باقی بچے وہ چھ نفر دختران پر غیر منقسم ہیں پس نسبت کا غور کیا تو اُس میں تداخل پایا پس لیسے موقع پر عدد رؤس کا وفق تین دو سنے چھ کے حساب سے دو نکال کر مخرج اقل حیثیت میں ضرب دیا تو آٹھ ہو گئے۔ اب وہ آٹھ اُن سب پر منقسم ہیں جیسا کہ زیر مدمیت تحریر ہے یہ مثال توافق و تداخل دونوں کی ہوئی۔ فتبنہ منہ ۵۶۱ اور تباین اُن میں گر ہوائے عروس الخ۔ عروس دولہا دولہن دونوں کو کہتے ہیں اور یہاں اہل رد کے ساتھ انہیں کے ہونے کا ذکر ہے۔ . . . . مطلب شعر یہ ہے کہ اگر فیما بین عدد رؤس و سہام حاصلہ فریق واحد کے توافق یا تداخل نہ ہو بلکہ تباین ہو تو اس وقت کل عدد رؤس فریق واحد کو مخرج اقل احد الزوجین میں ضرب دینا چاہیئے کہ اس سے تصحیح ہو جائیگی مثال اُسکی یہ ہے۔

مسئلہ ۳۲/۸

زوجہ یک	دختران ۴ نفر
۴ سہام	۲۸ سہام

مثال مسطور میں جبکہ زوجہ کو اُس کے اقل مخرج سے کہ آٹھ ہیں ایک دیا گیا تو مابقی سات سہام لڑکیوں کے حق کے ہیں مگر چونکہ لڑکیاں ۴ نفر ہیں بدیں وجہ وہ ان پر غیر منقسم ہیں اب انہیں نسبت کا غور کیا تو تباین پایا گیا پس بموجب قواعد تصحیح کل عدد رؤس لڑکیوں کو کہ چار ہیں کمتر مخرج زوجہ میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو بتیس ہو گئے اُن سے مخرج بالا تیار کر کے ہر ایک فرد کو تقسیم کر دیا گیا جیسا کہ زیر مدمیت تحریر ہے اور اگر کسی موقع پر زوجات متعدد ہوں تو وہاں اُن کا سہم حاصل بھی اُن پر منقسم نہ ہوگا اُس وقت اُن کے عدد رؤس و سہم حاصل میں بھی نسبت کا غور کر کے اُنکے رؤس کی نسبت معتبرہ کو فریق واحد کے رؤس کی نسبت منظورہ سے موازنہ کر کے کمتر مخرج زوجات میں ضرب دی جائیگی اور اُس سے تصحیح مسئلہ ہوگی مثال اُس کی بھی ملاحظہ طلب ہے۔

مسئلہ ۱۶/۸

زوجہ ۲ نفر	دختران دو نفر
۲ سہام	۱۴ سہام

مثال مسطورہ میں دو زوجہ اور دو لڑکیاں ہیں چونکہ مسئلہ رد یہ ہے لہٰذا اوّل زوجات کو اُن کے کمتر مخرج سے کہ آٹھ ہیں ایک سہم اُن کے آٹھویں حصہ کا دیا گیا تو باقی سہام سات رہے اور وہ ہر دو لڑکیوں کو دیدئے گئے اب جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ زوجات کا سہم اُن پر اور لڑکیوں کے سہام لڑکیوں پر غیر منقسم ہیں لہٰذا پیشتر دونوں کے عدد رؤس و سہام میں نسبت کا غور کیا تو دونوں میں تباین پایا گیا بدیں وجہ دونوں کے عدد رؤس معتبر ہوئے اب دونوں نسبتی فریقوں میں پھر نسبت کا غور کیا تو تماثل نظر آیا لہٰذا بموجب قواعد تصحیح اُن دونوں میں سے ایک کے عدد رؤس کو لیکر کمتر مخرج زوجات میں ضرب دیدیا تو سولہ ہو گئے پس اب اِن سولہ سے مخرج بالا تیار کر کے

ہر فریق کو اُس کے سہام دیدئے گئے تو وہ اُن کے ہر فرد پر منقسم ہیں جیسا کہ زیر مدمیت تحریر ہے کہ فی زوجہ یک یک سہم اور فی دختر سات سات سہام پہونچتے ہیں منہ ۱۲ ھ اور اگر ہوں ساتھ الخ۔ اب یہاں سے احدالزوجین کے ساتھ دو فریق اہل رد کی تصحیح شروع ہوئی یعنی جبکہ میراث میں جورو خاوند دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بجائے فریق واحد کے دو فریق اہل رد کے پائے جائیں تب وہاں پر دوسری ترکیب عمل میں لانا چاہیئے جس کا ذکر اگلے شعر میں ہے۔
واضح ہو کہ شعر میں جو دو فریق کی خصوصیت قافیہ میں بیان کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مؤلف شریفیہ شارح سراجیہ کو تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے ساتھ اہل رد کے دو فریق سے زائد جمع نہیں ہوتے پس اُسی کے بموجب یہ تخصیص نظم میں عرض کی گئی لیکن مؤلف رسالہ ہذا کا تجربہ اس کے خلاف ہے بہر حال فریق خواہ دو ہوں خواہ زائد طریق عمل اُن سب کا یکساں ہے جیسا کہ آگے مذکور ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۰۲ نمبر ۴ ٹھہرے جو جو قدر۔ الخ۔ یعنی اُن میں غور کرنے سے جو جو مقداریں ہر دو فریق کے عدد رؤس کے قائم ہوں پس اُن مقداروں میں باہم پھر مکرر غور کیا جائے کہ اُن میں کیا نسبت ہے ۱۲۔ منہ
ھ گر توافق ہو تو وفق یک فریق۔ الخ۔ اب اگر اُن نسبتی فرقوں میں باہم نسبت توافق ہو تو ایک کے وفق کو لیکر دوسرے فریق کے اعداد میں اور اگر نسبت تباین ہو تو ایک کے کل اعداد رؤس کو دوسرے فریق کے کل اعداد میں بطریق معمول ضرب دے اور اُن دونوں مضروب کے حاصل ضرب کو لیکر ۱۲۔ منہ ھ جفت کے مخرج۔ الخ۔ یعنی حاصل ضرب مذکور کو مخرج خورد جفت میت میں ضرب دے اور اُس کے حاصل ضرب سے مخرج بالا تیار کرے تاکہ اُس سے ہر دو فریقین کو صحیح تقسیم ہو جائے مثال اُس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۴۸/۴

زوجہ یک	جدات چار نفر	برادران اخیافی ۶ نفر
۱۲ سہام	۱۲ سہام	۲۴ سہام

صورت مسئولہ میں ایک زوجہ اور چار جدات صحیحہ اور چھ نفر برادران اخیافی وارث ہیں چونکہ فرائض میں کوئی عصبہ نہیں ہے لہذا مسئلہ ردیہ ہے پس بموجب قاعدہ رد۔ اول زوجہ کو اُس کے مخرج خورد چار سے ایک دیا گیا تو تین باقی بچے وہ تینوں ہر دو فریق اہل رد کے حق گئے ہیں اور چونکہ اُن دونوں فریق کے مجموع سہام بھی ۳ ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے لہذا اُسی کے مطابق اُن میں سے ایک جدات کو اور دو سہام برادران اخیافی کو دئے گئے اب جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ چار نفر جدات پر ایک سہم اور چھ نفر برادران اخیافی پر دو سہام اُن کے منقسم نہیں ہیں پس ہر دو فریق مذکور کے عدد رؤس و سہام مقبوضہ میں نسبت کا غور کیا تو جدات کے سہام و رؤس میں تباین پایا گیا بدیں وجہ جدات کے کل عدد رؤس یعنی چار معتبر ہوئے اور برادران اخیافی کے سہام و رؤس میں غور کرنے سے نسبت توافق ظاہر ہوئی لہذا اُن کے عدد رؤس کا وفق کہ تین ہے لے لیا اب اِن چار اور تین میں جو نسبتی فریق ہیں پھر نسبت کا غور کیا تو تباین ثابت ہوا ایک کو دوسرے میں ضرب دیا تو بارہ ہوئے اب اِن بارہ کو مخرج اقل میں ضرب دیا تو ۴۸ ہو گئے اب اِن ۴۸ سے مخرج بالا قائم کر کے ہر ایک فریق کو اُن کے حصے دیدئے گئے وہ اُن کے ہر فرد پر ٹھیک تقسیم ہیں جیسا کہ زیر مدمیت تحریر ہے یہ مثال تباین کی ہوئی اسی طریق پر توافق میں ایک کا وفق دوسرے میں ضرب ہو کر حاصل ضرب مخرج اقل احدالزوجین میں ضرب پائیگا اور اُس سے مخرج بالا تیار ہوگا جیسا کہ چند بار مکرر اوپر بتا دیا گیا ہے فتنبہ۔ منہ ھ گر تماثل ہو۔ الخ۔ یعنی ہر دو فریق نسبتی مذکور میں توافق یا تباین نہ ہو بلکہ تماثل ہو تو اس وقت اُن دونوں میں سے کسی ایک کے عدد رؤس کو لیکر مخرج اقل مذکور میں ضرب دیکر مخرج بالا تیار کر لینا چاہیئے اگر ان میں نسبت تداخل ہو تو دونوں میں سے بڑے فریق کے عدد رؤس لیکر مخرج مذکور میں ضرب کر کے تصحیح کرنا چاہیئے کہ اُس سے ہر فرد کو صحیح تقسیم ہو جائیگا مثال دونوں کی مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ ۱۲/۴

زوجہ یک	جدات ۳ نفر	اخوت مادری ۳ نفر	یہ مثال تماثل کی ہے
۳ سہام	۳ سہام	۶ سہام	

کہ جب ہر سہ جدات و ہر سہ اخوات اخیافی کے عدد رؤس و سہام میں نسبت کا غور کر کے اُن کے عدد رؤس بدستور معتبر رکھے گئے تو اُن میں باہم تماثل پیدا ہوا لہٰذا بموجب قواعد تصحیح ان میں سے ایک کے عدد رؤس تین کو زوجہ کے مخرج اقل چار میں ضرب دیا تو بارہ ہوگئے اب وہ ہر دو فریق کے ہر فرد پر ٹھیک منقسم ہیں جیساکہ زیر مدبیت تحریر ہے مثال تداخل کی یہ ہے۔

مسئلہ ۳۶/۴

زوجہ یک نفر	جدات ۳ نفر	اخوات اخیافی ۹ نفر
۹ سہام	۹ سہام	۱۸ سہام

جبکہ کسی جگہ فرائض میں ایک زوجہ اور تین جدات صحیحہ اور ۹ اخوات اخیافی پائے جاویں تو اس وقت جدات و اخوات کے عدد رؤس معتبر ہو کر اُنکے باہم تداخل ثابت ہوگا لہٰذا ان میں سے بڑے فریق کے عدد رؤس کو کہ نو عدد ہیں زوجہ کے اقل مخرج میں کہ چار ہیں ضرب دیجائیگی تو حاصل ضرب چھتیس ہوجائیں گے اُس سے مخرج بالا تیار کر کے ہر ایک فریق کے ہر فرد کو صحیح تقسیم کر دیا جائیگا جیساکہ زیر مدبیت تحریر ہے۔ منہ ۵۸ جب ہو باقی زوجین۔ الخ۔ یہاں تک جو بیان ہوا وہ ہر دو فریق اہل رد کے مجموع سہام پر باقی زوجین مستقیم ہو کر ہر فرد پر جُدا جُدا تقسیم ہونیکا تھا جیساکہ گذر چکا اور اُس کی مثالیں علیحدہ علیحدہ ظاہر کر دی گئیں۔ اب یہاں سے اس بات کا بیان شروع ہوا کہ اگر وہ باقیے احدالزوجین مجموع حصص ہر دو فریق پر مستقیم ہی نہوں کیا معنی کہ مجموع حصص اور کچھ ہوں اور مابقی احدالزوجین کچھ اور ہوں مثلاً مجموع سہام پانچ ہوں اور مابقی جفت سات عدد ہوں تو ایسی صورت میں وہ فرقوں پر ہی مستقیم و راست نہیں ہوں گے پھر فرداً فرداً ہر ایک پر کیونکر لفت ہوں اُس کی نسبت مؤلف کہتا ہے کہ اگر مابقی احدالزوجین فرقہ ہائے اہل رد پر راست و مستقیم نہوں تو اُس صورت میں۔ منہ ۵۹ اُن کے حصص لیکے۔ الخ۔ یعنی بصورت مذکور فریقین اہل رد کی مجموع حصص کو لیکر اُن میں مخرج اقل احدالزوجین کو ضرب دیکر راست کر لینا چاہئے کیا معنی کہ اگر مجموع حصص کو مخرج خورد مذکور میں ضرب دیجائے اگر وہ ہر فریق پر مستقیم ہو جائیں کہ جس فریق کے جسقدر سہام ہوں اُسی فریق کو اُسی قدر اُس سے مل جائیں تو تصحیح کامل ہوجائیگی مثال اُس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۸/۴۰

زوجہ یک کس	دختران ۴ نفر	جدات ۷ نفر
۵ سہام	۲۸ سہام	۷ سہام

کہ اگر کسی جگہ فرائض میں ایک زوجہ اور ۴ لڑکیاں اور ۷ جدات صحیحہ پائے جائیں تو اُس صورت میں مجموع سہام دختران و جدات کے پانچ ہوں گے اور چونکہ زوجہ کو یہاں آٹھواں حصہ ملیگا لہٰذا اُس کے مخرج اقل ۸ میں سے زوجہ کو ایک دیا گیا تو باقی سات رہے وہ سات عدد مجموع سہام پانچ پر مستقیم نہیں بلکہ کج ہیں لہٰذا اُن پانچوں مجموع سہام کو مخرج اقل زوجہ میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو چالیس ہو گئے اب وہ چالیسوں اُن سب پر مستقیم ہیں اور اُن میں کجی باقی نہیں رہی کیونکہ جب اس میں سے آٹھویں حصہ کے پانچ سہام زوجہ کو دئے گئے تو ۳۵ سہام باقی رہے وہ پینتیسوں سہام بنات و جدات کے ہیں اور چونکہ اُن دونوں فریق کے مجموع سہام پانچ ہیں اس لئے وہ پینتیسوں سہام اب ان پانچوں مجموع سہام پر مستقیم و درست ہیں کہ جدات کو پانچویں کے ۷ سہام پہونچے اور باقی ۲۸ سہام بنات کو رہ گئے جیساکہ زیر مدبیت تحریر ہے اور مجموع سہام بنات و جدات کے پانچ اس لئے ہیں کہ اگر کہیں صرف یہی دو فریق بنات و جدات پائے جاویں تو اس صورت میں مخرج بموجب قواعد تصحیح چھ سے ہوگا چھٹے کا ایک جدات کو اور اُس کے دو ثلث کے چار بنات کو ملیں گے جب اُن دونوں سہام کو جمع کریں گے تو مجموع سہام پانچ ہوجائیں گے۔ پس انہیں پر مابقی جفت راست کئے جاویں گے جیساکہ مثال میں ظاہر ہوچکا۔ فتدبر۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۲۳۰ نمبر ۱ کا بقیہ اُس صورت میں اُن کے سہام و رؤس میں بھی نسبت کا غور کیا جائیگا اور بعد غور و ملاحظہ نسبت بشمول دیگر فرقہ ہائے اہل رد کی تصحیح کی جائے گی جیساکہ اسی فصل کے بارہویں شعر کی شرح میں بتا دیا گیا ہے اور اب پھر مکرر بغرض وضاحت بیان کیا جاتا ہے مثلاً اگر مثال مذکور میں بجائے یک زوجہ کے چار نفر زوجات ہوں تو مخرج مستقیم چالیس میں سے جو پانچ سہام زوجات کے ہیں وہ اُن پر منکسر ہیں لہٰذا اُن میں نسبت کا جو غور کیا تو

تباین پایا پس اُن کے عدد رؤس چاروں معتبر ہوئے چونکہ فریقین اہل رد کے عدد رؤس وسہام حاصلہ میں بہی نسبت کا ملاحظہ ہوکر دونوں کے عدد رؤس اصلی بدستور معتبر ہوچکے ہیں بدیں وجہ اب تینوں کی عدد رؤس چار و ۹ و ۶ میں پہر نسبت کا غور کیا تو ۹ و ۶ میں توافق بالثلث ثابت ہوا لہذا ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو اٹھارہ ہوگئے۔ اب ان اٹھارہ میں اور چار میں نسبت کا غور کیا تو توافق بالنصف پایا لہذا ان میں بہی ایک کے وفق کو دوسرے میں ضرب دیا تو ۳۶ ہوگئے اب ان ۳۶ کو ۴۰ میں ضرب دیا تو ۱۴۴۰ ہوئے اور اگر ۹ و ۶ کی جگہ بیشتر ۴ و ۹ میں ہی نسبت کا ملان کیا جائیگا تو اُن میں تباین ثابت ہوگا پس ۹ کو چار میں ضرب دی جائے گی تو ۳۶ ہوجائیں گے پہر ۳۶ میں اور ۶ میں نسبت کا غور ہوگا تو تداخل ثابت ہوگا بدیں صورت فریق کلاں ۳۶ معتبر ہوکر بدستور سابق ۴۰ میں ضرب پائیں گے وہ ۱۴۴۰ حاصل رہیں گے غرضکہ ہر طریق سے نتیجہ واحد ہوگا اب ۱۴۴۰ ہر سہ فریق کے ہر فرد پر ٹہیک منقسم ہیں جیسا کہ مدمیت مندرج ذیل سے بخوبی ظاہر وروشن ہے۔

مسئلہ $\frac{1440}{8}$

زوجات ۴ نفر	دختران ۹ نفر	جدات صحیحہ ۶ نفر
۱۸۰ سہام	۱۰۰۸ سہام	۲۵۲ سہام

زوجات کے سہام ۱۸۰ میں سے ہر زوجہ کو ۴۵۔ اور دختران کے سہام ۱۰۰۸ میں سے ہر دختر کو ۱۱۲۔ اور جدات کے سہام ۲۵۲ میں سے ہر جدہ کو ۴۲ ملتے ہیں جب ان سب کو جمع کریں گے تو وہی ۱۴۴۰ ہو جائیں گے لہذا تصحیح کامل ہے فتدبر۔ منہ

۵۲ (الف) ردہے ضد عول۔ الخ۔ یعنی اب یہ رد کی تعریف کرتا ہے کہ رد جس کا اس قدر ذکر ہوا کیا چیز ہے وہ ضد عول ہے یہ ہے کہ عول میں حصہ داروں کے حصے تنگ ہوکر گہٹ جاتے ہیں اور رد میں حصہ داروں کے حصے زائد ہوکر بڑہ جاتے ہیں جیسا کہ ملاحظہ میں آچکا۔ منہ

۵۲ (ب) ہیں ذوی الارحام۔ الخ۔ اب یہ بیان ذوی الارحام کا شروع ہوا۔

یعنی ذوی الارحام میت کے قریب رشتہ دار ہیں غیر نہیں ہیں لیکن وہ لوگ بیچارے نہ تو ذوی الفروض میں شمار ہیں اور نہ عصبات میں داخل ہیں کیونکہ کلام اللہ میں آیات توریث میں ان کا حق بیان نہیں فرمایا بدیں وجہ وہ لوگ ذوی الفروض وعصبات کی موجود گی میں محروم رکہے گئے اور اُن کا لقب ذوی الارحام دیا گیا پس جبکہ عصبات وذوی الفروض اہل رد نہ ہوں گے اُس وقت ان لوگوں کو میراث ملے گی جیسا کہ آگے شعر میں بیان ہے فتدبر۔ منہ ۵۳ مثل عصبہ۔ الخ۔ یعنی ذوی الارحام کی قسمیں مثل عصبات کے چار ہیں کہ قسم اعلیٰ کے ہوتے ہوئے قسم ادنےٰ کو کچھ نہیں ملتا ہے اور جس طرح عصبات کو باقی ماندہ ذوی الفروض دیا جاتا ہے اُسی طرح اُن کو باقی ماندہ احد الزوجین تقسیم ہوتا ہے اور جب وہ نہوں تو سب ترکہ ملتا ہے پس قسم اول میں لڑکی کی اولاد اور وہ نہو تو پوتی کی اولاد اسی طرح نیچے تک یکے بعد دیگرے شامل ہیں۔ منہ ۵۴ دوسرے اجداد۔ الخ۔ یعنی قسم دوسری میں اجداد فاسدہ واجدات فاسدہ داخل ہیں جد فاسد وجدہ فاسدہ کی صفت بیشتر بیان ہوچکی ہے فتدبر۔ منہ ۵۵ تیسرے اُس کی برادر زادیاں۔ الخ۔ یعنی تیسری قسم ذوی الارحام میں میت کی بہتیجیاں جو اُس کی بھائی کی لڑکیاں ہیں شامل ہیں اور اسی طرح اُس کے بہانجے اور بہانجیاں جو بہن کی اولاد ہیں وہ بہی شامل ہیں۔

واضح ہو کہ بہتیجیاں اور بہانجے اور بہانجیاں خواہ حقیقی ہوں خواہ سوتیلے ہوں خواہ اخیافی ہوں وہ سب حق دار ہیں۔ منہ

۵۶ چوتہے۔ الخ۔ یعنی قسم چہارم ذوی الارحام میں میت کی پہوپیاں اور ماموں اور خالائیں اور چچازاد بہنیں اور اُن کے بعد اُن کی اولاد شامل ہیں غرض کہ اس قسم کے اندر جد صحیح وجد فاسد دونوں کے کل فروعات جو کہ عصبات وذوی الفروض میں شمار نہ ہوں وہ سب داخل ہیں۔ منہ ۵۷ بعد ہم۔ الخ۔ یعنی میت کی پہوپی ماموں خالہ چچازاد بہن اور اُن کے بعد اُن کی بہی اولاد نہ ہونے کی صورت میں میت کے ماں اور باپ دونوں کی پہوپیاں اور ماموں اور خالائیں اور چچازاد بہنیں بہی شامل ہیں جیسا کہ اوپر حاشیہ میں جتا دیا گیا کہ جدین میں اوپر تک سب اجداد کی فروعات یکے بعد دیگرے شامل ہیں بشرطیکہ سلسلہ صحیح ثابت ہوجائے۔ ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۴۸ نمبر ۵ اور جو ہوں سب عورتیں۔ الخ۔ یعنی مساوات اصل وسلسلۂ قرابت کی صورت میں اگر کہیں نری عورتیں ہوں یا نرے مرد ہوں تو اُن سب کو برابر برابر حصہ دینا چاہئے بشرطیکہ ابوین میں سے ایک ہی طرف کے وہ سب ہوں اور اگر دونوں طرف کے ہوں تب ۱۲۔ منہ ۵۸ باپ کی قربت الخ۔ یعنی باپ کی قرابت بہ نسبت ماں

کی قرابت کے ذوی الارحام میں قوی ہے کیا معنی کہ فائدہ حاصل کرنے میں باپ کی قرابت والے ماں کی قرابت والوں سے ذورحم میں بہتر ہیں اور اس کی تفصیل آگے مذکور ہے ۔ ١٢ منہ ۵ باپ والوں کو ہیں دو ۔الخ ۔یعنی ذوی الارحام میں جو لوگ میت کے باپ کی جانب سے رشتہ دار ہیں اُن کو دوہرا حصہ دیا جائے اور جو لوگ ماں کی طرف والے ہیں یعنی ماں کی طرف سے ذورحم میں میت کے ساتھ قرابت رکھتے ہیں اُن کو اکہرا حصہ دیا جائے اور یہ حصہ مردوں کو مردوں کے بالمقابل اور عورتوں کو عورتوں کے بالمقابل دوگنا دیا جائے مثال اس کی یہ ہے۔

مسئلہ ٣ .

خالہ یک	عمہ یک
١	٢

جبکہ عمہ اور خالہ ذوی الارحام میں پائی جائیں گی تو عمہ کو دو اور خالہ کو ایک دیا جائے گا اگرچہ عمہ علاتی ہو اور خالہ عینی ہو کیونکہ دو قرابتیں باعث نقصان ایک قرابت والے کی جب ہیں کہ وہ ایک ہی جانب میں ہوں مثلاً ایک عمہ عینی ہو اور ایک عمہ علاتی یا ایک خالہ عینی ہو اور ایک خالہ علاتی تو البتہ وہ دونوں عینی کے مقابلہ میں محروم ہو جائیں گے اور یہی لحاظ نیچے تک اُن کی اولاد میں رکھنا چاہئے ۔منہ واضح ہو کہ ذوی الارحام کی تطبیق و تقسیم نہایت دشوار ہے اگر سلسلہ بعیدہ میں دونوں ماں باپ کی طرف ذوی الارحام لئے جائیں تو بیحد و شمار ذوی الارحام پیدا ہو سکتے ہیں اور نیز اُن کی تقسیم میں باہم صاحبین رح کا بہت بڑا اختلاف ہے جس کا بیان موجب خلجان و طوالت ہے اگر کبھی ایسا موقع پیش آئے تو دونوں اماموں میں سے جس کی تقسیم اُس صنف کے واسطے آسان تر ہو اُسی کے بموجب عمل کیا جائے ۔فتفہم ۔منہ ۵ وارثوں میں حمل بھی ۔الخ ۔یعنی اگر کوئی شخص مرے اور اس کے وارثوں کے منجملہ حمل بھی ہو تو اُس کا حصہ جسقدر فرائض کے بموجب ہوتا ہو اُس کو بطور امانت کے اُٹھا رکھیں اور جب وہ پیدا ہو جائے اس وقت اُس کے ولی مال کو سپرد کر دیں اور حمل کے حصہ کا بیان آگے ہے ۔منہ

صفحہ حاشیہ ۱۸۵ نمبر ۲

حمل میت ۔الخ ۔یعنی اگر حمل مذکور خود میت کا ہو تو وہ انتہائے مدت حمل تک پیدا ہونے میں وارث ہو سکتا ہے اور انتہائے مدت حمل دو برس ہیں ۔ اور اگر وہ حمل میت کا نہو غیر شخص کا ہو کیا معنی کہ میت کے کسی عزیز کا مثل باپ یا بھائی وغیرہ کے ہو تو اُس صورت میں چھ ماہ کے اندر اگر پیدا ہو جائیگا تو اس میت کا وارث بنے گا اور اگر زیادہ میں پیدا ہو گا مثلاً چھ مہینے سے ایک ساعت زیادہ میں تو وارث نہ ہو گا ۔منہ ۵ دوسرے کا حمل ہو ۔الخ یعنی اگر وہ حمل کسی اور شخص کا جو میت کے وارثوں میں ہو پایا جاوے اور خاص میت کا نہو تو اس صورت میں اگر وہ حمل اُس میت کے مرنے سے چھ مہینے کے اندر اندر پیدا ہو جاوے تب تو اُس میت کا وہ وارث ہو سکے گا اور اُس کے ترکہ سے فرض حصہ پائیگا اور اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہو گا تو اُس کا ترکہ اُس کو نہ ملے گا ۔ منہ ۵ یعنی اسی طرح جو حمل کہ نصف بدن کی پیدایش تک زندہ رہے خواہ سر کی طرف سے پیدا ہو خواہ پیروں کی طرف سے پیدا ہو کیا معنی کہ اگر سر کی طرف سے پیدا ہو تو سینہ اور ہر دو بغل تک اُس کا زندہ ہونا شرط ہے اور اگر پیروں کی طرف سے پیدا ہو تو ناف تک اُس کا زندہ رہنا مشروط ہے کہ یہی دونوں مقام نصف حصہ بدن قرار دئے گئے ہیں تو وہ مولود اس میت کا وارث بن کر اپنا حصہ فرض پائیگا اور پھر اپنے مرنے پر اپنے دیگر وارثوں کا مورث قرار دیا جاوے گا اور پھر اُس کا ترکہ اُس کے وارثوں میں از سر نو تقسیم ہوگا اور اگر دونوں حالتوں میں دونوں مقامات مذکور کے پیدا ہونے سے پہلے مر جائیگا تو وہ پھر وارث نہ ہو گا اور پھر ان صورتوں میں حصہ موقوفہ پہلے میت کے وارثوں میں مسترد کیا جائیگا کیا معنی کہ اگر میت کا خاص حمل دو برس کے بعد پیدا ہوا اور اُس کے کسی دوسرے عزیز وارث کا حمل چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا ۔ یا کوئی مولود نصف پیدایش سے پہلے پہلے مر گیا تو ان سب صورتوں میں وہ وارث نہیں ہے اور اُن کا حصہ موقوفہ میت اول کے دیگر وارثان کو واپس دیا جائے گا ۔ ١٢ ۔منہ ۵ مرد و زن میں ہے ۔الخ یعنی مرد اور عورت کی شناخت و تمیز اُن کی علامات بول سے ہوتی ہے کہ اگر کسی کے مبال پر آلہ تناسل علامت مردی ہو گا تو اُس کو مرد کہتے ہیں اور اگر سوراخ بشکل مخصوص علامت زنی ہوگا تو اُس کو عورت کہیں گے اگرچہ وہ علامات محض صغیر اور اپنی خلقت اصلی سے کمتر ہوں ۔ لیکن جس انسان میں کہ یہ دونوں علامات مردی و زنی کی موجود ہوں تو اُس شخص کو خنثیٰ بولتے ہیں پس اگر کسی موقع پر ایسا شخص وارثوں میں پایا جائے تو اُس وقت یہ دیکھیں گے کہ وہ شخص ہر دو علامات مذکورہ میں سے کس علامت سے پیشاب کیا کرتا ہے اگر وہ علامت مردی سے پیشاب کرتا ہو تو اُس کو مرد کا حصہ دیں اور اگر علامات زنی سے پیشاب کرتا ہو تو عورت

کا حصہ دیں۔ منہ ۵ بول کرتا۔ الخ یعنی اگر وہ خنثیٰ دونوں علامات مردی وزنی سے پیشاب کیا کرتا ہو تو اب یہ دیکھیں کہ سب میں پہلے اُسے
پیشاب کدہر سے آیا تہا اگر پہلے علامت مردی سے پیشاب آتا ہو تو وہ مرد ہے اگرچہ اُس کے بعد پہر علامت زنی سے بہی پیشاب آئے
اور اگر اُس کو پہلے علامت زنی سے پیشاب آئے تو وہ عورت ہے اگرچہ بعد کو علامت مردی سے بہی بول کرے اور اگر اُس کے پیشاب
میں بہی تقدیم و تاخیر نہ ہو بلکہ ہر دو علامات سے ایک ساتھ پیشاب آتا ہو تو ایسی حالت میں اُس کو اُس کے بالغ ہونے تک خنثیٰ مشکل کہینگے
اس طرح اگر اُس میں کوئی علامت مردی اور زنی کی نہ ہو اور ناف کے مقام سے وہ پیشاب کرتا ہو یا کسی اور خالی سوراخ سے جو ناف
کے سوراخ کے مشابہ ہو اور عضو مخصوص علامت زنی کے ہمشکل نہ ہو۔ اُس سے پیشاب کرتا ہو تو وہ بہی خنثیٰ مشکل ہے یہ اس وقت
تک ہے کہ وہ جوان نہوا ہو اگر جوان ہونے پر مردوں کی سی ڈاڑہی نکلی یا علامت مردی سے اُسے احتلام ہوا یا کوئی عورت اُس سے حاملہ
ہوئی تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ مرد ہے اور مردوں کا حصہ پائے گا اور اگر اُس کے عورتوں کی سی چہاتیاں اُبہریں یا علامت زنی سے ماہواری
خون آیا یا اُسے کسی مرد سے حمل رہا تو کہل جائیگا کہ وہ عورت ہے اور اُس کو عورت کا حصہ ملیگا اور اگر جوان ہونے پر یہ دونوں علامات
ظاہر ہوئیں مثلاً ڈاڑہی بہی نکلی اور چہاتیاں بہی اُبہریں تو اب وہ پُورا خنثیٰ مشکل ہے۔ اور اُس کے فرائض مشکل ہیں اس سے مطلب یہ ہے
کہ اُس کا نام جو خنثیٰ مشکل رکہا گیا ہے اُس کا باعث یہ ہے کہ اُس کے فرائض مشکل سے تقسیم ہوتے ہیں اور اُس کی مردی و زنی کی دریافت
کیفیت میں مشکل واقع ہوتی ہے اور اُس کے فرائض جو مشکل ہیں وہ کیا ہیں اُس کا بیان اگلے شعر میں موجود ہے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۸۶ نمبر ۵ اُس کی پیدایش سے الخ یعنی مفقود الخبر کی پیدایش کے وقت سے لیکر ستر سال آیندہ تک اُسکے
پس غیبت میں جس قدر مورث مریں اُن میں سے ہر ایک کے ترکہ میں سے جسقدر حصہ اُس مفقود کو
پہنچتا ہو وہ حصہ لیکر رکہتے جائیں اور اسی طرح اُس کا وہ ذاتی مال بہی اسی مدت ستر سال تک امانتہً علیحدہ رکہا رہے واضح ہو کہ اشاعت اول
کنز الآخرۃ میں جو ہم نے مفقود کی پیدایش سے نوّے سال تک اُس کا انتظار کرنے کے واسطے لکہا تہا اور اب اس اشاعت ثانی میں فقط ستر
سال تک تحریر ہوا اُس کی وجہ یہ ہے کہ اس بارے میں فقہا کے درمیان اختلاف کثیر ہے بعض کے نزدیک یہ مدت ستر سال ہے اور بعض کے
نزدیک نوّے سال اور بعض کے نزدیک اس سے بہی کم و بیش ہے ان میں فرائض شریفی جو فرائض میں ایک بہت بڑا مستند و معتبر فتاویٰ
ہے اُس کا فتویٰ نوّے سال گذرنے ہی پر ہے اور دیگر فتاوؤں میں بہی یہی ہے لیکن صاحب ہدایہ کا فتویٰ ہے ستر سال گذرنے پر ہے اور
یہی فتح القدیر اور جواہر اخلاطی وغیرہ کتب معتبرہ فقہ میں ہے اور یہی بات موید بالحدیث ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
اعمار امتی مابین الستین الی السبعین۔ ترجمہ یعنی میری امت کی عمریں اکثر ساٹہہ برس سے لیکر ستر برس تک ہونگی اور چونکہ
اکثر کیواسطے حکم کل کا ہے پس جبکہ اکثر عمر اس امت کی ستر برس تک ٹہری تو اُسی کا اعتبار ہوگا اور ستر برس کے بعد یہ سمجہا جائیگا کہ اب وہ زندہ
نہیں ہے اور چونکہ اس زمانہ میں ویسے بہی عمریں بہت کم ہوتی ہیں اس لئے اس لحاظ سے بہی یہی ضروری ہے کہ قول سبعین پر فتویٰ
ہو کہ یہ بہی فقہائے متقدمین کا مفتی بہ ہے اور فی زماننا بہی اکثر مفتی مثل علامہ بریلوی کے اسی پر فتویٰ دیتے ہیں لہذا ہم نے بہی ضرورت
زمانہ پر لحاظ کر کے اسی کو اختیار کیا واللہ اعلم بالصواب ۱۲۔ منہ ۵ پہر جو آجائے۔ الخ یعنی پہر اگر وہ مفقود اس مدت موعود کے اندر
واپس آجائے کیا معنی کہ اُس کی پیدایش سے ستر سال کے اندر وہ اپنے گہر لوٹ کر آجائے مثلاً اگر ایک شخص بیس برس کی عمر میں
روپوشس ہو کر لاپتا ہو گیا ہو تو اُس کے جانے کے وقت سے پچاس سال کے اندر اور اگر تیس برس کی عمر میں مفقود ہوا تو چالیس
سال کے بہیتر اور اگر چالیس برس کی عمر میں غائب ہوا ہو تو تیس سال کے اندر غرض کہ اسی طرح کم و بیش کو بہی سمجہنا چاہیئے جب وہ
اس مدت مذکورہ میں واپس آجائے تو اُس وقت اُس کو دونوں مال (ایک تو وہ جو اپنا ذاتی مال چہوڑ کر گیا تہا اور اُس کو امانتاً کسی معتبر
شخص کے پاس رکہدیا گیا تہا اور دوسرا وہ مال جو ترکہ میں اُس کو اس کے مورثان سے ملتا رہے) وہ دونوں مال اب اس کو تمام و
کمال دیدئے جائیں کہ اسی کے واسطے ہیں ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۸۷ نمبر ۵ ہوں جو مسلم قید۔ الخ یعنی جو مسلمان دار الحرب میں قید ہوں اور پہر اُن کے موت و زیست کی
کچہہ خبر نہ ملے تو اُن کا حکم بہی مثل مفقود کے حکم کے ہے ۱۲۔ منہ ۵ ہے یہ الخ یعنی مسلمان
قیدیوں کا حکم مفقود کا سا اُس وقت ہے جبکہ اُن کا کچہہ پتہ یہ نہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے۔ ۱۲۔ منہ ۵ ورنہ۔ الخ یعنی اور اگر ایسا
نہ ہو بلکہ اُن کی موت و حیات کا بخوبی حال معلوم ہو تو وہ مسلمان ہیں مسلمانوں کی طرح وارث بہی ہوں گے اُن کے کہ جو مورث اُن سے پہلے

مرے اگرچہ وہ مورث دارالاسلام میں مرے ہوں اور وہ مقیدین مورث بہی ہوں گے اُن وارثوں کے جو اُن مقیدین کے مرنے کے بعد باقی رہے اگرچہ یہ سب وارث دارالاسلام میں ہوں کہ اختلاف ملک مسلمانوں میں مانع میراث نہیں اور یہ حکم اُس وقت تک ہے جبتک کہ اُنہوں نے اپنی حالت اسلام کو تبدیل نہ کردیا ہو ۱۲ منہ ہ ہاں بدل دیں۔ الخ یعنی معاذ اللہ۔ اگر اُنہوں نے اپنا دین بدل دیا تو ایسی صورت میں البتہ وہ مرتد ہو جاینگے اور مرتد کا حکم اگلی فصل میں آتا ہے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۰۸ نمبر ۴ کا بقیہ تقسیم ترکہ سے پہلے زوجہ مرجائے اور اُس زوجہ کا وارث بہی ایک بیٹا رہے یا ماں مرجائے اسی طرح اگر ایک شخص مرے اور وارث اپنے ایک زوجہ اور ماں اور بیٹا چھوڑے اور اور اُس کا وارث بہی یہی پوتا رہے تو یہاں بہی طرز تقسیم بدستور وہی رہا کہ ہر صورت میں وہ باقی بعد الفرض کا مستحق ہوا لہذا ایسی صورتوں میں ۱۲ منہ ہ پس اُسے تو چھوڑ کر۔ الخ یعنی صورت مذکورہ میں میت ثانی کو چھوڑ کر باقی ماندہ وارثوں پر ترکہ تقسیم کرے اور میت ثانی کو کالعدم سمجھکر اُس کے نام کے نیچے کان لم یکن تحریر کرے مثال اُس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۲ — زید مورث اعلیٰ

(پسر) عمر متوفی	(پسر) بکر موجود	(پسر) خالد موجود
کان لم یکن	۱	۱

صورت مذکورہ میں زید مرا اور اُس نے اپنے تین لڑکے عمرو بکر و خالد ایک بطن سے وارث چھوڑے اُس کے بعد عمرو قبل تقسیم ترکہ مرگیا اور اُس نے بہی اپنے وہی دونوں بہائی حقیقی چھوڑے پس اس صورت میں عمرو کو داخل فرائض کرکے اُس کے نام کے نیچے کان لم یکن لکہدیا اور ترکہ باقیماندہ دونوں بہائیوں میں نصفا نصف کردیا دوسری مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۶ — زید

زوجہ متوفیہ (سعیدہ)	حمیدہ (مادر)	عمرو (پسر)
کان لم یکن	۱	۵

تیسری مثال یہ ہے۔

مسئلہ ۸ — زید

زوجہ (سعیدہ)	مادر متوفیہ (حمیدہ)	عمرو (پسر)
۱	کان لم یکن	۷

ان دونوں مثالوں کا حال بیان سابق سے واضح ہے چوتھی مثال

مسئلہ ۴ — زید

(زوجہ) سعیدہ	(مادر) حمیدہ	(بکر) برادر
۱	۳	کان لم یکن

اس مثال چہارم کی صورت یہ ہے کہ زید متوفی نے ایک زوجہ اور ایک ماں اور ایک حقیقی بہائی چھوڑے پہر قبل تقسیم ترکہ اس بہائی نے انتقال کیا اور اُس کی وارث بہی یہی ماں رہی تو از انجا کہ اس کی موت و حیات سے صورت تقسیم کچہ نہیں بدلتی کہ جس سے ماں کے لئے دوسرا بطن قائم کریں اگر ایسا کریں تو بہی نتیجہ وہی ہوگا کہ زوجہ کو ایک ربع اور ماں کو ثلث پہلے میت سے اور باقی دوسرے میت سے ملیگا۔ اور اگر دوسرے میت ثانی کو کان لم یکن نہ کریں جب بہی حاصل یہی ہوگا اور دقت کچہ نہ اُٹہانا پڑے گی اسلئے کہ زوجہ تو اہل رد سے نہیں ہے اُس کا حصہ ربع سے نہ بڑہے گا لہذا اس موقع پر میت ثانی کو کان لم یکن ہی کرنا اولیٰ و انسب ہے۔

پانچویں مثال اگلے صفحہ میں ہے

مسئلہ ۲ — ہندہ

زوج زید	ام لیلے	اخ عمرو	اخت سلمے	اخت سعاد
۱	۱			

کلہم کان لم یکونوا

اس کی صورت یہ ہے کہ اوّل مسماۃ ہندہ نے اپنے شوہر زید اور ماں لیلے اور بھائی حقیقی عمرو اور دو بہنیں حقیقی سلمے وسعاد کو چھوڑ کر وفات پائی پھر قبل از تقسیم ترکہ عمرو مرا اور اُس کے ورثہ یہی ماں اور دو بہنیں رہیں پھر سلمے مری اور اُس کے وارث بھی یہی ماں اور بہن ہوئی پھر سعاد بھی مرگئی اور اُس کی وارث بھی یہی ایک خانہ خراب سیہ تاب مادر مسماۃ لیلائے ابتر باقی رہی اب اگر اس طریق پر مناسخہ کریں جیسا کہ مروّج ہے تو اُس کی صورت یہ ہوگی جو ذیل میں درج ہے اور جس کے قواعد کا بیان آگے چلکر مفصل ظاہر ہوگا۔

مسئلہ $\frac{۱۲}{۲}$ × ۵ ″ ۶۰ × ۵ ″ ۳۰۰ ہندہ میت اولے

زوج زید	ام لیلے	اخ عمرو	اخت سلمی	اخت سعاد
۶/۳۰ — ۱۵۰	۲/۱۰ — ۵۰	(۲)	(۵/۱)	۵/۱ (۲۵)

مسئلہ ۶ تردالی ۵ عمرو میت ثانی تباین فی یدہ ۲۵

ام لیلے	اخت سلمے	اخت سعاد
۲/۱۰	(۲/۱)	۲/۱ (۲۰)

مسئلہ ۲ ترد ـ الے ـ ۵ ـ سلمے میت ثالث ـ تباین مع ۹

ام لیلے	اخت سعاد
۲/۱۸	(۳/۲۷)

سعاد میت رابع فی یدہا ۲۷

ام لیلے
۱/۲۷

الاحیاء ع

زید	لیلے
۱۵۰	۱۵۰

اس مناسخہ میں کسقدر طول ہوگیا اور مآل وہی ہوا کہ نصف زوج کو ملا اور نصف ماں کا رہا لہٰذا اوّل ہی سے بھائی اور بہنوں کو کان لم یکن کردینا چاہیئے تاکہ اتنی دقت وطوالت نہ ہو۔ اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اکثر کتابوں میں جو کان لم یکن کے لئے یہ قید لگائی ہے کہ جو وارث مرا اُس کے سب وارث وہی لوگ ہوں جو مورث اوّل کے تھے اور نیز یہ کہ وہ ورثہ سب ایک ہی جنس بھی ہوں اسوقت اس میت دوم کو کان لم یکن قرار دیکر باقی پر تقسیم کردینا چاہیئے سو یہ قید ضروری ولازمی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے دو باتیں درکار ہیں ایک تو یہ کہ وارث کا وارث مورث کے وارثوں کے سوا اور کوئی غیر نہو۔ دوم یہ کہ طرز تقسیم نہ بدلے بلکہ درحقیقت صرف یہی ایک پچھلی شرط لازمی ہے۔ پہلی شرط بھی ہر جگہ لازم نہیں مثلاً مثال ثالث میں ام مری اور اپنی ایک دختر اور چھوڑی کہ وہ ورثہ صورت اوّل کے سوا ہے لیکن پھر بنت مری اور اس نے بھی اسی ابن الاخ اخیانی مذکور کے سوا اور کوئی وارث نہ چھوڑا تو بھی حاصل وہی ہوا کہ ثمن زوجہ کے بعد باقی سب اُس کے ابن عمرو کو ملیگا اور اُس کا مناسخہ یوں ہوگا۔

مسئلہ ۲۴ زید

زوجہ سعیدہ	ام	ابن
سعیدہ	حمیدہ	عمرو
۳	(۴)	۱۷

مسئلہ حمیدہ فی یدہا ۴

بنت رشیدہ	ابن الابن (عمرو)
(۳/۱)	۳/۱

مسئلہ ۱ رشیدہ فی یدہا ۲

ابن الاخ
عمرو
۲/۱

مبلغ ۲۴

الاحیاء ع

سعیدہ	عمرو
۳	۲۱

الاختصار

سعیدہ	عمرو
١	٧

اس مناسخہ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ اس میں کسقدر دقت وطوالت ہے اگر یہاں ام کو کان لم یکن کر دیا جائے تو مال وہی نکلے اور دقت کچھ نہ رہے جیسا کہ مذیل سے ثابت ہے۔

مسئلہ ٨ — زید

زوجہ	ام	ابن
سعیدہ	حمیدہ	عمرو
١		٧

کان لم تکن لانها خلفت ابن ابنها عمرو او
نتها رشید کا وھی ماتت ولم تخلف الا ابن
اخیها عمرو او کان الحاصل واحدا

یہ بیان فتاوی رضویہ جلد نہم کتاب الفرائض میں خوب مشرح ہے اس میں کان لم یکن کی صورت میں عجیب عجیب تصرفات بدیعہ فرمائے ہیں ایسے کسی اور کتاب میں نہیں من شاء فلیرجع الیہا اس میں سے ایک صورت فرائض کے شائقوں کے واسطے لکھی جاتی ہے وہ یہ کہ مسمی احمد یار فوت ہوا اور اس نے ایک زوجہ حافظہ جان اور پانچ بیٹے ۔ نیاز علی ۔ محمد علی ۔ کلن ۔ محمد حسین ۔ امیر علی اور چار بیٹیاں احمدی بی جان ۔ نبی جان ۔ جیبن ۔ وارث چھوڑے پھر حافظہ جان مری اور یہی بیٹے بیٹیاں وارث رہے پھر نیاز علی مرا اور یہی بہن بھائی وارث ہوئے پھر محمد علی مرا اور اس نے ایک زوجہ محبوبن اور دو بیٹے وزیر علی واحد علی وارث چھوڑے اُن میں سے پھر محبوبن بھی مری اور یہی دو بیٹے اُس نے وارث چھوڑے پھر انہیں میں سے وزیر علی بھی مرا اور یہی بھائی وارث رہا پھر متقدمین میں سے امیر علی مرا اور باقی دو بھائی اور چاروں بہنیں وارث رہیں پھر جیبن پھر نبی جان نے انتقال کیا اور یہی بقیہ بہن بھائی وارث ہوئے پھر احمدی نے وفات پائی اور ایک شوہر حامد علی اور ایک لڑکا محمود علی اور ایک لڑکی محمدی وارث چھوڑی پھر ان میں سے حامد علی شوہر نے یہی بیٹا بیٹی چھوڑ کر انتقال کیا پھر محمود علی مرا اور یہی ہمشیرہ محمدی وارث ہوئی پھر متقدمین میں سے محمد حسین مرا اور اس نے ایک زوجہ آسودہ بیگم اور ایک بیٹا علی حسین اور دو بیٹیاں ایک نبی اور دوم بتولن چھوڑیں پھر بی جان مری اور صرف کلن اُسکا وارث ہوا پھر کلن مرا اور اس نے ایک زوجہ مونگا اور دو لڑکے واحد یار و حامد یار اور ایک لڑکی بسم اللہ چھوڑی ۔ پس اس مسئلہ کو جس میں ٥ امیتنہ ہیں فتاوی مذکور میں صرف پانچ بطن سے تقسیم کیا ہے اس کی تصحیح اخیر ٦ ، ٥ ہے اور بطن اول یوں تقسیم کیا ہے ۔

مسئلہ ٣٦ — محمد یار

ابن محمد علی	ابن کلن	ابن محمد حسین	،	بنت احمدی
٦	١٥	١٠	،	٥

اس میں باقی سب کان لم یکن کر دیئے گئے ہیں ۔ فرائض داں حضرات اسپر غور فرمائیں ۔ والسلام ومیراث الکل للملک العلام ۔

حاشیہ صفحہ ٩٥ نمبر ١ کا بقیہ

مسئلہ ١٢ — زید میت اول

زوجہ (ہندہ)	مادر (زبیدہ)	عم (عمرو)
٣	٤	٥

مسئلہ ٣ — ہندہ میت دوم تی ید ٣

خواہر (سلمیٰ)	،	برادر (سلیم)
١		٢

مسماۃ ہندہ کہ ایک وارث زید کی تہی وہ قبل تقسیم ترکہ مرگئی اور اُس نے ایک خواہر اور ایک برادر مساوی درجہ کے اپنے وارث چھوڑے اور ان وارثوں کی تقسیم بحساب للذکر مثل حظ الانثیین حاتین کی تصحیح سے ہوتی ہے چونکہ میت اوّل زید کی تصحیح سے بہی اُس کے ہاتہ تین ہی آئے تہے پس اب یہاں کچہ اور مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے انہیں تین کو میت دوم کی تصحیح قرار دیکر ایک بہن کو اور دو بہائی کو دیدئے جا ئینگے ۱۲ منہ ۱۱۵ وارثوں پر الخ یعنی جبکہ میت دوم کے وارثوں پر سہام مافی الیہ میت دوم صحیح منقسم نہوں کیا معنی کہ تصحیح میت دوم کا مخرج مسئلہ دوسرا اور مافی الیہ میت دوم کچہ اور ہوں و بالفاظ دیگر تصحیح میت دوم کے اعداد اُس کے مافی الیہ سے مماثل نہوں بلکہ مخالف ہوں تب ۱۲ منہ ۱۱۵ غور کر نسبت کا الخ یعنی جبکہ تصحیح و مافی الیہ میت دوم باہم متفق و متحد نہوں تو اُس وقت میت ثانی کے مخرج مسئلہ اور مافی الیہ سہام حاصلہ میں نسبت کا ملاحظہ کریں کہ اُن میں کیا نسبت ہے۔ ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۹۰ نمبر ۴ کا بقیہ اس مثال کی تشریح بخوبی اوپر کر دی گئی اور دونوں میتوں کے ورثہ کے سہام ٹھیک کر کے دکہا دیے گئے ہیں فقط۔ منہ ۵۵ اور مرے ہوں۔ الخ یعنی اور اگر مورث و وارث دو کس سے زائد یکے بعد دیگرے قبل تقسیم ترکہ مر گئے ہوں کیا معنی کہ تین نفر یا اُس سے ہی زائد مرے ہوں۔ تب۔ منہ ۵۶ پس یہاں بہی۔ الخ یعنی متعدد اموات کی صورت میں بہی سابق کی مانند پیشتر میت اول و دوم کی مسئلہ کی تصحیح کریں۔ منہ ۵۷ کر کے پہر۔ الخ یعنی میت اول و دوم کی تصحیح کر کے ان دونوں تصحیح کو ایک سمجہ لینا چاہئے۔ منہ ۵۸ پہر سوم کو مثل۔ الخ یعنی پہر تیسرے میت کی تصحیح کر کے اُس کو بجائے تصحیح میت دوم کے سمجہ کر وہی قاعدہ عمل میں لائے جیسا کہ میت اول و دوم کی تصحیح میں اختیار کیا تہا۔ منہ ۵۹ جتنے میت ہوں۔ الخ یعنی تین اور چار پر کچہ منحصر نہیں ہے چاہے جسقدر میت کیوں نہ ہوں اُن سب میں اسی طریق مذکورہ کے موافق عمل کرتا چلے اور پہر بعد اس عمل کے اُن سب اموات کے نیچے مداحیا کی کہینچکر جملہ اموات کے ورثا موجودین کو اُس مد کے تلے لکہہ کر اُن کے سہام جہاں جہاں جس جس نے جتنے پائے ہوں سب جمع کر کے ہر ایک کے نام کے نیچے درج کر دیوے۔ منہ ۶۱۵ مبلغ مخرج جو آخر۔ الخ یعنی ترکیب مذکورہ کے بعد آخر کار جو مخرج کلاں سب کا ہوگا اُسے مبلغ کہتے ہیں یعنی انتہائے کار تصحیح یہاں تک پہنچی پس اُسی مبلغ یا مخرج بالا سے ہر میت کے ورثہ اپنے اپنے سہام پا لیں گے مثال اُس کی یہ ہے۔

مسئلہ ۷۲ / ۲۴ / ۸   زید میّت اول

زوجہ	ابن	ابن	ابن	بنت
ہندہ	خالد از بطن ہندہ	بکر از بطن جیبہ	ولید از بطن جیبہ	سلمی از بطن جیبہ
۱ / ۳ / ۹	۲ / ۹ / ۱۸	(۲)	(۳ / ۴)	۳ / ۹

مسئلہ ۳   تباین   بکر میّت دوم   فی یدہ ۲۰

برادر حقیقی	خواہر حقیقی
ولید	سلمی
(۲ / ۴)	۱ / ۴

مسئلہ ۲   توافق بالنصف   ولید میّت سوم   فی یدہ ۱۰

دختر	دختر	دختر	دختر	خواہر
حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ	سلمی
۱ / ۵	۱ / ۵	۱ / ۵	۱ / ۵	۲ / ۱۰

المبلغ ۷۲

الاحیاء

ہندہ	خالد	سلمی	حمیدہ	سعیدہ	مجیدہ	صالحہ
۹	۱۸	۲۵	۵	۵	۵	۵

شرح اس مثال کی یہ ہے کہ زید مورث اعلیٰ میت اوّل ہے اُس نے ایک زوجہ ہندہ اور تین لڑکے مسمیان خالد و بکر و ولید اور ایک لڑکی مسماۃ سلمیٰ دو بیبیوں سے وارث چھوڑے ان میں مسمی خالد ایک بی بی سے ہے اور باقی تین دوسری متوفیہ یا مطلقہ بی بی سے ہیں تو اس صورت میں مسئلہ کا آٹھ سے ہوا جن میں سے ایک سہم ہندہ کو جو خالد کی ماں ہے پہنچا باقی سات میں سے دو دو سہام تینوں لڑکوں کو اور ایک سہم لڑکی کو پہنچے یہ ترکہ تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ مسمی بکر فوت ہو گیا اور اُس نے ولید برادر حقیقی و سلمیٰ خواہر حقیقی کو وارث چھوڑا یہ مسئلہ تین کے مخرج سے صحیح ہوا اُن میں سے دو سہام بھائی کو اور ایک سہم بہن کو پہنچا چونکہ بکر متوفی کے ما فی الید از ترکہ میت اول صرف دو سہام ہیں اور اُن میں اور تین میں جو مخرج ثانی کے اعداد ہیں تباین ہے لہذا بموجب قاعدہ مذکورہ مخرج مسئلہ ثانی کے تین عدد کو مسئلہ اولیٰ کی تصحیح میں کہ آٹھ ہیں ضرب دیا تو حاصل ضرب چوبیس ہوئے اور پھر انہیں تین کو ہندہ و خالد و ولید و سلمیٰ وارثان موجود مورث اعلیٰ کے سہاموں میں ضرب دیا تو سہام ان ہندہ و سلمیٰ کے ایک ایک کے تین تین اور خالد و ولید کے دو دو کے چھ چھ ہو گئے اور پھر میت دوم کے وارثوں کے سہام میں اُس کے ما فی الید کو ضرب کیا تو سلمیٰ کے دو ہوئے اور ولید کے چار ہو گئے اب یہ ترکہ بھی تقسیم نہ ہونے پایا تھا کہ ولید بھی مر گیا اور اُس نے چار لڑکیاں اور ایک بہن وارث چھوڑی لہذا اس کا مخرج مسئلہ چھ سے ہوا چھ میں سے دو ثلث کے چار سہام چاروں لڑکیوں کو اور باقی کے دو سہام بطور تعصیب حقیقی بہن کو پہنچے اور ولید کے ما فی الید ہر دو مسئلہ سے دس سہام ہیں اور اُن میں اور اُس کے مخرج مسئلہ میں توافق بالنصف ہے پس وفق مسئلہ سوم کو کہ تین ہوتا ہے مسئلہ اولیٰ کی تصحیح میں کہ ۲۴ ہیں ضرب دیا تو حاصل ضرب بہتر ہو گئے اور اب وہی بہتر مسئلہ اولیٰ کا مخرج بالا قرار پایا۔ اُس کے بعد انہیں تین کو جملہ سہام وارثان موجود میت اول و میت دوم میں بھی ضرب دیا تو میت اوّل کے وارثان میں ہندہ کے تین کے نو سہام اور خالد کے چھ کے اٹھارہ سہام ہو گئے اور سلمیٰ کے تین کے نو سہام ہو گئے اور میت دوم کے وارثان میں سلمیٰ کے دو کی جگہ چھ ہو گئے اب میت سیوم کے وفق ما فی الید کو کہ پانچ ہوتے ہیں اُس کے وارثوں کے سہام میں ضرب کیا تو چاروں لڑکیوں میں سے ہر ایک لڑکی کے ایک ایک کے پانچ پانچ ہو گئے اور خواہر حقیقی سلمیٰ کے دو سہام کے دس سہام ہو گئے اور تقسیم تمام ہوئی اُس کے بعد جملہ ورثاء موجودین میت اول و دوم و سیوم کو ایک مد الاحیاء کے نیچے لا کر ہر ایک کے سہام حاصلہ اُن کو دیدیے گئے اس طرح یہ کہ سلمیٰ جو تینوں بطن میں وارث ہوئی تھی اُس نے بطن اوّل میں ۹ پائے تھے دوم میں ۶ سوم میں ۱۰ جن کا مجموعہ ۲۵ ہوا یہی ۲۵ زیر نام سلمیٰ لکھے اور باقی ورثہ نے ایک ایک ہر جگہ پایا تھا اُن کے وہی سہام آثار لئے ان سب کو جوڑا تو مجموعہ ۷۲ ہوتا ہے اور وہ مخرج بالا مورث اعلیٰ کے مطابق ہے جیسا کہ مثال مدات مذکورہ سے ظاہر و روشن ہے۔ فتبنہ۔ منہ۔

واضح ہو کہ طریقہ تحریر فرائض کا یہ ہے کہ ایک مد طویل میت کی کھینچکر اس کے وسط میں میت کا نام لکھیں اور اُس مد کے نیچے اس کے جملہ ورثاء کے نام تحریر کریں اور ان وارثوں میں مدمیت کے شروع میں سب سے پہلے زوجین میں سے ایک کو بعدہ دیگر ذوی الفروض کو لکھیں ان کے بعد میت میں پیچھے عصبات کو درج کریں اس کے بعد میت کے شروع عنوان پر مسئلہ کا لفظ تحریر کر کے اسپر اعداد مخرج تحریر کریں اگر اُس مخرج میں تصحیح ہو کر اعداد بڑھ جائیں تو مخرج کے اوپر ایک خط کھینچکر اعداد صحیح کو لکھیں اسی کو مخرج بالا کہتے ہیں اس مخرج سے جس جس وارث کو جس قدر سہام پہنچیں وہ سہام ہر وارث کے نام کے تلے لکھدیں اور مناسخہ میں جسقدر میت مری ہوں اسی قدر مدات اُن کے نام بنا دے تلے اوپر لکھتے چلے جائیں اور بطون بالا میں میت دوم و سیوم و زیادہ کے ناموں کے نیچے ایک قوسی لکیر جس میں اُن کے سہام بھی آجائیں کھینچیں تاکہ اُس سے انکا میت ہونا ثابت ہوا اور ان کے سہام میں اُن کے مخرج مسئلہ کی ضرب نہ ہونے پائے اور آخر مدمیت دوم و سیوم وغیرہ میں فی یدہ اور عورت کو فی یدہا دونوں کو فی الید یا ما فی الید یا اُس کا مخفف سف لکھکر اس پر اُن کے ما فی الید سہام تحریر کریں اگر فی یدہ یا یدہا کے بجائے اُس کا مخفف کر کے یوں تحریر کریں سفہ تو فے پر نقطہ نہ لگائیں تاکہ ق کا شبہ نہ دے مثلاً ما فی الیدہ ہوں اور یوں لکھا کہ سفہ تو ۵ کا احتمال ہوگا لہذا بے نقط تحریر کریں۔ اس کے بعد جملہ ورثاء موجودین کو ایک مد الاحیاء کے نیچے لا کر اُن کے سہام مقبوضہ جمع کر کے اُن کے تلے لکھیں اور الاحیاء کے بیچ میں المبلغ لکھکر مخرج بالا مورث اعلیٰ کے اعداد تحریر کریں۔ فتبنہ۔ منہ ۱۲

تنبیہ بعض وقت یہ ہوتا ہے کہ بطون میں تقسیم سہام جسطرح کی گئی اُن سے کمی ناممکن نہیں مگر جب زیر مد الاحیاء ہر ایک کے سہام مقبوضہ جمع کر کے لکھے تو ان میں باہم توافق ہو گیا کہ ہر ایک کو ہر ایک عدد کاٹ سکتا ہے اس عدد کو مابہ التوافق کہتے ہیں اور فرائض میں حتی الامکان عدد اقل لیا جاتا ہے ایسی صورت میں مد احیاء کے بعد مد اختصار کھینچے اور اسماء ورثہ ثبت کر کے ہر ایک کے سہام مکتوبہ مد احیاء اس مابہ التوافق مشترک پر تقسیم کر کے درج کرے یوہیں مبلغ کو اس پر تقسیم کر کے یہ مبلغ دوم بالائے مد اختصار لکھے اور آخر کی معمولی عبارت جو لکھی جاتی ہے کہ حسب شرائط فرائض ترکہ فلاں اتنے سہام پر منقسم ہو کر ہر وارث کو اسقدر سہم کہ بمد احیاء اُس کے

نام لکھے ہیں ملیں گے اس میں بجائے سہام مخرج بالا سہام مبلغ دوم تحریر کرکے اور مداحیارکے عوض مداختصار کا نام لے اس کی مختصر مثال کہ جن بطون میں اختصار کی ضرورت ہو یہ ہے۔ منہ

مسئلہ ۲۴ × ۴ = ۹۶	زید		
زوجہ	ام	بنت	اخت عینیہ
حسینی	اسما	شیریں	نسرین
۳/۱۲	۴/۱۲	۱۲/۴۸	(۵)

مسئلہ ۵	نسرین	تباین	مف ۵
ام اسما		بنت یاسمین	
۱/۵		۳/۱۵	

الاحیاء — المبلغ ۹۶

حسینی	اسما	شیریں	یاسمین
۱۲	۲۱	۴۸	۱۵

ان کو دیکھکر معلوم ہوا کہ تمام اعداد توافق بالثلث رکھتے ہیں لہذا مبلغ و سہام سب کو تین پر تقسیم کرکے مداختصار یوں لکھے۔

الاحیاء — المبلغ ۳۲

حسینی	اسما	شیریں	یاسمین
۴	۷	۱۶	۵

حسب شرائط ترکہ بتیس ۳۲ سہام پر منقسم ہوکر ہر وارث کو اسقدر سہم کہ بمد اختصار اُس کے نام لکھے ہیں۔ ملیں گے۔ حسب شرائط فرائض سے مقصود یہ ہے کہ برتقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و انحصار ورثہ فی المذکورین و صحت ترتیب اموات و تقدیم امور مقدمہ علی المیراث مثل ادائے مہر و دیگر دیون و انفاذ وصایا من ثلث الباقی بعد الدین ترکہ زید۔ الخ۔ اور ہمارے اُستاد مرحوم و مغفور اسکو اس طرح لکھا کرتے تھے۔ بعد ما وجب تقدیمہ علی الارث و بشرط خلو از جمیع موانع آں و بشرط انحصار وارثان در صورت مسؤلہ (اور اگر مناسخہ ہو تو یہ عبارت اور زیادہ) و بشرط ترتیب صحت اموات۔ ترکہ متوفی مذکور۔ مثلاً بر سی و دو ۳۲ سہام انقسام خواہد یافت مثلاً۔ چار سہام مسماۃ حسینی را و ہفت سہام مسماۃ اسما را و شانزدہ سہام مسماۃ شیریں را و پنج سہام مسماۃ یاسمین را خواہند رسید واللہ اعلم بالصواب و عندہ علم الکتاب۔ ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۹۲ نمبر ۹

نر کو دو دو حصے دیں۔ الخ۔ یعنی اُس وقت نر کو دو حصے دیے جائیں گے اور مادہ کو ایک دیا جائیگا کیا معنی کہ بھائیوں کو اور دادا کو دوہرا اور بہنوں کو اکہرا حصہ بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائیگا اور بہن بھائی اور دادا سب عصبہ بنائے جائیں گے لیکن یہ تقسیم مساوی برادران اُس وقت تک نافذ ہوگی جبتک کہ دادا کو جملہ ترکہ کے چھٹے حصہ سے کم نہ ہونے پائے ۱۲ منہ ت۵ افضل الامرین۔ الخ۔ یعنی دادا کو جملہ ترکہ کے چھٹے حصہ سے کم۔ افضل الامرین کے یہ معنی ہیں کہ دو چیزوں میں سے ایک چیز کا افضل اور بہتر ہونا پس مطلب یہ ہے کہ ایسی تقسیم کے موقع پر دو چیزوں میں سے جو چیز کہ افضل و اکمل ہوگی وہ دادا کو ملے گی اُس کی تشریح آگے مذکور ہے ۱۲۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۹۳ نمبر ۷

ثلث سے کمتر نہیں۔ الخ۔ یعنی تقسیم مذکورہ بالا میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زید بن ثابت کا اختلاف یہ ہے کہ دادا کا حصہ تہائی حصہ سے کم کبھی نہیں ہوتا جیسا کہ خلیفہ چہارم کے نزدیک چھٹے سے کم نہیں ہوتا ہے اسی طرح یہ اُن کے نزدیک تہائی سے کم نہیں ہونے پاتا۔ واضح ہو کہ حضرت علی مرتضیٰ رض و زید بن ثابت و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کا وارث ہونا تو متفق علیہ ہے ولیکن اُن کی تقسیم میں ہر ایک کا اختلاف ہے۔ حضرت علی رض کی تقسیم کی کیفیت تو مفصل اوپر بیان کردی گئی اب زید بن ثابت کی تقسیم کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے اُن کے نزدیک افضل الامرین میں تہائی سے کم دادا کو نہیں ہونا چاہیے پس اُن کے اجتہاد کے موافق جبکہ فرائض میں بہن بھائی مل کر دو سے زائد ہوں کیا معنی کہ دو بھائی اور ایک بہن یا ایک بھائی اور تین بہنیں یا کہ اُن سے بھی زائد جمع ہوں تب منہ ش۵ ثلث کل دادا کو دیکر الخ یعنی بصورت مذکورہ دادا کو ایک تہائی مال کی دیکر باقی ترکہ بہن بھائیوں کو بحساب للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کردینا چاہیے کیا معنی کہ جبتک فرائض میں ایک بھائی اور ایک بہن یا ایک بھائی اور دو بہنیں یا صرف دو بھائی زیست کیے پائے جائیں گے اُس وقت تک تو بیشک دادا کو اُن کے ساتھ شامل کرکے نر کو دوہرا اور مادہ کو اکہرا زید بن ثابت کے نزدیک بھی دیا جائیگا کیونکہ ایسی صورت میں دادا کے لئے افضل

وبہتر ہوگی یا آنکہ مساوی ثلث ہوگی اور اگر بہن بھائیوں کی تعداد مل کر دو بھائی سے زائد ہو جائے تو اس وقت دادا کو کل مال کی تہائی دیکر علیحدہ کر دیا جائے اور مابقے ترکہ بہن بھائیوں کو مطابق اُن کے حصص کے دیدیا جائے کہ اس صورت میں ایک تہائی مال متروکہ کی دادا کے لئے مقاسمہ سے افضل وبہتر ہے۔ فتدبر۔ منہ ۵۹ ہوں جو سوتیلے۔ الخ۔ یعنی اگر حقیقی بھائی اور سوتیلے بھائی میت کے دونوں موجود ہوں تو اُس وقت حضرت زید بن ثابت رضؓ کے نزدیک اُن دونوں قسم کے بھائیوں کے شامل دادا کی تقسیم ہوگی۔ منہ ۱۰ داخل تقسیم الخ یعنی سوتیلے بھائی دادا کی تقسیم میں سب داخل کرلئے جائیں گے۔ لیکن سوتیلے بھائی حصہ پانے سے علیحدہ و بے بہرہ رہیں گے کیونکہ حقیقی بھائیوں سے وہ محروم ہیں۔ منہ ۱۱ وہ ملے ستے۔ الخ۔ یعنی سوتیلے بھائی دادا کے ضرر و نقصان پہنچانے کے لئے تقسیم میں داخل کئے گئے ہیں لیکن وہ خود اپنی ذات کے واسطے خائب وخاسر ہیں کیا معنی کہ بے بہرہ ونا مراد ہیں۔ واضح ہو کہ سوتیلے بھائیوں کا اس تقسیم میں اضراراً للجد داخل ہونا حضرت زید رضؓ کے نزدیک ثابت ہے مگر حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ثابت نہیں جیسا کہ حضرت علی رضؓ کے اختلاف اجتہاد میں جتا دیا گیا ہے کہ داخل تقسیم علاتی نہیں اُس سے یہی مراد ہے کہ حضرت مرتضیٰ رضؓ کے نزدیک علاتی اضراراً للجد تقسیم میں داخل نہیں کئے جاتے۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۹۴ نمبر ۸ کا بقیہ مثال مسطورہ میں جبکہ شوہر کو چار میں سے نصف کے دو سہام دئے گئے تو دو باقی بچے اُن میں سے ایک ایک بھائی اور دادا کو برابر برابر دیدیا گیا۔ پس اس موقع پر یہ حصہ دادا کو کل ترکہ کے چھٹے حصہ سے اور باقی ترکہ کے تیسرے حصہ سے افضل ہے کیونکہ مقاسمت میں یہ حصہ اُس کو ترکہ کا چہارم ہاتھ آیا ہے اور وہ کل ترکہ کے چھٹے حصہ سے بہت زائد ہے اور اسی طرح بر بقیہ فرض دو باقی رہتی ہیں اور دو کا ثلث ایک سے کم ہوتا ہے اور مقاسمت میں اُس کو پورا ایک حاصل ہوا ہے لہذا یہ ایک عدد ثلث مابقی سے افضل ہے پس اس موقع پر مقاسمہ ہی اُس کے لئے ہر صورت سے فائدہ بخش ہے جو عمل میں لائی گئی اور اگر فرائض میں کہیں ایک دادا اور ایک جدہ صحیحہ اور دو بھائی اور ایک بہن پائی جائیں تو اس جگہ دادا کے واسطے ثلث مابقی۔ مقاسمہ اور سدس کل سے بہتر ہوگی اس طرح

مسئلہ ۱۸

جدہ یک	ہمشیرہ یک	برادر یک	برادر یک	جد صحیح
۳ سہام	۲ سہام	۴ سہام	۴ سہام	۵ سہام

صورت مسئولہ میں مسئلہ ۱۸ سے تصحیح ہوا منجملہ جس کے چھٹے حصہ کے تین سہام جدہ کو اور مابقی پندرہ میں سے تہائی کے ۵ سہام جد صحیح کو دئے گئے تو دس بچ رہے وہ دسوں بہن بھائیوں پر بموجب اُن کے حصوں کے بانٹ دئے گئے اب جو دادا کو یہ پانچ سہام ملے ہیں اُن کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ پانچ کل ترکہ کے چھٹے سے بہت زائد ہیں اور مقاسمہ میں اُس کو چار سہام سے کسر زائد ملتے لیکن یہ پانچ ان سے بھی زائد ہیں پس اس موقع پر ثلث مابقے اُس کے واسطے سدس کل اور مقاسمت برادران سے زائد مفید ہے جو اُس کو عطا کی گئی یہ مثال ثلث مابقے کی افضل ہونے کی تھی اور اگر فرائض میں کہیں ایک جدہ صحیحہ اور ایک جد صحیح اور ایک لڑکی اور دو بھائی پائے جائیں تو اس جگہ کل ترکہ چھٹا حصہ مقاسمت اور ثلث مابقے سے افضل ہوگا۔ اس طرح

مسئلہ ۱۲

جدہ صحیحہ یک	جد صحیح یک	دختر یک	برادر	برادر
۲ سہام	۲	۶ سہام	۱	۱

صورت مسئلہ مذکورہ میں بارہ کے مخرج سے تصحیح کی گئی منجملہ جس کے نصف کے چھ سہام لڑکی کو دئے گئے اور چھٹے کے دو سہام جدہ کو اور چھٹے کے دو سہام دادا صاحب کو بھی مرحمت ہوئے باقی رہے دو سہام وہ دونوں بھائیوں کو ایک ایک دیدیا گیا اب جو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ کل ترکہ کا چھٹا حصہ جو دو سہام ہیں وہ مابقے کے ثلث سے کہ ایک سہم اور دو ثلث سہم ہوتا ہے۔ زائد ہیں اور اسیطرح مقاسمت سے وہ بہتر ہے کہ اس میں بھی ایک سہم سے ثلث سہم زائد دادا کو ملتا ہے پس یہاں کل ترکہ کا چھٹا حصہ دادا کو دیا گیا کہ وہ دونوں سے افضل وبہتر ہے جیسا کہ زیر مدیت تحریر ہے یہ تینوں مثالیں تینوں امور مذکورہ میں سے اپنے اپنے موقع پر ہر ایک کے افضل ہونے کے ہو گئیں۔ فتدبر۔ منہ۔

۵۹ ہے اسی صورت سے ۔ الخ ۔ یعنی جد صحیح کی فرائض میں اسی صورت سے جا بجا رد و بدل ہے اور اس مقاسمت میں ایک طرق پر اِرداً نہیں ہے اور امام شافعیؒ نے بھی اسی مقاسمت زید بن ثابت کے طریق پر عمل کیا ہے ۔ منہ ۱۰ شافعی و مالک ۔ الخ ۔ یعنی امام شافعی اور امام مالک دونوں صاحب اسی مقاسمت زید بن ثابت رضؓ کے پیرو و تبع ہیں ۔ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۹۵ نمبر ۴ کا بقیہ

تو ایسی صورت میں مفتی کو مناسب ہے کہ دادا کے ساتھ بہن بھائیوں کو شریک کرکے بموجب فتوٰی صاحبین کے مقاسمت پر عمل کرے تاکہ میّت کے بہن بھائی اُس کے ترکہ سے ہمیشہ کے لئے محروم نہ ہو جائیں اور اگر ایسے وارث تو ہی دادا کے موجود نہوں جن سے میت کے بہن بھائی محجوب ہوتے ہیں بلکہ دادا کے بعد اُس کے ترکہ میں میت ہذا کے یہ بہن بھائی بھی وارث ہو سکتے ہوں تو پھر اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ دادا کے ساتھ ان کو شریک کیا جائے بلکہ ایسے موقع پر سب ترکہ بموجب مذہب حنفی دادا کو دیدینا چاہئے کیونکہ یہ لوگ بعد وفات دادا کے خود اُس کو پالیں گے پھر اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ بھائیوں کو بھی اُس وقت شریک کیا جائے کس لئے کہ اگر اس وقت نری ترا دادا کو ترکہ دیا جائیگا تو وہ بھی بالآخر پھر اُنہیں کو مل رہے گا پس یہ کیا خوب موقعہ ہے ان دونوں باتوں پر وقتاً فوقتاً عمل کرنے کا اور اس موقع کا کسی فتاوٰی میں ذکر نہیں ہے یہ صرف میرے اُستاد مولانا مرحوم و مغفور کا اجتہاد ہے ۔ منہ

۷ پر محقق ہے وہی ۔ الخ ۔ یعنی اگرچہ مفتی کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی موقع پر دادا کے ساتھ بھائیوں کو شریک کرکے تقسیم عمل میں لائے تو کے قول مذکور کے موافق وہ فتوے دے سکتا ہے لیکن محقق یہی بات ہے کہ تا بامکان قول امام ہی پر فتوٰی دے جیسا کہ ہم نے اوپر حاشیہ میں اور نیز متن میں جتا دیا ہے کہ اصل و مفتی بہ مذہب امام ہی کا ہے اور اُس پر اتفاق فقہا و ائمہ افتا کا ہے ۔ القول ما قالت خدام ۔ یہ عرب کی ایک مثل ہے جیسا کہ عرب کے شاعر نے کہا ہے اذا قالت حذام فصدقوھا فان القول ما قالت حذام خدام محبوبہ کا نام ہے ۔ یعنی جب محبوبہ کوئی بات کہے تو تم اُسے سچ جانو کہ دراصل بات وہی ہے جو محبوبہ نے کہی ۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں سہ اذا قال الامام فصدقوہ ۔ فان القول ما قال الامام ۔ یعنی جب امام کوئی بات ارشاد فرمائیں تو تم اُس کی تصدیق کرو کہ اصل قول وہی ہے جو امام ارشاد فرمائیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاوٰی رضویہ میں بھی قول امام ہی کی تقویت فرمائی ہے اور مقاسمہ کی صورت میں یہ مواقع اُس میں تجویز کئے ہیں کہ اگر دادا غنی اور بھائی مفلس ہوں تو مقاسمہ کرے اور اگر بھائی بدچلن ہوں کہ انہیں مال دینا اُن کی بدچلنی پر اعانت کرتا ہے تو دادا نیک بخت و صالح ہو تو قول امام پر فتوٰی دے اور اگر عکس ہو تو فتوٰی بھی بالعکس ہو ۔ اور اگر دادا سخی ہو کہ اکثر مال اُس کا امور خیر میں صرف ہوتا ہو اور بھائی بخیل ہوں تو قول امام پر فتوٰی دے اور اگر بھائی سخی ہوں اور دادا بخیل ہو تو مقاسمہ کرے ۔ ۱۲ ۔ منہ

ضمیمہ تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تضمینِ مناجاتِ صدّیقی

مع ترجمۂ منظوم

اے خدا میں ہوں غریب اور میرا توشہ ہی قلیل — سامنے میرے مگر ہی سخت منزل اور طویل
واں پہنچنے کی نہیں ہی پاس میرے کچھ سبیل — جُدْ بِلُطْفِكَ یَا اِلٰہِیْ مَنْ لَہٗ زَادٌ قَلِیْل
(بخش یارب اُس کو جس کے پاس ہے توشہ قلیل)

مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ یَأْتِیْ عِنْدَ بَابِكَ یَا جَلِیْل
(حاضر آیا ہے وہ مسکیں تیرے در پر اے جلیل)

بارِ عصیاں ہی گراں - اور میں ہوں کمزور والیم — کس طرح اُس کو اُٹھاؤں آہ اے ربِّ عظیم
اب ضرورت ہی ترے فضل و کرم کی اے کریم — ذَنْبِیْ ذَنْبٌ عَظِیْمٌ فَاغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْم
(ہے گناہ میرا بڑا تو بخشدے اُس کو رحیم)

اِنَّنِیْ شَخْصٌ غَرِیْبٌ مُذْنِبٌ عَبْدٌ ذَلِیْل
(میں ہوں اک بندہ غریب و مجرم و خوار و ذلیل)

بڑھ گئے میرے گنہ حد سے زیادہ اے صمد — کیا بتاؤں یہ کہ ہیں وہ کس قدر اور کتنے بد
شرم آتی ہے مجھے لیتے ہوئے اُن کا عدد — اِنْ یَا رَبِّیْ ذُنُوْبِیْ مِثْلُ رَمْلٍ لَا تُعَدّ
(ہیں گنہ میرے بہت جوں ریگِ صحرا بے عدد)

فَاعْفُ عَنِّیْ کُلَّ ذَنْبٍ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْل
(بخش میرے سب گنہ اور درگزر کر اے جمیل)

ہوں بد اعمال سے بے شک قابلِ زجر و سزا — مستحق ہی نارِ دوزخ کا یہ نفسِ بے حیا
پر بھروسا ہی ترے فضل و کرم کا - اے خدا — قُلْ لِنَارٍ اَبْرِدِیْ یَا رَبِّ فِیْ حَقِّیْ - کَمَا
(سرد کر دے آگ میرے حق میں تو ویسا)

قُلْتَہَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا فِیْ حَقِّ الْخَلِیْل
(جس طرح تو نے کہا تھا اُس کو بردِ خلیلؑ)

مجھسے ہوتی ہی خطا اور بھول اکثر اور سہو — عمر ہوتی ہی بسر یوں ہی بغفلت اور بہ لہو
منہمک ہوں آہ - دنیائے دنی میں اور محو — مِنِّیْ عِصْیَانٌ وَنِسْیَانٌ وَسَہْوٌ بَعْدَ سَہْو
(مجھسے سرزد ہوتے ہیں عصیان و نسیان اور سہو)

مِنْكَ اِحْسَانٌ وَفَضْلٌ بَعْدَ اِنْعَامٍ جَزِیْل
(تجھسے ہم پر ہوتی ہے احسان و بخشش کی سبیل)

دل ہی میرا دردمند اور حال میرا ہی ردی — علتوں میں مبتلا ہوں حاجتوں میں ممتلی
قاضیِ حاجات اب یہ عرض ہی تجھسے مری — عَافِنِیْ مِنْ کُلِّ دَاءٍ وَاقْضِ عَنِّیْ حَاجَتِیْ
(عافیت دے ہر بلا سے کر روا حاجت اڑی)

اِنَّ لِیْ قَلْبًا سَقِیْمًا اَنْتَ مَنْ یَشْفِی الْعَلِیْل
(دل مرا بیمار ہے اور تو ہے شافیِ علیل)

تو ہی حافظ تو ہی ناصر ہر جگہ میرا ضرور — کچھ نہ لاحق ہو مجھے رنج و الم یوم النشور

میرے سب کاموں کا تو ہی منتظم ہے اے غفور — اَنْتَ شَافِیْ اَنْتَ کَافِیْ۔ فِیْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْرِ
(تو ہے شافی تو ہے کافی جملہ کاموں میں ضرور)

اَنْتَ رَبِّیْ۔ اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْل
(تو ہی رب میرا ہے پروردگار اور اچھا وکیل)

نفس امارہ نے ڈالا ہے عبادت میں خلل — نیکیوں میں ہے کمی اور بندگی میں ہے زلل

دیکھئے قسمت سے اپنا حشر کیا ہوتا ہے کل — کَیْفَ حَالِیْ یَا اِلٰهِیْ لَیْسَ لِیْ خَیْرُ الْعَمَلْ
(کیا کہوں حال اپنا یارب کچھ نہیں اچھا عمل)

سُوْءُ اَعْمَالِیْ کَثِیْرٌ زَادُ طَاعَاتِیْ قَلِیْل
(ہے بد اعمالی زیادہ اور طاعت ہے قلیل)

میرے دل میں ہیں تمنائیں بہت سی اے علیم — تو ہی کر سکتا ہے پورا ان کو باللہ العظیم

خاطر آزردہ ہے میری اور دل میرا سقیم — رَبِّ هَبْ لِیْ کَنْزَ فَضْلٍ اَنْتَ وَهَّابٌ کَرِیْم
(مجھ پہ کر فضل و کرم اپنا کہ تو ہے بس کریم)

اٰتِنِیْ مَا فِیْ ضَمِیْرِیْ دُلَّنِیْ خَیْرَ الدَّلِیْل
(آرزوئیں دل کی بر لا اور دکھا اچھی سبیل)

اے خدا ہم کو عطا کر قصرِ جنت کا طواف — اور شر سے روزِ محشر کے ہمیں رکھنا معاف

ہول سے جس کے کہ ہوگا ٹکڑے ٹکڑے کوہ قاف — هَبْ لَنَا مُلْکًا کَبِیْرًا نَجِّنَا مِمَّا نَخَاف
(ملک جنت ہم کو دے رکھ شر سے محشر کے معاف)

رَبَّنَا اِذْ اَنْتَ قَاضٍ وَالْمُنَادِیْ جِبْرَئِیْل
(جب کہ تو حاکم ہو یارب اور منادی جبرئیل)

ہے یہ دنیا دارِ فانی، کچھ نہیں اس میں فتوح — غور کر اب اے حمید اور جلد کر توبہ نصوح

ہو گئے دار البقا کو سب بڑے چھوٹے رجوح — اَیْنَ مُوْسٰی، اَیْنَ عِیْسٰی، اَیْنَ یَحْیٰی، اَیْنَ نُوْح
(اب کہاں موسیٰ و عیسیٰ اور کہاں یحییٰ و نوح)

اَنْتَ یَا صِدِّیْقُ عَاصٍ تُبْ اِلَی الْمَوْلَی الْجَلِیْل
(اب تو اے صدیق توبہ کر بدرگاہِ جلیل)

تمّت

تضمین اردو بر مناجاتِ عربی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن سائر التبعین

مع ترجمۂ فارسی منظوم

سن اے نسیم صبحدم جب پہنچے تو سوئے حرم — رکھنا ادب سے بس قدم روضہ پہ جا کر لا جرم

تجھکو خدا کی ہے قسم، مجھ پر تو کرنا یہ کرم — اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
(گر چوں بگذری روزے صبا بر روضۂ پاکِ حرم)

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ
(اول سلام من رساں پیش نبی محترم)

چہرہ ہے جن کا خورلقا، مکھڑا ہے جن کا چاند سا — ذات ان کی ہے نورِ خدا، ہاتھ انکے دریائے سخا

وہ کون یعنی مصطفےٰ صَلِّ عَلٰی صَلِّ عَلٰی — مَنْ وَجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی
(رویش بود شمس الضحیٰ رخسار او بدر الدجیٰ)

مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمْ
(ذاتش بود نورِ خدا دستش بود بحرِ کرم)

اللہ معبود ایک ہے غالب ہے جس کی سلطنت　　اسلام سچا دین ہے جس میں نہیں کچھ منقصت
احمد رسولِ پاک ہیں کیا ہو بیان اُن کی صفت　　قُرْآنُهُ بُرْهَانُنَا نَسْخًا لِاَدْيَانٍ مَضَتْ
(قرآن کلام حق بُبا آورد آں ذی مکرمت)
اِذْ جَاءَنَا اَحْكَامُهٗ كُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمُ
(چوں شد رواں قانونِ او دیگر قوانیں شد عدم)

محبوب سے ہیں ہم جدا کیوں ہوں نہ غم میں مبتلا　　دردا و ریغا حسرتا فریاد و زاری و بکا
واقسمتا واقسمتا کب تک سہیں ہم یہ جفا　　اَكْبَادُنَا مَجْرُوحَةٌ مِنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفٰى
(جان و جگر مجروح شد از تیغ ہجرِ مصطفیٰ)
طُوْبٰى لِاَهْلِ الْبَلْدَةِ فِيْهَا الرَّسُوْلُ الْمُحْتَشَمُ
(مژدہ کسانے را کہ در ایشاں بود آں محتشم)

یاروں کا کیجے شکوہ کیا طالع کا ہے اپنے گلا　　تنہا ہیں ہم اور کربلا اے وا دریغا حسرتا
پہنچا دے اب جلد اے خدا بر روضۂ خیر الوریٰ　　اَكْبَادُنَا مَجْرُوحَةٌ مِنْ سَيْفِ هَجْرِ الْمُصْطَفٰى
(جانِ ما اے خستہ شدند از تیغ ہجرِ مصطفیٰ)
طُوْبٰى لِاَهْلِ الْبَلْدَةِ فِيْهَا الرَّسُوْلُ الْمُحْتَشَمُ
(مژدہ کسانے را کہ در ایشاں بود آں محتشم)

ہوں رحمتیں نازل سدا اور برکتیں بے انتہا　　بر روحِ پاکِ مصطفیٰ بر جانِ پاکِ آلِ عبا
کہتا ہوں با مہر و وفا اے مومنانِ با صفا　　صَلُّوْا عَلٰى عَيْنِ الْحَيَا بِنْتِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى
(خوانید رحمت دائما بر بضعۂ خیر الوریٰ)
اَلْفَاطِمَهْ خَيْرُ النِّسَا بَحْرٌ لِاَنْهَارِ الْكَرَمِ
(آں فاطمہ خیر النسا دریائے فیض است و کرم)

میں ہوں غریب و بینوا مسکین و محتاج و گدا　　در پر تمھارے جبہہ سا رحمت کا طالب ہوں سدا
گو ہوں بہت بد اور بُرا پر ہے تمھارا آسرا　　يَا مُصْطَفٰى يَا مُجْتَبٰى اِرْحَمْ عَلٰى عِصْيَانِنَا
(یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ رحمے بحالِ زارِ ما)
مَجْبُوْرَةٌ اَعْمَالُنَا طَمَعًا وَّ ذَنْبًا وَّ الظُّلَمُ
(از زشتیِ اعمالِ ما مجبور ہستیم و ندم)

تنہا نہیں میں چاہتا بلکہ تمام آبا و اُم　　خویش و برادر یار سب لے شاہ اقلیمِ دُوُم
اے شافعِ روزِ جزا یہ عرض میری سن لو تم　　لَسْتُ بِرَاجٍ مُفْرَدًا بَلْ اَقْرِبَاءُ كُلُّهُمْ
(تنہا نمی جویم زتو بل با عزیزاں کلہم)
فِي الْحَشْرِ اِشْفَعْ يَا شَفِيْعُ بِالصَّادِ وَالنُّوْنِ الْقَلَمْ
(در حشر شافع شو بما از برکتِ نون و القلم)

اے سرورِ دنیا و دیں ہو رحمتِ عالم تمھیں　　تم ہو شفیع المذنبیں اور میں گنہگار و حزیں
کیجے شفاعت یومِ دیں از بہرِ آلِ طاہریں　　يَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ
(اے رحمۃ للعالمین ہستی شفیع المذنبین)
اَكْرِمْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْنِ فَضْلًا وَّ جُوْدًا وَّ الْكَرَمُ
(برما نظر کن یومِ دیں از بخشش و جود و کرم)

• اے رحمتِ حق بر زمیں، اے بہترین مرسلیں　　مسکیں حمیدِ کمتریں ہے ہند میں اندوہگیں
اس کو بلا لیجے وہیں دیجے خلاصی اے معیں　　يَا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اَدْرِكْ لِزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ
(اے رحمۃ للعالمین - دریاب زین العابدین)
مَحْبُوْسُ اَيْدِي الظّٰلِمِيْنَ فِي الْمَوْكِبِ وَ الْمُزْدَحَمْ
(گوہست محصور و حزیں در لشکرِ اہلِ ستم)

تمّت

غزل نعتیہ مقتبس از نعت عربی بالا

چوں بگزری بروزنے صبا بروضۂ پاک حرم — اول سلام من رسان پیش نبی محترم
محبوب ربِ کبریا مطلوبِ جانِ اولیا — سالار جمع انبیا شمع شبستانِ حرم
جاه و جلالش منتخب فضل و کمالش بوالعجب — مجموعۂ علم و ادب گنجینۂ خلقِ اتم
احمد محمد نام او قرآن زحق انعام او — تبلیغِ حکمت کام او وهدیٰ و هادیٔ امم
جان و دلم تشنه خسته حال از دردِ هجر اینجا بحال — اکنون بدرگاہت بجان با جان بتو قربان کنم
اے رحمة للعالمین ہستی شفیع المذنبین — بر ما نظر کن یوم دین از بخشش و جود و کرم
باد ابر روحِ پاک تو صد رحمت و برکات تو

آں مظہرِ نورِ خدا آں مصدرِ وحی و عطا — ذاتِ ہمایونش عطا دستِ ید اللّٰہش کرم
اُمّی لقب قرآں طلب ایجاد عالم را سبب — عالی نسب والا حسب فخرِ عرب صدرِ عجم
حسن و جمالش دلربا ہم خط و خالش خوشنما — محبوب و مقبولِ خدا آئینۂ نورِ قدم
بعدِ سلامم ای صبا عرض کن زر ان مقتدا — کای قبلۂ حاجاتِ ما بر ما نظر کن از کرم
یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ لطفے بحالِ ما نما — از زشتیٔ اعمالِ ما مجبور و ستیم و ندم
دارد حمید ای مہرباں در دل تمنا بے بہا — یکشب بخواب آئی عیاں با خندۂ ناز و نعم
تا دورِ عالم اے نکو بر آل و اصحاب ہم

غزل نعت

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ روئے محمد مصطفیٰ — بحرِ عطا خلقِ خدا خوئے محمد مصطفیٰ
گردید گیتی گلستاں عالم شدہ رشکِ جناں — چوں منتشر شد در جہاں بوئے محمد مصطفیٰ
از ربِ خود واصل شد او وز فضلِ حق کامل شد او — تا بیداز تائیدِ حور روئے محمد مصطفیٰ
نبیک گویم روز و شب یک ہم راتم طلب — کے دید خواہم اے عجب کوئے محمد مصطفیٰ
دارد حمید ناتواں انبار عصیاں بس گراں

سیراب گشتہ بحر و بر از فیضِ آں خیر البشر — در مشرق و مغرب رواں جوئے محمد مصطفیٰ
در لیلۃ الاسریٰ فلک از سیر ماندہ ہم ملک — بر عالمِ لاہوت شد سوئے محمد مصطفیٰ
در راہ طیبہ زائرا بینی اگر آں روضہ را — از من رسان صلوات ہا سوئے محمد مصطفیٰ
ای بادِ صرصر و زخاکِ مرا تربت ببر — خوب است از جنت مگر کوئے محمد مصطفیٰ
زاں میرود فریاد خواں سوئے محمد مصطفیٰ

دیگر

کونین پر ز نور ز روئے محمد است — دلہا پر از سرور ز بوئے محمد است
واعظ مرا فریب مده از بہارِ خلد — ما را نشاط و عیش بکوئے محمد است
از بوئے زلف گشت معطر مشام جان — صد نافہ ہائے مشک بموئے محمد است
بہرِ طہارتِ دل و جان ہائے خستگاں — آبِ حیات آبِ وضوئے محمد است
از جانبِ حمید ہزاراں ہزار بار

سر تا بپا است مظہرِ نورِ جمالِ حق — خلقِ خدا سرشتہ بخوئے محمد است
روزِ جزا روند نکوکار در بہشت — ما را نظر تمام بسوئے محمد است
زاہد چہ میگزی تو لب از ذوقِ سلسبیل — ما را سبیل آب ز جوئے محمد است
ساقی بریز قطرۂ در تشنہ کامِ من — زاں مے کہ پر بجام و سبوئے محمد است
صلواتِ طیبات بروئے محمد است

مبارکباد عید قربان کہ در ۱۳۳۶ھ وقتیکہ قحط عظیم و گرانیِ اشیا و طاعون و ہیضہ و حمارستی و جنگ بین اقوام یورپ فتنۂ عظیم و فساد الیم برپا کردہ بود و زائد از چہار سال براں جنگ مردر گردہ نوشتہ شد و بفضلہ تعالیٰ ببرکت ایں دعائے مبارکباد جملہ بلاہائے نازلہ و جنگ مشتعلہ دفع گردید و باراں بارید و امن و امانِ عالم برقرار شد پس امید از فضل و کرم خلاق عالم آنست کہ اگر دعائے مبارکباد را بوقت مصیبت و بلا نازلہ خصوصاً وقت قحط سخت بخلوص دل بسوز و گداز ورد سازند حق سبحانہ تعالیٰ بفضل و کرم بے پایانِ خویش آں را دفع نماید و ظہور رحمت تمام بر سر خاص و عام جلوہ گر سازد و باللہ التوفیق ط

عید قربان آمد اکنون در جہاں چوں بہارِ نو صحنِ گلستان از کمالِ خرمی و انبساط شد مبارک باد جاری بر زباں
روئے خوباں چوں گلِ خنداں شگفت زیبِ تن کردند جامہ ارغواں بادۂ عشرت لبالب خوشگوار روز و شب بادا بکامِ دوستاں
عید ایں قربان مبارکباد بس با ہزاراں خرمی بر مومناں حاجیاں اندر طوافِ کعبہ اند ہمچو پروانہ بگرد شمعداں
در حرم لبیک میخوانند خوش از دمِ شاں بہرہ ور قدسیاں در حریم یار ما یاران شدند ما در اینجا باز ماندیم ای فغاں
ما بصد آہ و زاری مے کنیم بلبلاں خندہ زناں در بوستاں نی زمانہ شد نزولِ ہر بلا زشتی اعمال ماہست ہاں
در ہزار و سہ صد و سی سال و شش ۱۳۳۶ قحط شد اے وائے در ہندوستاں قحط و جنگ و ہیضہ و طاعون ہم اینچنیں آفات آمد در جہاں
از خدا خواہیم دفع ایں بلا حق نگہدارا د مارا از زیاں شاد مانید اے ہمہ اخوانِ دیں دور بادا از شما باد خزاں
عشرۂ ذی الحج مبارک عشرہ ایست قدر ایں از دل کنید اے صاحبان رحمت حق میکند در وے نزول برکت او مے شود ہر جا عیاں
برکتِ ایں عشرہ از ذکرِ حق است روز و شب باشید پس تسبیح خواں اندریں دہ روز مے باید شدن دائما از ذکر حق رطب اللساں
از خدا خواہید روز و شب پناہ در دعا جوئید لطف و فضلِ آں خواندنِ تسبیح حق صبح و مسا ورد استغفار و توبہ در میاں
میکند ردِ بلاہائے عظیم خیر و برکت میفزاید در جہاں من دعا خوانم شما آمیں کنید با خشوع و با خضوع ای مومناں
اے خدا اے صاحبِ عرش بریں اے شہنشاہِ مکاں و لا مکاں اے برافروزندۂ شمع فلک اے برافرازندۂ ہفت آسماں
اے پدید آرندۂ خلق از عدم اے ہمہ مخلوق را روزی رساں خلق تو مضطر شدہ است از تشنگی سوخت از سوز درونش جسم و جاں
اے خدا بارانِ رحمت را بیار برکت خود بر سرِ ما برفشاں ما ہمہ تشنہ لبانیم اے کریم آبِ رحمت ریز در کام و زباں
اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا رحمتِ باراں بیار از آسماں اَلْعَطَش اے ساقی ما اَلْعَطَش آب دہ در کاسۂ ما تشنگاں
زندہ فرما ایں زمین مردہ را اے خدا بخشندۂ روزی و جاں شاخہائے خشک را سرسبز کن اے بہارافروز بستان و جناں
چارۂ ما ساز اے بیکس نواز ما ہمہ بیچارہ ایم و ناتواں در جہاں نازل شدہ آفات و بلا فتنہ ہا برخاست شر گشتہ عیاں
قحط و مرگِ عام عالم را گرفت الاماں اے ربِّ اکبر الاماں اے رحیم و اے کریم سرمدی ایں بدی را دور کن از بندگاں
اے خدا اے پاک از لطف و کرم دفع فرما جملہ آفاتِ زماں جنگِ شاہاں ختم کن بر صلح زود باز گرداں در جہاں امن و اماں

هر بلاؤ هر وبا را دور دار   رحم کن بر بندگانِ خستگاں   جمله احباب و عزیزاں را مدام   در پناه و حفظ خود کن شادماں
مومناں را در بس ثابت قدم   بر صراطِ مستقیم اے مہرباں   ایخدا از فضل خود فرما قبول   ایں دعا را از حمیدِ خسته جاں

مبارک باد دیگر که در سنه ۱۳۴۴ھ اکثر عزیزاں و دوستاں که از ایشاں وعدۂ همراه رفتن حرمین شریفین بود و ایشاں بمصلحت خود بے گفت و شنید خاکسار حمید بسفر مبارک حج رسیدند و مرا بگذاشتند بطور شکایت دوستانه نوشته شد۔

دیگر

مبارک مومناں را عید قرباں   بہ تسبیح و بہ تکبیراتِ سبحان   بہ بسم اللہ و ہم اللہ اکبر   فدا سازیم خان و مان و دل و جان
چو جاناں دست دارد جان گرفتن   کنم صد جان بنامِ دوست قرباں   ہزار و سہ صد و چار و چہل سال   ز ہجرت چوں بہ ہند آمد شتاباں
پے حج دوستاں رفتند دلشاد   زہے قسمت خوشے تقدیرِ ایشاں   خرامیدند در میدانِ عرفات   ہمہ مستانِ حق لبیک گویاں
بگردِ کعبہ میگردند عشاق   چو پروانہ بروے شمع قرباں   بسے میدوند احرام بستہ   برہنہ پاؤ سر ژولیدہ مویاں
دریغا من درینجا باز ماندم   رواں شد کارواں در کوے جاناں   رسیدہ محمل یاراں بمنزل   بماندم یکہ و تنہا بمیداں
عزیزاں در سرائے یار رفتند   حمیدِ بینوا در ہند نالاں   حریفاں بادہ ہا خوردند باہم   مرا لب تشنہ اے میگساراں
چہ نام من ز بختِ بد کہ اے وائے   مرا زحمت رسید از دستِ اخواں   مرا بگذاشتند و خود رسیدند   از ایشاں صد فغانم ہست در جاں
چہ شد آں وعدۂ ہمراہ رفتن   کجا سوگندہا و عہد و پیماں   زمانہ شد دگر اللہ اکبر   عجب حیرت عجب قدرت عجب شاں
سزایم زیں سپس حمدِ خداوند   کہ باشد چارہ ساز دردمنداں   سزاوارِ ثنا و حمد بس اوست   لہُ الحمدُ لہُ المدحُ لہُ الشّان
خداوندا توئی خلاقِ عالم   توئی ذی الملکِ و الملکوت سبحان   ترا زیباست یا رب کبریائی   توئی حقا عظیمُ الشّان سلطان
مرا دردیست در دل ایخداوند   توئی آگاہ از اسرارِ پنہاں   ز سوز اندرونم شد دلم خون   دلِ پر خونِ ما را ساز درماں
ندارم طاقتِ ایں درد چنداں   اَغِثنی یا غیاثَ المستغیثان   ندارم جز تو کس فریاد رس بس   تو ہستی ہادیِ گمکردہ راہاں
بماندم باز پس از حج بیت   ز بے مہری و کوتاہیِ یاراں   زمن کردند ایشاں بیوفائی   خلافِ عہد کردند آشنایاں
دغا کردند از من دوستانم   ندارم ہیچ گلہ اکنوں از ایشاں   خطا کردم بر ایشاں تکیہ کردم   ازیں کردن کنوں گشتم پشیماں
از استمداد یاراں توبہ کردم   الٰہی درگذر از جرم و عصیاں   بحالِ خستہ زارم رحم فرما   توئی رحمٰن و ہم حنّان و منّان
بفضل و لطفت اکنوں ایخداوند   حمیدِ ناتواں را کن خراماں   بسوئے خانۂ خود راہ بنما   بطوفِ کعبہ دل را شاد گرداں
وزاں پس روضۂ انور بہ بینم   ز انوارش دلم گردد چراغاں   درونِ روضہ از شوقِ زیارت   روم مانند بلبل در گلستاں
بگرد روضہ از خود رفتہ گردم   چو پروانہ بروے شمع قرباں   بخوانم بر روانِ پاک محبوب   سلام و رحمت و برکت ہزاراں
الٰہی ایں تمنایم برآور   دعایم را اجابت کن باحساں

نامۂ منظوم من الحمید الی الحبیب

وقتیکہ مولوی محمد حبیب الرحمن خاں شروانی رئیس حبیب گنج بھیکم پور ضلع علیگڑھ کہ براقم رابطۂ اخوت و اتحاد دارند بعہدۂ صدر الصدور امور مذہبی مملکت حیدرآباد دکن مامور گشتہ روانہ شدند۔ نوشتہ شد۔ و باخبار دبدبۂ سکندری رامپور۔ مطبوعہ ۱۹ راگست ۱۹۱۸ء طبع گشتہ شائع گردید۔

نخست میکنم آغاز نامۂ منظوم　　بنام پاک خداوند واحد و قیوم
بآں خدا کہ نہ آغاز دارد و انجام　　قدیم و قائم و حی است و لایموت و ینام

قدیر و قادر و خلاق جملہ عالم اوست　　حکیم و حاکم و رزاق جن و آدم اوست
بآں خدا کہ حبیب دل است و راحت جاں　　جمیل و نور جمالش نظر فریب جہاں

بلطف خاص عنایت بدوستان آرد　　چو دوست ورشود باز پس بسے آرد
حبیب دوست محمد رسول خیر انام　　خدائے پاک فرستد بر او صلوۃ و سلام

پس ثنائے خدا و پس صلوۃ رسول　　دعائے نامۂ من سوئے دوست باد قبول
تو اے نسیم سحر در دکن اگر گزری　　اِذَا لَقِیْتَ حَبِیْبِیْ فَقُلْ لَہٗ خَبَرِیْ

ببیں کہ آں بکدامی چمن خراماں است　　کدام غنچہ و گل یار را بداماں است
کدام بلبل خوش لہجہ نغمہ خوان و یست　　کدام طوطی گویا شکر فشان و یست

کدام بنت عنب گشت محرم رازش　　کدام ساقی مہوش شدہ ہم آوازش
کدام مطرب مستانہ شد انیس ورا　　کہ گشت ہمدم خوش شاہد نفیس ورا

تو اے نسیم چو پیچی بزلف مشکینش　　سلام شوق رسان از حمید مسکینش
پیام ما پس ازاں بوفا بگوش گزار　　کہ ہست حال دل زار ماست زار و نزار

فراق روئے تو جانم بقید غم افگند　　آلا کہ نیست مرا سود مند وعظ و پند
تو محو دید گل و بلبل و بہار چمن　　مرا رسید کنوں دست ہیچو تا دامن

تو در حریم دکن بزم عیش آرائی　　مرا جہاں جمال تو گرد صحرائی
ترا خوش است تماشائے شمع و پروانہ　　مرا بس است خرابات و دشت و ویرانہ

دراں زماں کہ تو کردی سفر بسوئے دکن　　بیاد دار جواب سوال دعوت من
نگفتہ کہ من آیم پس دو ہفتہ ضرور　　پس آں زماں بکنم دعوت ترا منظور

مگر بجائے دو ہفتہ دو ماہ شد آیار　　کہ پس ہنوز تو واپس نہ آمدی بدیار
حبیب۔ وعدہ تو یک نشد وفا گاہے　　بلے۔ کہ منزل خوباں ہمیں نہد راہے

بیا بیا کنوں ہم بیا بہانہ مکن　　تو وعدہ زود وفا کن بغیر ہیچ سخن
وگرنہ از دل نالاں برآورم فریاد　　بسوئے آنکہ کند در میان ما و تو داد

بہ آنکہ چوں من بیمار را دوا بخشد　　بہ آنکہ چوں تو دل آزار را بدا بخشد
بہ آنکہ سوئے تو فرمان دہد کہ زود بگرد　　دوائے مرہم زخم دل عزیزان شو

بہار باغ و چمن تاجدار ملک دکن　　پناہ و پشت غریبان و شہریار زمن
خدیو مملکت آصفی حضور نظام　　شہ علو مکان خسرو بلند مقام

محی ملت و دین نائب رسول امیں　　ضیاء شرع مبیں سایۂ خدا بزمیں
بفضل و بخشش و احسان خلیفۂ صدیق　　بعدل نائب فاروق ہست بالتحقیق

بحلم ثانی عثمان بفر و زور علی　　وزیر و اسم مسمے شدا و بشان جلی
بخان خطاب ز شان ہند میدارد　　تفوقے کہ بخانان ہند میدارد

خلوص او بحضور ملک معظم ما　　عیاں شد است باعلان او چو مہر سما
بعہد و وعدہ شہنشاہ را وفادار است　　بملک و مال و سپاہ خودش مددگار است

جہاں پناہ فلک بارگاہ ظل اللہ　　برج چو ماہ بسر کجکلاہ آصف جاہ
بعہد سلطنتش گرگ و میش ہمرازند　　بدور مملکتش بلبلاں بگل نازند

نمیکند بعشاق ظلم معشوقاں　　بحسن و عشق جہاں رابطہ بدوش ہال
پس اے حبیب۔ زیاراں خود مشو غافل　　مباش بیخبر از عدل ایچنیں عادل

خدائے ذوالمنن اورا دہاد عمر دراز　　بتاج و تخت دکن باد دائما ممتاز
کسیکہ حاسد و بدخواہ دولتش باشد　　بقعر نار جہنم سکونتش باشد

بچشم بد چو بہ بیند کسے جمالش را　　زمانہ کور کند چشم بد سگالش را
کمال دولت و اقبال او زافزوں باد　　عروج سلطنتش از قیاس بیروں باد

مراد و مقصد شہ ہرچہ در دلش باشد　　بفضل داور دادار حاصلش باشد
تو ہم حبیب۔ بشاہ دکن عزیز شوی　　بشرط آنکہ۔ تو یار حمید نیز شوی

بہر دو شاہ ترا با وقار و عزت و جاہ　　مدام بر سر تو باد ظل ظل اللہ

تتمہ ایڈریس منظوم کہ از جانب مدرسۂ منظر اسلام اہلسنت بریلی بحضور اعلیحضرت محی الدین والملت حضور نظام آصف جاہ سابع فرمانروائے حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن روانہ کردہ شد و بر آن مبلغ دو صد روپیہ ماہوار وظیفۂ مدرسۂ منظر اسلام مذکور از پیشگاہ حضور خسرو دکن مقرر گردید وہو ہذا۔

مرحبا اے مسند آرائے سریر سروری — مرحبا اے آفتاب آسمان برتری
مرحبا اے نور بخش تاج و تخت و جام جم — مرحبا اے یادگار نامداران جری
مرحبا اے جانشین آن نظام نامور — آنکہ نامش کرد شیراں را چو میش بربری
مرحبا اے از تو رونق یافتہ صد کر و فر — شان دارائی و فر و شوکت اسکندری
تا نشستی بر سریر تخت دکن با آب و تاب — بر سپہر ملک دکن پرتو فگن شد مشتری
خانخانان آصفیہ عثمان علیخان حکمراں — اختر بخت سکندر یا کہ ظل داوری
ذات با برکات تو واللہ ظل اللہ ہست — رحمت حق دادہ است بر خلق سایہ گستری
ہادی شرع مبین حامی دین متین — ای امیر المومنین تو نائب پیغمبری
نیست تا اقصائے مشرق چو تو شاہ علم دوست — اے نظام الملک الملۃ تو یکتا گوہری
چشمہ ہائے علم از فیض تو شد ہر سو رواں — اے بہا کردین و دنیا تو شہ دین پروری
تا تصدق پاس مثل علم مشہور کرد است — خسروا مصداق ایں فرمودۂ پیغمبری
بالیقین ہستی تو از صدیق اکبر یادگار — زینت در علم و فضل و ہنر کاملتری
کردہ آغاز یونیورسٹی عثمانیہ — مرحبا اے محسن قوم و زبان مادری
از فیوض تو مبارکباد قوم ملک را — ایں بنائے درسگاہ علم اردو دری
از فروغ علم از روئے معلیٰ اے کریم — میسزد زیبد نازد چو رفیع اکبری
حق تعالیٰ عمر تو چوں خضر گرداند دراز — زیر ظل تو بیالد درسگاہ خاوری
درسگاہ داریم شاہا منظر اسلام نام — تشنگان علم را چوں آب حیواں شکری
منبع او در بریلی زیر ظل فاضلے — آنکہ مثلش نیست در اقلیم خشکی و تری
فاضل یکتا و نام نامیش احمد رضا — در رضائے احمد مختار از دنیا بری
وارث علم نبی دانائے قرآن و حدیث — از روشش احیائے سنت گشت و رد مفتری
در بنائے منظر اسلام آں علامہ — سعی مشکور را بجا آورد از دین پروری
آل و مال و حال و قال و کرد وقف راہ دیں — چارۂ بیچارگاں تا کرد آں مرد جری
وارث علمش بود حامد رضا خان خلف — گام بر گام پدر بنہاد در دانشوری
پرتو احمد چو بر جان و دل حامد فتاد — کرد دور احیائے علم آں ہم بیانش مظہری
اہتمام مدرسہ اکنوں بدست او دست خاص — ہست تابان منظرش زین کہ ماہ و مشتری
اہلسنت است دار العلم یکتا او فقط — بر صراط مستقیم و ملت پیغمبری
مجمع طلاب چوں پروانہ ہا بر گرد شمع — دائما مانند دراں در حاصل دانشوری
یا کہ چوں انجم بگرد ماہ تاباں حلقہ زن — بہر کسب فقہ و تحصیل علوم ظاہری
روز و شب باشند در قال اللہ و قال الرسول — نغمہ شاں میرسد بالائے چرخ چنبری
جز بتعلیم و تعلم کار ایشاں ہیچ نیست — لیک در تبلیغ دین باشند تصویر از منبری
آہ از بیمائیگی شاہا کہ خاطر جمع نیست — کار از دست تہی ناید بجز حسرت خوری
گرچہ ما را نیست ننگ از فقر ہرگز اے کریم — ہست از الفقر فخری فقر ما در فاخری
ہاں مگر بے استطاعت کرد نتواں ہیچ کار — کار دنیا باشد و یا دین تو خود دانا تری
پس گروہ بینوائے طالبان علم دین — بر در دولت سرایت میرسد از ابتری
شیئاً للہ اے کریم از خوان نعمائے کرم — کاسہ لیسان شریعت را باحساں بنگری
وارثان انبیا پیش تو حاضر آمدند — گر شناسی قدر ایشاں قدر خود از حق بری
من کہ ہاشم مدح خوانت اے شہ عالی ہمم — نام من عبد الحمید است و خطابم چودھری
خادم ناچیز مہتمم منظر اسلام را — ختم سازم تا برعایت نیست کارم شاعری
سالہا ما فی سریر سلطنت را جلوہ گر — بر سرت دائم درخشاں باد تاج قیصری
صبح ہر کامت بکام و بادۂ عشرت بجام — الغرض ایام رام و عون حق در یاوری

تمت

فی المراثی از حمید سہاوری

آسماں راحت بود گر خوں ببارد در جہاں
سرورِ عالی رئیسِ نامور با عز و جاہ
بود سرتا پا مجسم خُلق با مہر و کرم
از لبانِ او تبسّم دائما ظاہر شدے
ہر کہ پیشش می‌نشستے خنداں شدے بے اختیار
از جبینش آشکارا بود حُسنِ یوسفی
حیف رفت از بزمِ ما آں شاہبازِ ملکِ قدس
روضۂ کاں بود ورشکِ بلبل و گل خندہ زن
یادِ آں سروِ سہی از دل نمیگردد بروں
چوں ندیمانِ جزیمہ مدتے با یکدگر
آخر از دورِ زماں چوں تفرقہ بر ما فتاد
اے نسیمِ صبحدم بگزار بر خاکش قدم
بعد اہدائے سلامم ایں پیامم باز گو
تا بہ اذنِ تو برائے دیدنت حاضر شود
در فراقت ناشکیبا گشتہ است و ناصبور
سیر گردیدست اکنوں از حیاتِ بے ثبات
اے برادر برکشا از رخ نقاب و حرف زن
اہلِ بزمت از سکوتِ تو پریشاں گشتہ اند

بر وفاتِ آں اخیّ من عزیز اللہ خاں
خانِ والا شاں دواکش دلِ خستہ و لال
ہمچو نامِ خود عزیزِ خاطرِ پیر و جواں
در تکلم تنگِ شکر بر فشاندے از دہاں
روئے خویش چوں گلِ خنداں بہ گلزارِ جہاں
پاک صورت پاک سیرت چوں دلِ صاحب دلاں
سر کشید از خاکدان و کرد بر عرش آشیاں
آہ شد یکبارگی پامال از بادِ خزاں
شد دو چشمِ ہمچو نیساں در فراقش خونچکاں
مجتمع بودیم تا کردند ذکرش و ستاں
گوئیا ما و عزیز آنے نہ کردند اقتراں
بر روانش و سیدم اول سلام از من رساں
بر درت از دیر استادہ حمیدِ ناتواں
کے رود بے اذن کہتر در حریمِ مہتراں
می زند لبیک پیہم نامِ تو ورد زباں
یک نظر بردار سویش اے مسیحائے زماں
تا کہ از سحرِ بیانت بر فزاید تو رجاں
شیئاً للّٰہ ہیچ فرما از لبِ گوہر فشاں

آه واویلاه از بے مهری گردونِ دوں / کانچناں ماهِ درخشاں را فرو برد از میاں
یک ہزار و سه صد و ہم سی و نه چوں در رسید / سال ہجرت از رسولِ خاتمِ پیغمبراں
روز شنبه بست و یک شعباں بین المغربین / کرد از دنیا سفر آں شهسوارِ زود راں
گفت سالِ عیسوی استاد جعفر از حمید / رفت نامی چودهری صاحبِ عزیز الله خاں
رحمتِ حق باد بر قبرے سایه افگن تا قیام / جنت الفردوس باد آرامگاهش جاوداں

دیگر

آں عروسِ حمید بے کینه / مونس و غمگسار دیرینه
محرمِ راز و ہمدم و ہمدرد / وقتِ بیچارگی مدد میکرد
مخلص و جاں نثار و شیدائی / یار و غمخوار وقتِ تنهائی
حافظ و قاریِ کلام الله / زائرِ روضهٔ رسول الله
رفت از اذنِ من سوئے بطحا / تا بجا آرد او مناسک را
بعد ادائے فریضهٔ حج آں / مبتلا شد بعلتِ سرطان
آں علالت برو طوالت کرد / واں طوالت درو ملالت کرد
چوں بشوقِ زیارت آں ممتاز / بود بیتاب از زمانِ دراز
درہماں حالت آں جگر خسته / رختِ غربت بطیبه بربسته
از صعوبات و رنجِ راهِ دراز / خسته تر گشت با نوئے جاں باز
بمدینه رسید و خرم شد / روضه را دید و چشم پرنم شد
چوں مشرف شد از زیارتِ شاه / ختمِ قرآں که داشتے ہمراه
با صلوٰة و سلام کردش پیش / که ہمیں است ہدیهٔ درویش
بعد ازاں گفت یا رسول الله / روزِ محشر مرا شفاعت خواه
کمترینانِ امتت ہستم / خواستگارِ شفاعتت ہستم
راست نا مد ز من شها کارے / لطف فرما بایں گنهگارے

چونکه لطفت شود حصار مرا — رحمتِ حق بود نثار مرا

آرزو دارم اے رسولِ کریم — که بروزِ جزا بدارِ نعیم

خادمه نزدِ فاطمه باشم — کفش بردارِ سیّده باشم

چوں شود نورِ فاطمه پیشم — پس ز هولِ لحد چه اندیشم

نیز میخواهم از خدائے احد — که مرا نزدِ شوهرم ببرد

تا ببینم رخش دگر یک بار — بعد ازاں مردنم ندارد عار

چوں چنیں گفت با نوا ز خسرو — گشت الفا بره که زود برو

بعد گفت و شنود آں مودود — از مدینه مراجعت فرمود

بعد قطعِ منازلِ بسیار — بوطن در رسید آخر کار

چوں مرا تار داد از جدّه — که همی آیم از سفر خسته

من رسیدم به بمبئی پویاں — وز جهاز آوریدمش لرزاں

چوں مرا دید اشکباری کرد — مضطرب گشت و بے قراری کرد

گفتمش چیست حالِ تو ابتر — که ترا بینم اینچنیں مضطر

گفت از من که اَلسَّلامُ عَلَیکَ — روح و قلبی فِداکَ بُنیَّ یکَ یکَ

از فراقِ تو گشته ام رنجور — لِلّٰه الحمد و یدمت مسرور

شد تمنّائے دل مرا حاصل — که ترا دیدم و شدم خوش دل

گر تو بودی بحج مرا همراه — رحلت اینجا نکردمے والله

گشتمے دفن در مزارِ بقیع — تا که بودے مرا رسولِ شفیع

یاد تو در وطن کشید مرا — جانم اکنوں بلب رسید مرا

نیست امید زیستم باقی — جز دمے چند نیستم باقی

از تو رخصت همی شوم بارِله — یادم آور بفاتحه گه گاه

گفتمش آه ایں چه میگوئی — بے منِ بینوا کجا پوئی

گر روی از برم تو اے دلگیر — من هم آیم پسِ تو بے تاخیر

بیتوام قدرِ زندگانی نیست — زندگانیم جاودانی نیست

گفت زنهار این مگو از من — دل تو شاد و چشم تو روشن

باد عمرِ تو ہمچو خضر دراز — من نمانم تو مانی اے ہمتاز

تا رسی گاه گاه بر خاکم — فاتحه خوانی و دعاے ہم

چون به بالینم آئی اے خوش حال — من رسم از فلک به استقبال

از لقاے تو شادمان باشم — وز دعاے تو کامران باشم

این سخنها بگفت و شد خاموش — سیلِ خون راندم از دلِ پرجوش

آخر آن زائرِ حریم خدا — گفت لبیک داعیِ حق را

جان فدا کرد فی سبیل الله — یافت عزِّ شهادت آن ذی جاه

جان شیرین براهِ مولےٰ داد — رحمتِ حق برو هزاران باد

سه صد و یک هزار و پنج و چهل — سال ہجرت چو آمد اے عاقل

بست و نه از ربیع اوّل بود — پنجشنبه بوقت صبح نمود

رفت روحش به اوج علّیین — من درینجا بماندم-آه-حزین

ملهمِ غیب از سرِ الهام — رفت در جنت او بگفت کلام

وائے صد وائے اے دلِ ناشاد — حیف صد حیف خانه ام برباد (سنہ ۱۳۴۵ھ)

آه صد آه-حیف و واویلا — که بماندیم یکّه و تنها

هیچ غمخوار ما نه باقی ماند — جز خدا یار ما نه باقی ماند

جمله یاران و دوستان رفتند — غمگساران و همدمان رفتند

لیکه رفتند همرهان بشتاب — ما هم اکنون شدیم پا برکاب

دار دنیا سرائے بس فانیست — هرچه در ویست هیچ و بے معنیست

پس منه دل برو و حمید یک آن

فهم کن - کلُّ من علیها فان